بعون صانع بیچون و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

ساتوان دیوان فصاحت نشان بلاغت عنوان مشتمل مضامین محاورات بے نظیر اعنی

کلیات میر

من کلام بلبل بوستان سرائی گلشن قدس ملک الشعرا میر تقی صاحب میر رحمۃ اللہ علیہ

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع پہنچا اور مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد در منقبت وغیرہ

جب سے خورشید ہوا ہی چمن افروز حمل
رنگ گل چھلکی ہی ہر پات ہری ہر...

وقت وہ ہی کہ زبس شوق سی ہر چشم بلبل
خوبی دلکش گل دیکھنی کو...

جوش گل یہ ہی جہاں تنک کری ہی کام نظر
لالہ و نرگس و گل سی ہین بھری دشت...

لطف و بید گی مست یہ چہ کہ ہین شیشی ہین
سبزہ غلطان ہی لب جو پہ کہ خا...

چشم رکھتا ہی تو چل فیض ہوا کو تنک دیکھ
نرگس و گتی ہی جہان تھی ہا...

سیر کر تازگی و خرمی و شادابی
خشک بھی شاخ نی اب سبز نکالا...

خون خمیازہ کش عاشقی و نیچہ گل
... ونون نکلی ہین تہ خاک سی...

وقت ہی اے نصیری کی مدد کا پاشاہ | روز و شب ہنستی ہی اس موذی سے ہی جنگ وجدل

مطلع ثالث

ایکہ اک تو ہی ہوا عالم اسرار ازل | ایکہ سو جان سے عاشق ہی ترا حسن عمل

تیری وہ ذات مقدس ہی کہ تعبیر ہو دم | منہ سے ناخواستہ بھی صل علی جاوے نکل

تیری درگاہ میں جبریل کی پر کیون نہ جلین | سینہ ہی نور جلالی خدا عز و جل

دور از بسکہ کھنچا عرش سے رتبہ تیرا | حرف تیرا ہی تری شیعونکی وحی منزل

مرحبا شاہی تری صل علی جاہ تیسلے | کہ ہوا تخت ترا دوش نبی مرسل

فرش ہونا ترے زائر کا سعادت تہی وے | کیا کرے جا درِ مہتاب کہ تہی مستعمل

وہ نخستین خرد اے عالم اسرار اللہ | ہاتھ جسکو گئے در کی کامل اکمل

آخر اب آکر ترے درس میں یہ نکتہ کھلا | ناقص محض چلا جاے تہا عقل اول

جی میں گذری ہی تو نکلی ہی ترے درس کی بحث | معنی تازہ سے بدلا ہوا لفظ مہمل

زعم بدعت پہ جب آوے تری طبع اقدس | کیا عجب شعلۂ آواز سے جل جاے رسل

لقمۂ ظلم نہیں پہنچا عدالت میں تری | باز نکلی ہوئی چڑیا کی تئین دیوے اوگل

حالت نزع میں گر نام زبان پر ہو ترا | یک رمق جان حیات ابدی سے ہو بدل

بسکہ غالب ہی ترا سعد ستارا ہی عجب | پہنچے گر حشر تلک نوبت شاہی زحل

مطلع رابع

۳

قصیدہ در مدح حضرت مرتضی علی علیہ الصلوۃ والسلام

اک شب کیا تھا یاد مین تری زلف کا خیال
ایسا کہ ہے دشمنی مین مری مرا بال بال
مین مرگیا فراق مین پر اب یہ کیا ہے ظلم
چھٹی گڑی ہے سامنے مری حسرت وصال
جنبش ہوئی مژہ کو اودہر گرد گئی سنان
ابرو ہلا رہی کہ اودہر کٹ گیا ہلال
آتا ہے یاد قیس بہت اب کہون یہ تک

گرکی سر گوشی جسے چھوٹتی ہین بھاگی ہوئی — آتی ہے غیب سے آواز ہوا وہ فیصل
یہ ہے یا خالی ہے میدان مگر اسکی تیغ — اژدہا ہو کہ گئی خلق کو یکدم مین نگل
کیا بیان کیجے اب لشکر اعدا کی معاش — منجمد خون ہے وہان زخم کا ہیگا دلدل
چھوٹتے ہین زخم سے ہر ایک کی فوارۂ خون — ہر طرف دشت مین جاری ہے لہو کی جدول
سرخ ہے چشم شجاعان نظر آتی ہے — خون سے مسلخ قصاب کی خاک مقتل

قطعہ

کیا لکھون اسپ سبک سیر کی اوسکی تعریف — ادہر خامہ بھی لکھتے ہوئے جاتا ہے اوچھل
جب عنان اسکی او چک لیتا ہے اوسکا راکب — جلدی ہو یہ مین پھلاوے ہے کیا کیا چھل بل
اس فلک سیر کا میدان مقرر ہیگا — تنگ ہو ہوگی یہی اثناے ابد اور ازل
آ گیا اس مین نظر جاتا کسو شخص کو تو — مارتی بل کے گیا اوسکو چھلاوا اس اچھل
قابو پانی کی یہ اسکی سوار اوسپہ سدا — کہتے ہین مدعی اس اسپ کے تئین پاؤن چل
راکب اوسکا کرے ہے سنکر تبسم یہ بات — یعنی ان کیدیونکی کچھ ہے دماغو نمین خلل
جان یہ ہے کہ گھوڑے مین کہ تا روز جزا — گرد کو اسکی نہ پہونچی گی کبھو اسکی اجل
اک مصور نے اوسے دیکھ کے دوڑایا خیال — دیکھون اس باد کی مجھسے بھی سکی شکل نکل
سر و سینہ کو کمر تک تو بنایا رکھہ ہاتھ — اوڑ گیا صفحۂ کاغذ پہ سے چھوڑتی ہے کفل

قطعہ

قطعہ

کب تک صفت بتون کی خدا سے تو خوف کر — اے طبع رہ نہ اتنی بھی پابند خط و خال

پڑھ منقبت نہ شاہ کی جس سے نجات ہو — وہ شاہ جسکی ایک گدا کو ہے یہ کمال

بخشش سے جسکی حرف طلب محو ہو گیا — گم اسکے وقت مین ہے بہت لفظ سوال

ہے صحن اسکی مطبخ عالی کا کاسہ لیس — دستار خوان کا اسکی ہے حاتم اگر شمال

آوے اگر عطا و کرم پر وہ ایک دم — خسرو کی ہفت گنج تو پھر کیا ہین جز زوال

کہتا ہون اب مین مطلع ثانی کہ ہوون پتنگ — وسعت رکھی ہے بسکہ یہ میدان قیل و قال

مطلع ثانی

اے نائب مصاحب دادار بیمثال — وہ ہے مشورت شریک خداوند لایزال

تو ہے کہ تیرے عدل کی نظم و نسق کو سُن — اوٹھ جاے دفعةً ہی مزاجون سے اختلال

قطعہ

چاہے خدا نخواستہ اسکا اگر تو رزم — تو منحرف مقام سے ہو خط اعتدال

شاہا ترا غلام ہو ایک اور ایکطرف — سنگین ہو فوج دشمن اگر کوہ کی مثال

تیر و کمان کو ہاتھ مین لے جب سنبھال کر — ہے اسکو اپنے زور شجاعت سے یہ کمال

جس دم کہ زور بازو سے آ کر لگا دے تیر — سہو ٹین و سار ہو وین اگر آہنین جبال

چٹکی سے اسکی ہو کے جدا تیر پر لگائے — جو اسکے سامنے ہوا سے اک کے لاگی بہال

قطعہ

قصیدہ در مدح حضرت امام نقی علی علیہ الصلوٰۃ والسلام

زخم اسکی ہاتھ کا جو لگی یہ نخو کبھی	مٹ جای کائنات مگر تب ہو اندمال

قطعہ

تر ہوگئی ہے بسکہ لہو مین گل زمین	گر خشک ہو وہی خاک کہین بعد ماہ و سال
ہو پھر گذار باد صبا سے یہ وان کا رنگ	اوڑتا ہے جیسے ہولی کی ایام مین گلال
میلان طبع مطلع ثالث کی اور ہی	تاخیر پر قصیدۂ غرا کا ہو مآل

مطلع ثالث

لائق تری صفت کے صفت میری ہے محال	آشفتہ طبع شاعر خستہ کی کیا مجال

قطعہ

تو وہ در مدینۂ علم علیم ہے	جس شخص کو نہ آوے الف بی تی دال ذال
آوے تری جناب مقدس مین ایکدم	کرتی ہین وان تو وقت سبھی طرز کی مقال
عالم ہو اسقدر کہ بیان کیا کرے کوئی	پھر بحث اوس سے عقل فلاطون پہ ہے وبال
لیتے ہین تیرے گھر سے گدا پوست تخت فقر	پاتے ہین تیرے در سے شہا مکنت و جلال
جب تک جیون ہین دلمین مرے آرزو ہے یہ	ہون سر سے تیرے زائر درگہہ کا پایمال
پھر بعد مرگ حوض پہ کوثر کے یا علی	جا گہہ مری ہو حشر کو تیری صف نعال
جب ہون مین گرم راہ تری سائے مین شہا	ہوجائے سرد آتش دوزخ کی اشتعال

چشم طمع کو سی لی ہاتو کہ جیتی جی	سر پہ ہوئی ہین لسکہ الم سی مری عظام
اے طبع اتنی ہرزہ درائی جو بس کی طرز	اس گفتگو کا فائدہ کہہ حاصل کلام
یعنی امیر شاہ نجف کی صفت پر آ	وہ شاہ جس پہ ساری کملات ہین تمام
وہ شاہ ہی کہ بعد نبی کی وہی ہی پہر	وہ شاہ ہی کہ حق ہی وہی اولین امام
گرچاہی دل گرفت جہان مین نہو کوئی	کر دی یہ تنگ غنچہ پیکان کو ابتسام
ورنہ شگفتگی یہ بلائی عظیم ہی	چہوڑی نہ زخم سینۂ عاشق تک التیام

مطلع ثانی

شاہا تری گدا کا ہی مشہور احتشام	شاہان سرفراز سب اوسکی ہین بی نام

قطعہ

ہو اسپ پر سوار کری عزم جنگ اگر	میدان کارزار مین اودی ترا غلام
جولان کری جدہر کو ہر اوس طرف خاک	اوڑ جاے خاک اودہر کی جدہر کو پہیرے لگام
پامال اسقدر ہون کہ معلوم ہی نہون	افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام

قطعہ

شمشیر اسکی خرمن اعدا کی ہی جو برق	آوی گر اسکی ہاتھ مین یک لحظہ بی نیام
ہل جاے اور ٹہک صف اعدا کی اور کو	بی سر ہین پہیر تو مدنظر تک بدن تمام

مطلع ثالث

تو ہی کہ ساری خلق پہ تیرا ہی فیض عام
توہی کہ تیری مہر کی سایے مین روز حشر
محفوظ آفتاب قیامت سی ہون انام

قطعہ

یعنی کہ دیکھیون حضرت دہلی کی جا نواح — معلوم ہی سوا تری حاصل کلام
ہرگز نہو حلال عدو پر تری خوشی — ہو وے تمام تیرے محبون پہ غم حرام

قصیدہ در مدح امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

فلک کی جور و جفا نی کیا ہی مجکو شکار — ہزار کوس پہ ہی جا ہی اک تپیدن زار
خراب کوہ و بیابان بیکسی ہون مین — برنگ صورت جرس ہر طرف ہی سیر گذار
بغیر خوردن خون کب خمار ٹوٹی ہی — سوائی گریہ صبح ابکہان ہی آب خمار
نگین نہ داغ سو کیون پیکی سیر سینہ پہ — نمک نہین نظر آتا بجز رخ دلدار
سو وہ بھی دیکھنا نہین ہی کہ گھر بیٹھو — نگر ہون ہند مین رسوائی کوچہ و بازار
سوائی نالۂ جان سوز کون ہی دلسوز — بغیر آہ سحرگاہ کون ہے غمخوار
جنون مین جیب سی خوش تر کیا لباس عریانی — نہین ہی دامن صحرا مین تب سی مجکو قرار
ہمیشہ ساتھ ہی دامن سوار خاک کون گی — مگر کہ خاک فنا سی بنا ہی سیر اغبار
عجب ہی مجکو جو تو دیکھنی نہین آتا — رہا ہون ایک تری ٹھوکرون کا مین بیمار
ہوا ہون جور فلک سی نیشہ ہی زار و نزار — ہو تجھ پہ یا خلف الصدق حیدر کرار
شہا غلام کو تیری یہ زور بازو ہے — کہ وقت جنگ جو لیکر کمان کو ہو وے سوار

قصیده

بسر دهری شیرین بکینهٔ خسرو — بگرم جوشی فرهاد و سختی کهسار

بعشق دیر بطوف حرم بسعی تمام — بلوح مشهد عاشق بسوز شمع مزار

بآب و رنگ گلستان به بیکسی اسیر — که اسکو کنج قفس هی رهی هر باد بهار

بساغر مے گلگون بہ توبۂ سنگین — بدلنوازی ساقی بابر دریا بار

بدستگیری چاک و بہ بیقراری جیب — بسینه کاوی دشنه بزخم دامن دار

بحیرت رخ جانان بچشم واماندہ — بسعی باطل ناخن بعقدهٔ دل کار

بہ قلقل و بہ سبو و بلغزش بر دم — بہ مستی مئی ناب و بخاطر هشیار

بہ بیچ گوئی بیتابی و بہ بی خوابی — بکم زبانی صبر و بدیدهٔ بیدار

بدیر و برهمن و کفر و باصنم گوئی — بشیخ و مسجد و تسبیح و رشتهٔ زنار

بسیل خانه خراب و بلوازی مجنون — بجگر گہ جرگه غزالان بدیدهٔ خونبار

بخوشه خوشه سرشک بدارسیت مژه — بقطره قطره شراب و بجام دست یار

بضعف جسم نزار و بطاقت سرکش — بجان عاشق مسکین که یار پر نثار

بخاک عاشق خانہ خان که باد صبا — نهین دکھاتی اسے بعد مرگ کوچهٔ یار

باضطراب چراغ و به تیمنی نسیم — بخاطر دل آخر او سحر هی بیزار

بدور گردی رنگ قبول و یاس دعا — باعتراز اجابت بحلقهٔ اذکار

تو مرجائیگا یون تو رکتے ہی رکتے — کہ اندوہ و غم آفت ناگہان ہے

غزل لطف کر میر صاحب کی کوئی — کہ انکی زبان بیچ سحر بیان ہے

کہا مین تو مطلع غزل کا یہ سنکا — کہ ہر طرف سے جسکی تو ہو روان ہے

مطلع ثانی

ترے ہاتھ جبتک کہ تیر و کمان ہے — شکار زبون کی بہی خاطر نشان ہے

کہے ہے کہ تو شکل نقشہ الی ہون انکے — مرا جسم اس لطف سے ناتوان ہے

تری اور اسے سادہ رو عبد ہیر — مرا نامہ نوشتہ ہر استخوان ہے

نہ پوچھ اس طلسمات عالم کی صنعت — کہ اس آشکارا مین کیا کیا نہان ہے

خوشا مرگ بلبل کہ سائی مین گل کی — کہین ہشت پہ بہ کہین آشیان ہے

لگی ہو نہ اب عطر دان اسکے منہ کو — نہ اس بوئی خوش ساتھ گل کا دہان ہے

غرور و خرابات چل شیخ دیکھین — جو تو رسا بچہ تو سو پیر مغان ہے

کہ خانواد کہ تھی یان کیسے کیسے — خرابا ہی ہی جب تلک یہ جہان ہے

دم امتحان میر ہم کیا کرین گے — ہماری گرہ مین تو اک نیم جان ہے

چلی ہی طبع مشتاق وصف بتان پر — کہ غم انکا دل مین مری میہمان ہے

یہی شغل ہین خوب پیش فقیران — کہ ذکر خدا ہے کہ وصف بتان ہے

بہت ہرزہ خوان ہوگیا ای میر تو بھی	وظیفہ ترا کیا یہہ ذکر بتان ہے
جو مرکوز خاطر ہی او سپر بھی آجا	فراغت کا عرصہ یہی یک زمان ہے
سن ای ہمنشین شخص غائب کی خاطر	یہ مطلع کہ مطلب سے جو ترجمان ہے

مطلع ثالث

قلم چل ابھی چلتی تیری زبان ہے	کہ یہہ بات کہنے کی فرصت کہان ہے
ولیکن تجاوز نہو وے ادب سے	کہ ممدوح اب شاہ ہندوستان ہے
دماغ اب نہین ہے جو تمہید کرے	کہ کل رات ہے اور یہہ داستان ہے
بھٹکتی تیری کبھی یہہ دل چاہتا ہے	تری شکر نعمت مین قاصر زبان ہے
ترا عہد یکسر خوشی ہے جو ہے سب	گنہگار سا ایک غم جھوٹ شان ہے
تری یان ہے سب راستی و درستی	مگر یا صدق سچ کا یہ خاندان ہے
زیارت کبھی صدق آتا ہے جسکی	ترا جبہہ سا آستان آستان ہے
لکھی کیا شہا کوئی ہمت کو تیری	جہان صبح اس خوان پہ یہہ نان ہے
زیادہ ہو یہہ وسعت رزق تیری	کہ مشرق سے تا غرب دستارخوان ہے
کری ہمسری کیا وہ خورشید او یہ	فلک پاس کیا ہے یہی ایک نان ہے
تری ہاتھ کی ریزش جود آگے	خجالت سے یہہ ابر قطرہ زنان ہے

مطلع رابع

قطعہ

جو میدانمین جنگ کی ہو یہ اشہب
تو گھوڑا نہ کہیو کہ پیل دمان ہے

لگی گر کہین ٹاپ طبق زمین پر
فلک صدمہ سے آنسو کے مکان ہے

دعا پر کرون ختم اب یہ قصیدہ
کہانتک کہون تو جنین ہے چنان ہے

رہے وقت ایسا ہی روز جزا تک
کہ جو دوست تیرا ہے تو شادمان ہے

تری عمر ہو میری طول امل سے
کرم کا سا سر رشتہ اک تیری ہان ہے

قصیدہ در مدح آصف الدولہ بہادر

رات کو مطلق نہ تھی یان جی کو تاب
آشنا ہوتا نہ تھا آنکھو نسے خواب

لوٹتا تھا سوز غم سے آگ مین
دل جگر سکتے تھے دونون جون کباب

ہر زبان تھی ساتھ اپنی گفتگو
کیا کرون شعر اور مین دونون خراب

تھام کر شیوا جنون کا اوٹھ گو
بیٹھے بیٹھے کھینچئے کب تک عذاب

جا لگی سکے در اور پر کون سے
لیجئے کس کو کون ملنے کا ہے باب

لے جوانی سے پھری پیری تلک
امتحان مین آ گئے سب شیخ و شاب

ناگہان مجھسے لگا کہنے سروش
رہگذر سے لطف کی کر کر خطاب

ہے کریم اب بھی وزیر ابن وزیر
آصف الدولہ فلک قدر و جناب

آسمان زینہ ہے جس کا آستان
تا ز کر طالع یہ جو ہو بار یاب

مطلع ثانی

گرد اس لشکر کی گر ہووے بلند — پھر زمین و آسمان مین ہووے حجاب

جاوے دشمن جون سگ پا سوختہ — وقت گرگ و میش کی منہ پر نقاب

داوری و منصفی سن دلبران — چھوڑ دین عشاق پہ کرنا عتاب

رفع بدعت چاہوے تو پھر کیا مجال — اٹھہ سکے جو نغمہ چنگ و رباب

منع مے ہووے تو پھر قدرت ہے کیا — جو گلی سے شیشی کی اوتری شراب

بحر کیا ہے جو کرے تجھ سے سوال — کوہ بڑی حلم کا کیا دے جواب

خوبیان ہین خوبیان سر تا قدم — تب کیا صانع نی تجکو انتخاب

لطف طبع صاحب مجلس کہون — یا لکھون پاکیزہ اس صحبت کا داب

نکلی مستعمل نہایت ورنہ شب — چاندنی کی جاے بچھتی ماہتاب

گر نہو ممدوح علم ظاہری — پر نہین ہوتی ہے بہرہ راے صواب

جو کہے تو چاہیے وہ لکھہ رکھین — حرف ہر یک تیری منہ کا ہے کتاب

کر دعا پر میر اب ختم سخن — تو کہے جو کچھہ کرے حق مستجاب

زیر دست اسکے رہین گردن کشان — تا قیامت وہ رہے مالک رقاب

دوست اسکے جوش زن جیسے محیط — خاک بر سر مدعی جیسے سراب

قصائد تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تھا مستعار حسن سے اوسکے جو نور تھا
خورشید مین بھی اوس ہی کا ذرہ ظہور تھا

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالے سے شور نشور تھا

پہنچا جو آپ کو تو مین پہنچا خدا کے تئین
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

مجلس مین رات ایک ترے پرتوے بغیر
کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بے حضور تھا

منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا
اوس رند کی بھی رات گذر گئی جو عور تھا

ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے سپہر
اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

اسکا منہ دیکھ رہا ہون سو وہی دیکھون ہون	نقش کا سا ہی سماں میری بھی حیرانی کا

بت پرستی کو تو اسلام نہین کہتے ہین
معتقد کون ہی میر ایسی مسلمانی کا

جامۂ مستیٔ عشق اپنا مگر کم گھیر تھا	دامن تر کا مرے دریا ہی کا سا پھیر تھا
دیر مین کعبی گیا مین خانقہ سی ابکی بار	راہ سی میخانی کی اوس راہ مین کچھ پھیر تھا

بلبلون نی کیا گل افشان میر کا مرقد کیا
دور سی آیا نظر تو پھولونکا اک ڈھیر تھا

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو اون نے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے	آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا
کبتک تظلم آہ بھلا مرگ کے تئین	کچھ پیش آیا واقعہ رحمت کو کیا ہوا
اسکی گلی مین ایسی گئے دل سی ہمنشین	معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا
بخشش نی مجکو ابر کرم کی کیا خجل	اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف	اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

کام ہوئے ہیں سارے ضائع ہر ساعت کی سماجت سے
استغنا کی چوگنی ان نے جون جون میں ابرام کیا

ایسے آہوئے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے تجھکو رام کیا

میر کے دین مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو
قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا
جمال یار نے منہ اوسکا خوب لال کیا

فلک نے آہ تری رہ مین ہمکو پیدا کر
برنگ سبزۂ نورستہ پایمال کیا

رہی تھی دم کی کشاکش گلے مین کچھ باقی
سو اوسکی تیغ نے جھگڑا ہی انفصال کیا

مری اب آنکھین نہین کھلتین ضعف سے ہمدم
نہ کہہ کہ نیند مین ہے تو یہ کیا خیال کیا

بہار رفتہ پھر آئی ترے تماشے کو
چمن کو یمن قدم نے ترے نہال کیا

جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہے وہ زلف
کسو نے حشر کو ہمسے اگر سوال کیا

لگا نہ دل کو کہین کیا سنا نہین تو نے
جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

دیکھے گا جو تجھ رو کو سو حیران رہے گا
وابستہ ترے مو کا پریشان رہے گا

وعدہ تو کیا اوس سے دم صبح کا لیکن
اوس دم تئین مجھ مین اگر جان رہے گا

منعم نے بنا ظلم کی رکھ گھر تو بنایا
پر آپ کوئی رات ہی مہمان رہے گا

دیکھا نہ ادہر دور سے بھی منتظرون نے
وہ رشک مہ عید لب بام نہ آیا

سو بار بیابان مین گیا محمل لیلی
مجنون کی طرف ناقہ کوئی گام نہ آیا

اس رنگ سے جھمکے ہے پلک پر کہ کہو تو	ٹکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری کا
کل سیر کیا ہم نے سمندر کو بھی جا کر	تھا دست نگر پنجۂ مژگان کی تری کا
لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام	آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

منہ تکا ہی کرے ہے جس تس کا	حیرتی ہے یہ آئنہ کس کا
شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے	دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
تھے برے مغبچوں کے تیور لیک	شیخ میخانے سے بھلا کھسکا
داغ آنکھوں سے کھل رہے ہیں سب	ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا
بحر کم ظرف ہے بسان حباب	کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا
فیض اے ابر چشم تر سے اٹھا	آج دامن وسیع ہے اس کا

تاب کس کو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

وہ اک روش سے کھولے ہوئے بال ہو گیا	سنبل چمن کا مفت میں پامال ہو گیا
الجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اس کے عشق میں	دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

تا بلد ہو کوئی رہ عشق مین پوچھے تو کہین — ہمرہ خضر کو یان کہتے ہین گمراہ سنا

کوئی ان طورون سے گذری ہے ترے غم مین مرے — گاہ تونے نہ سنا حال مرا گاہ سنا

خواب غفلت مین ہین یان سب تو عبث جاگا میر
بے خبر دیکھا اونہین مین جنہین آگاہ سنا

جب جنون سے ہمین توسل تھا — اپنی زنجیر پا ہی کا غل تھا

بستر اپنا چمن مین جون بلبل — نالہ سرمایۂ توکل تھا

یک نگہ کو وفا نہ کی گویا — موسم گل صفیر بلبل تھا

اون نے پہچان کر ہمین مارا — منہ نہ کرنا ادہر تجاہل تھا

شہر مین جو نظر پڑا اوسکا — کشتۂ ناز یا تغافل تھا

اتنے دل کو نہ تاب ہے نہ قرار — یاد ایام جب تحمل تھا

جا پھنسا دام زلف مین آخر — دل نہایت ہی بے تامل تھا

یون گئی قد کی خم ہوئے جیسے — عمر ایک رہرو سر پل تھا

خوب دریافت جو کیا ہمنے
وقت خوش میر نکہت گل تھا

آگے جمال یار کے معذور ہو گیا — گل اک چمن مین دیدۂ بے نور ہو گیا

تھی عشق کی وہ ابتدا جو موج سی اوٹھتی کبھو	آب دیدۂ تر کو جو تم دیکھو تو ہی گرداب سا
بھگی جو ہم مست آ گئی سو یار مسجد سی اوٹھا	واعظ کو مارے خوف کی کل لگ گیا جلاب سا

رکھہ ہاتھہ دل پر میر کی دریافت کر کیا حال ہی
رہتا ہی اکثر یہ جوان کچھ اندنون بیتاب سا

مر رہتی جو گل بن تو سارا یہ خلل جاتا	نکلا ہی نہ جی ورنہ کانٹا سا نکل جاتا
پیدا ہی کہ پنہان تھی آتش نفسی میری	مین ضبط نکرتا تو سب شہر یہ جل جاتا
مین گریۂ خونی کو روکی ہی رہا ورنہ	یکدم مین زمانی کا یان رنگ بدل جاتا
بن پوچھے کرم سی وہ جو بخش نہ دیتا تو	پرسش مین ہماری ہی دن حشر کا ڈھل جاتا
استادہ جہان مین تھا میدان محبت مین	وان رستم اگر آتا تو دیکھہ کی ٹل جاتا
وہ سیر کا وادی کی مائل نہوا ورنہ	آنکھون کو غزالون کی پاؤن تلی مل جاتا
بیتاب و توان یعنی مین کا ہیکو تلف ہوتا	یاقوتی تری لب کی ملتی تو سنبھل جاتا
اوس سیم بدن کو تھی کب تاب و تعب اتنی	وہ چاندنی مین شب کی ہوتا تو پگھل جاتا

مارا گیا تب گذرا بوسی تری لب کی
کیا میر بھی لڑکا تھا باتون مین بہل جاتا

سنیو جب وہ کبھو سوار ہوا	تا بروح الامین شکار ہوا

۱۹

کیا اعتبار یان کا پھر اوسکو خوار دیکھا
جس نے جہان مین آکر کچھ اعتبار پایا
آہون کی شعلی جس جا اوٹھتی تھی میر سی شب
وان جا کی صبح دیکھا مشت غبار پایا
اس دل نی ہمکو آخر یون خاک مین ملایا

آخر کو مر گیا ہین اوسکی ہی جستجو مین	جی کی تئین بھی کھویا لیکن وسے نہ پایا
لگتی نہین ہی دارو ہین سب طبیب حیران	اک روگ مین پھنسایا جی کو کہان لگایا
کھینچا اوسکی منھ کو جی مین ڈرا یہان تو	بارے وہ شوخ اپنی خاطر مین کچھ نہ لایا
ہوتا تھا مجلس آرا گر غیر کا تجھے تو	مانند شمع مجلس کاہی کو تئین جلایا

تھی یہ کہان کی یاری آئینہ رو کہ تو نی
دیکھا جو میر کو تو بے ہیچ منھ بنایا

شکوہ کرون مین کبتک اوس اپنے مہربانکا	القصہ رفتہ رفتہ دشمن ہوا ہے جانکا
گر لی یہ رنگ آیا قید قفس سی شاید	خون ہو گیا جگر مین اب داغ گلستانکا
لی جہاڑو ٹوکرا ہی آتا ہی صبح ہوتی	جاروب کش مگر ہی خورشید اوسکی بانکا
دی آگ رنگ گل نی وان اے صبا چمنکو	یان ہم جلی قفس مین سن حال آشیانکا
ہر صبح میری سر پر اک حادثہ نیا ہی	پیوند ہو زمین کا شیوہ اس آسمانکا

قطعہ

ان صید افگنون کا کیا ہو شکار کوئی	ہوتا نہین ہی آخر کام انکی امتحانکا
تب تو مجہی کیا تھا تیرون سی صید اپنا	اب کرتی ہین نشانہ ہر میری استخوانکا
ڈر اک جسکا اکثر لوہو مین تر رہی ہی	وہ قصد کب کری ہی اس صید ناتوانکا

سودائی ہو تو رکھی بازار عشق مین پا
سر مفت بیچتی ہین یہ کچھ چلن ہی وانکا
سودا کی ایک چشمک اتنا سلوک تو ہے
اوباش خانہ جنگ اس خوش چشم بدزبانکا

قطعہ

بارے گئی یاروا اپنی تو یونہین گذری
کیا ذکر ہم صفیران یاران شادمانکا

۲۰

[illegible]

٢١

سیر کے قابل ہے دل صد پارہ اس نخچیر کا
جس کے ہر ٹکڑے میں ہو پیوست پیکاں تیر کا

سب کھلا باغ جہان الا یہ حیران و خفا
جس کو دل سمجھے تھے ہم سو غنچہ تھا تصویر کا

بوے خون سے جی رکا جاتا ہے اے باد بہار
ہو گیا ہے چاک دل شاید کسو دلگیر کا

کیونکے نقاشی ازل نے نقش ابرو کا کیا
کام ہے اک میرے منہ پر کھینچنا شمشیر کا

رہگذر سیل حوادث کا ہے بے بنیاد دہر
اس خرابی میں نکرنا قصد تم تعمیر کا

بس طبیب اٹھ جا مری بالیں سے مت دے تصدیع
کام جاں آخر ہوا اب فائدہ تدبیر کا

نالہ کش ہیں عہد پیری میں بھی تیرے در پہ ہم
قد خمیدہ گشتہ ہمارا حلقہ ہے زنجیر کا

جو ترے کوچے میں آیا پھر وہیں گاڑا اسے
تشنہ خون میں تو ہوں اس خاک دامنگیر کا

خون سے میری ہوئی یکدم خوشی تجھ کو ولیک
مفت میں جاتا رہا جی ایک بے تقصیر کا

لخت دل سے جو بھری ہیں سو نکی کو ہرگز
فائدہ کچھ اے جگر اس آہ بے تاثیر کا

گو مجنوں سے نجاوینگے کہیں ہم لے بنوا
عیب ہے ہم میں جو چھوڑیں میر انہیں پیر کا

کس طرح سے مانیے یارو کہ یہ عاشق نہیں
رنگ اوڑا جاتا ہے ٹک چہرا تو دیکھو میر کا

شب درد و غم سے عرصہ مرے جی پہ تنگ تھا
آیا شب فراق تھی یا روز جنگ تھا

کثرت میں درد و غم کی نہ نکلی کوئی طپش
کوچہ جگر کی زخم کا شاید کہ تنگ تھا

کیا طرح ہے آشنا گاہے گہے نا آشنا
یا تو بیگانے ہی رہیے ہو جیے یا آشنا

پایمال صد جفا ناحق نہو اے عندلیب
سبزۂ بیگانہ بھی تھا اس چمن کا آشنا

کون سے یہ بحر خوبی کی پریشاں زلف ہے
آتی ہے آنکھوں میں میرے موج دریا آشنا

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible]

قطعہ

یون سنا جاہی کہ کرتا ہی سفر کا عزم میر — ساتھ اب بیگانہ وضعون کی ہمارا آشنا

شعر صائب کا مناسب ہے ہماری اور سی — سامنی اوسکے جو ہو گریہ کوئی جا آشنا

تا بجان با ما ہمیم و تا بمنزل دیگران — فرق باشد جان ما از آشنا نا آشنا

داغ ہی تاباں علیہ الرحمان کا چھاتی پہ میر
ہو نجات اوسکو بچارا ہمسے بھی تھا آشنا

گلکو محبوب ہم قیاس کیا — فرق نکلا بہت جو باس کیا

دل نی ہمکو مثال آئینہ — ایک عالم کا روشناس کیا

کچھ نہیں سوجھتا ہمیں اوس بن — شوق نی ہمکو بیحواس کیا

عشق میں ہم ہوئے نہ دیوانی — قیس کی آبرو کا پاس کیا

دور سی چرخ کی نکل نہ سکی — ضعف نی ہمکو مور طاس کیا

صبح تک شمع سر کو دھنتی رہی — کیا پتنگی نی التماس کیا

ایسی وحشی کہاں ہیں ای خوبان
میر کو تم عبث اداس کیا

مفت آبروی زاہد علامہ لے گیا — اک مغبچہ اوتار کے عمامہ لے گیا

سیکڑون ہاتھ مین انکا الیں یار کی آنیکی لیک
عذر ہی چاہی چلا اوسکی دل دخواہ کا

گر کوئی پیر مغان مجکو کرے تو دیکھی پھر
میکدہ ساری کا سارا ہے جو صرف اللہ کا

کاش تیرے غم رسیدون کو بلادین حشر مین
ظلم ہے اک خلق پر آشوب اونکی آہ کا

جو سنا ہشیار اس میخانہ مین تھا بیخبر
شوق ہی باقی رہا ہمکو دل آگاہ کا

باندہ مت رشتے کا تار اے نا قباحت فہم حشیم
اس سے پایا جا ہے سر رشتہ جسکی چاہ کا

شیخ مت کر ذکر ہر ساعت قیامت کا کہ ہے
عرصہ محشر نمونہ اوسکی بازی گاہ کا

شہر مین کس منہ سے آوے ساقیا ہے کہ شوخ
چھائیون سے بھر رہا ہے سارا چہرا ماہ کا

سر فرو لاتی نہین ہمت مری ہر ایک کے پاس
ہون گدا تیرے آستانہ مین میر حضرت شاہ کا

ایسی گلی اک شہر اسلام نہین رکھتا
جس کوچہ مین وہ بت صد نام نہین رکھتا

آزار نہ دے اپنے کانون کی تئین اے گل
آغاز مرے غم کا انجام نہین رکھتا

ناکامی صد حسرت خوش لگتی نہین ورنہ
اب جی سے گذر جانا کچھ کام نہین رکھتا

ہو خشک تو بہتر ہے وہ ہاتھ بہاران مین
مانند نے نرگس جو جام نہین رکھتا

ہن اوسکی ہم آغوشی بیتاب نہین اب جی
مدت سے بغل مین دل آرام نہین رکھتا

مین شہرہ ہی تری واعظ مسجد ہی مین منہ آتا
پر کیا کرون ساتھ اپنے جام نہین رکھتا

[illegible]

دل سے بہت ... نکلا | | شب ... اوس مکان سے نکلا
بو سکی شیرین ... | | شہد یا فی ہو شان سے نکلا

نامرادی کی رسم سے بھی
طور ہمراس جوان سے نکلا

گرمی سے مین ... تنش شمع کی پگھل گیا | — | راتو ... جون شمع گل گیا
ہم خستہ دل مین تجسی بھی نازک مزاج | — | تیوری چڑہائی تو کہ یان جی نکل گیا
گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی | — | مین وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا
مستی مین ... کبھی ... تھا مین | — | لغزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا
ساقی نشہ مین تجسی ... | | ... دخت تاک کا ... گیا
ہر ذرہ خاک تیری گلی کی ہے بیقرار | | یان کون ستمزدہ ماٹی مین مل گیا

عریان تنی کی شوخی سے دیوانگی مین میر
مجنون کی دشت خار کا دامن بھی جل گیا

سنا ہی حال ترے کشتگان بیچارون کا | | ہوا نہ گور گڑہا اون ستم کے مارون کا
ہزار رنگ کھلی گل چمن کو ہین شاہد | — | کہ روزگار کی سر خون ہی ہزارون کا
بلا ہی خاک مین کس سطرح کا عالم یان | | نکل کی شہر سی ٹک سیر کر مزارون کا

[illegible]

... جہان مین ... تو رہا نام ...
... نکلا ...
... بجلی ...
... نکلا ...
... ہم بھی گنہگارون کا ...
عبار ... ہم بھی عاشق ... نکلا

[illegible]

تلوار مار تا تو تمہیں کھیل ہو چکے — جاتا رہے یہ غم جہان کسو بیگناہ کا
بدنام و خونخوار و زار و شکستہ حال — احوال کچھ نہ پوچھیے بس روسیاہ کا
ظالم زمین سے لوٹتا دامن اٹھا کے چل — ہوگا کمین میں ہاتھ کسو دادخواہ کا
ای تاج شہ نہ سر کو فرو لاؤں تیرے پاس — ہو معتقد فقیر نمد کی کلاہ کا

بیمار تو نہ سودا جی جب تلک کہ صبح
سونے نہ دیگا شور تری آہ آہ کا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا — جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
ہر قدم پر تھی اوسکی منزل لیک — سر سے سودائے جستجو نہ گیا
سب گئی ہوش و صبر و تاب و توان — لیکن ای داغ دل سے تو نہ گیا
دل میں کتنے مسودے تھے ولے — ایک پیش اوسکے روبرو نہ گیا

سبحہ گردان ہی میر ہم تو رہے
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

گل و بلبل بہار میں دیکھا — ایک تجھکو ہزار میں دیکھا
جل گیا دل سفید ہین آنکھیں — یہ تو کچھ انتظار میں دیکھا
آبلے کا بھی ہونا دامنگیر — تیرے کوچے کے خار میں دیکھا

رہے خیال تنک ہم بھی روسیاہوں کا
لگے ہو خون بہت کرنے بیگناہوں کا

نہین ستارے یہ سوراخ پڑ گئے ہین تمام
فلک حریف ہوا تھا ہماری آہوں کا

گلی مین اسکی پھٹے کپڑون پر مرے مت جا
لباس فقر ہے وان فخر بادشاہوں کا

تمام زلف کے کوچے ہین پیچ پیچ اوسکے
تجھی کو آوے دلا چلنا ایسی راہوں کا

اسے جو خوبی سے لائے تجھے قیامت مین
تو حرف کن نے کیا گوش داد خواہوں کا

تمام عمر رہین خاک زیر پا اوسکے
جو زور کچھ چلے ہم عجز دستگاہوں کا

کہاں سے تہ کرین پیدا ای ناظمان جہان
کہ پیچ باقی ہے کام ان جلاہوں کا

حساب کا میکیا روز شمار مین مجھسے
شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہوں کا

تری جو آنکھین ہین تلوار کی تلی بھی دہار
فریب خوردہ ہے تو میر کن نگاہوں کا

اسکا خرام دیکھکے جایا نہ جائیگا
ای کبک پھر بحال بھی آیا نہ جائیگا

ہم کشتگان عشق ہین ابرو و چشم یار
سر سے ہمارے تیغ کا سایہ نہ جائیگا

ہم رہروان راہ فنا ہین برنگ عمر
جاوینگے ایسے کھوج بھی پایا نہ جائیگا

پھوڑا سا ساری رات جو پکتا رہیگا دل
تو صبح تک تو ہاتھ لگایا نہ جائیگا

اپنے شہید ناز سے بس ہاتھ اٹھا کہ ہے
دیوان حشر مین اسے لایا نہ جائیگا

۲۷

اب سعی کر سپہر کہ میرے سوئے گئے	اسکا مزاج مہر پہ آیا تو کیا ہوا
مست رنجہ کر کسیکو کہ اپنی تو اعتقاد	دل ڈھا کیر جو کعبہ بنایا تو کیا ہوا
مین صید ناتوان بھی تجھپر گیا کرونگا یاد	ظالم اک اور تیر لگایا تو کیا ہوا
کیا کیا دعائین مانگی ہین خلوتمین شیخ یون	ظاہر جہان سے ہاتھ اوٹھایا تو کیا ہوا
ویرانہ کر کہ چاک جگر یاد ہے القیام	ناصح جو تو نے جامہ سلایا تو کیا ہوا

جیتے تو میر ان نے مجھے داغ ہی رکھا
پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

گرچہ سردار مزون کا ہے امیری کا مزا	چھوڑ لذات کی تئین تو فقیری کا مزا
ایک آزادی ہی ملک چکھ نمک مرغ کباب	تا تو جانے کہ یہ ہوتا ہے اسیری کا مزا

ہمتو گمراہ جوانی کے مزون پر ہین میر
حضرت خضر کو ارزانی ہو پیری کا مزا

دل جو تھا اک آبلہ پھوٹا گیا	رات کو سینہ بہت کوٹا گیا
طائر رنگ حنا کی سی طرح	دل نہ اسکے ہاتھ سے چھوٹا گیا
مین نہ کہتا تھا کہ منہ کر دلکی اور	اب کہان وہ آئینہ ٹوٹا گیا
دلکی ویرانی کا کیا مذکور ہے	یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

اس کہنہ خرابے مین آبادی نہ کر منعم
یک شہر نہین یان جو صحرا نہوا ہوگا
آنکھون سے تری ہمکو ہے چشم کہ اب ہووے
جو فتنہ کہ دنیا مین برپا نہوا ہوگا
یک قطرہ نہ دیکھا جو دریا نہوا ہوگا
صد نشتر مژگان کے لگنے سے نہ نکلا خون
آگے تجھے میر ایسا سودا نہوا ہوگا

مجلس مین تری ہم کبھو بار نہ پایا
تصویر کی مانند گذری ہی ہم گذر گئے

سونپی تھی جو تقدیر ہر اک شخص کو جسسے
اس دل کو ترا تیر نگہ یار نپایا

مرغ ٹھہرے نہین نیک کبھی پی نہ کسی نا اہل
اس باغ مین ہمنے گل بیخار نپایا

دم بہر جیون مجھ مین نہ محسوس تھا جسے
جاتے ہین سر یار دن تو اک تار نپایا

آئینہ بھی حیرت سے محبت کی ہوئی ہم
پر سیر ہوا اس شخص کا دیدار نپایا

وہ کھینچکے شمشیر ستم رہ گیا جو ہم
خون ریزی کا یان کوئی سزاوار نپایا

کیا مرے آنے پہ تو اے بت مغرور گیا
کبھی اس راہ سے نکلا تو تجھے گھور گیا

لگیا صبح کی نزدیک مجھے خواب اے داکر
آنکھ اس وقت کھلی قافلہ جب دور گیا

کور سے نالہ نہین اوٹھتے تو نہ اگتے ہی
جی گیا پر نہ ہمارا سر پر شور گیا

چشم خون بستہ سے کل رات لہو پھر ٹپکا
ہمنے جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا

ناتوان ہم ہین کہ ہین خاک گلی کی اسکے
اب تو بیطاقتی سے دلکا بھی مقدور گیا

لے کہین منہ پہ نقاب اپنے گرا ای غیرت صبح
شمع کی چہرۂ رخشان سے تو اب نور گیا

نالہ میر نہین رات سے سنتے ہم لوگ
کیا ترے کوچے سے اے شوخ وہ رنجور گیا

خواہ مجھسے لگ گیا اب خواہ مجھسے مل گیا
کیا کہون ای ہمنشین مین تجھ سے حاصل دل گیا

وہ دن گئی کہ آنکھیں دریا سی بہتیان ہین | سوکھا پڑا ہوا ہو مدت سے یہ دوآبا
باہم ہوا کرین ہین دن رات نیچے اوپر | یہ نرم شانے لونڈی ہین مخمل دوخابا
اِن صحبتون مین آخر جانین ہی جاتیان ہین | نے عشق کو ہی صرفہ نی حسن کو محابا
ہر چند ناتوان ہین پر آگیا جو جی مین | دینگی ملا زمین سی تیرا فلک قلابا
منہ دہو تو وقت اوسکا اکثر دکھائی دی ہی | خورشید لی رہا ہے اک روز آفتابا
اب شہر ہر طرف سی میدان ہوگیا ہی | پہیلا تھا اس طرح کا کاہیکو یان خرابا

دل تفتگی کی اپنی ہجران مین شرح کیا دون
چھاتی تو میر میری جلکر ہوئی ہی تابا

دیکھہ اب فراق کا ہم سی سہا نہین جاتا | پھر اس پہ ظلم ہی کچھہ کہا نہین جاتا
ہوئی ہی اتنی تری عکس لف کی حیران | کہ موج بحر سی مطلق بہا نہین جاتا
نہین گذرتی گھڑی کوئی مجھہ خراب آہ | کہ جس مین غم سی تری جی ڈہا نہین جاتا
ستم کچھہ آج گلی مین تری نہین مجھپر | کب آکی خون مین مین یان نہا نہین جاتا

خراب مجھکو کیا اضطراب دل نی میر
کہ ٹک بھی اوس کنی اوس بن رہا نہین جاتا

سمجھے تھی میر ہم کہ یہ ناسور کم ہوا | پھر ان دنون مین دیدۂ خونبار نم ہوا

قطعہ

قطعہ

٢٩

قطعہ

افسوس کی بھی چشم تھی ولنسو خلاف عقل
بار علاقہ سے تو عبث پشت خم ہوا
اہل جہان ہین سارے ترے جیتے جی تلک
پوچھینگے بھی نہ بات جہان تو عدم ہوا

نمود کر کے وہین بحر غم مین بیٹھہ گیا
کہے تو میر بھی اک بلبلا تھا پانی کا

ہوا مین سجدہ مین پر نقش میرا بار رہا
اوس آستان پہ مری خاک سے غبار رہا

جنون نہین ایکبھی مجہے اپنے دل کا غم ہی ہے حیف
خبر لی جب کہ نہ جامے مین ایک تار رہا

بشر ہو وہ پہ کہلا جب سے اوسکا دام زلف
سر رہ اوسکی فرشتے ہی کا شکار رہا

کبھو نہ آنکھون مین آیا وہ شوخ خواب کیطرح
تمام عمر ہمین اوسکا انتظار رہا

شراب عیش میسر ہوئی جسے یکشب
پھر اوسکو روز قیامت تلک خمار رہا

قطعہ

بتان کے عشق نے بے اختیار کر ڈالا
وہ دل کہ جسکا خدائی مین اختیار رہا

وہ دل کہ شام و سحر جیسے پکا پہوڑا تھا
وہ دل کہ جس سے ہمیشہ جگر فگار رہا

تمام عمر گئی اوسپہ ہاتھہ رکھتے ہمین
وہ دردناک علی الرغم بیقرار رہا

ستم مین غم مین سر انجام اوسکا کیا کہیے
ہزارون حسرتین تھین تس پہ جیکو بار رہا

بہا تو خون ہو آنکھون کی راہ سے نکلا
رہا جو سینۂ سوزان مین داغدار رہا

سو اوسکو ہمنے فراموش کاریون کیے گئے
کہ اوس کا قطرہ خون بھی نہ یادگار رہا

(۱) گلی مین اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر

آج رہتی نہیں خامے کی زبان رکھیو معاف
حرف کا طول بھی جو میر گھٹایا نہ گیا

گلی میں اسکی سے جو بو آئی تو آیا نہ گیا	ہمکو بن دوش ہوا باغ سے لایا نہ گیا
ان جو نکلی سر منہ سے تو افلاک کے پاس	اسکی آشوب کی عہدی سے بر آیا نہ گیا
نکل نے ہر چند کیا غمین رہ پر اوس بن	جی بھی جو چاہا تو کسی طرح لگایا نہ گیا
سر نشین سے جو یگانہ ہون مین کیا جانون	رسم مسجد کے تئین شیخ کہ آیا نہ گیا
حیف وہ جسکو وہ اسوقت میں نچا جو قت	ان کنے حال اشارون سے بتایا نہ گیا
خطر راہ محبت کہین جو حرف مٹے	جس سے اوس طرف تو قاصد سے چلایا نہ گیا
خوف آشوب سے غوغائے قیامت کے لیے	خون خوابیدہ عشاق جگایا نہ گیا

میر بیت عذر گریبان کے پھٹے رہنے کا کر
زخم دل چاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

ادہر آکر شکار افگن ہمارا	مشبک کر گیا ہے تن ہمارا
گریبان سے رہا کوتہ تو پھر ہی	ہماری ہاتھ مین دامن ہمارا
گئے جون شمع اس مجلس سے جلتے	سبھون پر حال ہے روشن ہمارا
بلا جس چشم کو کہتے ہین مردم	وہ ہے عین بلا مسکن ہمارا

نگر دیوانہ تھا گل بھی کسو کا	کہ پیراہن مین سو جا گہہ رفو تھا
کہین کیا بال تیرے کھل گئے تھے	کہ جھوکا باؤ کا کچھ مشک بو تھا

نہ دیکھا میر آوارہ کو لیکن
غبار اک ناتوان سا کو بکو تھا

راہ دور عشق مین روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا
قافلے مین صبح کی اک شور ہے	یعنی غافل ہم چلے سوتا ہے کیا
سبز ہوتی ہی نہین یہ سرزمین	تخم خواہش دل مین تو بوتا ہے کیا
یہ نشان عشق ہین جاتی نہین	داغ چھاتی کی عبث دھوتا ہے کیا

غیرت یوسف ہے یہ وقت عزیز
میر اوسکو رایگان کھوتا ہے کیا

رونا تک اک تھا تو غم بیکران سہا	دس دن رہے جہان مین ہم سو رہا دکھا
پہلو مین اک گرہ سی تھی خاک ساتھ ہی	شاید کہ مر گئے پہ بھی خاطر مین کچھ رہا
آنکھون نے راز داری محبت کی خوب کی	آنسو جو آتے آتے رہے تو لہو بہا
آئی تھی ایک امید پہ تیری گلی مین ہم	سو آہ اسطرح سے چلے لو ہو مین نہا

کس کس طرح سے میر نے کاٹا ہے عمر کو

لکنت تری زبان کی ہی سحر جس سے شوخ
یک حرف نیم گفتہ سے دل پر اثر گیا

بی شرم محض ہی وہ گنہگار جس کی میر
ابر کرم کے سامنی دامان تر گیا

ناکسی سی پاس میری یار کا آنا گیا
بس گیا میں جان سے اب اوس سے جانا گیا

کچھ نہ دیکھا پھر بجز یک شعلہ پر پیچ و تاب
شمع تک ہم نی تو دیکھا تھا کہ پروانا گیا

ایک ہی چشمک تھی فرصت صحبت حباب کی
دیدۂ تر ساتھ لی مجلس سی پیمانا گیا

گل کھلی صد رنگ تو کیا بی پری سی اے نسیم
مدتیں گذریں کہ وہ گلزار کا جانا گیا

دور بجسب میر کی ایسا تعجب کیا ہے شوخ
گل بجوہن ریکھا اوسی مطلق نہ پہچانا گیا

ہاتھ سی تیری اگر میں ناتوان مارا گیا
سب کہیں گی یہ کہ کیا اک نیمجان مارا گیا

اک نگہ سی بیش کچھ نقصان نہ آیا اس تلک
اور میں بیچارہ تو ہی مہربان مارا گیا

وصل و ہجران یہ جو دو منزل ہیں راہ عشق کی
دل غریب ان میں خدا جانی کہاں مارا گیا

دل کی سر کھینچا ہے یاں عشق میں ابوالہوس
وہ سراپا آرزو آخر جوان مارا گیا

کب نیاز عشق ناز حسن سی کھینچی ہی ہاتھ
آخر آخر میر سر بر آستان مارا گیا

قطعہ

غافل ہو رہیو ہرگز نادان داغ دیسی
بھڑکی گا جب یہہ شعلہ تب گھر جلا رہیگا

مرنی پہ اپنی مت جا سالک طلب مین آگے
گو سر کو کھو رہیگا پر اسکو پا رہیگا

عمر عزیز ساری دل ہی کی غم مین گزری
بیمار عاشقی یہہ کس دن بھلا رہیگا

دیدار کا تو وعدہ محشر مین دیکھکر گئے
بیمار غم مین تیری تب تک تو کیا رہیگا

کیا ہی سجاو ٹھہ گیا ہی پر لبستہ وفا ہی
قید حیات مین ہے تو میر آ رہیگا

جو یہہ دل ہی تو کیا سرانجام ہوگا
تہ خاک بہی خاک آرام ہوگا

مرا جی تو آنکھون مین آیا یہہ سنتی
کہ دیدار بہی ایک دن عام ہوگا

نہوگا وہ دیکھا جسی کبک تو نی
وہ اک باغ کا سرو اندام ہوگا

نہ نکلا کر اتنا بہی بی پردہ گہر سے
بہت اسمین ظالم تو بدنام ہوگا

ہزارونکی یان لگ گئین چہت سی آنکھین
تو ای ماہ کس شب لب بام ہوگا

جگر چاکی ناکامی دنیا ہی آخر
نہین آتے جو میر کچہہ کام ہوگا

خواب مین تو نظر جمال پڑا
پر مری جی ہی کی خیال پڑا

وہ نہانی لگا تو سایۂ زلف
بحر مین تو کہی کہ جال پڑا

بارہا گور دل جھکا لایا	اب کی شرطِ وفا بجا لایا
قدر رکھتی نہ تھی متاعِ دل	سارے عالم مین مین دکھا لایا
دل کہ یک قطرہ خون نہین ہی بیش	ایک عالم کی سر بلا لایا
سب پہ جس بار نے گرانی کی	اوسکو یہ ناتوان اوٹھا لایا
دل مجھی اوس گلی مین لی جا کر	اور بھی خاک مین ملا لایا
ابتدا ہی مین مر گئی سب یار	عشق کی کون انتہا لایا

اب تو جاتی ہین بتکدی سی میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

کیا عجب پل مین اگر ترک ہو وی جا بکا	ہو جو زخمی کسو برہم زدن مژگان کا
اوٹھتی پلکون کی گری پڑتی ہی لاکھون آنسو	ڈول ڈالا ہی مری آنکھون نی طوفان کا
جلوۂ ماہ تہِ ابرِ تنک بھول گیا	ان نی سوتی مین دوپٹی سی جو منہ ڈھانکا
لسو لگتا ہی پلکنی جو پلک مارون ہون	اب تو یہ رنگ ہی اس دیدۂ اشک افشان کا
اوٹھ گیا ایک تو اک مرنی کو آ بیٹھی ہی	قاعدہ ہی یہی مدت سی ہماری یان کا
کار اسلام ہی مشکل تری خال و خط سی	رہزن دین ہی کوئی دزد کوئی ایمان کا

چارۂ عشق بجز مرگ نہین کچھ ای میر

دکانین حسن کی آگی تیرے تختہ ہوئی ہوگی
جو تو بازار مین ہوگا تو یوسف کب بکا ہوگا

معیشت ہم فقیرونکی سی اخوان زمان سے کر
کوئی گالی بھی دے تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہوگا

خیال اس بیوفا کا ہمنشین اتنا نہین اچھا
گمان کہتی ہو ہم بھی یہ کہ ہم سی آشنا ہوگا

قیامت کر گیا اب تعبیر جسکو کرتی ہے خلقت
وہ اوس کوچے مین اک آشوب سا شاید بپا ہوگا

عجب کیا ہے ہلاک عشق مین فرہاد و مجنونکی
محبت روگ ہے کوئی کہ کم اس سے جیا ہوگا

منہ کیون غیرت گلزار وہ کوچہ خدا جانے
لہو اوس خاک پر کن کن عزیزونکا گرا ہوگا

بہت ہمسائی اس گلشن کی زنجیری رہا ہونگی
کبھو تمنے بھی میر اشوب نالون کا سنا ہوگا

نہین جز عرش جا کہ راہ مین لینی کو دم اسکی
قفس سے تن کے مرغ روح میرا جب رہا ہوگا

کہین ہین میر کو یار آ گیا شب اوسکی کوچے مین
کہین [illegible] ہوگا

بیان نام یار کس کا ورد زبان نپایا
پھر مطلقا کہین ہم اوسکا نشان نپایا

وضع کشیدہ اوسکی رکھتی ہے داغ سب کو
نیو تا کسیو سے ہم وہ ابرو کمان نپایا

پایا نہ یون کہ کریے اوسکی طرف اشارہ
یون تو جہان مین ہمنے اسکو کہان نپایا

یہ دل کہ خون ہو کر بہ جاتا وگرنہ
وہ کونسی جگہ تھی اوسکو جہان نپایا

فتنے سے گرچہ باعث آفاق مین تہی
لیکن کمر کو اسکی ہم درمیان نپایا

سنیدگو ہون نہ بست سینی کی بد برن کین
تیر اکوچہ ہے ستمگار وہ کافر جا نگف

سرسے باندہا ہی کفن عشق مین تیرے یعنے
کیونکہ پڑتی ہے ترے پانون نسیم سحری

تو بھی رونے کو بلا دل ہمارا بہی بہرا
اُٹھ تا بت بھی نہ نکلا جیے کہ بیابان یکجا

کہ جہان مارے گئے کتنے مسلمان یکجا
تیغ پہنے بہی کیا ہے سروسامان یکجا

اوسکے کوچے مین ہے صحن گنج شہیدان یکجا
ہو جی لے ابر بیابان مین گریان یکجا

بیٹھکر سیر جہان خوب نہ دیکھا ہو گئے
ایسا کوچہ نہین ہے تیرا ہی جانان یکجا

فلک کا منہ نہین اس فتنے کے اوٹھانے کا
ہمارے ضعف کی حالت ہے دل تو کہتے

ستم شریک ہوا تا نہ ہے زمانے کا
کہین بیان نہین ہیان جہان آنے کا

تری ہے سر راہ مین بیٹھ کے گئی سی آخر
سفر تو ہم کو ہے نیش بہی جانے کا

لبان شمع جو مجلس سے ہم گئے تو گئے
سراغ کیجیو نہ پھر تو نشان پانی کا

چمن مین دیکھ نہین سکتی تک کہ چہپتا ہے
جگر مین برق کا کانٹا ہے آشیانے کا

تک آتو تا سر بالین نہ کر تغافل کیا
تجھے بہی شوق ہے وقت ہو بیانی کا

قطعہ

سر اتار دون نے ترا ہاتھ جب نے دیکھا زخم — شہید ہون تیغ کی تیغ کی لگانے کا

لبریز شکوہ تھے ہم لیکن حضور تیرے — کار شکایت اپنا گفتا تک نہ پہنچا

سب دیدہ چشم نم رسیدہ پانی چرانی کوئی — وقت اخیر اوسکی بیا تک نہ پہنچا

میرہ محبت سبز دیکھو باغ زمانہ میں سے — پژمردہ گل ہی اپنی دستار تک نہ پہنچا

قطعہ

مستور ہی خوبی ہمی وفور جمع ہو دین — خوبی کا کام کسکی اظہار تک نہ پہنچا

یوسف سی لیکے تا گل پھر گل سی لیکے تا شمع — یہ حسن کسکو لیکر بازار تک نہ پہنچا

افسوس میر ہے جو ہوئی شہید آئے
پھر کام ان کا اوسکی تلوار تک نہ پہنچا

اسکا خیال چشم سے شب خواب لے گیا — قسمی کہ عشق جی سے مری تاب لے گیا

کن نیند یوں اب تو سوتی ہی اے چشم گریہ ناک — مژگان تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا

آوے جو مصطبع میں تو سن لو کہ راہ سے — واعظ کو ایک جام مئے ناب لے گیا

نے دل رہا بجا ہی نہ صبر و حواس و ہوش — آیا جو سیل عشق سب اسباب لے گیا

میرے حضور شمع نے گریہ جو سر کیا — رویا میں اسقدر کہ مجھے آب لے گیا

احوال اس شکار زبون کا ہی جای رحم — جس ناتوان کو مفت نہ قصاب لے گیا

منہ کی جھلک سے یار کے بیہوش ہو گئی

قطعہ

تلوار کی لاگ کو مرے کھینچ جوا لا	دشمن نہ کدورت سے مرے سامنے ہووے
رستم تو مرے تیغ کا حملہ نہ سنبھالا	ناموس مجھے جان کی ملنیت کی ہے ورنہ

دیکھی ہی نہی جو دیدہ پر چشم سے وہ میر
میرے ہی نصیبوں میں تھا یہ زہر کا پیالا

اک وقت میں یہ دیدہ بھی طوفان رو چکا	چل میں جہاں کو دیکھتے میری ڈبو چکا
پچھتایا یوں ہی سا سے جو ہونا تھا ہو چکا	افسوس ہے کہ مرے مردہ آشنا نگر اب
آنکھیں اگر کبھی ہیں تو بھر نیند سو چکا	لگتی نہیں پلک سے پلک انتظار میں
جھپکی لگی کہ دور یہ آخر ہی ہو چکا	یک چشمک پیالہ ہے ساقی بہار عمر
اس سرزمین میں تخم محبت میں بو چکا	ممکن نہیں کہ گل کرے ویسی شگفتگی
میں بنچہ ثمرہ سے سمندر بلو چکا	پایا نہ دل بہایا ہوا سیل اشک کا

ہر صبح حادثے سے یہ کہتا ہے آسمان
وہی جام خون میر کو گر منہ وہ دھو چکا

ہے ختم اس آبلے پر سیر و سفر ہمارا	دیر و حرم سے گذرے اب دل ہے گھر ہمارا
ان برچھیوں نے ہاتا باہم جگر ہمارا	پلکوں سے تیری ہمکو کیا چشم داشت تھی یہ
کیا جانتی کہ اوس میں دل ہے کدھر ہمارا	دنیا و دین کے جانب میلان ہو تو کہتے

چوری میں دل کے وہ ہنر کر گیا — دیکھتے ہی آنکھ میں گھر کر گیا

دیر میں میں خاک بسر ہی رہا — عمر کو اس طور بسر کر گیا

دل نہیں ہے منزل سینہ میں اب — یاں سے وہ بیچارہ سفر کر گیا

حیف جو وہ نسخۂ دل کے ادھر — سرسری سے ایک نظر کر گیا

کس کو مرے حال سے تھی آگہی — نالۂ شب سب کو خبر کر گیا

گو نہ بچا تا شرہ تیر نگاہ — اپنے جگر سے تو گذر کر گیا

مجلس آفاق میں پروانہ ساں — میر بھی شام اپنی سحر کر گیا

واں وہ تو گھر سے اپنے پی کر شراب نکلا — یاں شرم سے عرق میں ڈوب آفتاب نکلا

آیا جو واقعے میں درپیش عالم مرگ — یہ جاگنا ہمارا دیکھا تو خواب نکلا

دیکھا جو اوس پڑتے گلشن میں ہم تو آخر — گل کا وہ روے خنداں چشم پر آب نکلا

پردے ہی میں چلا جا خورشید تو تو بہتر — اک حشر ہے جو گھر سے وہ بے حجاب نکلا

کچھ دیر بھی لگی نہ دل کو تو تیر لگتے — اس صید ناتواں کا کیا ہی شتاب نکلا

ہر حرف غم نے میرے مجلس کے تیں رلایا — گویا غبار دل کا پڑھتا کتاب نکلا

روے عرق فشاں کو بس پونچھیے گو مت — اس گل میں کیا رہے گا جب یہ گلاب نکلا

ایسی بت بی مہر سے ملتا ہی کوئی بھی
دل فقیر کو بھاری تھا جو تجھ سے لگایا

دل جو زیر غبار اکثر تھا — کچھ مزاج اندنون مکدر تھا
اوسپہ تکیہ کیا تو تھا لیکن — رات دن ہم تھی اور بستر تھا
سر سری تم جہان سی گذری — ورنہ ہر جا جہان دیگر تھا
دل کی کچھ قدر کرتی رہیو تم — یہہ ہمارا بھی ناز پرور تھا
بعد ایک عمر جو ہوا معلوم — دل اوس آئینہ رو کا پتھر تھا
بار سجدہ ادا کیا تہ تیغ — کب سے یہ بوجھ میری سر پر تھا
کیون نہ ابر سیہ سفید ہوا — جب تلک عہد دیدۂ تر تھا
اب خرابا ہوا جہان آباد — ورنہ ہر یک قدم پہ یان گھر تھا

قطعہ

بے زری کا نکر گلہ غافل — رہ تسلی کہ یون مقدر تھا
اتنے منعم جہان مین گذرے — وقت رحلت کے کس کنے زر تھا
صاحب جاہ و شوکت و اقبال — اک ازان جملہ اب سکندر تھا
تھی یہہ سب کائنات زیر نگین — ساتھ مور و ملخ سا لشکر تھا

دیکھو جب میں چلتی ہیں غربت وطنکی تلاش
تیرے کوچے میں مگر سایۂ دیوار نہ تھا

صد گلستان تہ یک بال تھی وسکی تہ یک
طائر جان قفس تن کا گرفتار نہ تھا

حیف سمجھا ہے نہ وہ قاتل نادان ورنہ
بیگنہ مارنے قابل یہ گنہگار نہ تھا

عشق کا جذب ہوا باعث سودا ورنہ
یوسف مصر زلیخا کا خریدار نہ تھا

نرم تر موم سے بھی ہمکو کوئی دیتی قضا
سنگ چھاتی کا تو یہہ دل ہمیں درکار نہ تھا

رات حیران ہوں کچھ چپ ہی مجھے لگ گئی میر
درد پنہاں تھی بہت پر لب اظہار نہ تھا

سبھی اپنا میں نے تیرے لئے خوار ہو دیا
آخر کو جست وجوئی تری مجھکو کھو دیا

بی طاقتی سکون نہیں رکھتی ہے ہمنشین
رونے نے ہر گھڑی کی مجھی تو ڈبو دیا

ہوا ہے اس میں میں نہ ہوگا گل امید
یاں تخم یاس اشک کو میں بھرکے بو دیا

کیوں چھپا جو میں نے درد محبت سے میر کو
رکھ ہاتھ اون نے دل پہ پلک اپنی رو دیا

خط منہ پہ آئی جانان خوبی یہ جان لگا
تا چار عاشقوں کو رخصت سے یان دل لگا

سارے تھیں اعضا ہیں معرض تلف میں
یہ عشق بے محابا کسکو امان دیگا

پائی پر آبلہ سی میں گم شدہ گیا ہوں
سر خار بادیہ کا میرا نشان دیگا

کھلا نشے میں جو پگڑی کا پیچ اسکی میر
سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا

کیا اُن نے وہی کہ یاں جی وہاں رمیدہ تھا
رواشیان طائر رنگ پریدہ تھا

قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا
بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا

اک وقت ہمکو تھا سر گریہ کہ دشت میں
جو خار خشک تھا سو وہ طوفان رسیدہ تھا

جس صید گاہ عشق میں یاروں کا جی گیا
مرگ اس شکار گہ کا شکار رمیدہ تھا

مت پوچھ کسطرح سے کٹی رات ہجر کی
ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا

حاصل نہ پوچھ گلشن مشہد کا بوالہوس
یہاں پھل ہر اک درخت کا حلق بریدہ تھا

دل بیقرار گریۂ خونین تھا رات میر
آیا نظر تو بسمل در خون طپیدہ تھا

کثرت داغ سے دل رشک گلستاں نہوا
میرا بدخواہ جو کچھ تھا وہ کبھو یاں نہوا

جی تو ایسے کئے صدقے کیے تجھ پر لیکن
حیف یہ ہے کہ تنک تو بھی پشیماں نہوا

آ دہیں کب کی کہ سرمایۂ دوزخ نہوے
کون سا اشک مرا منبع طوفاں نہوا

قطعہ

گو توجہ سے زمانے کی جہاں میں مجھکو
جاہ و ثروت کا میسر سر و ساماں نہوا

سر ملک ہند مین آلیا ہوا کہ میر
یہ ریختہ لکہا ہوا تیرا دکن گیا ٭

لخت جگر تو اپنی یک لخت رو چکا تہا — اشک فقط کا جہمکا انکہون مین لگ رہا تہا
دامن مین آج دیکہا پہر لخت مین لے آیا — ٹکڑا کوئی جگر کا پلکون مین رہ گیا تہا
اس قید جیب سے مین چہوٹا جنونکی دولت — ورنہ گلا یہ میرا جون طوق مین پہنسا تہا
مشت نمک کی خاطر اسواسطے ہون حیران — کل زخم دل نہایت دل کو مرے لگا تہا
ای گرد باد مت دی سر آن عرض وحشت — مین بہی کسو زمانی اس کام مین بلا تہا
سن کچہ کہی سنا ہے عالم سو مین نے کیا — پر تو نے یہ نجانا لے بیوفا کہ کیا تہا
روتی ہے شمع آتا ہر شب کہ کچہ نہ بوجہا — مین سوز دل کو اپنی مجلس مین کیون کہا تہا

قطعہ

سر مار کر ہوا تہا مین خاک اس گلی مین — سینے پہ مجکو اوسکا نقش پا رہا تہا
سو بخت تیرہ سے ہون پامالی صبا بہی — اس دن کے واسطے مین کیا خاک مین ملا تہا

قطعہ

یہ سرگذشت میری افسانہ جو ہوئی ہے — مذکور اسکا اوسکی کوچہ مین جا بجا تہا
سنکر کسی نے وہ بہی کہنی لگا تہا کچہ — بے درد کتنی بولی یان اوسکو کیا ہوا تہا

[illegible] عشق میں [illegible] اندیشہ راحت کا — ہوا اس ملک میں [illegible] درد و داغ و رنج و کلفت کا

زمیں یک صفحۂ تصویر بیہوشاں سے ماتا ہے — یہ مجلس جب سے ہے اچھا نہیں کچھ رنگ صحبت کا

جہاں جلوے سے اس محبوب کے یکسر لبالب ہے — نظر پیدا کر اول پھر تماشا دیکھ قدرت کا

ہنوز آوارۂ لیلیٰ ہے جان رفتہ مجنوں کے — موئے پر بھی رہا ہوتا نہیں وابستہ الفت کا

حریف بے جگر ہے صبر ورنہ کل کی صحبت میں — بنا زور نالہ کا جھگڑا اگر دیتا ایک جرأت کا

نگاہِ یاس بھی اس صید افگن پر غنیمت ہے — نہایت تنگ ہے اے صید بسمل وقت فرصت کا

خرابی دل کی اس حد ہے کہ یہ سمجھا نہیں جاتا — کہ آبادی بھی یاں تھی یا کہ ویرانہ تھا مدت کا

نگاہِ مست نے اس کی لٹائی خانقہ ساری — پڑا ہے برہم اب تک کارخانہ زہد و طاعت کا

قدم ٹک دیکھکر رکھ میر سر دل سے نکالیگا
پلک سے شوخ تر کانٹا ہے صحرائے محبت کا

جو اس شور سے میر روتا رہے گا — تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

میں وہ رونے والا جہاں سے چلا ہوں — جسے ابر ہر سال روتا رہے گا

مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح — تو کب تک مرے منہ کو دھوتا رہیگا

بس اے گریہ آنکھیں تری کیا نہیں ہیں — کہاں تک جہاں کو ڈبوتا رہے گا

مرے دل نے وہ نالہ پیدا کیا ہے — جرس کے بھی جو ہوش کھوتا رہیگا

مرا رنگ اوڑ گیا جسوقت سنگ محتسب آگے
مرا وعدہ ہی پہونچا تری انکے وعدے تک

تغافل سے گرے پڑا مینا و ساغر سو پر ہو ہوتا
ہوا میں موت سے سچا رہا ای شوخ تو جھوٹا

کف جانان سے کیا امکان ہائے میر کوئی ہو
اچنبا ہی جو اوسکی ہاتھہ سے رنگ حنا چھوٹا

برقع اوٹھا تھا رخ سے مرے بدگمان کا
دیکھا تو اور رنگ ہے سارے جہان کا

مت مانیو کہ ہوگا یہ بیدرد اہل دین
گر آوے شیخ پہن کے جامہ قرآن کا

خوبی کو اوسکے چہرے کی کیا پہنچے آفتاب
ہی اسمین اوسمین فرق زمین آسمان کا

ابلہ ہے وہ جو ہووے خریدار گلرخان
اس سودے مین صریح ہی نقصان جان کا

کچھہ اور لگاتی ہین جو رقیب اوسکی روبرو
دشمن ہین میری جان کے یہ جی ہر تان کا

تسکین اوسکی تب ہوئی جب چپ مجھے لگی
مت پوچھہ کچھہ سلوک مری بد زبان کا

قطعہ

یان بلبل اور گل پہ تو عبرت سے آنکہہ کہول
گلگشت سرسری نہیں اس گلستان کا

گل یادگار چہرہ خوبان ہے بیخبر
مرغ چمن نشان ہے کسو خوش زبان کا

تو برسون مین کہی ہے ملوگا مین میر سے
یان کچھہ کا کچھہ ہے حال ابھی اوس جوان کا

قطعہ

ہو گیا دل مرا ترک جب / درد نے قطعہ پیام کیا

یوں کی کج کلاہ لڑکون نے / کام عشاق کا تمام کیا

کوئی عاشق نظر نہین آتا / ٹوپی والون نے قتل عام کیا

عشق خوبان کو میر مین اپنا
قبلہ و کعبہ و امام کیا

رات پیاسا تھا میرے لوہو کا / ہون دوانہ تری سنک کو کا

شعلۂ آہ جیون تون اب مجھکو / فکر ہے اپنی ہر بن مو کا

ہے میرے یار کی مسون رکا شک / کشتہ ہون سبزۂ لب جو کا

بوسہ دینا مجھے نکر موقوف / ہے وظیفہ یہی دعاگو کا

شور قلقل کی ہو رہی تھی مانع / ریش قاضی پہ رات مین تھو کا

عطر آگین ہے باد صبح مگر / کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا

اک دو ہون تو سحر چشم کہون / کارخانہ ہے وان تو جادو کا

قطعہ

میر ہر چند مین نے چاہا لیک / نہ چھپا عشق طفل بد خو کا

کہان تھا تو اس طور آفت سے میرے	گلی مین تری کل تماشا ہوا تھا
گریبان سے تب ہاتھ اوٹھایا تھا مینے	مرے اور دامان صحرا ہوا تھا

زہی طالع اے میر اون نے یہ پوچھا
کہان تھا تو اب تک تجھے کیا ہوا تھا

آہ کی تین دل حیران و ستمگار کو سونپا	مین نے یہ غنچہ تصویر صبا کو سونپا
تیری کوچے مین مری خاک بھی پامال ہوئی	تھا وہ بیدرد مجھے جن نے وفا کو سونپا

اب تو جاتا ہی ہی کعبے کو تو بتخانے سے
جلد پھر پہونچیو ای میر خدا کو سونپا

گلہ نہین ہے ہمین اپنی جان گدازی کا	جگر پہ زخم ہے اوسکی زبان درازی کا
سمند ناز نے اوسکی جہان کیا پامال	وہی ہی اب بھی اوسے شوق ترکتازی کا
ستم ہین تیرہ مین لوٹی شرابخانے کی	اوتار لیتے ہین عمامہ ہر نمازی کا
الٹ پلٹ مری آہ سحر کی کیا ہی ظلم	اگر خیال تمہین ہووے نیزہ بازی کا
بتاؤ ہمسے کوئی آن تم سے کیا بگڑی	نہین ہے تمکو سلیقہ زمانہ سازی کا
خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن	رہی ہی خوف مجھے وان کی بی نیازی کا
چلو ہو راہ موافق کہے مخالف کی	طریق چھوڑ دیا ہمنے دل نوازی کا

سب گئے ہوش و صبر و تاب و تواں — دل سے اک داغ ہی جدا نہوا

ظلم و جور و جفا ستم بیداد — عشق میں تیرے ہم پہ کیا نہوا

ہم تو ناکام ہی جہاں میں رہے — یاں کبھو اپنا مدعا نہوا

میر افسوس وہ کہ جو کوئی
اوسکے دروازے کا گدا نہوا

یار عجب طرح نگہ کر گیا — دیکھنا وہ دل میں جگہ کر گیا

تنگ قبائی کا سماں یار کی — پیرہن غنچہ کو تہ کر گیا

جانا نہ اس بزم سے آیا تو کیا — کوئی گھڑی گو کہ تو رہ کر گیا

وصف خط و خال میں خوباں کے میر
نامۂ اعمال سیہ کر گیا

آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا — اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا

سمجھی نہ باد صبح کہ آکر اوٹھا دیا — اس فتنۂ زمانہ کو ناحق جگا دیا

پوشیدہ راز عشق چلا جاے تھا سو آج — بے طاقتی نے دل کی وہ پردا اوٹھا دیا

اس موج خیز دہر میں ہمکو قضا نے آہ — پانی کی بلبلے کی طرح سے مٹا دیا

تھی آگ اوسکی تیغ کو ہمکو سو عشق نے — دونوں کو معرکے میں گلے سے ملا دیا

اون نے تو تیغ کھینچی تھی پر جی چلا کے میر
ہمنے بھی ایکدم میں تماشا دکھا دیا

ردیف بای موحدہ

رکھتا ہے ہم سے وعدہ ملنے کا یار ہر شب
سو جاتے ہیں ولیکن بخت ہمارے ہر شب

اب وہ نہیں کہ آنکھیں تہیں پر آب روز و شب	ٹپکا کرے ہے آنکھوں سے خون ناب روز و شب
اک وقت رونے کا تھا ہمیں بھی خیال سا	آتی تھی آنکھوں سے چلی سیلاب روز و شب
اوسکے لئے نہ پھرتے تھے ہم خاک چھانتے	رہتا تھا پاس وہ در نایاب روز و شب
قدرت تو دیکھ عشق کی مجھ سے شکستہ کو	رکھتا ہے شاد بے خور و بے خواب روز و شب
سجدہ اوس آستان کا نہیں جن کو نصیب	رگڑا ہے سر میان محراب روز و شب
اب رسم ربط اوٹھ ہی گئی ورنہ پیش ازیں	بیٹھے ہی رہتے تھے ہم احباب روز و شب

دل کسکو رو دمو سی لگایا ہے میر نے
پاتی ہیں اوس جوان کو بیتاب روز و شب

رویا کیے ہیں غم سے ترے ہم تمام شب	پڑتی رہی ہے زور سے شبنم تمام شب
رکتے سے دل کے آج بچا ہوں تو اب جیا	چھاتی ہی میں رہا ہے مرا دم تمام شب
یہ اتصال اشک جگر سوز کا کہاں	روتی ہے یوں تو شمع بھی کم کم تمام شب

قطعہ

گذرا کسے جہان میں خوشی سے تمام روز	کسکی گئی نہ یاں میں بے غم تمام شب

شکوہ عبث ہے میر کہ کڑھتے ہیں سارے دن
یاں دل کا حال رہتا ہے درہم تمام شب

آئی گر کنعان سے باد مصر والے — نہ گئے تا بکلبۂ یعقوب
بن عصا شیخ یک قدم نہ رکھے — راہ چلتا نہیں ہے خر بے چوب
اس سے عشق میں نے چھوڑا تھا — تو بھی کہنے لگا بڑا کیا خوب
پی ہو مے تو سوچیا ہوں میں — محتسب آنکھوں پر ہے کچھ آشوب

میر شاعر بھی زور کوئی تھا
دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

ردیف تا

روز نہ ملوں یار سے یا شب ہے ملاقات — کیا فکر کروں میں کہ کسو ڈھب ہے ملاقات
قد بخت کی یاری ہے کچھ جذب ہے کامل — وہ آپھی ملے تو ملے پھر جب ہو ملاقات
دوری میں کروں نالہ و فریاد کہاں تک — یکبار تو اوس شوخ سے یارب ہے ملاقات
جاتی ہے غشی بھی کبھو آتی ہیں بخود بھی — کچھ لطف اوٹھو یار اگر اب ہے ملاقات

وحشت ہے بہت میر کو مل آئیے چلکر
کیا جانیے پھر یاں سے گئے کب ہو ملاقات

سب ہوئے نادم پے تدبیر جانان سمیت — تیر تو نکلا مرے سینے سے لیکن جان سمیت
تنگ ہو جاوے گا عرصہ خفتگان خاک پر — گر ہمیں زیر زمین سونپا دل نالان سمیت

[illegible]

پھر کہیں دن میں شہر چھپا کے پوچھا
اب ہو نہ گی میر کس قدر رات

جیتا ہے نہیں ہو جسے آزار محبت	مایوس ہوں میں بھی کہ ہوں بیمار محبت
امکان نہیں جیتے جی ہو قید سے آزاد	مر جائیے تبھی چھوٹے گرفتار محبت
تقصیر نہ خوبان کی نہ جلاد کا کچھ جرم	تھا دشمن جانی مرا اقرار محبت
ہر جنس کے خوبان ملے بازار جہان میں	لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت
اس راز کو رکھ جی ہی میں تا جی بچے پیارے	زنہار جو کرتا ہو تو اظہار محبت
ہر نقش قدم ترے سر کوچے میں عاشق	ٹک سیر تو کر آج تو بازار محبت
کچھ مست ہیں ہم دیدۂ پرخون سے نکلنے	آیا ہی ہے ساغر سرشار محبت
بیکار مزہ عشق میں تو دوڑ نے سے ہرگز	یہ گریہ ہی ہے اب رخ کار محبت

مجھ سا ہی ہو مجنون سے یہ کب بن نہیں عاقل
ہرگز نہیں اے میر سزاوار محبت

جی میں ہے یار رخ و زلف سیہ فام بہت	رونا آتا ہے مجھے ہر سحر و شام بہت
دست صیاد تلک بھی میں نہ پہنچا جیتا	بے قراری نے لیا مجھ کو تہ دام بہت
ایک دو چشمک ادھر گردش ساغر کہ مدام	سر چڑھی رہتی ہے یہ گردش ایام بہت

ردیف التاء

۵۲

کس کا روے سخن نہیں اور ہے
سب نظر میں ہمارے سب کی بات
ظلم ہے قہر ہے قیامت ہے
غصے میں اوسکے زیر لب کی بات
کہتے ہیں آگے تھا بتوں میں رحم
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات
گو کہ آتش زبان تھے آگے میر
اب کی کہیے گئی وہ تب کی بات

واشد ہوئی دلکو فقیروں کی بھی ملا
کہلتی نہیں گرہ یہ کسو کی دعا سے آج

جیتے ہیں اختیار نہیں ورنہ ہمنشین
ہم چاہتے ہیں موت تو اپنے خدا سے آج

ساقی ٹک ایک موسم گلکی طرف تو دیکھ
ٹپکا پڑے ہے رنگ چمن میں ہوا سے آج

تھا جی میں اس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر
پر کچھ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج

ردیف جیم فارسی

کاش اٹھیں ہم بھی گنہگاروں کی بیچ
ہوں جو رحمت کی سزاواروں کی بیچ

جی سدا ان ابروؤں ہی میں رہا
کی بسر ہم عمر تلواروں کے بیچ

چشم ہو تو آئینہ خانہ ہے دہر
منہ نظر آتا ہے دیواروں کے بیچ

ہیں عناصر کی یہ صورت بازیاں
شعبدے کیا کیا ہیں ان چاروں کے بیچ

جب سے لے نکلا ہے تو یہ جنس حسن
پڑ گئی ہے دھوم بازاروں کے بیچ

عاشقی و بیکسی و رفتگی
جی رہا کب ایسے آزاروں کے بیچ

جو سرشک اوس ماہ بن جھمکے ہے شب
وہ چمک کاہیکو ہے تاروں کے بیچ

اوسکے آتش ناک رخساروں بغیر
لوٹیے یوں کب تک انگاروں کے بیچ

بیٹھنا غیروں میں کب ہے ننگ یار
پھول گل ہوتے ہیں خاروں کے بیچ

قطعہ

ساتھ ہوا کس بیکسی کے عالم ہستی کے بیچ
عرش پہ ہم نے دیا نشان الفت کا دلا

باز خواہ خون ہے یار گیا ہی کے بیچ
آج دولت کا ساپہ یان فقر کی بستی کے بیچ

ہم سیہ کاروں کا ہنسا وہ ہے میخانے کی اور
آ گئے ہیں میر مسجد میں چلے مستی کے بیچ

ردیف حای حطی

ہونے لگا گداز غم یار بے طرح
اب کچھ طرح نہیں ہے کہ ہم غمزدے ہوں شاد
جان پر تمہارے ہاتھ سے ہوگا نہ اب کوئی
فتنہ اٹھیگا ورنہ نکل گھر سے تو شتاب

رہنے لگا ہے دل کو اب آزار بے طرح
کہنے لگا ہے منہ سے ستمگار بے طرح
رکھنے لگے ہو ہاتھ میں تلوار بے طرح
بیٹھے ہیں آ کے طالب دیدار بے طرح

لو ہو میں شور بور ہے دامان و جیب میر
پھرا ہے آج دیدۂ خونبار بے طرح

خاطر کرے ہے جمع وہ ہر بار ایک طرح
مین اور قیس کوہ کن اب جو زبان ہیں
منظور او سکو پردے میں ہیں ان کے جابجا
سب طرح سے وسکو اپنی نظر میں تھیں کیا کہیں

کرتا ہے جیسے مجھسے نئی یار ایک طرح
مارے گئے ہیں سب یہ گنہگار ایک طرح
کس سے ہوا دوچار وہ عیار ایک طرح
ہم بھی ہو گئے ہیں گرفتار ایک طرح

ردیف دال مہملہ

کیا ہے یہ جو لگا ہے آجاتی ہے آنکھ ہی کوئی زرد
یا نگو ماسے کوئی سر کھینچے ہے
شوق میں یہ محمل لیلی سے کے ہوسکے
اک ہما ودادی مجنون سے
جو وہ سر دی نہیں میں
میں یہ برسا سے کہیں

قطعہ

نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد — آخرکار کیا کہا قاصد

کوئی پہونچا نہ خط مرا اس تک — بسکہ طالع ہیں نارسا قاصد

سرنوشت زبوں سے ہے زبوں خاک — راہ کہوئی نگر تو جا قاصد

گر پڑا خط تو تجھ پہ حرف نہیں — یہ بھی میرا ہی تھا لکھا قاصد

یہ تو رونا ہمیشہ ہے مجھکو — بھیج کبھو کبھو ہنسا قاصد

اب تو غرض خامشی ہی بہتر ہے — کیا کہوں تجھسے ماجرا قاصد

شب کتابت تھی وقت گریہ نیز — جو لکھا خط سو بہہ گیا قاصد

کہنہ قصہ لکھا کروں تا کے — بھیجا کب تک کروں نیا قاصد

ہے طلسمات اوسکا کوچہ تو — جو گیا سو وہیں رہا قاصد

پاؤں پر تیر اپنے جسکا جواب — اوسکو گذرے ہیں سال ہا قاصد

نامہ بھیجے کو اوڑتا ہے
کاغذ باد کر گیا قاصد

ہوں رہگذر میں تیری ہر نقش پا ہے شاہد — اوڑتی ہے خاک میری باد صبا ہے شاہد

طوف حرم میں بھی میں بھولا نہ تجھکو اے بت — آتا تھا یاد تو ہی میرا خدا ہے شاہد

شرمندہ اثر کچھ باطن مرا نہیں ہے — وقت سحر شاہد دست دعا ہے شاہد

55

یکسان یوسف کو کیونکے دین نسبت
کب شنیدہ ہو دیدہ کے مانند
میر صاحب بھی اوسکے ہاں تھے لیک
بندہ زرخریدہ کے مانند

قفس تو یاں سے گئی پر ... کے مانند
چمن کی صبح کوئی دم کو شام ہے صیاد

موند آنکھیں سفر عدم کا کر — بس ہے دیکھا نہ عالم ایجاد
فکر تعمیر مین نہ رہ منعم — زندگانی کی کچھ بھی ہے بنیاد
خاک بھی سر پہ ڈالنے کو نہین — کس خرابے مین ہم ہوے آباد
سنتے ہو ٹک سنو کہ پھر مجھ بعد — نہ سنوگے یہ نالہ و فریاد
لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم — خاک کس دل جلے کی دی برباد
بھولا جا ہی غم بتان مین جی — غرض آتا ہے پھر خدا ہی یاد
ترے قید قفس کا کیا شکوہ — نالے اپنے سے اپنی سی فریاد
ہر طرف ہین اسیر ہم آواز — باغ ہے گھر ترا تو اے صیاد
ہمکو مرنا یہ ہے کہ کب ہو کہین — اپنی قید حیات سے آزاد
ایسا وہ شوخ ہے کہ اوٹھتی صبح — جانا سو جاے اوسکی ہے معتاد
نہین صورت پذیر نقش اوسکا — یون ہی تصدیع کھینچے ہے بہزاد

قطعہ

خوب ہے خاک سے بزرگون کی — چاہنا تو مرے تئین امداد
نامرادی ہو جسپہ پروانہ — وہ جلاتا پھرے چراغ مراد
پر مروت کہان کی ہے اے میر — تو ہی مجھ دل جلے کو کر ارشاد

میں منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کھوئی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر ....

نہو ہرزہ درا اتنا خموشی اے جرس بہتر
نہیں بس قافلہ میں اہل دل ضبط نفس بہتر

نہونا ہی بھلا تھا ساغر اوس چشم گریانکی
نظر آئے ابر تر ابھی نہ آویگا برس بہتر

سدا ہو خار خار باغبان گل کا جہان نا فہم
سمجھ اے عندلیب وس باغ سے کنج قفس بہتر

برا ہی امتحان لیکن نہ سمجھی تو تو کیا کریے
شہادت گاہ میں پہل سب اپنی بلہوس بہتر

سیہ کر دونگا گلشن دود دل سے باغبان میں بھی
جلا آتش میں میری آشیان کی خار و خس بہتر

کیا داغوں سے رشک باغ اے صد آفرین الفت
یہ سکینہ کو بھی ایسا ہی تھا درکار بس بہتر

قدم تیری چہوے کے جیسی اب وہ ہاتھ ہے سر سے
مرے حق میں نہونا ہی تہا یاں تک دسترس بہتر

عبث پوچھے ہے مجھ سے میر میں صحرا کو جاتا ہوں
خرابی ہے یہ دل رکھا ہے جو تو نے تو بس بہتر

آشوب چشم تر سے رہی ہیں جو تر پڑ
پلکوں کی صف سے بستہ گئیں منہ کو موڑ موڑ

لاکھوں جتن کیے نہوا ضبط گریہ لیک
سنتے ہی نام آنکھ سے آنسو گرے کہ دوڑ

زخم درون سے میر کے تک بے خبر رہو
اب ضبط گریہ سے ہے ادھر ہی کو سینہ چھوڑ

گرمی سے برشکال کی پروا ہے کیا ہمیں
برسوں رہی ہے جا بجا کہیں کی یاں ہر دوڑ

۵۷

گداز عاشقی کا میر کے شب ذکر آیا تھا
جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہو گئی گھل کر

کر رحم ٹک کب تلک ستم مجہہ پر جفا کار اسقدر
بہاگی مری صورت سے وہ عاشق مین اوسکی شکل کے
منزل پہونچنا اک طرف نی صبر ہو نی ہو سکون
ہر جا ہی ہر دل مین ترا اور گذر کر دو وفا
جب کشمکش ہو وے تو کیا عالم سی ہمکو فائدہ

اک سینہ خنجر سیکڑون یکجان آزار اسقدر
مین اوسکا خوابان یان فلک وہ مجہہ سے بیزار اسقدر
یکسر قدم مین آ بلی پہر راہ پر خار اسقدر
کر رحم ٹک اسپے او پست ہو آل زار اسقدر
یہ بی فضا ہی اک قفس ہم ہین گرفتار اسقدر

قطعہ

عید اور بغل گیری تری عید اور ہم سے بہاگنا
ہم یار یون یون غمزدہ خوش ہو ہین اغیار اسقدر

طاقت نہین سے بات کی کہتا تہا نعرہ یار پر
کیا جانتا تہا میر ہو جاویگا بیمار اسقدر

قیامت تہا سمان اوس خشمگین پر
نہ دیکہا آخر اوس آئینہ رو کو
گئے دن عجز و نالے کے کہ اب ہے
ہوا سے ہاتھ گلدستہ ہمارا

کہ تلوارین چلین ابرو کی چین پر
نظر سے بہی نگاہ واپسین پر
دماغ نالہ ہے نے سفتین پر
کہ داغ خون بہت ہے آستین پر

قطعہ

قدم دشت محبت مین نہ رکھہ میر
کہ سر جاتا ہے گام اولین پر

دل و دماغ و جگر یہ سب ایکبار
کام آئے فراق مین ای یار
کیون نہو ضعف غالب اعضا پر
مر گئے ہین قشون کے سردار

ہر سحر اک چلی تو ہے نسیم	او سپہ مست ناز تک ہشیار
شاخ شاخ شگوفہ نکلینگے	جو گیا اوسکی زلف کا اک تار

قطعہ

واجب القتل اسقدر تو ہون	کہ مجھے دیکھکر کہے ہی پکار
یہ تو آیا نہ سامنے میرے	لاؤ میری میان سے تلوار

قطعہ

آ زیارت کو قبر عاشق پہ	اک طرح کا ہے یان بھی جوش بہار
نکلی ہے میری خاک سے نرگس	یعنے اب تک ہے حسرت دیدار

قطعہ

میر صاحب زمانہ نازک ہے	دونون ہاتھون سے تھامیے دستار
سہل سی زندگی پہ کام کے تئین	اپنے اوپر نکیجیے دشوار
چاہ ان کا ہے جملہ یہ سب	سب سے رکھیے سلوک ہی ناچار
کوئی ایسا گناہ اور نہین	یہ کہ کیجیے ستم کسی پہ یار

قطعہ

وان جہان خاک کی برابر ہے	قدر ہفت آسمان ظلم شعار

یارب رہ طلب ہین کوئی کہتا ہے پھر کر
منظور ہو نہ پاس ہمارا تو حیف ہی
غالب کہ دیوے قوت دل اس ضعیف کو
نکلینگے کام دلکے نہ کچھ اہل ریش سی

تسکین دیکے بیٹھے رہیون پانون گاڑ کر
آئی ہین آج دور سے ہم تجھکو تاڑ کر
تنکی کو جو کھاوی ہے پلمین پہاڑ کر
کچھ ڈھیر کر چلین ہین یہ آگے اکھاڑ کر

اس فن کی پہلوانون سے کشتی رہی ہے میر
بہتون کو ہمنے زیر کیا ہے پچھاڑ کر

مرتے ہین تیری نرگس بیمار دیکھکر
جاتی ہین جی سے کسقدر آزار دیکھکر

افسوس ہے کہ منتظر اک عمر تک رہے
پھر مرگئے ترے تئین یکبار دیکھکر

ناخوانده خط شوق لگے چاک کرنے تو
قاصد تو کہیو ٹک کہ جفا کار دیکھکر

کوئی جو دم رہا ہے سو آنکھون ہی مین ہے اب
کریو ٹک ایک وعدۂ دیدار دیکھکر

دیکھین ہین جدہر وہ رشک پری پیش چشم ہی
حیران رہ گئے ہین یہ اسرار دیکھکر

جاتا ہے آسمان لئی کوچے سے یار کے
آتا ہے جی بھرا در و دیوار دیکھکر

تیری خرام ناز پہ جاتی ہین جی چلے
رکھ ٹک قدم زمین پہ ستمگار دیکھکر

طالع نے چشم پوشی کی یان تک کہ ہمنشین
چھپتا ہے مجھکو دور سے اب یار دیکھکر

جی مین تھا اوس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر

قطعہ

اِیکونکی کمان کھینچی اِیکون کو دار کھینچا — اسرار عاشقی کا کھینچا [illegible]

طاعت کوئی کرے جب ابرو ز جہوے — گر ہو سکے تو [illegible] اسوقت [illegible]

کیون تونے آخر آخر اسوقت منھ دکھایا

دی جان میر نے جو حسرت سے اک نگہ کر

شیخ کا اب کمال ہے کچھ اور — حال تھا اور قال ہے کچھ اور

وعدے پرسون کے کتنے دیکھے ہین — دم مین عاشق کا حال ہے کچھ اور

سہل مت بوجھ یہ طلسم جہان — ہر جگہ یان خیال ہے کچھ اور

تو رگ جان سمجھتی ہوگی نسیم — اوسکے گیسو کا بال ہے کچھ اور

ہم ملین گو کہ ہجر مین مرجائین — عاشقون کا وصال ہے کچھ اور

کوزپشتی پہ شیخ کی مت جا — اسپہ بھی احتمال ہے کچھ اور

اسمین اوسمین بڑی تفاوت ہے — کبک کی چال ڈھال ہے کچھ اور

میر تلوار چلتی ہے تو چلے

خوش خرامونکی چال ہے کچھ اور

جو دل تپا ہوا تھا ز جنمی جو ر — ضبط گریہ سے پڑ گئے ناسور

صبح اوس سرو مہر کی آگے — قرص خورشید ہو گیا کافور

مشت خاک نہیں جو پامال ہو یہاں [illegible]	سر کو کھینچے گا فلک تک یہ غبار آخر کار
چشم [illegible]	آنکھوں سے جاتی رہیگی یہ بہار آخر کار

اول اول کار محبت تو بہت سہل ہے میر
[illegible] جاتا ہے ولی صبر و قرار آخر کار

خط میں ہے کیا سماں سینے پر	ہوتی گویا چھت ہیں مینے پر
کوئی ہوتا ہے دل [illegible] سے جدا	ایک دم کے ہو نہ سینے پر
دل ہے [illegible] شکستہ [illegible]	سنگ باران ہے آبگینے پر
چاک سینے [illegible]	کیا رفو کم ہوا ہے سینے پر

[illegible] کیا ہوں آزردہ
[illegible] روں کو سینے پر

ہم بھی پھرتے ہیں [illegible] لیکر	دستہ داغ و فوج غم لیکر
دست کش نالہ پیش رو [illegible]	آہ چلتی ہے یاں علم لیکر
مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے	یعنی آگے چلینگے دم لیکر
اوسکی [illegible]	غم دوری چلے ہیں ہم لیکر
بارہا صید گہ سے [illegible] گئے	داغ یاس آہوے حرم لیکر

جھگڑے دکھا کی باعث ہنگامہ ہی رہے	پر کچھ [illegible] آ گئی نہ کم بات مان کر
کہتے نہ تھے کہ جان سے جاتی رہیگی ہم	اچھا نہیں ہے آخر ہمیں امتحان کر
کم گو جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہ ہو گیا	اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر
ہم وے ہیں جنکے خون سے تیری راہ سب ہے گل	مت [illegible] اب ہمکو تو ارون میں بیان کر
تاکشتہ وفا مجھے جانے تمام خلق	تربت پہ میری خون سے میری نشان کر
ناز و عتاب و خشم کہاں تک اوٹھائیے	یارب کبھو تو [illegible] وے مہربان کر

افسانے یار و من کے سنیں ہم کب تلک
چل اب کہ سو رہیں منہ پہ دوپٹہ تان کر

آزار دیکھو کیا ان پلکوں سے اٹک کر	جو [illegible] دل میں [illegible] کر
سرو و تدرو دونوں پھر آپ میں نہ آئے	[illegible]
کب آنکھ کھول دیکھا تیرے تئیں سر اٹھا کے	[illegible]
حاصل بجز کدورت اس خاکداں سے کیا ہے	[illegible]
یہ مشت خاک یعنی انسان ہی ہے روکش	[illegible] آسمان کی [illegible] کر
دل کام جا چکا تھا اب و سے گئی	[illegible] کر
ملک تشنہ سے او سکو دی شب تو صبر کر گیا	جانی ہی [illegible] کر

[illegible]

[illegible]	[illegible]
دل سبھی پر داغ ہیں [illegible]	ہی تو باقی ہی نہیں حسرت دیدار ہنوز
پر گئی [illegible] سارے [illegible]	[illegible] دیدۂ خونبار ہنوز
[illegible] تجھی کو طبیب	یہ ہوا کوئی بھی اس درد کا بیمار ہنوز
[illegible] تو اری چال پہ شوخ	تو نہیں چھوڑتا اس طرز کی رفتار ہنوز
[illegible] بال [illegible]	ہیں غم دل کی اسیری میں گرفتار ہنوز
کوئی تو آ [illegible] سے گذرا	گو وہاں جا کے لہو ہو میں سر خار ہنوز
[illegible]	جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز
[illegible] تری کوچے سے	بازآتی نہیں [illegible] ہوا دار ہنوز

قطعہ

ایک [illegible] زخم کی [illegible] کہیں	کوئی دیتا ہے سنا دیسی کو آزار ہنوز
تک تو انصاف کرا ای دشمن جان عاشق	میان سے نکلی پڑی ہے تری تلوار ہنوز

قطعہ

[illegible] میں دیکھ کہا کچھ بھی	ہے تجھے کوئی گھڑی قوت گفتار ہنوز
[illegible] ہی زبان [illegible] رہ جاتی ہے	درد دل کیوں نہیں کرتا ہے تو اظہار ہنوز

[illegible]

حیران ہون میر نزع مین اب کیا کرون بھلا
احوال دل بہت ہی مجھی فرصت ملا کی نفس

کیونکی نکلا جای بحر غم سی مجہ بیدل کی پاس	آہ کی ڈوبی جاتی ہی کشتی مری ساحل کی پاس
ہی پریشان دشت مین کس کا غبار ناتوان	گرد کچہ گستاخ آتی ہی چلی محمل کی پاس
گرم ہوگا حشر کو ہنگامہ دعوی بہت	کاشکی مجھکو نہ لی جاوین مری قاتل کی پاس
دور اس سی جیون ہوا دل پر بلا ہی مضطرب	اسطرح تڑپا نہین جاتا کسو بسمل کی پاس
بوی خون آتی ہی باد صبح گاہی سی مجھی	نکلی ہی بیدرد شاید ہو کسی گھایل کی پاس

آہ نالی مت کیا کر اس قدر بیتاب ہو
ای ستمکش میر ظالم ہی جگر بھی دلکی پاس

مرگیا مین ملا نہ یار افسوس	ہای افسوس صد ہزار افسوس
ہم تو ملتی تھی جب اہا ہا ہا	تر ہا وہ بھی روزگار افسوس
یون گنواتا ہی دل کوئی مجھکو	بھی آتا ہی بار بار افسوس
قتل گر تو ہمین کرے گا خوشی	یہ توقع تھی تجہ سے یار افسوس
رخصت سیر باغ تک نہ ہوئے	یون ہی جاتی رہی بہار افسوس
خوب بد عہد تو نہ مل لیکن	میر تیرے تہا یہ قرار افسوس

قطعہ

کل ہم سیر باغ مین دل ہاتھ سے گیا
اک سادہ گل فروش کا آکر پسر بدوش
جاتا رہا نظارہ سے جیون موسم بہار
آج اوس بغیر داغ جگر مین سیاہ پوش

قطعہ

شب اس دل گرفتہ کو وا کر بزور می

عشق کے بازار میں سودا ہے ...
غالب ہے ... جلاد کی طرف
ہر خون گرفتہ جائے جلاد کی طرف
کیوں ذلیل ہے ... جلاد کی طرف
ہر تار زلف قیمت فردوس ہے ترا
کرتا ہے کون نظارہ شمشاد کی طرف

شیخ ہو دشمن ترا نہ رقاص ہے	کیوں نہ اک تماشا کا سبب نقاص
سال میں بارہ مہینے یہ ہمارے گھر رقص	چشم نم دیدہ عشق کی سدا جاری ہے
سب آگہی بہ ضبط کہتی ہیں خوبان اختلاط	ہوتی ہیں پر یک سبھی کتنی پریشان اختلاط
تنگ آیا ہوں نہیں شاخ تنگ پوشی سے تر	اس تن نازک سے یہ جامہ کو ہیں جیسے اختلاط
غیر مجھکو جو کہتے ہیں محظوظ	تجھ سے ملتی ہیں رہتی ہیں محظوظ
سب یہ روشن ہے کہ شب مجلس میں آئی شمع	اور نہ ہو کسی کو سبھا دیکھ جل جاتی ہے شمع
شیخ سچ خوب ہے بہشت کا باغ	جا بیٹھے گر وفا کرے گا داغ
ہم اور تیر نگہ سو ستمگر دروغ دروغ	کہاں وفا ہے ہمیں اسقدر دروغ دروغ
ہم اور یہ محبت ستمگر خلاف خلاف	ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ
عاشق ... ہیں تم سے ہم شکر غافل	تم اور پوچھو ہماری خبر دروغ دروغ
دروغ کچھ نہیں دعوی کو صبح صادق کا	شب فراق کو کب ہے سحر دروغ دروغ

کسو کو کہتے سنا ہے بدگمان تجھ سے ہیں تو
وہ اور راز کسو پر نظر دروغ دروغ

ردیف فا

آج کل آنکھ کو سب لا الہ پہ گناہ ہی معاف	راستی ہے یہ کہ وعدے میں تمہارے سب خلاف

قطعہ

نہ سمجھا گیا ابر گیا دیکھ کر
ٹپکتا ہے پلکون سے خون متصل

ہوا تھا مری چشم تر کیطرف
نہین دیکھتے ہم جگر کیطرف

مناسب نہین حال عاشق سمجھ
کسی منزل دلکش پہ ہے تن

رکھے ہے یہ دارو ضرر کیطرف
نہین میل خاطر سفر کیطرف

رگ جان کھنچتی ہے آنکھو نہین میر
گیو مین مزاج اوس کمر کی طرف

ردیف قاف

درد سے جور سے بلا ہے عشق
تو نہووے تو نظم کل اوٹھ جاوے

شیخ کیا جانے تو کہ کیا ہے عشق
سچی ہین شاعران خدا ہے عشق

ردیف کاف تازی

بچین مجھکو چیا ہتا ہر دم ہے زیر خاک
آسودگی جو چاہے تو مرنے پہ دل کو رکھ

چھاتی پہ بعد مرگ بھی دل جمع ہے زیر خاک
آشفتگی طبع بہت کم ہے زیر خاک

تنہا تو اپنی گور مین رہنے پہ بعد مرگ
رویا تھا صبح مین بہن جو یاد کر بہت

مت اضطراب کر تو کہ عالم ہے زیر خاک
اشک مری ہر ایک مژہ نم ہے زیر خاک

کیا آسمان پہ کھینچے کوئی میر آپکو

جانا جہان سے سب کو مسلم ہے زیر خاک

[illegible]

شعلہ آوی کیسی ہی دن پر سکیسی ہمارا	جاتا نہین اندہیرا یہ سرکار سے اب تلک
نکلا تہا کہین وہ گل نازکی شب بہی ہے تن	سو کوفت نہین جاتی ہی رخسار سے اب تلک

دیکہا تہا کہین ساتھ ترے قد کا چمن مین
ہین میر جی آوارہ یہ بیمار سے اب تلک

مین گم کردہ چمن زمزمہ پرداز ہی ایک	جسکی لی دام سی تا گوش گل آواز ہی ایک
کچھ ہوا مرغ قفس لطف نجاد آواز	نوحہ یا نالہ ہر ایک بات کا انداز ہی ایک
ناتوانی سی نہین بال فشانی کا دماغ	ورنہ تا باغ قفس سی مری پرواز ہی ایک
گوش کو ہوش کی مٹک کہو اگ سن شور جہان	سبکی آواز کی پردی مین سخن ساز ہی ایک

جا ہی جس شکل سی تمثال صفت وسمین درآ
عالم آئینی کی مانند در باز ہی ایک

بالین پہ میر آ دیکہا تو کہنے سی جب تلک	مر جاوینگا سفر ہی مین دنیا ہو تب تلک
اتنا دن اور دل سی طپش کر لکا تشین	یہ مجلس تمام ہی ہر آج شب تلک
نقاش کیونکہ کہینچ سکیگا تو شبیہ یار	کہینچی ہی عشق ایک ناز ہی اوسکا مین [illegible]
شب کو تہا اور قصہ مری حال کا دراز	مقصد سہا کہ کردن تجہ سی مین کب تلک
باقی یہ داستان ہی اور گل کی رات ہے	گر جان میری میر نیا ہو تجہ اب تلک

قطعہ

[illegible]

ردیف کاف فارسی

بھی درد جدائی ہے جو اس شب	تو آتا ہے جگر مژگان کے تر تک
دکھائی دینگے ہم میت کے رنگون	اگر رہ جاسکینگے جیتے سحر تک

کہان پھر شور شیون جب گیا میر
یہ ہنگامہ ہے اوس ہی نوحہ گر تک

دست و پا مارے وقت بسمل تک	ہاتھ پہونچا نہ پائے قاتل تک
کعبہ پہونچا تو کیا ہوا اے شیخ	سعی کر ٹک پہنچ کسی دل تک
در پئے محمل اوسکے جیسے جرس	مین بھی نالان ہون ساتھ منزل تک
بجھ گئے ہم چراغ سے باہر	کہیو اے باد شمع محفل تک

نہ گیا میر اپنی کشتی سے
ایک بھی تختہ پارہ ساحل تک

جاتی ہین لئے خرابی کو سیل آسمان تلک	طوفان ہے میرے اشک ندامت سے یان تلک
شاید کہ دیوے رخصت گلشن ہون بیقرار	میرے قفس کو کوئی تو لیچلو باغبان تلک
قید قفس سے چھوٹ کے دیکھا جلا ہوا	پہونچے نہ ہو کے نکلے ہم آشیان تلک
اتنا ہون ناتوان کہ درد دل سے اب گلہ	آتا ہے ایک عمر مین میری زبان تلک
مین ترک عشق کر کے ہوا گوشہ گیر میر	ہوتا ہے ہر دن خراب جہا نہیں کہان تلک

ردیف لام

شعلہ آہ کہیں ان دنوں ہے شب سے ہمارا
نکلا تھا کہیں وہ گل نازک شب مہتاب

جیتا نہیں اندھیرے سے سرکارسے اب تک
سو کو فرصت نہیں جاتی ہے رخسار سے اب تک

دیکھا تھا کہیں سایہ تیرے قد کا چمن میں
ہیں سرو بھی آوارہ ہے پیار سے اب تک

ہیں گم کردہ چمن زمزمہ پرداز ہے ایک
کچھ ہوا ہے مرغ قفس لطف شناور داد

جبکہ لے دام سے تا گوش گل آواز ہے ایک
تو جیا نالہ ہر ایک بات کا انداز ہے ایک

ناتوانی سے نہیں بال فشانی کا دماغ
ورنہ تا باغ قفس سے مری پرواز ہے ایک

گوش کو ہوش کی تنگ کہو لگی سخن چوبان
سب کی آواز کے پردے میں سخن ساز ہے ایک

جلوہ ہے جس شکل سے تمثال صفت سب میں در آ
عالم آئینے کے مانند در باز ہے ایک

بالین پہ میر آ دیکھا تو گھر سے جب تلک
گر جاؤ نگا سفر ہی میں جینا ہے تب تلک

اتنا دن اور دل سے طپش کر رکھا وشمن
یہ جیلہ تمام ہی ہے آج شب تلک

نقاش کیونکہ کھینچے دیکھا تو شبیہ یار
کھینچے یہ حسن ایک زمانہ ہے اوسکا میں اب تلک

شب کو تو اور قصہ مری حال کا ورنہ
القصہ سب کہا کرون شب ہے میں کب تلک

باقی یہ داستان ہے اور کل کی رات ہے
گر جان میری میر نہ آ پہونچے لب تلک

قطعہ

بھی دردِ جدائی ہے جو اس شب / تو آتا ہے جگر مژگان کے سر تک
دکھائی دینگے ہم میت کے رنگوں / اگر رہ جاسینگے جیتے سحر تک

کہاں پھر شور شیون جب گیا میر
یہ ہنگامہ ہے اوس ہی نوحہ گر تک

دست و پا مارے وقتِ بسمل تک / ہاتھ پہونچا نہ پاے قاتل تک
کعبہ پہونچا تو کیا ہوا اے شیخ / سعی کر ٹک پہنچ کسی دل تک
در پئے محمل اوسکے جیسے جرس / میں بھی نالاں ہوں ساتھ منزل تک
بجھ گئے ہم چراغ سے باہر / کہیو اے باد شمع محفل تک

نہ گیا میر اپنی کشتی سے
ایک بھی تختہ پارہ ساحل تک

جاتی ہیں لجھ خرابی کو سیل آسمان تلک / طوفان ہے میرے اشک ندامت سے ہاں تلک
شاید کہ ہوے رخصت گلشن ہوں بیقرار / میرے قفس کو لے تو چلو باغبان تلک
قیدِ قفس سے چھوٹ کے دیکھا جلا ہوا / پہونچے نہ ہوتی کاش کے ہم آشیان تلک
اتنا ہوں ناتوان کہ دردِ دل اب گلہ / آتا ہے ایک عمر میں میری زبان تلک
میں ترکِ عشق کرکے ہوا گوشہ گیر میر / ہوتا ہے ہر دن خراب جہا میں کہاں تلک

ردیف کاف فارسی

اوس ذقن میں ہی سبزی ہے خط کی
دیکھو جیدھر کو کوئی پڑی ہے بہانگ
کس طرح اوس سے کوئی گرم ملے
سیم تن پگھلے جاتی ہیں جون انگ
دور تک اس پہاڑ کی ہے ڈانگ

ردیف لام

سمیر کہ عندلیب کا احوال
ہین پریشان چمن مین کچھ پر و بال
تپ غم تو گئے طبیب ولے
پھر نہ آیا کبھو مزاج بحال
سبزہ نورستہ رہگزار کا ہون
سر اوٹھایا کہ ہو گیا پامال
کیون نہ دیکھون چمن کو حسرت سے
آشیان تھا مرا بھی یان پر سال

[illegible]

مقدور تک شراب سے رکھہ انکھڑیون مین رنگ
یہ چشمک سے پیالہ ہے ساقی ہوا ہے گل

یہ دیکھہ سینہ داغ سے رشک چمن ہے یان
بلبل ستم ہوا نہ جو تو نے بھی کھایا گل

بلبل ہزار جی سے خریدار اوسکی ہے
اے گلفروش کریے سمجھہ کر بہا ہے گل

نکلا ہوا ہے ایسی جناک سے کس ادا کے تئین
قابل درود بھیجنے کے ہے صفائے گل

بارے سرشک سرخ کی داغون سے آنکھو
بستر ہوا ہے تجھ سے تو ہم نے بچھایا گل

اے عندلیب صلح کرین جنگ ہو چکی
لے اے زبان دراز تو سب کچھہ سوا ہے گل

گلچین سمجھ کے چتیو کہ گلشن مین میر کے
لخت جگر پڑے ہین نہین برگہا ہے گل

گل کی جفا بھی جانی دیکھی وفاے بلبل
یک مشت پر پڑے ہین گلشن مین جائے بلبل

کر سیر جذب الفت گلچین نے کل چمن مین
توڑا تھا شاخ گل کو نکلی صدائے بلبل

کھٹکے ہین خار ہو کر ہر شب دل چمن مین
اتنی لب و دہن سے ہے نالہ ہائے بلبل

یک رنگی ہو نکی راہ مین طے کر کے مر گیا ہے
گل مین رنگین نہین یہ ہین نقش پائے بلبل

آئی بہار و گلشن گل سے بھرا ہے لیکن
ہر گوشہ چمن مین خالی ہے جائے بلبل

پیغام ہی غرض ہے سنتے نہین ہین یاران
پہونچی نہ گوش گل تک آخر دعائے بلبل

یہ دل خراش نالے ہر شب کو میر تیرے
کر دینگے لی تنک ہی شور نواے بلبل

[illegible]

ستم ... میں چمکتی کو ہر دو شنگی گل
آج ... ہو بال اسیران قفس

صبحگاہ و تھی ہی عالم کو ڈبو دینگی گل
بلبل و باغ و خیابان نہ ہو دینگی گل

وعدۂ وصل رہا ہو شب آئندہ پہ میر
بخت خوابیدہ جو تک جاگتے سو دینگی گل

مندا ہے اختلاط کا بازار آج کل
لگتا نہیں ہے دل کا خریدار آج کل

اس سلطنت دو روزہ میں خطرے ہزار ہیں
اچھا ہے رہ سکو جو خبردار آج کل

او باش سون ہے گی کہو پانی لگو ہین روز
مارا پڑیگا کوئی طلبگار آج کل

ملنے کی رات داخل ایام کیا نہیں
ہر سون ہو ہے کہاں تئیں اے یار آج کل

گلزار ہو رہی ہے سر ہر دم سحر کوئی یار
اک رنگ پر ہے دیدۂ خونبار آج کل

تا شام اپنا کام کھنچے کیونکہ دیکھیے
پٹتی نہیں ہے جسکو جفا کار آج کل

کعبے تلک تو سنتے ہیں ویرانہ و خراب
آباد ہے سو خانۂ خمار آج کل

ٹھوکر دلوں کو لگنی لگی ہے خرام میں
لاویگی اک بلا تری رفتار آج کل

ایسا ہے شیخون میں جیسے آتا ہے شیخ جی
تو ہمارا ہے کہ ہیں جبہ و دستار آج کل

حیران ہیں ہم حال کی تدبیر میں نہیں
ہر اک کو شہر میں ہے یہ آزار آج کل

اچھا نہیں ہے میر کا احوال ان دنوں
غالب کہ ہو چکیگا یہ بیمار آج کل

ہے گو شکستہ سیر ابھی لطف سے نہیں ہے	ایک آدھ رات کو تو یاں بھی سحر کرو تم
تھی چشم داشت مجھکو اس دلبران سے	دل کو مرے اڑا کر آنکھوں میں گھر کرو تم
اوس بزم خوش کی محرم ناآشنا ہیں سارے	کسکو کہوں کہ واں تک میری خبر کرو تم
ہے پیچ دار بس راہ وصال و ہجران	ان دو ہی منزلوں میں برسوں سفر کرو تم
یہ ظلم ہے تو ہم بھی اس زندگی سے گزرے	سوگند ہے تمہیں اب جو درگزر کرو تم
روے سخن کہاں تک غیر ونگی اور آخر	ہم بھی تو آدمی ہیں ٹک منہ ادھر کرو تم

قطعہ

ہوتا ہے عاشقوں میں اوس کی تو آؤ میر صاحب	گردن کو اپنی موسے باریک تر کرو تم

کیا لطف ہے وگرنہ جس دم وہ تیغ کھینچے
سینہ سپر کریں ہم قطع نظر کرو تم

جاتا کہ شغل کرتے ہو تیر و کمان سے تم	پر مل چلا کرو بھی کسو خستہ جان سے تم
ہم اپنی چاک جیب کو سی رہتے یا نہیں	پھاڑے میں یا نہوں و نیز کو آئے کہاں سے تم
اب کہتے ہیں خوب تو وہ بات ہے نہیں	کیا کیا وگرنہ کہتے تھے اپنی زبان سے تم
تنگی بھی ہم تم ٹھہرے کہیں دیکھتے ہیں تنگ	چشم وفا رکھو نہ خسان جہان سے تم
جاؤ نہ دل سے منظر تن میں ہے جا یہی	پچتاؤ گے اوٹھو گے اگر اس مکان سے تم

[illegible]

کہہ گیا گر کوئی مرتا تھا کسی پر — جہاں میں رکھ گئے رسم وفا ہم
[illegible] — [illegible] عمر کے پیچھے رہا ہم

[illegible] سکو نہ دیکھا
[illegible] کا [illegible] رہا ہم

اگر راہ میں [illegible] — [illegible] السلام
[illegible] لگ گئی — سخن یان ہوا ختم حاصل کلام
مجھے دیکھ [illegible] پریشان گل [illegible] — غرض یہ کہ جاتو ہوئی اب تو شام
سر شام سے رہتی ہیں کاہشیں — ہمیں شوق اوس راہ کا ہے تمام

قطعہ

قیامت ہی یاں چشم و دل سے رہی — چلے بس تو واں جا کے کریے قیام
نہ دیکھے جہاں کوئی آنکھوں کا [illegible] — نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام

جہاں میں [illegible] ہو گیا
خراماں ہوا تھا وہ محشر تمام

گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم — ایک لگ [illegible] میں بلا ہیں ہم
کام کیا آئے [illegible] معلومات — [illegible] سمجھے [illegible] کہ کیا ہیں ہم

۷۳

[illegible]

ردیف نون

سنکی بھی جو دی کچھ آج نہیں — ایک مدت سے وہ مزاج نہیں

درد اگرچہ ہے تو مجھ بس نہ ہے — اب دوا کی کچھ احتیاج نہیں

ہے اپنی سی کچھ ہیبت لیکن — مرض عشق کا علاج نہیں

شعر خوب کو خوب دیکھا میر — جنس دل کا کہیں رواج نہیں

وحشت میں ہوں بلا گر وادی پر اپنی آؤں — مجنوں کی محنتیں سب میں خاک میں ملاؤں

ہنس کر کبھو بلایا تو برسوں تک رلایا — اوسکی ستم ظریفی کیسے تئیں کہاؤں

فریادی ہوں تو ٹپکے لوہو مری زباں سے — نالے کو بلبلوں کے خاطر میں بھی نہ لاؤں

یہ جیتے جی نہ دل کی غم کو ایسا سمجھو یاراں — مانند روضہ خواں کی مجلس کے تئیں رلاؤں

یکدم تو چونک بھی پڑ شور و فغاں سے میرے — ای بخت خفتہ کب تک تیرے تئیں جگاؤں

از خویش رفتہ ہر دم فکر وصال میں ہوں — کتنا میں کھویا جاؤں یا رب کہ تجھکو پاؤں

عریانی تنی کی شوخی وحشت میں کیا بلا تھی — تہ گرد کی نہ بیٹھی تا تن کو تئیں چھپاؤں

اگر خط لکھوں فی میر مطلق اثر نہ بخشا — قاصد کی بدلے اب کی جادو مگر چلاؤں

دل آشفتگی نے مارا جھکو کہاں مژہ ڑی — اک قطرہ آب تا میں اس آگ کو جھلاؤں

[illegible]

قطعہ

عشق و خوشی تو شہرہ ہی ہو گو پنہاں
الفت جو ہر جدائی کی رنج و عذاب ہین
[illegible]
مرتا ہو اس کو ... [illegible]

قطعہ

آ نکلے شعر جو ہر ... [illegible] ہین
ہین فکر کیا سوال ... جناب ہین
حضرت سنو تو ہین ہی تعلق کرین ...
... اوسکی جواب ہین

... [illegible] ...
ہین آج صرف خاک جہان خراب ہین

ہر روز ہی وہ زلف یار ہر روز کا کام یاں
دامن ہر شعر ... صبح و شام یاں
سو وارہ ہی جہان مین ہمارا سنا کرو
عنقا کی طور زیست ہی بی نام یاں
وصف دہن جو اسکو ... آگی قلم چلے
یعنی کیا ہی خامہ نی ختم کلام یاں
غالب ہی کہ موسم خط وان قریب ہی
آ نی لگا ہی متصل اسکا پیام یاں
مت کھا فریب عجز عزیزان حال کا
پنہان کیے ہین خاک مین یارون نی دام یاں
کوئی ہوا نہ دست بسر شہر حسن مین
شاید نہین ہی رسم جواب سلام یاں
ناکام رہنی ہی کا تمہین غم ہی آج میر
بہتون کی کام ہو گئی ہین کل تمام یاں

[illegible]

ہون خاک سر راہ [illegible]

مین سو [illegible] منتظر روز جزا ہون

کہ طاقت و آرام و قرار و خواب [illegible]

باری یہ غنیمت ہے [illegible]

[illegible]

معلوم نہین خوب [illegible]

[illegible]

جون شمع سر شام [illegible] جلا ہون

[illegible] چھپ کر [illegible] کیا کرتے ہین — جان [illegible] محبت کو دعا کرتے ہین

عشق [illegible] — [illegible] چلا کرتے ہین

[illegible] — [illegible] کیا کرتے ہین

[illegible] — [illegible] کیا کرتے ہین

[illegible] — [illegible] کیا کرتے ہین

[illegible] — [illegible] کیا کرتے ہین

[illegible] — دل [illegible] کو [illegible] کرتے ہین

تجھ سے [illegible] جا [illegible] — دیدہ و دل کو سمجھا کہ دعا کرتے ہین

[illegible] خواب نہین ذکر [illegible] مین — رات دن [illegible] کیا ہی کیا کرتے ہین

مجلس حال مین موزون حرکت [illegible] — غیر شرعی [illegible] رقص مزا کرتے ہین

[illegible] ایسا کہ کوئی زیست کرے — جان [illegible] ہین جو [illegible] اپنا [illegible] کرتے ہین

[illegible] جان [illegible] — ایسے ناکام ہی بیکار پھرا کرتے ہین

[illegible] مصیبت زدہ [illegible] — کچھ نہین کرتے تو افسوس کیا کرتے ہین

کیا کہین [illegible] ہم تم سے معاش [illegible]

غم کو کھایا کرتے ہین لہو پیا کرتے ہین

[illegible]

جیو اوسکو اور کو جلا نالے تو ہم بہی ضعیف — ہزار سجدہ ہر اک گام سر براہ کرین

ہوا ہی سیکدہ یہ ہی تو خوت وقت ہی ظلم — نماز چہوڑدین اب کوئی دن گناہ کرین

ہمیشہ کیون تکلف ہی خوب رہیون کا — گذار ناز سے ادہر بہی گاہ گاہ کرین

گر اوٹہینگے اسی حال سے تو کہیو تو — جو روز حشر تجہی کو نہ عذر خواہ کرین

تہ بہی بلا مین ستم کشتہ محبت ہم — جو تیغ برسی تو سر کو نہ کچہ پناہ کرین

اگرچہ سہل ہین پر دیدنی ہین ہم بہی میر
ادہر کو یار تامل سے گر نگاہ کرین

راضی ہون گو کہ بعد از صد سال ماہ دیکہون — اکثر نہین تو تجہکو مین گاہ گاہ دیکہون

جی انتظار کش ہی آنکہو نہین رہگذر پہ — آجا نظر کہ کبتک مین تیری راہ دیکہون

آنکہین جو ہین کہلی ہی یہ ہین مرگئی کے بعد میری — حسرت یہ تہی کہ اوسکو مین اک نگاہ دیکہون

یہ دل وہ جا ہی جسمین دیکہا تہا تجہکو بستا — کن آنکہون سے اب اجڑا اس گہر کو واہ دیکہون

دیکہون تو چاند اب کا گذرے ہی مجہکو کیسا — دل آئی کہ تیری منہ پر اک مہر و ماہ دیکہون

چشم و دل و جگر یہ سارے ہوئی پریشان — کس کس کی تیری غم مین حالت تباہ دیکہون

آنکہین تو تونے دی ہین ہی جرم بخش عالم — کیا تیری رحمت آگی اپنی گناہ دیکہون

قطعہ

قطعہ

غم کھینچنے کو کچھ تو توانائی چاہیے
سو یان نہ دل میں تاب نہ طاقت ہے جان میں

غافل نہ رہیو ہم سے کہ ہم وے نہیں رہے
ہوتا ہے اب تو حال عجب ایک آن میں

وہ دن گئے کہ آتش غم دل میں تھی نہان
سوزش رہی ہے اب تو ہر اک استخوان میں

تاثیر کہو ن زمین پہ تخم سخن تو کیا عجب	ہوتا ہے نیل چرخ کا اس سبز کشت میں
سرمست ہم ہیں آنکھوں کی دیکھ سحر یار کی	کب یہ نشہ ہے دختر رز تجہ بہشت میں

ناصح کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت میں

درد و اندوہ میں ٹھہرا جو رہا میں ہی ہون	رنگ رو جسکے کبھی منہ نہ چڑھا میں ہی ہون
بد کہا میں نے رقیبوں کو تو تقصیر ہوئی	کیون ہے بخشو بھی بھلا سب سے برا میں ہی ہون
اپنے کوچے میں فغان جسکی سنو ہو ہر رات	وہ جگر سوختہ و سینہ جلا میں ہی ہون
خار کو جن نے لڑی موتی کی کر دکھلایا	اس بیابان میں وہ آبلہ پا میں ہی ہون
لطف آنے کا ہے کیا بس نہیں اب تاب جفا	اتنا عالم ہے میں جاؤن نہ کیا میں ہی ہون

قطعہ

اس ادا کو تو ٹک اک سیر کرا انصاف کرو	وہ برا ہے گا بھلا دوستو یا میں ہی ہون
میں یہ کہتا تھا کہ دل جن نے لیا کون ہے وہ	یک بیک بول اوٹھا اس طرف آ میں ہی ہون
جب کہا میں نے کہ تو ہی ہے تو پھر کہنے لگا	کیا کریگا تو مرا دیکھون تو جا میں ہی ہون
سنتے ہی ہنس کی ٹک اک سوچ کیا تو ہی تھا	جن نے شب رو کے سب اجال کہا میں ہی ہون
میر آوارۂ عالم جو سنا ہے تو نے	خاک آلودہ وہ اے باد صبا میں ہی ہون

کہان کی شمع و پروانی گئے مر	محبت آتش بجان تھی اس چمن مین
کہان عاجز سخن قادر سخن ہون	ہمین ہی تھا شبہہ یارون کے سخن مین

گداز عشق مین یہ بہی گیا میر
یہی دہوکا سا ہی اب پیرہن مین

چلے لیے اپنی تو یون جان نکلتی ہین	اس راہ مین وی جیسے انجان نکلتی ہین
کیا تیر ستم اوسکی سینے مین بہی ٹوٹی تہی	جس زخم کو چیرون ہون پیکان نکلتی ہین
ست سہل ہمین جانو پہرتا ہی فلک برسون	تب خاک کے پردی سی انسان نکلتی ہین
کسکا ہی قماش ایسا گودڑ بہری ہین سارے	دیکہو نہ جو لوگون کی دیوان نکلتی ہین

قطعہ

گہ لوہو ٹپکتا ہی گہ لخت دل آنکہونسی	یا ٹکڑی جگر ہی کی ہر آن نکلتی ہین
کریی تو گلہ کس سی جیسی تہی ہمین خواہش	اب ویسی ہی یہ اپنی ارمان نکلتی ہین

قطعہ

جاگہ سی بہی جاتی ہو منہ سی بہی خشن ہوکر	وی حرف نہین ہین جو شایان نکلتی ہین
سو کاہیکو اپنی تو جوگی کی سی پہیری ہی	برسون مین کبہو ایدہر ہم آن نکلتی ہین

ان آئینہ رویونکی کیا میر بہی عاشق ہین

آرزو تھی ہے بار دعوی دریا دلی عبث
دامن نہین مرا تو مری آستین نہین
آ رگی تو لعل تو خط خوبان کی دم نہ مار
ہر چند ای مسیح وی باتین رہین نہین
یہ درد او سکی کیونکہ کرون دلنشین کہ آہ
کہتا ہون جسطرح سی کہی ہی نہین نہین
ماہتا کیا ہی صرف سجود در بتان
مانند ماہ نو کے مری اب جبین نہین

ہنگامۂ قیامت تازہ نہیں جو ہو گا
ہم اس سے کشتۂ آشوب کر چکے ہیں

رنگ سپہر ہر چند باز مخمس گر ہو
کس کس سے کہیں ہوا کی مغلوب کر چکے ہیں

ہنگامہ میں رہا ہے کیا اب نشاط کے لئے
آگے ہی ہم تو گھر کو جاروب کر چکے ہیں

کیا جانئے کیا ہے اک صید پیشہ کی
سو بار ہم تو اوسکو محجوب کر چکے ہیں

جو صید پری نہیں وہ صید ہیان ہے نہیں
ہو گو شریعت ملک مسلمان ہے نہیں

وہ ترک صید پیشہ مرا قصد کیا کرے
دل میں نہیں تن میں مری جان ہے نہیں

خال و خط ایسے قلق لگا ہیں یہ آفتیں
کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہے نہیں

ہیں جز و خاک ہم تو غبار ضعیف سے
سر کھینچنے کا ہم کبھی سامان ہے نہیں

دیکھی ہے جسنے صورت دلکش وہ ایک آن
پھر صبر اوس سے ہو سکے امکان ہے نہیں

خورشید و ماہ و گل سبھی دو دہر ہے ہیں دیکھیے
اوس چہرے کا اک آئینہ حیران ہے نہیں

یکسان ہے تیرے آگے جو دل اور آرسی
کیا خوب و زشت کی تجھے پہچان ہے نہیں

سجدہ اوس آستان کا نہ جسکی ہو نصیب
وہ اپنے اعتقاد میں انسان ہے نہیں

کیا تجھکو بھی جنون تھا کہ جامے میں تیرے میر
سب کچھ بجا ہے ایک گریبان ہے نہیں

کچھ کچھ کہو اگر روز یہ کہتا تھا دل میں ہیں
آشفتہ طبع میر کو پایا اگر کہیں

سو کس خرابی سے وہ بیابان کا بہت گو
[illegible] تھا منتظر [illegible] سر کہیں

[illegible]
[illegible] گھر کہیں

آشفتہ جا بجا جو پھرے ہے تو دشت میں
جا کہ نہیں ہے شہر میں تجھ کو مگر کہیں

خون بستہ اپنی کھول مژہ پوچھتا ہے گر
رکھ [illegible] تو اپنے دل کو [illegible] نظر کہیں

آسودگی سے جنس کو کرتا ہے کون سوخت
جاتی ہے [illegible] کہیں

سوتی ہے [illegible] ہیں غلطان [illegible]
یاقوت کی [illegible] جگر کہیں

تا کے یہ دشت گردی کہ تک یہ خستگی
اس زندگی سے کچھ تجھ [illegible] کہیں

کہنے لگا وہ ہو کے پرآشفتہ یک بیک
مسکن کرے گا [illegible] کہیں

آوارہ گو کا ننگ ہے سننا نصیحتیں
مت کہیو [illegible] کہیں

تعیین جا کو بھول گیا ہوں ہے یہ یاد
کہتا تھا ایک روز یہ اہل نظر کہیں

بیٹھے اگرچہ نقش ترا تو بھی دل اٹھا
کرتا ہے جا [illegible] رہگذر کہیں

کتنی ہی آئے لنگ کے سر پر خیال میر
ایسے گئے کہ کچھ نہیں اُن کا اثر کہیں

اب کچھ ہمارے حال پہ تم کو نظر نہیں
یعنی تمہارے ہیں وہ آنکھیں نہیں رہیں

٨١

نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ مین
دل اوس ستمگر کے پاس مستعار لایا ہون

پہر اختیار ہے اگر ترا یہ ہے مجبور
کہ دل کو تجھ تئین بے اختیار لایا ہون

یہ جی جو میرے گلے کا ہے ہار تو ہی لی
ترے گلے کے لیے مین یہ ہار لایا ہون

چلا نہ اٹھکے وہین چپکے چپکے پھر تو میر
ابھی تو اوسکی گلی سے پکار لایا ہون

جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین
بہلا ہوا کہ تری سب برائیان دیکھین

تری گلی سے سدا اے کشندۂ عالم
ہزارون آتی ہوئی چارپائیان دیکھین

گیا نظر سے جو وہ گرم طفل آتش باز
ہم اپنے چہرون پہ اڑتی ہوائیان دیکھین

ترے وصال کے ہم شوق مین ہوا آوارہ
عزیز و دوست سبھون کی جدائیان دیکھین

ہمیشہ مائل آئینہ ہے تجھے پایا
جو دیکھین ہم نے بہی تو خودنمائیان دیکھین

شہانہ کحل جواہر تہے خاک پا جنکی
اونہین کی آنکھون مین پھرتے سلائیان دیکھین

بنی نہ اپنی تو اوس جنگجو سے ہرگز میر
لڑائین جب سے ہم آنکھین لڑائیان دیکھین

خوش قدان جب سوار ہوتے ہین
سرو قمری شکار ہوتے ہین

ترے بالون کے وصف مین میرے
شعر سب پیچدار ہوتے ہین

وے جو حسن و جمال رکھتے ہین

ان لبون کا جواب وہ ہے لعل
ہم بھی سو سوال رکھتے ہین

ریزۂ الماس پاشت نمک ہی گیا بڑا
گرچہ کس گنتی مین ہو پر ایکدم مجہ تک تو آ
بس بہت سوداہوا ہین اب نہین مقدور کچہ

جو مین یخی ایسی زخم سینہ کو مرہم کرون
یاادہر ہون یا ادہر کبتک شمار دم کرون
وہ طرح ڈہونڈہون جس مین ربط تجہسو کم کرون

گو ہوا ان و ٹہو لگا دل سحر کر پیچ و تاب
میر اس سی قطع ربط زلف خم در خم کرون

کیا مین نی روکر فشار گریبان
کہین مست چالاک ناخن نہ لاگی
نشان اشک خونی کی اڑتی چلی ہین
جنون تیری منت ہی مجہ پر کہ تو نی
زیارت کرون دل سی خستہ جگر کی
کہین جا کی یہ دور دامن بہی جلدی

رگ ابر تہا تار تار گریبان
کہ سینہ ہی قرب دجوار گریبان
خزان ہو چلی ہی بہار گریبان
نہ کہا مری سر پہ بار گریبان
کہان ہوگی یارب مزار گریبان
کہ آخر ہوا روزگار گریبان

پہرون میر عریان نہ دامن کا غم ہو
نہ باقی رہی خار خار گریبان

بارہا وعدون کی راتین آگئیان
عشق مین ایذائین سب سی پائیان

طالعون نی صبح کر دکہلائیان
رہ گئی آنسو تو آنکہین آگئیان

[illegible] / ہین اور نہ وہی خلوتی راز نہان ہون

[illegible] / صد رنگ مری موج ہی مین طبع روان ہون

[illegible] / ہی شانہ صفت سایہ روز لف بتان ہون

[illegible] / ہین باعث آشفتگی طبع جہان ہون

[illegible] لب کی / ہین صد سخن آغشتہ بخون بر زبان ہون

[illegible] / اس باغ خزان دیدہ مین مین گ خزان ہون

[illegible] پشیمان / درپی ہوا اسوقت خدا جانی کہان ہون

[illegible] / اسپر بہی تری خاطر نازک پہ گران ہون

خوش باش تشی [illegible] تقدس تہی مجہی میر
اسباب بہی یون کہ کسی روز زبان ہون

[illegible] دیکہتی ہین / [illegible] جو کچہ رنگ ہم دیکہتی ہین

[illegible] تو قاصد / ہین آکے اوسکے قدم دیکہتی ہین

[illegible] جگر خون / ان آنکہو نسی کیا کیا ستم دیکہتی ہین

[illegible] ہم / ابہی اور بہی کوئی دم دیکہتی ہین

[illegible] / گہی کاغذ و گہہ قلم دیکہتی ہین

قطعہ

تڑپ ہی قیس کو دل مین ہزار ہی ایسے
غزال دشت نشان مزار پاتے ہین
وگرنہ خاک ہوئی کہ لگتی ہی محبت مین
کسیکا بہی کہین مشت غبار پاتی ہین

قطعہ

[illegible]

ای عدم ہو ذرا لو تم تو چلو
ہم بہی اب کوئی دم کو آتے ہین

ایک کہتا ہون مین تو منہ پہ رقیب
تیری پشتی سی سوستاتے ہین

دیدہ و دل شتاب گم ہون میر
سر پہ آفت ہمیشہ لاتے ہین

آتا ہے دل مین حال برا اپنا بہلا کہون
پہر آپ ہی آپ سوچ کی کہتا ہون کیا کہون

پروانہ پہر نہ شمع کی خاطر جلا کرے
گر بزم مین یہ اپنا ترا ماجرا کہون

ست کر خرام سر پہ اوٹہاوی گا خلق کو
بیٹہا اگر گلی مین ترا نقش پا کہون

دل اور دیدہ باعثِ ایذا دو نور عین
کسکے تئین برا کہون کسکو بہلا کہون

آوی سموم جای صبا باغ سی سدا
گر شمہ اپنے سوز جگر کا مین جا کہون

جاتا ہون میر دشت جنون کو مین اب کہہ
مجنون کہین ملی تو تری بہی دعا کہون

مرے آگے نہ شاعر نام پاوین
قیامت کو مگر عرصے مین آوین

بدی سمجھے تجہے وہم و گمان سے
کہان تک ور ہم اب دل جلاوین

مزاج اپنا غیور از بس بڑا ہے
تری غم مین کسے خاطر مین لاوین

پہرے ہے شیخ مجلس ہی مین قصان
ادہر آ نکلے تو ہم بہی نچاوین

گالی سوائے مجھ سے سخن مت کیا کرو
اچھی لگی ہیں مجھکو تری بدزبانیاں

غیروں ہی کے سخن کیطرف گوش یار ہے
اوس حرف ناشنو نے ہماری نمانیاں

یہ بیقراریاں نہ کبھو اون نے دیکھیاں
جان کاہیاں ہماری بہت سہل جانیاں

مارا مجھے بھی سانکے غیروں نے اون نے میر
کیا خاک میں ملائیں مری جانفشانیاں

تا ہو سکے نہ خرقہ طامات کے تئیں
حسن قبول کیا ہو مناجات کے تئیں

کیفیتیں اوٹھی ہیں یہ کب خانقاہ میں
بدنام کر رکھا ہے خرابات کے تئیں

اور یہ خرام ناز سے خوبانکی ہمنشین
ٹھوکر سے یہ اوٹھاتی ہیں آفاتکے تئیں

ہم جانتے ہیں یا کہ دل آشنا زدہ
کہیے سو کس سے عشق کے حالات کے تئیں

خوبی کو اوسکی ساعد سیمیں کی دیکھکر
صورت گرون نے کھینچ رکھا ہاتھ کے تئیں

اتنی بھی حرف ناشنوی غیر کے لیے
رکھ کان ٹک سنا بھی کرو بات کے تئیں

سجدہ ہو یا جو ہو اسجاد وفا ہے شرط
کب عاشقی میں پوچھتے ہیں ذات کے تئیں

آخر کی یہ سلوک ہم اب تیری دیکھکر
کرتی ہیں یاد پہلی ملاقات کے تئیں

آنکھوں نے میر صاحب قبلہ ورم کیا
حضرت بکا کیا نکرو رات کے تئیں

قطعہ

شکوہ کرون ہون بخت کا اتنے غضب نہون بتان
مجکو خدا نخواستہ تمسی تو کچہ گلا نہین

نالی کیا مگر سنا نوحی مری ہی عندلیب
بات مین بات عیب ہی مین نی تجہی کہا نہین

چشم سفید و اشک سرخ آہ دل حزین ہی یان
شیشہ نہین ہی مے نہین ابر نہین ہوا نہین

ایک فقط ہی سادگی تسپہ بلای جان ہی تو
عشوہ کرشمہ کچہ نہین آن نہین ادا نہین

آب و ہوای ملک عشق تجربہ کی ہی مین بہت
کر کی دوای درد دل کوئی بہی مر جیا نہین

ہووی زمانہ کچہ سی کچہ چہوٹی ہی دل لگا مرا
شوخ کسی ہی آن مین تجہسی تو مین جدا نہین

نازبتان اوٹہا چکا دیر کو میر ترک کر
کعبی مین جا کی بیٹہہ میان تیری مگر خدا نہین

تجہ عشق مین تو مرنی کو طیار بہت ہین
یہ جرم ہی تو ایسی گنہگار بہت ہین

اس زخم کو مین ریزۂ الماس سی چیرا
دل پر ابہی جراحت نوکار بہت ہین

کچہ انکہڑیان ہین اسکی نہین اک بلا کہ بس
دل زینہار دیکہہ خبردار بہت ہین

بیگانہ خو رقیب سی وسواس کچہ نہ کر
فریادی ملک زبان سی تو ہر یار بہت ہین

کوئی تو زمزمہ کرے میر اساد لنحراشش
یون تو قفس مین اور گرفتار بہت ہین

خوبرو سب کی جان ہوتی ہین
آرزوی جہان ہوتے ہین

[illegible]

وو گنہگار ہمین ہین کہ جنہین کہتے ہین	عاشق زار ہمین مرغ گرفتار ہمین
خون ٹپکے ہی پڑا نوک سے ہر یک کی ہنوز	کس ستمدیدہ کی مژگان ہین تہ خار چمن
باغبان ہم سے خشونت سے نہ پیش آیا کر	عاقبت نالہ کشان ہم بھی تو ہین یار چمن
گم نہین ہے دل پرداغ بھی سے مرغ اسیر	گل مین کیا ہے جو ہوا ہے تو طلبگار چمن
گل پہ ایسی تو پڑی وسخزانین کہ نسیم	سرد ہی ہو گئی وان گرمی بازار چمن

کیا خبا ٹھہرتی ہے دیکھیے کل حشر کو میر
داغ ہر ایک مرے دل پہ ہے خوندار چمن

بزم مین جو ترا ظہور نہین	شمع روشن کے منہ پہ نور نہین
کتنی باتین بنا کے لاؤن ایک	یاد رہتی تری حضور نہین

قطعہ

فکر مت کر ہمارے جینے کا	تیرے نزدیک کچھ یہ دور نہین
پھر جیینگے جو تجھ سا ہم جان بخش	ایسا جینا ہمین ضرور نہین

عام ہے یار کی تجلی میر
خاص موسی و کوہ طور نہین

دامن پہ تیرے گرد کا کیونکر اثر نہین	ہم دل جلون کی خاک جہان مین کدھر نہین

[illegible]

عجب ہو تجہ تقاضا ہے بیٹھیں یہ عشق کا
مر جاویگا وفا لیکن جہین تو سہہ سکے
کہو وکہر کو ہیر مجلس مین اسرار کہتے ہین
کہ خوبان بہی بہت ایسی ہین عیار کہتے ہین

سگ کو ہیر یاد بس شیر حق کا ہون کہ جسکو سب
نبی کا خویش و بہائی حیدر کرار کہتے ہین

ایک پروانہ کو بہی خدمت صیاد نہین
شیخ غفلت تو ہہ خاک بہی پہنچی گی ہم
وا دلی چہوڑ ہین صیاد سے اپنے لیکن
کیون ہو معذور بہی کہتے ہو تو سمجہو شیخ
ورنہ یہ کنج قفس مضیقہ فولاد نہین
مفت ہے سیر کہ یہ عالم ایجاد نہین
ضعف سے میر کے تئین طاقت فریاد نہین
یہ قدح خوار مرے قابل ارشاد نہین

کیا کہون تجہہ فراموش کیا اون نے تجہو
مین تو تقریب بہی کی پر تو او سے یاد نہین

آ جاتی ہین ہم نظر جو کوئی دم بہت ہے یان
یک لحظہ سینہ کوبی سے فرصت ہمین نہین
حاصل ہے کیا سوا ترائی کے دہر مین
مائل بغیر ہونا تجہ ابرو کا عیب ہے
ہم رہروان راہ فنا دیر رہ سکے
مہلت ہمین بسان شرر کم بہت ہے یان
یعنی کہ دل کے جانے کا ماتم بہت ہے یان
اٹھ آسمان تلے سے کہ شبنم بہت ہے یان
تہی زور یہ کمان ولے خم بہت ہے یان
وقفہ بسان صبح کوئی دم بہت ہے یان

محبس مین میر دیکھو کب غم خوش لگی ہی
بیطاقتی نی ہمکو چارون طرف سی کھویا
منصور کی حقیقت تمنی سنی ہی ہوگی
شکوہ کرون تو کس سی کیا شیخ و کیا برہمن

ہم ہیچ اپنی اوسکی دیوار کھینچتے ہین
تصدیع گھر مین بیٹھی ناچار کھینچتے ہین
حق جو کہی ہی اوسکو یان دار کھینچتے ہین
ناز اوس بلای جان کی سب یار کھینچتے ہین

ناوک سی میر اوسکی دل بستگی تھی مجھکو
پیکان جگر سی میری دشوار کھینچتے ہین

سمجھا تھا تنگ اپنی تو سود و زیان کو مین
ما دین اوکی بھی بعد مری میری لاش پہ
گردش فلک کی کیا ہی جو دور قدح مین ہی
جی جاوی تو قبول نہ اغ غم ہجا ٹیو

مانا کیا خدا کیطرح ان بتان کو مین
پھر کھ رکھا ہی اپنی ہر اک مہربان سی مین
دیتا رہونگا چرخ مدام آسمان کو مین
رکھتا نہیں عزیز ہون اس میہمان کو مین

عاشق ہی یا مریض ہی پوچھو تو میر سے
پاتا ہون زرد روز بروز اس جوان کو مین

کرنالہ کشی کب تئین اوقات گذارین
ہر دم کا بگڑنا تو کچہ اب چھوٹا ہی او
دل مین جو کبھو جوش غم اوٹھتا ہی تو تا دیر

فریاد کرین کس سی کہان جا کی پکارین
شاید کسی ناکام کا بھی کام سنوارین
آنکھون سی چلی جاتی ہین دریا کی سی دھارین

بالین پہ سر اک عمر سی ہی دوست طلب کا
چڑھ جاوی نظر کوئی تو یہ بوجھ اوتارین
ان لوگون کو تو گردن پہ سب مین لباسی
سوگند ہی جیتی پہاڑین تو اک گز بھی نہ دارین
ناچار ہو رخصت جو منگا بھیجی تو بولا
مین کیا کرون جو میر جی جاتی ہین سدہارین
یون ہی حیران و خفا جون غنچہ تصویر ہون
عمر گذری پر نجانا مین کہ کس تقصیر ہون

[illegible]

قطعہ

برا کہنا بھی میرا خوش نہ آیا اوسکو تو ہر
مرے اوستاد کو فردوس اعلےٰ مین ملی جاگہہ
نگاہ چشم پر چشم بتان ہر بت نظر کہنا
شراب خون بن یون سر دل لبریز رہتا ہے

تسلی یہ دل ناشاد ہوتا ایک گالی مین
ٹہہرا یا کچہ نہ غیر از عشق مجھکو خیر سالی مین
ملا ہی زہر ابدل اس شراب پرتکالی مین
بھرے ہین سنگریزے ہی مین نے اس پیالی مین

خلاف ان در خوبان کے سدا یہ جی مین رہتا ہے
یہی تو ہے اک خوبی ہر معشوق خیالی مین

آہ اور اشک ہر سدا ہی یہان
جس جگہ ہو زمین تفتہ سمجہ
گو کدورت سے وہ ندیوے تر
رند مفلس جگر مین آہ نہین

روز برسات کے ہوا ہی یہان
کہ کوئی دل جلا گرا ہے یہان
آہی کینہ صفا ہے یہان
جان محزون ہی اور کیا ہی یہان

قطعہ

کیسے کیسے مکان ہین ستہرے
اک سسکتا ہی ایک مرتا ہے
صد تمنا شہید ہین یک جا
دیدنی ہر غرض یہ صحبت شوخ

ایک از ان جملہ کربلا ہی یہان
ہر طرف ظلم ہو رہا ہی یہان
سینہ کوبی تو تعزیہ ہی یہان
روز و شب طرفہ ماجرا ہی یہان

کبتک اس تنگنا مین کہینچیے رنج
ترک سبزان شہر کریو اب

بیان سے یارب ہی تو نکال ہمین
بس بہت کر چکے نہال ہمین

وجہ کیا ہے کہ صبح منہ پہ ترے
نظر آتا ہے کچہ ملال ہمین

نہ کیونکہ شیخ توکل کو اختیار کرین
زمانہ ہو وے مساعد تو روزگار کرین

کیا وہ زمزمہ صبح فصل گل بلبل
دعا نہ ہو کچہ چمن تک ہم اب ہزار کرین

تمام صید سر تیر جمع ہین لیکن
نصیب اوسکے کہ جسکو ترا شکار کرین

تسلی تو ہو دل بیقرار خوبان سے
یہ کاش ملنے نہ ملنے کا کچہ قرار کرین

ہمین تو نزع مین شرمندہ آ کی تمنو کیا
رہا ہے ایک رمق جی سو کیا نثار کرین

رہی سہی بہی گئی عمر ترے پیچہے یار
یہ کہہ کہ کہ ترا کب تک انتظار کرین

کرین ہین حادثے ہر روز وار آخر تو
سنان آہ دل شب کی ہم بہی پار کرین

یہ قتل غیر ہے کیا کام ہمنشینان آج
جو دشمنی نکرے وہ تو اوس کو یار کرین

ہوا ہون خاک رہ اسواسطے کہ خوبان میر
گذار گور پہ میری بہی ایک بار کرین

یہ غلط کہ مین پیا ہو قدح شراب تجہ بن
نہ گلہ سے میری اوترا کبہو قطرہ آب تجہ بن

کہاں تک یہ تکلیف مالا یطاق ہوئی مدتوں ناز برداریاں
خط و کاکل و زلف و انداز ناز ہوئیں دام رہ صد گرفتاریاں
کیا درد و غم نے مجھے نا امید کہ مجنوں کو بھی تھیں بیماریاں
تری آشنائی سے ہی حد ہوئی بہت کی تھیں دنیا میں ہم یاریاں

نہ بھائی ہماری تو قدرت نہیں
کھنچیں میر تجھ سے ہی یہ خواریاں

دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہیں
مثل عنقا مجھے تم دور سے سن لو ورنہ ننگ ہستی ہوں مری جائے بجز نام نہیں
خطر راہ وفا بلکہ بہت دور کھنچا عمر گذری کہ بہم نامہ و پیغام نہیں
راز پوشی محبت کے تئیں چاہیے ضبط سو تو بیتابی دل بن مجھے آرام نہیں

بیقراری جو کوئی دیکھے ہے سو کہتا ہے
کچھ تو ہے میر کہ اک دم تجھے آرام نہیں

کیا ظلم کیا تعدی کیا جور کیا جفائیں اس چرخ نے کیاں ہیں ہم سے بہت ادائیں
دیکھا کہاں وہ نسخہ اک روگ میں بسا ہا تب تجھ کبھی نہ پہنچا بہتر ہی کی دوائیں
اک رنگ گل کرتا یاں یوں نہیں کیا ہے اس گلشن جہاں میں ہیں مختلف ہوائیں

کرون کیون کہ انکار عشق ئے ہین | یہ رونا بھلا کیا ہے گر کچھ نہین

کمر اوسکی رشک رگ جان ہے میر
غرض اوس سے باریک تر کچھ نہین

نالہ قید قفس سے چھوٹ اب یکدم نہین | گوش گل سے لگتی تھی جاگی سو وہ سہم نہین
ہم پہ کھینچی تیغ تو غیرون کو لگ گئی | وہ اگر ہوویں گے اسکے درمیان تو ہم نہین

بیت برہمن کو کوئی نامحرم نہین اللہ کا
ہے حرم مین شیخ لیکن میر وہ محرم نہین

تری ابرو و تیغ و تیز تو ہمدم ہین یہ دونون | ہوئے ہین دل جگر بھی سامنے رستم ہین یہ دونون
نہ کچھ کاغذ مین ہے نہ ہے قلم کو ورنا اونکا | لکھوں کیا عشق کی حالات نامحرم ہین یہ دونون
لہو آنکھوں سے بہتے وقت رکھ لیتا ہوں ہاتھوں کو | جراحت ہین اگر یہ دونون تو مرہم ہین یہ دونون
کسی چشمہ پہ دریا کی دیا اور نظر رکھیے | ہمارے دیدہ نمدیدہ کیا کچھ کم ہین یہ دونون
لب جانبخش اوسکی مار ہی رکھتے ہین عاشق کو | اگرچہ آبحیوان ہین ولیکن سم ہین یہ دونون
نہیں ابرو بہ ہر نامل جھک رہی ہے تیغ بھی ایدھر | ہمارے کشتے تھون مین متفق باہم ہین یہ دونون
کھلے سینہ کو داغوں نے ٹھہر ہیں چھپ ہیں آنسو | ہمین ہین ہر رزر ہے کہ گل و شبنم ہین یہ دونون
کبھی دل رکنے لگتا ہے جگر گاہے تڑپتا ہے | غم ہجران نہین چھپاتی کہ ہمارے جم ہین یہ دونون

گر رہے دو سو خراب ہین دونون
تن کی معموری مین یہی دل و چشم ... خراب ہین دونون
کیا چھپین آفتاب ... ہین دونون
... اوس کے رخسار ... نقاب ... ہین دونون

پہلے ہیو چھوڑتا آتش غم سے
جاگ رو دل کباب ہین دونون
سو جگہ اوسکی آنکھیں پڑتی ہین
جیسے مست شراب ہین دونون
پاؤن مین وہ نشہ طلب کا نہین
اب تو سرمست خواب ہین دونون
ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہین دونون

... لعل و مرجان ... ہین دونون
... جواب ہین دونون
... دیدہ ... ہین دونون
... دریا ... ہین دونون

ردیف واو

[illegible]

ہوا گو ابر مین گریہ نہین جو تو نہو ساقی
دم افسردہ کردی منجمد رشحات باران کو

جلیں مین کب کو مژگان آنسوونکی گر مجھو تی ہی
اس آب چشم کی جوشش لگا آتش دی نیستانکو

غرور ناز سی آنکھیں نکھولیں اے وس جفا جو نی
ملا پاؤن تلی جبتک نہ چشم صد غزالان کو

نہ سی چشم طمع خوان فلک پر جام دیتی ہی
کہ جام خون دیتا ہی ہر سحر اپنی مہمان کو

لیے نا واقف شادی اگر ہم بزم عشرت مین
دہان زخم دل سمجھی جو دیکھا روی خندانکو

نہین یک ریزہ ان مجنونکی دلکی بیقراری نی
کیا ہی مضطرب ہر ذرہ گرد بیابان کو

کسیکو داغ سطر سوائی عالم ہو یہ جی مین رکھہ
کہ مارا جاوی جو ظاہر کرے اس راز پنہانکو

گری بجلی ہی تجلی ہی تہی جو خرمن گل پہ
تنک اک ہنس کے روئی پر کہو دیکھی تیری گریانکو

غرور ناز قاتل کو لیی جاتا ہی کوئی پوچھے
چلا تو سونپ کر کسکے تئیں اس صید بیجانکو

وہ تخم سوختہ تھی ہم کہ سرسبزی نکی حاصل
ملایا خاک مین دانہ نمط حسرت سی دہقانکو

ہوا ہون غنچہ پژمردہ آخر فصل کا تجہ بن
ندی بر باد حسرت کشتہ سرور گریبان کو

غم واندوہ بیتابی الم بیطاقتی حرمان
کہوں اے ہمنشین تا چند غم ہائی فراوان کو

بہت روئی جو ہم یہ آستین رکھہ منہ پہ ایکجا
نہ چشم کم سی دیکھہ اس یادگار چشم گریانکو

مزاج اس وقت ہی اک مطلع تازہ پہ کچہ مائل
کہ دی فکر سخن تھی نہین ہرگز سخندان کو

بیہوشی سے آتی ہے تجھے اوسکی گلی مین
گر ہوسکے اے میر تو اوس راہ نجا تو

خط لکھکے کوئی سادہ نہ اسکو ملول ہو
ہم تو ہون بدگمان جو قاصد رسول ہو

چاہون تو بھر کے کولی اٹھا لون ابھی تمھین
کیسے ہی بھاری ہو مرے آگے تو پھول ہو

سرمہ جو نور بخشے ہے آنکھونکو خلق کی
شاید کہ راہ یار کی ہی خاک دھول ہو

جاوین نثار ہونے کو ہم کس بساط پر
اک نیم جان رکھین ہین سو وہ جب قبول ہو

ہم ان نے تو ہین لگ نہین پڑتے ہین صبح و شام
ورنہ دعا کرین تو جو چاہین حصول ہو

دل لیکے لونڈے دلی کے کب کا پچا گئے
اب انسے کھائی پی ہوئی شے کیا وصول ہو

ناکام اس لیے ہو کہ چاہو ہو سب کچھ آج
تم بھی تو میر صاحب قبلہ عجول ہو

کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو
ہان کہو اعتماد ہے ہم کو

شوق ہی شوق ہے نہین معلوم
اوسے کیا دل نہاد ہے ہم کو

خط سے نکلے ہے بیوفائی حسن
اس قدر تو سواد ہے ہم کو

آہ کس ڈھب سے روئیے کم کم
شوق حد سے زیادہ ہے ہم کو

شیخ پیر مغانکی خدمت مین
دل سے اک اعتقاد ہے ہم کو

کبتک گرہ رہی کا سینہ مین دلکو مانند	اے اشک شوق یکدم رخسار پر روان ہو
ہم دور ماندگان کی منزل رسان نگر اب	یا ہو صدا جرس کی یا گرد کاروان ہو
مسند نشین ہون گر عرصہ ہی تنگ اوس تک	آسودہ وہ کسو کا خاک آستان ہو
تا چند کوچہ گردی جیسے صبا زمین تک	اے آہ صبحگاہی آشوب آسمان ہو
گر ذوق سیر ہی تو آوارہ اس چمن مین	مانند عندلیب گم کردہ آشیان ہو
یہ جان تو کہ ہو ایک آوارہ دشت دل کا	خاک چمن کی اوپر برگ خزان جہان ہو
کیا ہو حباب سان یان آ دیکھ اپنی آنکھون	گر چہ رہین مین ہیری میرا تجھے گمان ہو
از خویش رفتہ ہر دم رہتی ہین ہم جو اوسبن	کہتے ہین لوگ اکثر اسوقت تم کہان ہو
تیہر سو توڑ ڈالون آئینہ کو ابھی مین	گر روی خوبصورت تیرا نہ درمیان ہو
اوس تیغ زن سی کہیو قاصد مری طرف سی	ابتک بھی نیم جان ہون گر قصد امتحان ہو
ہمسایہ اوس چمن کی کتنی شکستہ پر ہین	اتنی سے لیے کہ شاید اک باد گلفشان ہو

میر اوسکو جان کر تو اک شب بلیورہ پر
صحرا مین جو نمو سو بیٹھا کوئی جوان ہو

گرچہ کب دیکھتے ہو پر دیکھو	آرزو ہے کہ تم ادھر دیکھو
عشق کیا کیا ہمین دکھاتا ہے	آہ تم بھی تو اک نظر دیکھو

گر ساتھ لے گڑا تو دل مضطرب تو میر
آرام کر چکا ترے مشت غبار کو

اچھی لگی ہے تجھ بن گل گشت باغ کسکو
صحبت رکھے گلوں سے اتنا دماغ کسکو

یہ سوز داغ دل پر گر بھی چلی بجا ہے
اچھا لگے ہے اپنا گھر بے چراغ کسکو

صد چشم داغ و آہ بن دل پر مرے ہیں ہونگے
دکھلا رہا ہے لالہ تو اپنا داغ کسکو

گلچین عیش ہوتے ہم بھی چمن میں جا کر
آہ و فغان سے اپنے لیکن فراغ کسکو

اوسکی بلا سے جو ہم اے میر گم بھی ہوویں
ہمسے غریب کا ہو فکر سراغ کسکو

دن گذرتا ہے مجھے فکر ہی میں تا کیا ہو
رات جاتی ہے اسی غم میں کہ فردا کیا ہو

سب ہیں دیدار کے مشتاق پر ایسے غافل
حشر برپا ہو کہ فتنہ اوٹھے آیا کیا ہو

خاک حسرت زدگان پر تو گذر ہے و سوا
ان ستم کشتوں سے اب عرض تمنا کیا ہو

گر بہشت آوے تو آنکھوں میں مری پھیکی لگے
جنے دیکھا ہو تجھے محو تماشا کیا ہو

شوق جاتا ہے ہمیں یار کے کوچے کو لیے
جائے معلوم ہو کیا جاے ہے اودھر جا کیا ہو

ایک رونا ہے نہیں آہ و غم و نالہ و درد
ہجر میں زندگی کرنے کے تئیں کیا کیا ہو

خاک میں لوٹوں کہ لہو میں نہاؤں میں میر

نزدیک سوز سینے کی رکھ اپنے قلب کو	وہ دل ہی کیمیا ہی جو گرم گداز ہو
ہی فرق ہی مین خیر نکر آرزو سے وصل	مل بیٹھے جو اوس سے تو شکوہ دراز ہو
جون تو نکی اوسکی چاہ کا پردا کیا ہی مین	ای چشم گریہ ناک نہ افشاے راز ہو
جون چشم بسملی نہ مندی آوے گی نظر	جو آنکھ میری خونی کی جہرے پہ باز ہو

ہمسے نہ غیر عجز کبھو کچھ بنا نہ میر
خوش حال وہ فقیر کہ جو بے نیاز ہو

نالہ اگر مرا سبب شور و شر نہو	پھر مر بھی جائیے تو کسو کو خبر نہو
دل پہ ہوا سو آہ کے صدمے سے ہو چکا	ڈرتا ہون یہ کہ اب کہین ٹکڑے جگر نہو
برچھی سے پار عرش کی گذری نہ عاقبت	آہ سحر مین میری کہانتک اثر نہو
سمجھا ہون تیری آنکھ چھپانی سے خوش نگاہ	مد نظر یہ ہے کہ کسیکی نظر نہو

قطعہ

کھینچے ہے دلکو زلف سے گاہے نگہ سے گاہ	حیران ہووے کوئی تو اس طرز پر نہو
سو دوسرے بھی نہ کام چلی اوسکی عشق مین	اک دل رکھون مین تو کدہر ہو کدہر نہو

قطعہ

جس راہ ہو کر آج مین پہونچا ہون تجھ تلک	کافر کا بھی گذار الٰہی ادہر نہو

وہی جانے جو حیا کشتہ وفا رکھتا ہو	اور رسوائی کا اندیشہ جدا رکھتا ہو
کام لے یار سے جو جذب رسا رکھتا ہو	یا کوئی آئینہ سا دست دعا رکھتا ہو
عشق کو نفع نہ بیتابی کرے ہے نہ شکیب	کرے تدبیر جو یہ درد دوا رکھتا ہو
ہیں نے آئینہ صفت ورنہ کیا بند عرض	اوسکو مشکل ہے جو آنکھوں میں حیا رکھتا ہو
ہاے اس زخمی شمشیر محبت کا جگر	درد کو اپنے جو ناچار چھپا رکھتا ہو
اوسے تشبیہ تو دیتے ہیں یہ شاعر لیک	سیب کچھ اوس ذقن آکے جو مزا رکھتا ہو
آوے ہے پہلے قدم سر ہی کا جانا درپیش	دیکھتا ہو جو رہ عشق میں پا رکھتا ہو
ایسے تو حال کو کہنے سے بھلی خاموشی	کہئے اوس سے جو کوئی اپنا کہا رکھتا ہو
کیا کرے وصل سے مایوس دل آزردہ جو	زخم ہے یار کا چھاتی لگا رکھتا ہو

قطعہ

کب تلک اسکو اسیران بلا خانہ خراب	ظلم کی تازہ جو ہر روز بنا رکھتا ہو
ایکدم کہو لکے زلفونکی کمندونکی تئیں	مدتوں تک دل عاشق کو لگا رکھتا ہو

گل ہو مہتاب ہو آئینہ ہو خورشید ہو میر
اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

مت عجب کچھ اپنی باتیں کہیں تو تمکو ندامت ہو	قد قامت یہ کچھ ہے تمہارا لیکن قیامت ہو

سایۂ گل مین لب جو پہ گلابی رکھو	ہاتھ مین جام کو لو آپ کو بدنام کرو
آہ تا چند رہو خانقہ و مسجد مین	ایک تو صبح گلستان مین بھی شام کرو

رات تو ساری کٹی سنتے پریشان گوئی
میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

کون کہتا ہے نہ غیرون پہ تم امداد کرو	ہم فراموش ہوؤن کو بھی کبھو یاد کرو
ہین یہان جسے وفا پیشہ نہ بیداد کرو	نہ کرو ایسا کہ پھر میری تئین یاد کرو
ایسے ہم پیشہ کہان ہوتے ہین ای غیرت گل	مرگ مجنون پہ کہ ہو ماتم فرہاد کرو
لے اسیران تہ دام نہ تڑپو اتنا	تا نہ بدنام کہین چنگل صیاد کرو
گو کہ حیرانی دیدار ہی ای آہ سرشک	کوئی روشن کرو آنکھین کبھی دلشاد کرو
کیا ہوا ہے ابھی تو ہستی ہی کو بھولی ہو	آخر کار محبت کو ٹک اک یاد کرو

اول عشق ہی مین میر جی تم رونے لگی
خاک ابھی منہ کو ملو نالہ و فریاد کرو

دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیون نہو	آئینہ ہو تو قابل دیدار کیون نہو
عالم تمام اوسکا گرفتار کیون نہو	وہ ناز پیشہ ایک ہے عیار کیون نہو
مستغنیانہ تو جو کرے ہے سلوک	عاشق کو فکر عاقبت کار کیون نہو

۱۰۲

[illegible]

صورت تو تیری [illegible] خاطر [illegible]
[illegible] کیون ہو

صافی شست سے [illegible] عشق تیرے
سینہ کسو کا خانۂ زنبور کیون ہو

[illegible] وحشت گر [illegible]
[illegible] کیون ہو

[illegible] الفتر [illegible]
[illegible] کیون ہو

خالی نہین بغل کوئی [illegible]
افسانہ عشق کا [illegible] کیون ہو

[illegible] عشق ہین [illegible]
پاس سے جب گیا تو کہا دور کیون ہو

ہر دم وہ شوخ دست بشمشیر کیون ہو
کچھ [illegible] کی ہے ایسی ہی تقصیر کیون ہو

اتنو جگر کو ہمنے بلا کا ہدف کیا
انداز اس نگاہ کا پھر تیر کیون ہو

جاتا تو ہے کہیں کو تو ای کاروان مصر
کنعان ہی کی طرف کو یہ شبگیر کیون ہو

حیران ہین اسقدر کہ اگر اب کے جائیے
پھر منہ تیرا [illegible] تصویر کیون ہو

توبہ تو رفتہ رفتہ کیا [illegible] خلق
وحشت دلا [illegible] زنجیر کیون ہو

جون گل شگفتہ [illegible] پریشان
غنچہ بھی کوئی خاطر دلگیر کیون ہو

چھوڑے [illegible] وحشت اسی تو بھی یار سے
[illegible] تیرے ساتھ [illegible] کیون ہو

[illegible]

قید حیات قید کوئی سخت ہے کہ روز
مر رہتے ہیں گے اوسکی گرفتار ایک دو

کس کس طرح سے اسکو ہوئی ناظریاں ہر شب
جی دے رہے ہیں اسکی چشم کے بیمار ایک دو

تو تو دو چار ہو گیا یک کا بیان ہنوز
گذرے ہیں اپنی جان سے ناچار ایک دو

ابرو سے تیغ زن کی تمہاری تو چل گیا چلی
کرتے ہی ہیں ہوس کا لاگتی ہے دار ایک دو

تک چشم میں بھی سرمہ کا دنبالہ کھینچیے
اس مست کی بھی ہاتھ میں تلوار ایک دو

کیا کیا عزیز دوست ملے میر خاک میں
کچھ اس گلی میں ہم ہی نہیں خوار ایک دو

حال دل میر کا اے اہل وفا مت پوچھو
اس ستم کشتہ پہ جو گذری جفا مت پوچھو

صبح سے تا شب ہی پاتا ہوں وہی شام کو شد
کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا مت پوچھو

استخوان تک بھی مری اوسکی گلی کے سگ نے
حسن خدا ہی سے میں ان ات نامت پوچھو

ہوش و صبر و خرد و دین صحوا سو اوس آن تک
اوسکی آنکھوں میں کیا کیا نگیا مت پوچھو

اشتیاق ایک کی محبت سے کہ ہو بہشت کا
شعر دل کیا کہوں کس طور جلا مت پوچھو

وقت قتل آرزو ہی دل ہی لگی حیف کہ
میں بشارت کی وہ نہیں سنی کہا مت پوچھو

خواہ مارا انہیں نے میر کو خواہ آپ سوا
جانے دو یارو جو ہونا تھا ہوا مت پوچھو

ردیف بای موحده

لب پہ شیون مژہ پرخون نگہ میں اک یاس
دن گیا ہجر کا جس ڈھنگ سے شب مت پوچھو

میر صاحب تئیں میاں طرز نہ ہوا اسکی تو کہون
موجب آزردگی کا وجہ غضب مت پوچھو

فرصت نہیں تنگ ہے کہیں اضطراب کو
کیا آفت آگئی مرے اس دل کی تاب کو

میری ہی چشم تر کی کرامات ہے یہ سب
پھرتا تھا ورنہ ابر تو محتاج آب کو

گذری ہے شب خیال میں خوبان کی جاگتی
آنکھیں لگا کی اونسے میں ترسون ہون خواب کو

خط آگیا پہ اسکا تغافل نہ کم ہوا
قاصد مرا خراب پھرے ہے جواب کو

تیور میں جب سے دیکھے ہیں ساقی خمار کی
پیتا ہون کھد کی آنکھون سے جام شراب کو

اب تو نقاب منہ پہ لے ظالم کہ شب ہوئی
شرمندہ سارے دن تو کیا آفتاب کو

کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
سمجھاؤن کبتک اس دل خانہ خراب کو

کیا ہے اگر بدنامی و حالت تباہی ہی نہو
عشق کیسا جسمین اتنی روسیاہی ہی نہو

لطف کیا آزردہ ہو کر آپ سے ملنے کے بیچ
ٹک تدی چاہے جبتک عذر خواہی ہی نہو

چاہتا ہے جی کہ ہم تو ایک جا تنہا ملیں
ناز بیجا ہی نہو ہے کم نگاہی ہی نہو

مجمع ترکان ہے کوئی دیکھیو جا کر کہیں
جس کا میں کشتہ ہون وسمیں سپاہی ہی نہو

تری کوچہ میں یکسر عاشقوں کی خاطر نگاہیں	جو تو گھر سے کبھو نکلے تو گیسو پانو ہا بستہ
مرے آگے نہیں ہنستا تو اک صلح کرتا ہے	بھلا میں دونوں در یا تبسم کر تو یک دستہ
تعجب ہے مجھے یہ سرو کو آزاد کہتے ہیں	سراپا دل کی صورت جسکی ہو وہ کیا ہووا بستہ
تری گلگشت کی خاطر بنا ہے باغ و گلدستہ	پر طاؤس سے عینہ ہے تمامی دست گلدستہ

بجا ہے گر فلک پہ فخر سے پھینکے کلاہ اپنی
کہی جو اس زمین میں میر یک مصراع برجستہ

ہم میں مجروح ماجرا ہے یہ	وہ نمک چھڑکے ہے مزا ہے یہ
آگ تھی ابتدائے عشق میں ہم	اب جو ہیں خاک انتہا ہے یہ
بود آدم نمود شبنم ہے	ایک دو دم میں پھر ہوا ہے یہ
شکر اوسکی جفا کا ہو نہ سکا	دل سے اپنے ہمیں گلا ہے یہ
شور سے اپنے حشر ہی پردہ	یون نہیں جانتا کہ کیا ہے یہ
بس ہوا ناز ہو چکا اغماض	ہر گھڑی ہم سے کیا ادا ہے یہ
نعش اٹھتی ہیں آج یاروں کی	آن بیٹھو تو خوشنما ہے یہ
دیکھ بیدم مجھے لگا کہنے	ہے تو مردا سا پر بلا ہے یہ
میں تو چپ ہوں وہ ہونٹھ چاٹے ہے	کیا کہوں ریجھنے کی جا ہے یہ

قطعہ

١٠٥

قطعہ

ناصم میں خستہ و آوارہ بدنام مری
طرفہ صحبت ہے کہ سنتا نہیں تو ایک مری
حسرت وصل و غم ہجر و خیال رخ دوست
درد و داغ زخم جگر کلفت غم داغ فراق
چشم نمناک و دل پہ جگر صد پارہ
تجھکو بھی بگڑی سے زمانی کی کہ یان

ایک عالم نے غرض کہا کیا کیا کچھ
واسطے تیرے سنا کیا کیا کچھ
مر گیا میں پہ مری جی میں رہا کیا کیا کچھ
آہ عالم سے مری ساتھ چلا کیا کیا کچھ
دولت عشق سے ہم پاس بھی تھا کیا کیا کچھ
خاک گرگن کی ہوئی صرف بنا کیا کیا کچھ

قطعہ

قبلہ و کعبہ خداوند و ملاذ و مشفق
پھر کہوں کیا ستم شوق کی اپنی تاثیر

مضطرب ہو کے اوسی لکھا کیا کیا کچھ
ہر سر حرف پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ

ایک محروم چلی میر ہمیں عالم سے
ورنہ عالم کو زمانی نے دیا کیا کیا کچھ

جی چاہے مل کسو سے یا سب سے تو جدا رہ
گل نے لکلفی میں لطف اوس نے لگا دیکھا
عاشق غیور جی دے ولے اوس طرف نہ دیکھے

پھر ہو سکے تو پیا سے تک دل لگا آشنا رہ
نکلا نہ چڑ قبا سے اوس گل کا میرا پیارہ
وہ آنکھ جب چھپاوے تو تو بھی کنارہ

١٠٧

کیا کیا نہ ستمین ہم نے بچائین / گذری ہے وہ کیونکر ہماری	اچھا ہوا پایا اسے مہربان آہ / اس بیوفا سے نہ ہم نے راہ

قطعه

تھی خواہش دل رکھنا حمایل / اسپر کہ تھا وہ شہ رگ سے اقرب	گردن میں اسکے ہر گاہ و بیگاہ / ہرگز نہ پہنچا یہ دست کوتاہ

قطعه

ہے ماسوا کیا جو میر کہئے / جلوے ہیں اوسکے شانین ہیں سب	آگاہ ساری ملے ہیں آگاہ / کیا سوز کیا خور کیا رات کیا ماہ

ظاہر کہ باطن اول کہ آخر
اللہ اللہ اللہ اللہ

جو ہوشیار ہو سو آج ہو شراب زده / بنی یہ کیونکی ملی تو ہی یا ہمین سمجھ	زمین مسکین بلد ست ہیگی آب زده / ہم اضطراب زده اور تو حجاب زده
کہ دی ہے جسکو ملامت جہان میں ہے مدہوش / جدا ہوا رخ سے تیرے زلف میں نہ کیسو جہاں	اجل رسیده جفا دیده اضطراب زده / پناه لیتے ہیں سایہ کی آفتاب زده

لگا نہ ایک بھی میر اوسکی بیت ابرو کو

اب کیا ہی اسکی نظاہر تھی جو تو اے بلبل
دم کشش سیر ہوئی اس لب گفتار کے ساتھ

کہتے ہیں اڑ بھی گئی جل کی پر پروانہ — کچھ سنی سوختگان تم خبر پروانہ
شمعی اتنی یہ ضروری ہی او بھی بزم سلگ — اسی جگہ تفتگی بی اثر پروانہ
کس گنہ کا ہی پس از مرگ یہ عذر بتنو — پاؤن پہ شمع کے پاتے ہیں سحر پروانہ
آپ جا آگ میں ای شمع سے ہیں سے تو سمجھ — کس قدر داغ ہوا تھا جگر پروانہ

بزم دنیا کی تو دلسوزی سنی ہو گی میر
کسطرح شام ہوی یان سحر پروانہ

ردیف یای تحتانی

دل کو تسکین نہیں اشک دمادم سے بھی — اس زمانے میں گئی ہے برکت غم سے بھی
ہمنشین کیا کہوں اس رشک مہ تابان بن — صبح عید اپنی ہے بدتر شب ماتم سے بھی
کاش اے نالہ المناک نکل جاوی تو — اتنی بوجھی کیا نہیں جاتا ہے ستم ہم سے بھی
آخر کار محبت میں نہ نکلا کچھ کام — سینہ چاک و دل پژمردہ غم سے بھی
آہ ہر غیر سے تا چند کہوں جیکی بات — عشق کا راز تو کہتے نہیں محرم سے بھی
دور تری کوچے میں ای غیرت فردوس تری — کام گذرا ہے مرا گریہ آدم سے بھی

چھوٹنا کب ہے اسیر خوش زبان — جیتے جی اپنی رہائی ہو چکی

آگے ہو مسجد کے نکلی اسکی راہ — شیخ سے اب پارسائی ہو چکی

درمیان ایسا نہین اب آئینہ — میرے اسکے اب صفائی ہو چکی

ایک بوسہ مانگتے لڑنے لگے — اتنے ہی مین آشنائی ہو چکی

بیچ مین ہم ہین نہو تو لطف کیا — رحم کر اب بیوفائی ہو چکی

آج پھر تھا بیحمیت میر وان
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی

گلگشت کی ہوس تھی سو تو بگیر آئے — آئی بہار ہم چمن مین ہو کر اسیر آئے

فرصت مین یکنفس کے کیا درد دل کہو گے — جاتے تو ہم ولیکن وقت اخیر آئے

دلّی مین ابکی آکر ان یارون کو نہ دیکھا — کچھ وے گئے شتابی کچھ ہم ہی دیر آئے

کیا خوبی اس چمن کی موقوف ہے کسو تک — گل کر گئے عدم کو گلشن سے تیر آئے

شکوہ نہین جو اسکو پروا نہو ہماری — دروازے جسکے ہم سے کتنے فقیر آئے

عمر دراز کیونکر مختار خضر ہے یان — ایک آدھ دن مین ہم تو جینے سے سیر آئے

نزدیک تھی قفس مین پرواز روح اپنی — غنچے ہو گلبن ان پر جب ہم صفیر آئے

یون بیٹھے بیٹھے ناگہ گردن لگی ہلانے — سر شیخ جی کی گویا مجلس مین پھیر آئے

١٠٩

[illegible]

کہان قیامت گلشن کہان پاکیزگی ایسے	ملے ہین ہم بہت گلزار کی نازک نہالون سے
ہرف اسکا ہوئی مدت ہوئی سینے کے تیر انکا	گہنا نکلی ہی لخت دل مرا تیرون کے بہالون سے
ہوا پیرانہ سر عاشق ہو نزاہد مضحکہ سب کا	کسن سالی مین بلتا ہی کوئی بہی خورد سالون سے

رگ گل کوئی کہتا ہی کوئی ای میر مو اسکو
کمر اس شوخ کی نسبت نہین ان خوش خیالون سے

کئی جی سی چہوٹی بتون کی جفا سے	یہی بات ہم چاہتے تہی خدا سے
وہ اپنی ہی خوبی سے ہتا ہے نازان	مر ویا جیو کوئی اسکی بلا سے
کوئی ہمسے کہلتے ہین بند اس قبا کی	یہ عقدے کہلینگے کسو کی دعا سے
پشیمان توبہ سے ہوگا عدم مین	کہ غافل چلا شیخ لطف ہوا سے
نہ رکہی مری خاک بہی اس گلی مین	کدورت مجہے ہے نہایت صبا سے
جگر سوی مژگان کہنچا چاہی ہے کچہہ	مگر دیدۂ تر ہین لوہو کے پیاسے
اگر چشم ہے تو وہی عین حق ہے	تعصب تجہے ہے عجب ماسوا سے
طبیب سبک عقل ہرگز نہ سمجہا	ہوا درد عشق آہ دونا دوا سے
تلک اے مدعی چشم انصاف وا کر	کہ بیٹہے ہین یہ قافیے کس ادا سے

نہ شکوہ شکایت نہ حرف حکایت

۱۱۰

[illegible]

شست و شو کا اوسکی پانی جمع ہو کر ہینا
اور منہ دہوئی کی چھینٹوں سے ستارہ ہو گئے

رہ گئے سو تم کو رستے کاروان جاتا رہا
ہم تو میر اس رہ کی خوابیدہ میں راہی ہو گئے

یہہ چشم آئینہ دار رو تھی کسو کی
نظر اس طرف بہی کبھو تھی کسو کی

سحر پا ہی گل بیخودی ہمکو آئی
کہ اوس سست پیمان میں بو تھی کسو کی

یہہ سرگشتہ جبتک رہا اس چمن میں
برنگ صبا جستجو تھی کسو کی

نہ ٹھہری ٹک اک جان بر لب رسیدہ
ہمین مدعا گفتگو تھی کسو کی

جلایا شب اک شعلۂ دل نے ہم کو
کہ اوس تند سرکش میں خو تھی کسو کی

نہ تھے تجھسے نازک میانان گلشن
بہت تو کمر جیسے مو تھی کسو کی

دم مرگ دشوار دی جان اوس نے
مگر میر کو آرزو تھی کسو کی

کس طور ہمین کوئی فریبندہ لبہا کے
آخر میں ترمی آنکھوں کے دیکھنے والے

سو ظلم اوٹھاتی تو کبھو دور سے دیکھا
ہرگز نہوا یہہ کہ ہمین پاس بلالے

اوس شوخ کی سر تیز پلک ہے کہ وہ کانٹا
گڑ جاتی اگر آنکھ میں سر دل سے نکالے

عشق آنکھ ہے جو یار کو اپنی دم کشتن
کرتی نہیں غیرت سے خدا کی بہی حوالے

جہان سے تو رخت اقامت کو باندھ
یہہ منزل نہین بیخبر راہ ہے

نہ شرمندہ کر اپنے منہ سے مجھے
کہا مین نے کب یہہ کہ تو ماہ ہے

یہہ وہ کاروان گاہ دلکش ہے میر
کہ پھر یان سے حسرت ہی ہمراہ ہے

ہو سبب ہین تیری سے باغ مین گل کے
بو گئی کچھہ دماغ مین گل کے

جا ہی رو سخن وبا کرسے ہی عشق
خون بلبل چراغ مین گل کے

دل تسلی نہین صبا ورنہ
جلوے سب ہینگے داغ مین گل کے

اس حدیقے کے عیش پر مت جا
می نہین ہی ایاغ مین گل کے

سیر کر میر اس چمن کی شتاب
ہی خزان بھی سراغ مین گل کے

عشق مین نے خوف و خطر چاہیے
جان کے دینے کو جگر چاہیے

قابل آغوش ستمدیدگان
اشک سا پاکیزہ گہر چاہیے

حال یہہ پہنچا ہے کہ اب ضعف سے
اوٹھتے پلک ایک پہر چاہیے

کم ہے شناسائے زر داغ دل
اوسکے پرکھنے کو نظر چاہیے

عشق کے آثار ہے ای بوالہوس
داغ بدل دست بسر چاہیے

گریہ ہر وقت کا نہین بے ہیچ
دل مین کوئی غم نہانی ہے

خاک تھی موج زن جہان مین اور
ہمکو دہوکا یہ تہا کہ پانی ہے

ہم قفس زاد قیدی ہین ورنہ
تا چمن ایک پرفشانی ہے

اوسکی شمشیر تیز سے ہمدم
مر رہینگے جو زندگانی ہے

غم و رنج و الم نکو یان سے لے
سب تمہاری ہی مہربانی ہے

یان ہوئے میر تم برابر خاک
وان وہی ناز و سرگرانی ہے

قیامت ہین یہ چسپان جامے والے
گلون مین جنکے خاطر خرچی کرالے

وہ کالا چور ہے خال رخ یار
کہ سو آنکھون مین دل ہو تو چرالے

نہین اوٹھتا دل محزون کا ماتم
خدا ہی اس مصیبت سے نکالے

کہان تک دور بیٹھے بیٹھے کہتے
کبھو تو پاس ہمکو بھی بلالے

ولابازی نکد اون گیسوون سے
نہین آسان کہلانی سانپ کالے

طپش نے دل جگر کی مار ڈالا
بغل مین دشمن اپنی ہمنے پالے

مگر بوئی گل لگتے کاش یکچند
ابھی زخم جگر سارے ہین آلے

کسے قید قفس مین یاد گل کی
پڑے سے ہین اتنے جینے ہی کے لالے

تا زندگی کہ عشق میں کیا دخل ہے بھی ہوا کچھ | بیان صعوبت کھینچئے کو جی میں طاقت چاہیے

تنگ مت ہوا ابتدائے عاشقی میں اسقدر
خیریت ہی ہے میر صاحب دل سلامت چاہیے

جی جار شہر دل کا ویران ہو رہا ہے — دکھلائی دی جہاں تک میدان سج رہا ہے
اس منزل جہاں کی باشندے رفتنی ہیں — ہر یک کی یاں سفر کا سامان ہو رہا ہے
اچھا لگا ہے شاید آنکھوں میں یار اپنی — آئینہ دیکھ کر کچھ حیران ہو رہا ہے
کل دیکھ کر چمن میں تجھکو کہا ہے چاہے — لیتے ہزار جی سے قربان ہو رہا ہے
حال زبون اپنا پوشیدہ کچھ نہ تھا تو — سنتا نہ تھا کہ یہ صید بیجان ہو رہا ہے
ظالم ادھر کی سدھ لے جوں شمع صبح گاہی — ایک آدھ دم کا عاشق مہمان سج رہا ہے
قربان گہ محبت وہ جا ہے جسمیں ہر سو — دشوار جان دینا آسان ہو رہا ہے

ہر شب گلی میں اسکی روتے تو رہتے ہم تو
اک روز میر صاحب طوفان ہو رہا ہے

وہ میری زبان پہ آئی — یہ بلا آسمان پہ آئی
عالم جان سے تو نہیں آیا — ایک آفت جہان پہ آئی
میری آفت ہے پھر نہ تھا گویا — یہ بلا جس جہان پہ آئی

جیتے ہیں جب تلک یہ ہم انکھیں ہی جا لڑینگی	کہتے ہیں قصہ یہ خوبان گستاخ دار کھینچینگے
اب چاند بھی لگا ہے تیری سی جلوہ کرنے	شب ماہ میں چہرہ بھی تجھکو چھپا رکھینگے
مژگان و چشم و ابرو سب ہیں ستم کے قائل	ان تینوں سے ہم دل کیونکر بچا رکھینگے

دیوان میر صاحب ہر ایک کے ہے بغل میں
دو چار شعر انکے ہم بھی لکھا رکھینگے

تجھ سے دو چار ہوگا جو کوئی راہ جاتے	پھر عمر بھر نہ جیگی اوسکو سنبھال آتے
گر دل کی بیقراری ہوتی یہی جواب دے	تو ہم ستم رسیدہ اسکو جینے پاتے
وے دن گئے کہ اوٹھ کر جاتی تھی اودہر آنکھ	اب سعی چاہئے ہے بالیں سے سر اوٹھاتے
کب تھی ہمیں تمنا کے ضعف پر بھی لیکن	پہر زیر تیغ اسکی ہم تک تو سر ہلاتے
گر جانتے کہ یوں ہی برباد جائینگے تو	کاہے کو خاک میں ہم اپنے تئیں ملاتے
شاید کہ خون دل کا پہنچا ہے وقت آخر	تھم جاتے ہیں کچھ آنسو اونکو آتے آتے
اس سمت کو پھیکتی تیری نگہ تو ساقی	حال خراب مجلس ہم شیخ کو دکھاتے
جی دینا دل ہی سے بہتر تھا صحبت میر آب	ای کاش جان دیتے ہم بھی نہ دل لگاتے

شب کوتہ اور قصہ انکا دراز ورنہ
احوال میر صاحب ہم تجھکو سب سناتے

صبر سے اب بیاں ہوا چاہیے
عشق بھی ناچار ہوا چاہیے

جسکے تئیں ہو نظر ہوں وہ سب میں ہے
کسکے طلب گار ہوا چاہیے

تا کہ وہ ٹک آن کے پوچھے کبھو
اسلئے بیمار ہوا چاہیے

زلف کسی کی ہو کہ ہو خال و خط
دل کو گرفتار ہوا چاہیے

تیغ بلند اوسکی ہوئی بوالہوس
مرنے کو طیار ہوا چاہیے

مصطبۂ بیخودی ہے یہ جہان
جلد خبردار ہوا چاہیے

مول ہے بازار کا ہستی کے یہ
دل کے خریدار ہوا چاہیے

کچھ نہیں خورشید صفت سرکشی
سایۂ دیوار ہوا چاہیے

کر نہ تعلق کہ یہ منزل نہیں
آہ سبکبار ہوا چاہیے

گو سفری اب نہیں ظاہر میں میر
عاقبت کار ہوا چاہیے

یاں سرکشاں جو صاحب تاج و لوا ہوئے
پامال ہو گئے تو نجانا کہ کیا ہوئے

دیکھے نہ ایک چشمک گل بھی چمن میں آہ
ہم آخر بہار قفس سے رہا ہوئے

پچھتاؤگے بہت جو گئے ہم جہان سے
آدم کی قدر ہوتی ہے ظاہر جدا ہوئے

تجھ بن دماغ صحبت اہل چمن نہ تھا
گل وا ہوئے ہزار ولے ہم نہ وا ہوئے

۱۱۶

کہان ہین آدمی عالم مین پیدا — خدائی صدقے کی انسان پر سے

تفنگ ویکی چلی آواز پر یک
گئی ہے صید کو لی کان پر سے

خوب ہے جا ہی اہر یک شب آو با ہم روئیے — پردہ اتنا ہی کہ ڈوبے شہر کم روئیے
وقت خوش یکبارگی کم سے زیادہ ہے مین — خندہ صبح چمن پہ مثل شبنم روئیے
شادی و غم مین جہان کی ایک سے دن محرم — عید کے دن ہنسئے تو دس دن محرم روئیے
دیکھیا ماتم خانۂ عالم کو ہم مانند ابر — ہر جگہ پرچی مین یون یا دمادم روئیے
ہو جدا فردوس سے نیچے گلی سے یار کے — مدتون تک کھینچیے غم مثل آدم روئیے
اب سے یون کہری متفرا گئی جب کہسا سے — وادی مجنون پہ یہی ابر اکدم روئیے

عشق مین تقریب یہ کونہین درکار میر
ایک مدت صبر ہی کا رکئیے ماتم روئیے

نیلا نہین سپہر تجھے اشتباہ ہے — دود جگر سے میری یہ چھت سیاہ ہے
ابر و بہار بادہ سبھو نہین ہے اتفاق — ساقی جو تو بھی مل چلی تو واہ واہ ہے
سرمے سے ایسی آنکھین تمہاری نہین لگین — احوال پر ہمارے تمہین کب نگاہ ہے
کس سطر سے ہاتھ تجھا ہے غلط مین — دیکھا جو شیخ شہر عجب بیست کا ہ ہے

گئے دست و پا گم جو میرؔ آ گیا
وفا پیشہ مجلس اوسے پا گئی

یکسو کشادہ روئے پہ چین نہین جبین بہی | ہم چہوڑین مہر اوسکی کاش اوسکو ہو وے کین بہی
آنسو تو تیرے دامن پونچھے ہے وقت گریہ | ہمنے نہ رکھی منہ پہ اے ابر آستین بھی
کرتا نہین عبث تو پارہ گلو فغان سے | گذری ہے یار دل کی اک بات آخرین بہی
ہون اختصار مین مین آئینہ روشتاب | جاتا ہے ورنہ غافل پھر دم تو واپسین بہی
سینے سے تیر اوس کا جی کو تو لیتا نکلا | پر ساتھون ساتھ اوسکے نکلی یک آفرین بہی
ہر شب تب ہی گلی مین عالم کی جان جا ہے | آگے ہوا ہے اب تک ایسا ستم کہین بہی
شوخی جلوہ اسکی تسکین کیونکے بخشے | آئینون مین دلونکے جو ہی ہی پر نہین بہی
گیسو سے کچہ نہین ہے سنبل کے آفت اسکا | ہین برق خرمن گل رخسار آتشین بہی
تکلیف نالہ مت کر اے دردِ دل کہ ہونگے | رنجیدہ راہ چلتی آزردہ ہمنشین بہی
کس کس کا داغ دیکھین یارب غم بتان مین | رخصت طلب ہے جان ہی ایمان و دین بہی

زیر فلک جہان تک آسودہ میرؔ ہوتے
ایسا نظر نہ آیا ایک قطعہ زمین بہی

گئی چہاؤن اوس تیغ کی سر سے جبکی | جلی دہوپ مین یان تلک ہم کہ تبکی

جوشِ دل لائے ہم مینۂ گریان ہوئے — کتنے ایک شاک نمی تھی کہ طوفان ہوئے

کیا چمین شہر محبت مین تری خانہ خراب — گھر سے گھر انکی ہین اس بستی مین ویران ہوئے

کسنے لی رخصت پرواز پس از مرگ نسیم — مشت پر باغ مین آئے ہین پرشیان ہوئے

سبزہ و لالہ و گل ابر و ہوا ہی مے ہے — ساقی ہم توبہ کی کرنے سے پشیمان ہوئے

دعوئی خوش دہنی گرچہ اسے تہا لیکن — دیکہکر منہ کو تری گل کا تبسمین ہوئے

جام خون بن نہین ملتا ہمین صبح کو آب — جب سے اس چرخ سیہ کا سے کے مہمان ہوئے

اپنے جی ہی نے نچاہا کہ پئین آب حیات
یون تو ہم میر اسی چشمے پہ بیجان ہوئے

جنون تہی تجہی کیا میری دل کے لاگنی کی — نگاہ چشم اودہر تو نہی کی قیامت کی

انہون نین جو کہ تری محو صحبت تہے ہین — نہین ہے قدر ہزارون برس کی طاعت کی

اٹھائی رنگ سمجھ تمنے بات کی کہتے — وفا و مہر جو تہی رسم ایک مدت کی

رکہین امید رہائی اسیر کا کل و زلف — مری تو باتین ہین زنجیر حرف الفت کی

رہی ہی کوئی خرابات چھوڑ مسجد مین — ہوا منافی اگر شیخ نے کرامت کی

سوال مین نے جو انجام زندگی سے کیا — قد خمیدہ نے سوئی زمین اشارت کی

نہ میر قدر کی اوس سنگدل نے میری کبھو

قطعہ

ان دونون نکلی ہے آشفتہ بخون تو گمو
عشق مین تیری گذرتی نہین بن پھیر کے

بہت تپاں کو کس دل مین اثر کرنیکی
صورت اک یہ ہی ہے عمر بسر کرنیکی

کاروانی ہے جہان عمر عزیز اپنی میر
ہے ہے دریپش سدا اسکو سفر کرنیکی

لگ وامی تیہر [illegible] ور بدا ہی کیا کیے
کھینچا تھا آہ شعلہ فشان نے جگہ سے سر
غنچے نے سالے سے طرز ہمارے [illegible]
تدبیر عشق مین ہی نکرتے قصور یار
جون [illegible] نے تیری کشتی لب ہے [illegible]
کیا صرف دل نشین [illegible] ہر ایک ہے [illegible]
پھر شام آشنا نہ کبھو [illegible] نکلے گلہ جہان
ہے عیب ذات [illegible] ہے گی [illegible] کی ہم تباہ

تمنے حقوق دوستی کی سب ادا کیے
برسوں تئین پڑے ہوئے جنگل چھانا کیے
ہم جو چمن مین برسون گرفتہ رہا کیے
جو اس مرض مین ہوتے ہیں ہم [illegible]
ہر چند بند بند ہی اوسکے جدا کیے
[illegible] تر و منہ لگا کیے
ہر صبح ان سے برسون تئین ہم ملا کیے
تم لوگ جو [illegible] کیے بے وفا کیے

اب خاک سی [illegible] پڑی ہی [illegible] پو کر نہ پھیر
اس چشم گریہ ناک سے دریا بہا کیے

برقع کو اوٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

متاع ہیں سب خوار ازاں جملہ ہو نہیں یہ بھی
ہے عیب بڑا اوسمین جسے کچھ ہنر آوے

قطعہ

اے وہ کہ تو بیٹھا ہے سر راہ پہ زنہار
کہیو جو کبھو میر بلا کش ادھر آوے

مت دشت محبت مین قدم رکھ کہ خضر کو
ہر گام پہ اس رہ مین سفر سے حذر آوے

کروں جو آہ زمین و زمان جل جاوے
سپہر نیلی کا یہ سائبان جل جاوے

دمی آگ دلکو محبت نے جب سے پہنچا ہوں
مین جس طرح کسو کا خانمان جل جاوے

دوا پذیر نہیں اے طبیب تپ غم کی
بدن مین تک ہے تو استخوان جل جاوے

نہ آوے سوز جگر منہ پہ شمع سان لیکن
بیان کرنے سے آگے زبان جل جاوے

ہمارے تالی بھی آتش ہی کی ہیں پرکالی
سنے تو بلبل نالان کی جان جل جاوے

ہزار حیف کہ دل خار و خس سے باندھے ہے کوئی
خزاں مین برق گرے آشیان جل جاوے

نہ پوچھ کچھ لب تر ساقی کی کیفیت
کہوں تو دختر رز کی دکان جل جاوے

متاع سینہ سب آتش سے ہے قائدہ کسکا
خیال یہ ہے مبادا دکان جل جاوے

نہ بول میر سے مظلوم عشق ہے وہ غریب
مبادا آہ کرے سب جہان جل جاوے

اپنا شمار سے پوچھو تو مہربان جفا ہے — پر اسکے جی مین ہمسے کیا جانئی کر گیا ہے

بالین پہ میر کی آکر ٹک دیکھ شوق دیدار — سارے بدن کا جی اب آنکھون مین آ رہا ہے

جی اسکے رک کے مرتی گرد عشق مین تو — کر فکر مین آہ جبتک تب تک ہے کچھہ ہوا ہے

شکوہ ہی رو رہا تھا یہ بیگانگی سی میری — مژگان تر و گریہ آنکھون مین آشنا ہے

مت کر زمین دل مین تخم امید ضایع — بوتا جو یان او گا ہی سو اگتی ہی چلا ہے

شرمندہ ہوتی ہین گے خورشید و ماہ دونون — خوبی نے منہ کی تیرے ظالم قران کیا ہے

اے شمع بزم عاشق روشن ہے یہ کہ تجہہ بن — آنکھون مین میری عالم تاریک ہو گیا ہے

جلتے ہی جی تلک مین ساری علاقہ سو تو — عاشق ترا مجرد فارغ ہی ہو چکا ہے

سحر دیکھ ہمیشہ خط میر جی کا دیکھا — قاصد نہین چلا ہے جا دو مگر چلا ہے

الم سے یان تئین مین مشق ناتوانی کی — کہ میری جان نے تن پر مری گرانی کی

چمن کا نام سنا تہا ولے نہ دیکھا ہاے — جہان مین ہمنے قفس ہی مین زندگانی کی

علاج خوب مری خونین خاک بسمل گاہ — یہ تھوڑی نیتین ہین مجہہ پہ سخت جانی کی

بتنگ ہونین تیری اختلاط سی میری — قسم ہے اپنی مجھے اس گئی جوانی کی

چلا ہے کہینچنے تصویر میری بت کی آج — خدا کی واسطے صورت تو دیکھو مانی کی

ہر اشک مرا ہے در شہوار سے بہتر
ہر لخت جگر رشک عقیق یمنی ہے

بکھری ہی پٹپٹ میں تپش اور جگر مین
شاید کہ مرے جی ہی پر آن بنی ہے

اب کرکے فراموش تو ناشاد کروگے
پر ہم جو نہونگے تو بہت یاد کروگے

زنہار اگر خستہ دلان بیستون جاؤ
ٹک پاس ہنر مندی فرہاد کروگے

غیرون پہ اگر کھینچوگی شمشیر تو خوبان
اک ور مری جان پہ بیداد کروگے

قطعہ

جا گہ نہین یان وے جیسے نہ کہری ہو
کچھ شور رہی شر پہ تو مجھے یاد کروگے

اس دشت مین لے راہ روان ہر قدم او
مانند جرس نالہ و فریاد کروگے

کر دیکھوگے تم طرز کلام اوسکے نظر کر
اے اہل سخن میر کو اوستاد کروگے

خوش سرانجام تہے وے جلد جو ہشیار ہوئے
ہم تو اے ہمنفسان دیر خبردار ہوئے

جنس دل وہ تو جہان جسکی بہا تہی اکسی
یک نگہ مول ہوا تم نہ خریدار ہوئے

عشق وہ ہے کہ جو تہی جلوہ گی منزل قدس
وہ بہی سودائی سر کوچہ و بازار ہوئے

سیر گلزار مبارک ہو صبا کو ہم تو
ایک پرواز نکی تہی کہ گرفتار ہوئے

خبر کیو کان ظلم شاعران حال پر اتنی
چلو ٹک میر کو سنی کو موتی سے پروتا ہے

ہمتو اوسکے ظلم سے ہمدم سے چلے — رہ سکے ہے تو تو رہ یان ہم چلے

ٹوٹے جون لالہ ستان سے ایک پہول — ہم بہی یان سے داغ ایک عالم چلے

جنبش ابرو تو وان رہتی نہین — کب تلک تلواریان ہمدم سے چلے

تم جگر کے آیا آخر ہو گئے — اشک خونی کچھ مژہ پر جم سے چلے

دیکہیے بخت زبون کیا کیا دکہائے — تم تو خوبان ہمسے ہو برہم چلے

بہاگنے پیچہے سے تیرے گو یا غزال — تیری آنکہین دیکہتے ہی رم چلے

مجہہ سے ناشائستہ کیا دیکہا کہ میر
آتے آتے کچہ جو آنسو تم سے چلے

غیرت دیہمکو فوت کیا ہی طاقت ہی یار آئیے — اس کتنی فوک کے دلبری صید حرم کو مار آئیے

باغکو تجہ بن آئی ہے بہائین آتش تو سہی بہا آئی — ہر غنچہ انگیہ ہمکو ہر گل ایک انگار آئیے

جب تجہ بن لگتا ہے تو نہیں چاہی ہی نکلا تا نکلے — ہے جو گرد سینے مین اسکو دل کہیے یا یار آئیے

راہ حدیث جو ٹک بہی نکلی کون سکتا ہے کہو — روی سخن ہے کیسکو دسو وہ شوخ بڑا عیار آئیے

کام اسکا ہے خون فشانی ہردم تیری فرقت مین — چشم کو میری کر دیکہا ب تو ہو کا فوارہ آئیے

[illegible]

ایک دم ہی نمود بود اپنی
یا سفیدی کی یا اخیر ہوئے
یعنے مانند صبح دنیا میں
ہم جو پیدا ہوئے سو پیر ہوئے

مت مل اہل دول کے لڑکوں سے
میر جی ان سے مل فقیر ہوئے

توجہ تیری اے حیرت مری آنکھوں پہ کیا کم ہے
جو میں ہر نگہ شیرہ دیکھوں کہ یہ تیر ہے کہ یہ خم
کری ہے سو پریشان نجم و فا تو تعزیہ توفی
حیا کر حق صحبت کی لہ اس سکیں قائم ہے
دو رنگی دہر کی پیدا ہی یاں کے دل اٹھا اپنا
کسو کے گھر میں شادی ہے کہیں ہنگامۂ غم ہے

کہیں آشفتگان سے میر مقصد ہووے ہی حاصل
جو زلفیں اسکی درہم ہیں مرا بھی کام برہم ہے

جب کہ پہلو سے یار اوٹھتا ہے
درد بے اختیار اوٹھتا ہے
اب تلک بھی مزار مجنوں سے
ناتوان اک غبار اوٹھتا ہے

ہے بگولا غبار کسکا میر
کہ جو ہو بیقرار اوٹھتا ہے

کیا مری سر و روا انکا کوئی مائل ہے نچی
سیکڑوں ہم نوں گرفتہ ہیں ترا قائل ہے بچی
راہ سب کو ہے خدا سے جان اگر پہونچا ہے تو
ہو طریقے مختلف کتنے ہی منزل ایک ہے

[illegible]

لاعلاجی ہی جو رہتی ہے مجھے آوارگی
کیجیے کیا میر صاحب بندگی بیچارگی

کیسی کیسی صحبتیں آنکھوں کے آگے سے گئیں
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا یکبارگی

روی گل پر روز و شب کس شوق سے رہتا ہے باز
رخنۂ دیوار ہے گی یا دیدۂ نظارگی

اشک خونیں آنکھ میں بھر لا کے پی جاتا ہوں میں
محتسب کہتا ہے مجھ پر تہمت میخوارگی

مست عربدہ جو کی کہاں ان سیہ چشموں کا میر
انکی آنکھوں سے ٹپکتی ہے بڑی عیارگی

مشکل ہے ہونا گوش حنا رکی بیباک سے
ہم تو بشر ہیں اس جا پہ جلتے ہیں ملک کی

مرتا ہے کیوں تو ناحق یاری برادری پر
دنیا کے سارے ناتے ہیں جیتے جی تلک کی

کہتے ہیں گور میں بھی ہیں تین و زیبا رہی
جاوے کی کدھر الٰہی ماری ہوئی فلک کی

لاتی نہیں نظر میں غلطانی گہر کو
ہم معتقد ہیں اپنی آنسو ہی کی ٹپلک کی

کل اک قطرہ نچوڑی طوفان نوح آیا
فکر فشار میں ہوں میر آج ہر پلک کی

گیسوی و سکی میں نے کیوں آنکھ جا لگائی
جو اپنی اچھی جی کو ایسی بلا لگائی

تہا دل جو پکا پھوڑا ایسا رسی الم سی
دکھتا گیا وہ چندان جون جون دوا لگائی

ذوق جراحت اسکا کسکو نہیں ہے لیکن
بخت اسکی جسکی ان نے تیغ جفا لگائی

کیا خراب تغافل نے اوسکی ورنہ میر
ہر ایک بات پہ دشنام و سنگ تہا آگی

تجھ بن خراب و خستہ زبون خوار ہو گئے
کیا آرزو تھی ہمکو کہ بیمار ہو گئے

خوبی بخت دیکھ کہ خوبان بے وفا
بے پیچ میرے درپے آزار ہو گئے

ہمنے بھی سیر کی تھی چمن کی پر اے نسیم
اوٹھتے ہی آشیان سے گرفتار ہو گئے

وہ تو گلے لگا ہوا سوتا تھا خواب مین
بخت اپنی سو گئی کہ جو بیدار ہو گئے

اپنی بیگانگی ہی کیا کرتے ہین بیان
اغیار روسیاہ سب یار ہو گئے

لائے تھے شبخون پہ بھی خرابی تری نگاہ
بیطالعی سے اپنی وے ہشیار ہو گئے

کیسے ہین وے کہ جیتے ہین صد سال ہم تو میر
اس چار روز کی زیست مین بیزار ہو گئے

تنگ آئے ہین دل اس جی سے اوٹھا بیٹھینگے
بھوکون مرتے ہین کچھ اب یار بھی کھا بیٹھینگے

ابکی بگڑیگی اگر اون سے تو اس شہر سے جا
کسو ویرانے مین تکیہ ہی بنا بیٹھینگے

معرکہ گرم تو ٹک ہونے دو خونریزی کا
پہلی تلوار کے نیچے ہمین جا بیٹھینگے

ہوگا ایسا بھی کوئی روز کہ مجلس سے کبھو
ہم تو ایک آدھ گھڑی اوٹھ کے جدا بیٹھینگے

جانا اظہار محبت پہ ہوسناکون کی
وقت کے وقت یہ سب منہ کو چھپا بیٹھینگے

واشد تجھے آگے آہ سے ہوتی ہی دلکی اے ضمیر
اقلیم عاشقی کی ہوا اب بگڑ گئی

گرمی نے دلکے ہجر مین اوسکے جلا دیا
شاید کہ احتیاط سے یہ تپ بگڑ گئی

خطّاط نے نکل کے نقش دلون کو اوٹھا دیئے
صورت تبوں کی اچھی جو تھی سب بگڑ گئی

باہم سلوک تھا تو اوٹھاتی تھی بزم گرم
کاہی کو میر کوئی دبی جب بگڑ گئی

جب دونی بیٹھتا ہون تب کیا کسو سہی ہے
سو مال ع و دو دو ن تک جب ان تبہ رہی ہے

آہ سحر کی میری برچھی کے وسوسی سے
خورشید کی منہ اوپر اکثر سپر رہی ہے

آگہ تو ہیی اوسکی طرزِ رہ و روش سے
آنے مین اوسکے لیکن کسکو خبر رہی ہے

ان روزون اتنی غفلت اچھی نہین ہے اس سے
اب اضطراب ہمکو دو دو پہر رہی ہے

آب حیات کی سے ساری روش ہے اوسکی
پر جب وہ اوٹھ چلی ہے ایک دم ٹھہر رہی ہے

تلوار اب لگا ہی بیٹھا وا پاس رکھنے
خون آج کل کسو کا وہ شوخ کر رہی ہے

ڈرسی کبہو جاتی دیکھا ہے مین نے اسکو
تپ سے اودھر ہے اکثر میری نظر رہی ہے

آخر کہان تلک ہم اک روز ہو چکین گے
ہر سون سے وعدۂ شب ہر صبح پر رہی ہے

میر اب بہار آئی صحرا مین چل جنون کر
کوئی بھی فصل گل مین نادان گھر رہی ہے

تیری گلی سے بچ کر کیوں مہرو نکلیں — ہر کوئی جانتا ہی اس راہ میں خطر ہے

ٹپکے ہے واں سے گئے کہ آنسو روتے تھے میر ابتو
آنکھوں میں لخت دل ہے یا پارہ جگر ہے

شب شمع پر پتنگ کی آنے کو عشق ہے — اس دل جلے کی تاب کے لانیکو عشق ہے
سر مار مار سنگ سے مردانہ جی دیا — فرہاد کی جہان سے جانیکو عشق ہے
اٹھیو سمجھ کے جا سے کہ مانند گردباد — آوارگی سے تیرے زمانیکو عشق ہے
بس اے سپہر سعی سے تیری تو روز و شب — یاں غم ستانیکو ہے جلانیکو عشق ہے
بیٹھے جو تیغ یار تو سب تجھکو کہہ گئے — اے سینہ تیری زخم اوٹھانیکو عشق ہے
اک دم میں تو نے پھونک دیا دو جہان کو — اے عشق تیری آگ لگانیکو عشق ہے

سودا ہو تب ہو میر کو تو کیجے کچھ علاج
اس تیری دیکھنے کی دوانیکو عشق ہے

کچھ موج ہوا پیچان اے میر نظر آئی — شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی
دلّی کی نہ تھے کوچے اوراق مصور تھے — جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی
مغرور بہت تھے ہم آنسو کی سرایت پر — سو صبح کے ہونیکو تاثیر نظر آئی
گل بار کرے ہیگا اسباب سفر شاید — غنچہ کی طرح بلبل دلگیر نظر آئی

اب جیا جان بچشم خاک سے تنگ آگئی بہت
کب تک اس ایک ٹکڑی مٹی کو ڈھوئیے

آلودہ اوس گلی کی جو ہوون خاک سی تو میر
آب حیات سی بھی نہ وی پانو دھوئیے

شب گئی تھی باغمیں ہم ظلم کے مارے ہوئے
جان کو اپنی گل مہتاب انگارے ہوئے

گور پر میری پس از مدت قدم رنجہ کیا
خاک میں مجھکو ملا کر مہربان بارے ہوئے

آستینیں کہتی رکتی دیدۂ خونبار پر
خلق تسبیح کی طرح لوہو کے فوارے ہوئے

وعدے کیسا رہے خلاف صرف میں یک تیز تیر
تم لڑکپن میں کہاں ایسے عیارے ہوئے

پھر تو پھر تو عاقبت انکھیں ہماری مند گئیں
سو گئے بیہوش تھے ہم راہ کے ہارے ہوئے

پیار کرنے کا جو خوبان ہم پہ رکھتے ہیں گناہ
اون سے بھی تو پوچھتے تم اتنے کیوں پیارے ہوئے

تم جو ہمسے مل چلے یک رشک سب کرنے لگے
مہربان جتنے تھے اپنے مدعی سارے ہوئے

آج میرے خون پر اصرار ہر دم ہے تمھیں
آئے ہو کیا جانیے تم کسکے سنکارے ہوئے

لیتے کروٹ ہل گئی جو کان کے موتی تیرے
شرم سے سر در گریبان صبح کے تارے ہوئے

استخوان ہاے گئی تھیان دم خونریز میر
دانتے پر کرتے اس شوخ کی آرے ہوئے

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے
زمین سخت ہے آسمان دور ہے

۱۳۰

کہان تک ناز برداری کرین شام غریبی کی | کہین گرد سفر سے جلد ہی صبح وطن نکلے
جنون ان شورشون پہ ہاتھ کی چالاکیان سمجھے | مین ضامن ہون اگر ثابت بدن کے پیرہن نکلے

حرم مین میر جتنا بت پرستی پہ ہے تو مائل
خدا ہی ہو تو اتنا بت کدے مین ہمسے نکلے

قصد کر امتحان ہے پیارے | اب تلک نیم جان ہے پیارے
سجدہ کرنے مین سر کٹی ہی جہان | سو ترا آستان ہے پیارے
گفتگو ریختی مین ہمسے نہ کر | یہ ہماری زبان ہے پیارے
کام مین قتل کی مری تن دے | ابتلک مجھہ مین جان ہے پیارے
چھوڑ جاتی ہین دل کو تیری پاس | یہ ہمارا نشان ہے پیارے
شکلین کیا کیا کیان ہین جنکی جا | یہ وہی آسمان ہے پیارے

قطعہ

جا چکا دل تو یہ یقینی ہے | کیا اب اسکا بیان ہے پیارے
پر تبسم کی کرنے سے تیرے | گنج لب پہ گمان ہے پیارے

میر عمداً بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

گوشۂ چشم بتان یا کنج لب اس وقت مین
جا کہین ہو تو دل اپنے کا ٹھکانا کیجے

سیکڑے غیر و گلی مان چھپ چھپ کے عالم پیر
سارے عالم مین ہماری ہین نشانا کیجے

رفتہ رفتہ قاصدو نکو رفتگی اس سے ہوئی
جی مین ہے اکے مقرر اپنا جانا کیجے

کھلی ہے انکھون سے تو گرد کدورت جا لگے
تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجے

آبشار آنے لگے آنسو کی پلکو نسے تو میر
کب تلک یہہ آب چادر منہ پہ تانا کیجے

مہوشان بن بیٹھے یک بیک ہجر انکے مر جائیے
اب کہو اس شہر ناپرسان سے کیدہر جائیے

کام دل کا کچھ ٹھکانا ہے نہین کیونکہ نبے
آ گئی تا چند و ناامید ہو کدہر جائیے

مضطرب اس آستان سے اٹھ کے کچھ پایا نہ کچھ
منہ رہا ہے کیا جو پھر اب اسکی در پہ جائیے

بعد طوف قیس ہے جی زایر فرہاد بھی
دشت سے اٹھیے تو کوہ بیستون رہ جائیے

شوق تھا جو یار کی کوچی ہمین لایا تھا میر
پانو نین طاقت کہان اتنی کہ اب گھر جائیے

غالب کہ یہہ دل خستہ شب ہجر مین جا
یہہ رات نہین وہ جو کہانی مین گذر جائیے

ہے طرفہ مفتن نگہہ اس آئینہ رو کی
اک پل مین کرے سیکڑون خون اور مکر جائیے

نہ بتکدہ ہے منزل مقصود نہ کعبہ
جو کوئی تلاشی ہو ترا آہ کدہر جائیے

تو بھی بیچارہ گدا میر ترا کیا مذکور
مل گئے خاک مین یان صاحب افسر کتنے

تو گلے ملتا نہین ہمسے تو کیسی خرمی	عید آئی یان ہمارے بر مین جامہ ماتمی
جی بھرا رہتا ہے اب آنکھون بھر بامنداے	سیکڑون طوفان بغل مین ہے مژگان نمی
حشر کو زیر و زبر ہوگا جہان ہیچ ہے ولے	ہے قیامت شیخ جی اوس کارگہ کی برہمی
تجھ سوا محبوب آتش طبع اے ساقی نہین	ہو پرستارو نہین تیرے گر پری ہو آدمی
سامنے ہو جائین ہے ظالم تو دونون ہین برے	وہ دم شمشیر تیرا یہ ہماری بیدمی
اوس قیامت جلوہ سے بہتیر تو ہمسے جی اوٹھے	مر گئے تو مر گئے ہم اوسکی کیا ہوگی کمی

کچھ پریشانی سے ہے سنبل کی جو الجھے ہے میر
یک جہان برہم کرے زلفونکی اسکی درہمی

آہ جسوقت سر اوٹھاتی ہے	—	عرش پر برچھیان چلاتی ہے
ناز بردار لب ہے جان جب سے	—	تیری خط کی خبر کو پاتی ہے
اے شب ہجر راست کہہ تجھکو	—	بات کچھ صبح کی بھی آتی ہے

چشم بد دور چشم ترا سے میر
آنکھین طوفان کو دکھاتی ہے

دل تھا ہمارا آگے تو ماتم سرا نہ تھی

وہ اور کوئی ہوگی سحر جب ہوئی قبول
شرمندہ اثر سے ہماری دعا نہ تھی

آگے بھی تیرے عشق سے کھینچی تھی دردسر
لیکن ہماری جان پر ایسی بلا نہ تھی

دیکھی دیار حسن کی میں کاروان بہت
لیکن کسو کے پاس متاع وفا نہ تھی

آئی بہار سے کی پرودہ مینا سے جام تک
آنکھوں میں تیرے دختر رز کیا حیا نہ تھی

اوس وقت سے کیا ہے مجھے تو چراغ وقف
مخلوق جب جہان میں نسیم و صبا نہ تھی

محو سا بیتاب ہے رو کر عجب کوئی — بیقراری کو جانے تب کوئی
ہان خدا مغفرت کرے اسکو — صبر مرحوم تھا عجب کوئی
جان دے گو مسیح پر اس سے — بات کہتے ہیں تیرے لب کوئی
بعد میرے ہی ہو گیا سنسان — سونے پایا تھا ورنہ کب کوئی
اوسکے کوچے میں حشر تھے مجھ تک — آہ و نالہ کرے نہ اب کوئی

قطعہ

کہ تلفظ طرب کا سنکے کہے — شخص ہوگا کہیں طرب کوئی
اور محزون بھی ہم سنو تھے ولے
میر سا ہو سکے ہے کب کوئی

تڑپنا بھی دیکھا نہ بسمل کا اپنے — میں کشتہ ہوں انداز قاتل کا اپنے
نپوچھو کہ احوال ناگفتہ بہ ہے — مصیبت کے مارے ہوئے دل کا اپنے
دل زخم خوردہ کی اور اک لگائے — مداوا کیا خوب گھائل کا اپنے
ٹک ابرو کو میری طرف کیجے مائل — کبھو دل بھی رکھیے سے مائل کا اپنے
ہوا دفتر قیس آخر ابھی یان — سخن ہے جنون کی اوایل کا اپنے
نہ پائیں کہیں میں نہ عالم میں کیا کیا — ہوں بندہ خیالات باطل کا اپنے

رات گذری ہے مجھے نزع میں روتی روتی	آنکھیں پھر جائینگی اب صبح کی ہوتی ہوتی
کھول کر آنکھ اوڑا دید جہان کا غافل	خواب ہو جائیگا پھر جاگنا سوتی سوتی

جم گیا خون کفِ قاتل پہ ترا میر زبس
اون نے رو رو دیا کل ہاتھ کو دہوتی دہوتی

یعقوب کی نہ کلبۂ احزان تلک گئے	سو کاروان مصر سے کنعان تلک گئے
باری نسیم ضعف سے کل ہم اسیر بھی	سناٹے میں جی کی گلستان تلک گئے
رہنی نہ دینگی دشت میں مجنون کو چین سے	گر ہم جنون کی مارے بیابان تلک گئے
گو موسم شباب ہے کہان گل کسی دماغ	بلبل وہ چہچہے انہیں یاران تلک گئے
کچھ آبلوں نے تجھے رہ آورد عشق نے	سو رفتہ رفتہ خار مغیلان تلک گئے

سپارہ تھا جیب پی کے مے شوق میں نے میر
مستانہ چاک لوٹتی دامان تلک گئے

جن جن کو تھا یہ عشق کا آزار مر گئے	اکثر ہمارے ساتھ کے بیمار مر گئے
ہوتا نہیں ہے اوس لبِ نو خط پہ کوئی سبز	عیسیٰ و خضر کیا سبھی یکبار مر گئے
یون کانون کان گل نے نہ جانا چمن میں آہ	سر کو پٹک کے ہم پسِ دیوار مر گئے
صد کاروان وفا ہے کوئی پوچھتا نہیں	گویا متاعِ دل کے خریدار مر گئے

قطعہ

میں کہا میر جان بلب ہے شوخ
تو نے کوئی خبر کو بھیجا بھی

تمام عمر اسے قید میں ستانے کی طرح
رنگیلی پینڈ اس جوانی کی طرح
بری ہوتا احوال کو سنانے کی طرح
بھلا تو ہی کہہ یہ کہانی کی طرح

قطعہ

کہانتک غیر جا سوسی کی لینی کو لگا آوے
الٰہی اس بلا سی ناگہان یہہ بہی بلا آوے

رکا جاتا ہے جی اندر ہی اندر آج گرمی سے
بلا سے چاک ہی ہو جاوے سینہ تنگ ہوا آوے

ترا آنا ہی اب مرکوز ہے ہمکو دم آخر
یہ جی صدقی گیا تہا پہر نہ آوے تن میں گو آوے

یہ رسم آمد و رفت دیار عشق تازہ ہے
ہنسی وہ جاوے میری اور رونا یون چلا آوے

اسیری نے چمن سے میری دل گرمی کو دہو ڈالا
وگرنہ برق جا کر آشیان میرا جلا آوے

امید رحم انسے سخت ناقص ہے عاشق کی
یہ بت سنگین ولی ہیں انہی چہوڑین گر خدا آوے

یہ فن عشق ہے آوے اسی طینت میں جسکی گے
تو زاہد پیر نابالغ ہے بے تہ تجہکو کیا آوے

ہمارے دلمین آنے سے تکلف غم کو بیجا ہے
یہ دولت خانہ ہی اسکا وہ جب چاہے چلا آوے

برنگ بوی غنچہ عمر ایک ہی رنگ مین گذری
میسر میر صاحب گر دل بے مدعا آوے

گو ننگ اسکو آوے ہے عاشق کی نام سے
ہے میر کام میرے تئین انہی کلام سے

دروصف ہی خوب نہین جسمین صاف ہے
کیا مینکشو نکو ادل بادہ صیام سے

پڑہتے نہین نماز جنازے اودسکے میر
دلمین غبار جسکے ہو خاک امام سے

اپنی نہی ہے اگر چکار ہوں مجہ پر عتاب ہے
وگر قصہ کہوں بنا تو سنے اسکو خواب آوے

صید افگنوں سے ملنے کی تدبیر کرینگے
اس دل کی تئیں پیشکش تیر کرینگے

فریاد اسیران محبت نہیں بے ہیچ
یہ نالے کسو دل میں بھی تاثیر کرینگے

دیوانگی کی شورشیں کہلائیں گی گل جب
آتی ہے بہار اب ہمیں زنجیر کرینگے

وا اس سے سر حرف تو ہو گو کہ یہ سر جاے
ہم حلق بریدہ ہی سے تقریر کرینگے

رسوائی عاشق سے تسلی نہیں خوبان
مر جاویگا تو نعش کو تشہیر کرینگے

یارب وہ بھی دن ہوئیگا جو مصر سے چلکر
کنعاں کی طرف قافلہ شبگیر کرینگے

شب دیکھے ہے یوسف اسکی بجز دام اسیری
کیا یار اب اس خواب کی تعبیر کرینگے

غصے میں تو ہو ویگی توجہ تری ادھر
ہر کام میں ہم جانکے تقصیر کرینگے

نکلا نہ مناجاتیوں سے کام کچھ اپنا
اب کوئی خراباتی جوان پیر کرینگے

بازیچہ نہیں میر کے احوال کا لکھنا
اس قصے کو ہم کرتے ہی تحریر کرینگے

دل کیطرف کچھ آہ سے دل کا لگاؤ ہے
ٹک آپ بھی تو آؤ یہاں زور باؤ ہے

رو شستا نہیں ہے ہاتھ ترا تیغ جور سے
ناحق کشی کہاں تئیں یہ کیا سبھاؤ ہے

باغ نظر ہے چشم کی منظر سب جہان
ٹک ٹھہرو یاں تو جانو کہ کیسا دکھاؤ ہے

تقریب ہم نے ڈالی ہے اسی جوہر کی اب
جو بن پڑے ہے ٹک تو ہمارا بھی داؤ ہے

ہر حال دیکھا ایک سا تو رجوع کر دل کہیں بھلا
سو تو یہ کبھو ہمہ داغ ہے کبھو ہمہ سوز کباب ہے

کہیں کو کہتی ہیں کہ گل کیا سی آرسی بھی تم سا
نہ کسو کی تم کو ہے ٹک حیا نہ ہمارے منہ سے حجاب ہے

چلو سیکھیں ہیں بسر کریں کہ رہی ہے کچھ برکت نہیں
لبیں ان تو دوں کا کباب ہے ہو دم آب تک کا شراب ہے

نہیں کھلتیں آنکھیں تمہاری ٹک کہ مآل پر بھی نظر کرو
یہ جو وہم کی سی نمود ہے اسے خوب دیکھو تو خواب ہے

گئے وقت آتے ہیں ہاتھ کب ہوئے ہیں گنوا کے خراب سب
تجھے کرنا ہووے سو کر تو اب کہ یہ عمر برق شتاب ہے

کبھو لطف سے نہ سخن کیا کبھو بات کہہ نہ لگا لیا
یہی لحظہ لحظہ خطاب ہے وہی لمحہ لمحہ عتاب ہے

تو جہاں کے بحر عمیق میں سر پر ہوا نہ بلند کر
کہ یہ پنجروزہ جو بود ہے کسو موج پر کا حباب ہے

رکھو آرزو مئے ناب کی کرو گفتگو خط جام کی
کہ سیاہ کاروں سے حشر میں نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

میرا شور سن کے جو لوگوں نے کیا پوچھنا تو کہے ہے کیا
جسے کہتے ہیں صاحب جو یہ وہی تو خانہ خراب ہے

سینہ ہے چاک جگر پارہ ہے دل سب خون ہے
تس پہ یہ جان بلب آئے وہ بھی محزون ہے

ان سے آنکھوں کو ملا جی میں رہے کیونکر تاب
چشم اعجاز مژہ سحر نگہ افسون ہے

آہ یہ رسم وفا ہووے برافتادہ کہیں
اس ستم پر بھی مرا دل اسی ممنون ہے

کبھو اس دشت سے اٹھتا ہے جو ایک ابر تنک
گرد نمناک پریشان شدہ مجنون ہے

کیونکہ پر بادہ لب جو یہ چمن میں ہو رہے
عکس گل آب میں تکلیف مے گلگون ہے

۱۳۹

وہی چالاکیاں ہاتھوں کی ہین جو اول تھین
اب گریبان مین مرے گو ہین تار کئی

خوف تنہائی نہین کر تو جہان سے تو سفر
ہر جگہ راہ عدم مین ملینگے یار کئی

اضطراب و قلق و ضعف مین کس طور جیون
جان واحد ہے مری اور ہین آزار کئی

کیون نہون خستہ بھلا مین کہ ستمگر تیر کے
تیر ہین پار کئی وار ہین سوفار کئی

اپنے کوچے مین نکلیو تو سنبھالی دامن
یادگار مژہ میر ہین وان خار کئی

ہمسایۂ چمن یہ نپٹ زار کون ہے
نالان و مضطرب پس دیوار کون ہے

مژگان بھی پھر گئین تری بیمار چشم دیکھ
دکھ درد مین سوا ہے خدا یار کون ہے

نالے جو آج سنتے ہین سو ہین جگر خراش
کیا جانیے قفس مین گرفتار کون ہے

آیا نہ آشیانۂ بلبل مین کام بھی
مجھ سا تو خار باغ مین بیکار کون ہے

بازار دہر مین ہے عبث میر عرض مہر
یان ایسی جنس کا تو خریدار کون ہے

مجھ سوز بعد مرگ سے آگاہ کون ہے
شمع مزار میر بجز آہ کون ہے

بیکس ہون مضطرب ہون مسافر ہون بیوطن
دوری راہ بن مرے ہمراہ کون ہے

لبریز جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر
ایسا بتون کے بیچ وہ اللہ کون ہے

آوارہ میر شاید وان خاک ہو گیا ہی
یک گرد اوٹھ چلی ہی گاہ اسکی رہگذر سی

دھڑکا ہی ... بیمار ... کچھ تو قرار ہووی — دل کی معاملت ہی کیا کوئی خوار ہووی
فتراک سی نہ باندھی یکبہ نہ تو تڑپتا — کس آرزو پہ کوئی تیر اشکار ہووی
ازبس لہو پیا ہی میں نی غم میں گلرو — تربت سی میری شاید حشر بہار ہووی
مین مست مر گیا ہون کرنا عجب نہ ساقی — گر سنگ شیشہ میر اسنگ مزار ہووی

ای غیر میر تجھکو گر جوتیان نہ مارے
سید نہو وی پھر تو کوئی چمار ہووی

رہی نہ پختگی عالم مین دور خامی ہے — ہزار حیف کمینون کا چرخ حامی ہی
نہ اوٹھ تو گھر سی اگر چاہتا ہی ہون مشہور — نگین جو بیٹھا ہی گڑکر تو کیسا نامی ہی

ہوئی ہین فکر مین پریشان میر یارون کی
حواس خمسہ کری جمع سو نظامی ہے

انجام دل غم کش کوئی عشق مین کیا جانی — کیا جانیئے کیا ہوگا آخر کو خدا جانی
وان آرسی ہی وہ ہی یان سنگ چھاتی ہی — گذری ہی جو کچھ ہم پر سو اسکی بلا جانی
ناصح کو خبر کیا ہی لذت سی غم دل کی — ہی حق بطرف اسکی چکھی تو مزا جانی

قطعہ

قطعہ

نالۂ عجز نقش الفت ہے — رنج و محنت کمال راحت ہے

عشق ہی گریۂ ندامت ہے — ورنہ عاشق کو چشم خفت ہے

تا دم مرگ غم خوشی کا نہیں — دل آزردہ گر سلامت ہے

دل میں نا سور تجھ پر چھایا ہے — ہر طرف کوچہ پہ جراحت ہے

رونا آتا ہے دمبدم شاید — کسو حسرت کی دل سے رخصت ہے

فتنے رہتے ہیں اوسکے سائے میں — قد و قامت ترا قیامت ہے

نہ تجھے رحم نے اسے تنگ صبر — دل پہ میری عجب مصیبت ہے

قطعہ

تو تو ناداں ہے نپٹ ناصح — کب موثر تری نصیحت ہے

دل پہ جب میری آکے یہ ٹھہرا — کہ مجھے خوش دلی اذیت ہے

رنج و محنت سے باز کیونکر رہوں — وقت جاتا رہے تو حسرت ہے

کیا ہے پھر کوئی دم کو کیا جانو — دم غنیمت میاں جو فرصت ہے

قطعہ

تیرا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے — چاہیے یوں جو فی الحقیقت ہے

تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ — واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

قطعہ

١٤١

میری پرستش تری طبع اگر آوے گی	صورت حال تجھے آپ ہی نظر آوے گی
محو اسکا نہیں ایسا کہ جو جیتے گا شتاب	اسکی جستجو کی بہت دیر خبر آوے گی
کتنے پیغام چمن کو ہیں صبا دلمیں ہیں گرہ	کسو دن ہم تئیں بھی باد سحر آوے گی
ابر مت گور غریبان پہ برس غافل آہ	ان دل آزردون کی جبین بھی لہر آوے گی

میر مین جیتے نہیں آؤنگا اسی فن جسدن
دل نہ تڑپے گا مرا چشم نہ بھر آوے گی

نار چمن وہی ہے بلبل سے گو خزان ہے	ٹہنی جو زرد بھی ہے سو شاخ زعفران ہے
گر اس چمن میں بو بھی اک ہی لب و دہان ہے	لیکن سخن کا تجھ سے غنچے کو منہ کہان ہے
ہنگام جلوہ اوسکی مشکل ہے ٹھہرے مینا	چتون ہے دل لگی آفت چشمک بلائے جان ہے
تیہ سے توڑنے کو قابل جیسے آرسی تو	پر کیا کرین کہ پیارے منہ تیرا درمیان ہے
باغ و بہار ہے وہ مین کشت زعفران ہون	جو لطف اک ادہر ہے تو یان بھی اک سمان ہے
ہر چند ضبط کرتے چھپتا ہے عشق کوئی	گذرے ہے دل پہ جو کچھ چہرے ہی سے عیان ہے
اس فن کو کوئی بوجھے تو کیا ہو مرا معارض	اول تو مین سند ہون پھر میری یہ زبان ہے
عالم مین آب و گل کا ٹھہراو کس طرح ہو	گر خاک ہے اوڑے ہے گر آب ہے روان ہے
چرچا رہیگا اس کا تا حشر میکشا مین	خونریزی کی ہماری رنگین داستان ہے

اس رشک آفتاب کو دیکھے تو شرم سے — ماہ فلک نہ شہر مین منھ کو دکھا سکے

قطعہ

کیا دلفریب جا ہے یہ آفاق ہمنشین — دو دن کو یان جو آئے سو برسون نجا سکے

مشعر ہے اس پہ مردن دشوار رفتگان — یعنی جہان سے دل کو نہ آسان اوٹھا سکے

بدلونگا اس غزل کے بھی مین قافیے کو میر

پھر فکر کو نہ عہدہ سے اسکے بر آ سکے

کیا غم مین ویسی خاک فتادہ سے ہو سکے — دامن پکڑ کے یار کا جو ٹک نرو سکے

ہم ساری ساری رات رہے گریہ ناک لیک — مانند شمع داغ جگر کا نہ دہو سکے

رونا تو ابر کا سا نہین یار جانتے — اتنا تو روئیے کہ جہان کو ڈبو سکے

پرسون ہی منتظر سر رہ پر ہمین ہوئے — اس قسم کا تو صبر کسو سے نہو سکے

رہتی ہے ساری رات مرے دم سے چہل میر

نالہ رہے تو کوئی محلے مین سو سکے

آتش کے شعلہ سر سے ہمارے گذر گئے — بس اے تپ فراق کہ گرمی مین مر گئے

منزل نہ کر جہان کو کہ ہمنے سفر سے آہ — جن کا کیا سراغ سنا وے گذر گئے

نشست نمک سے بھی تو کبھو یاد کر ہمین — اب داغ کھاتے کھاتے فلک جی تو بھر گئے

ٹک داد دو میری اہل محلہ سے چاہیو

یکچند ان خرابہ کرتے ہی مین کہ سب مجھے

طوفان بجائے اشک ٹپکتے ہیں چشم سے

ابر تردامن داغ تھا دریا جب مجھے

قاصد چلا کے چھوڑ کے توجان بلب مجھے

قطعہ

حال بد گفتنی نہیں میرا
تم نے پوچھا تو مہربانی کی
سب کو جانا ہے یون تو پر اے حیف
گرچہ جانے کی
تشنہ لب مر گئے ترے عاشق
نہ ملی ایک بوند پانی کی
ہمن لجی یہ سر کے ساتھ نکلی
وہ جو مر سے تو بہی خوش زبانی کی
رکھتے کہو مجھ سے نہ ملا میں
اب تو پر کھا کی گی

شب خواب کا لباس ہے عریان تنی میں | جب سوئیے تو چادر مہتاب تانیے

قطعہ

اپنا یہ اعتقاد ہے تجھ جستجو مین یار	گر اس سے سر سے اس کے سر تک خاک چھانیے
پھر یا نصیب ہے یہی ہے طالع کی یاوری	مر جائیں ہم تو اس پہ بھی ہمکو نجانیے

لوٹے ہے خاک و خون مین غیروں کے ساتھ میر
ایسے تو نیم کشتہ کوان مین نہ سانیے

مرے اس رگ کی مرجانے سے وہ غافل ہے کیا جانے	گذر ناجان سے آسان بہت مشکل ہے کیا جانے
کوئی سر سنگ سے مارو کسی کا دامن دم	وہ آئینے مین انہی ناز پر مائل ہے کیا جانے
نظر مطلق نہیں تجھ انہیں اسکو حال پر میرے	مرا دل اوسکے غم مین کہو یا اسکا دل ہے کیا جانے
جنون خبطی دیوانہ سڑا کوئی عشق کو سمجھے	فلاطون سے نہیں یان بحث غافل وہ ہے کیا جانے
تڑپنا نقش ہے پا کا فقیر پر جانی ہے اک مجنون	بیابان مین وہ لیلی کا کدھر محمل ہے کیا جانے
پڑا پایا اوسکو تیر اک ہست لار از دل شہید	یہ طفل اشک کو دیکھا تو ناقابل ہے کیا جانے

طرف ہونا مرا مشکل ہے میر اس شعر کے فن مین
یونہیں سودا کبھو ہوتا ہے سو جاہل ہے کیا جانے

کیا کرون ماشرح خستہ جانی کی	مین نے مر مر کے زندگانی کی

کب تلک جی رکے خفا ہووے
آہ کرئیے کہ ٹک ہوا ہووے
جی ٹھہر جائے یا ہوا ہووے
دیکھئے ہو رہے تو ہووے
کاہش دل کی کیا ہووے
جہان مین کچھ بھی جو رہا ہووے
جب کا باعث سے ہے تمنا ہووے
تو ہمکو بھی دعا ہووے

[illegible]
عشق کیا ہے کا دل لگا ہووے
[illegible]

روز آنے پہ نہیں نسبت عشقی موقوف	عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
خرقہ منڈیل ور دامست لیے جاتی ہیں	شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

قطعہ

ہے موذن جو بڑا مرغ مصلّی اوسکو	مستوں سے نوک ہی کی بات چلی جاتی ہے
پاؤن رکھا نہیں مسجد سے دم آخر بھی	مرغی پر آیا ہے پر لات چلی جاتی ہے
ہر سحر دیر کے آزار مے آشامان سے	مکر وطامات کی اک گھات چلی جاتی ہے

ایک ہم ہی سے تفاوت ہے سلوکوں میں میر
یوں تو اوروں کی مدارات چلی جاتی ہے

منصف جو تو ہے کب تئیں یہ دکھ اوٹھائیے	کیا کیجیے میری جان اگر مر نہ جائیے
اظہار راز عشق کو بن رہے نہ اشک	اس طفل نا سمجھ کو کہاں تک چھپائیے
تمنے جو اپنے دل سے بھلایا ہمیں تو کیا	اپنے تئیں تو دل سے ہمارے بھلائیے
فکر معاش یعنی غم زیست تابکے	مرجائیے کہیں کہ ٹک آرام پائیے
جاتی ہیں کیسے کیسے لیے دل میں حسرتیں	ٹک دیکھنے کو جان بلبوں کی بھی آئیے
موٹوں ہو جیسے خاک چمن پر یہی سپہر	گل کو بھی میری خاک پہ دو نہیں لٹائیے

پہونچا تو ہوگا سمع مبارک میں حال میر

میکدے سے کہ تو آیا ہی آیا ہم مسجد میں میر
بیٹھے نہ تفرقہ کہیں مجلس پر یہ پٹھانوں کی
نہیں وسواس جی گنوانے کے
ہائے رے ذوق دل لگانے کے
میرے تغیر حال پر مت جا
اتفاقات ہیں زمانے کے
دم آخر ہی کیا نہ آنا تھا
اور بھی وقت تھے بہانے کے
اس کدورت کو ہم سمجھتے ہیں
ڈھب ہیں یہ خاک میں ملانے کے
بس ہیں دو برگ گل قفس میں صبا
نہیں بھوکے ہم آب و دانے کے
اوڑ پنے بیٹھا ہیں سنوا جس کے
جی ہی جاتے ہیں اس کے جلانے کے
اب گریباں کہاں کہ اے ناصح
ہو گیا تھا اس دوا مرنے کے
چشم نم پہ اوٹھ جائیں
صد ثواب انکو جان لڑانے کے

آگے آگے تمہارے آنے کے	دل و دین ہوش و صبر سب ہی گئے
جاگے طالع غریب خانے کے	کب تو سوتا تھا گھر مرے آکر

قطعہ

سارے اسباب مار جانے کے	تیر و تلوار و سیل یک جا ہین

مژہ ابرو نگہ سے اسکی میر
کشتہ ہین اپنے دل لگانے کے

اد گت لیکے آخر ادا کیا نکالی	ملا غیر سے جا جفا کیا نکالی
مناسب مرض کی دوا کیا نکالی	طبیبون نے تجویز کی مرگ عاشق
نئی راہ کوئی صبا کیا نکالی	نہین اوس گذر گہ سے آتی ادہر آ
یہ اک اپنے جی کی بلا کیا نکالی	دلا اوسکے گیسو سے کیون لگ چلا تو
وفا کی ہماری جزا کیا نکالی	رکھا ہی دریا دار رہی قدر دانی
نکلتے ہی تیغ جفا کیا نکالی	دم صبح جون آفتاب آج ظالم

لگے دربدر میر چلاتے پھرنے
گدا تو ہوئے پر صدا کیا نکالی

ایسے گئے ایام بہاران کہ نہ جانے	کم فرصتی گل جو کہین کوئی نہ مانے

کل صبح ہی مستی مین سر راہ آ آیا
کیا سو جہرا وسی جسکی ہو یوسف بھی نظر مین
پر شور سی ہی عشق مغنی سیران کر
تلوار لیے پھرتا تو اب اوسکا تماشا مین
خورشید کی محشر مین طپش ہوگی کہ جہا رشک
اور رشک سحر بزم مین او منھ پہ نقاب آ

یان آج مرا شیشۂ دل چور ہوا ہے
یعقوب بجا آنکھون مین معذور ہوا ہے
یہ کاسۂ سر کاسۂ طنبور ہوا ہے
نزدیک مری کب کا یہ سر دور ہوا ہے
کیا ساتھ مری داغون کا محشور ہوا ہے
اک شمع کا چہرہ ہے سو یہ نور ہوا ہے

اس شوق کو ٹک دیکھ کہ چشم نگران ہے
جو زخم جگر کا مری ناسور ہوا ہے

چل قلم غم کی رقم کوئی حکایت کیجے
گو کی سر خاک قدم پہ تری لوٹی آسمیز
ہم جگر سوختونکی جی مین جو آوی تو آہی
عشق مین آپکو گذری نہ ہماری تعی مگر
مست چلا عشق کی رہ کہ ہے یہان خضر

ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کیجے
اپنا شیوہ ہی نہین یہ کہ شکایت کیجے
درد دل ہو کہ فلک تجھ مین سرایت کیجے
عوض جور و جفا ہم پہ عنایت کیجے
آپہی گمراہ ہین ہم کسکو ہدایت کیجے

کسکے کہنے کو ہو تاثیر کہ اک میر ہی سے
رمز و ایما و اشارات و کنایت کیجے

شیر حسن ترکھو ہین نکمدر ہون	آنکھون پراب غبار رہتا ہے
جب سے ہر کہ تیری خاطر دل	روز بز اختیار رہتا ہے
دل کو مت بھول جانا میرے بعد	مجھسے یہ یادگار رہتا ہے
دور مین چشم مست کی تیری	فتنہ بھی ہوشیار رہتا ہے
بسکہ تیرا ہوا بلا گردان	سر کو میری دوار رہتا ہے
ہر گھڑی بخشش ایسی ہا تو نہین	کوئی اخلاص پیار رہتا ہے
تجھ بن آئی ہین تنگ جینے سے	مرنی کا انتظار رہتا ہے
دل کو گو ہاتھ مین رکھو اب تم	کوئی یہ بیقرار رہتا ہے
غیر مت کھا فریب خلق اوسکا	کوئی دم مین وہ یار رہتا ہے
دلبر دل چراتی ہو ہر دم	یون کہین اعتبار رہتا ہے

کیون نہووے عزیز دل ہا میر
کسکے کوچے مین خوار رہتا ہے

آج کل بیقرار ہین ہم بھی	بیٹھ جا چلنے ہار ہین ہم بھی
آن مین کچھ ہین آن مین کچھ ہین	تحفہ روزگار ہین ہم بھی
منع گریہ نکر تو اے ناصح	اسمین بے اختیار ہین ہم بھی

چہوڑ مت نقد وقت نسیئہ پر	آج جو کچہ ہے سو کہان کل ہے
بند ہو تجہ سی یہ کہلا نہ کبہو	دل ہی یا خانۂ مقفل ہے
سینہ چاکی بہی کام کرتی ہے	یہی کر جبتلک معطل ہے

قطعہ

اسکی ہاتہونمین شوق کی تیر ہے	دامن بادیہ کا انچل ہے
تنگ گریبانمین سر کو ڈال کر دیکہو	دل بہی کیا لق و دق جنگل ہے

قطعہ

ہجر باعث ہی بدگمانی کا	غیرت عشق ہی تو کب کل ہے

مر گیا کوہکن اسی غم مین
آنکہ او جہل سہارا و جہل ہے

جا نگداز اتنی کہان آواز عود و چنگ ہے	دل کی سی نالو نکا ان پردونمین کچہ آہنگ ہے
رو بحر و خال و زلف ہی مین سنبل و سبزہ و گل	آنکہین ہون تو یہ چمن آئینۂ نیرنگ ہے
بیستون کہو دیکر کیا آخر ہوئے سب کار عشق	بعد ازان اے کوہکن سر ہی ترا اور سنگ ہے
آہ ان خوش قامتون کو کیونکہ بر مین لائیے	جنکی ہاتہونسی قیامت پر بہی عرصہ تنگ ہے
عشق مین ذرہ ہوا اپنا جس مین مجنون ایک	نا خلف سارے قبیلہ کا ہماری ننگ ہے

قطعہ

[illegible]

۱۴۹

سینے اسے لٹاؤن اوکہا ہی ہر طرسے
سینے مین جل کر از بس ال چاک ہوگیا ہی
کیا بجہاؤن لوٹ دردو کی جراحتون کی
یہ جانون ہون کہ سینہ سب چاک ہوگیا ہی
صحبت سی اس جہان کی کوئی خلاص ہوسکا
اس فاختہ بچا سبکو اس کی ہوگیا
دیوار کہنہ [illegible]

[illegible]

فقیرانہ آئے صدا کر چلے	کہ میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم	سو اس عہد کو اب وفا کر چلے
شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی	کہ مقدور تک تو دوا کر چلے
وہ کیا چیز ہے آہ جسکے لیے	ہر اک چیز سے دل اوٹھا کر چلے
کوئی ناامیدانہ کرتے نگاہ	سو تم ہم سے منہ بھی چھپا کر چلے
بہت آرزو تھی گلی کی تری	سو یاں سے لہو میں نہا کر چلے
دکھائی دئیے یوں کہ بیخود کیا	ہمیں آپ سے بھی جدا کر چلے

قطعہ

جبین سجدہ کرتے ہی کرتے گئی	حق بندگی ہم ادا کر چلے
پرستش کی یاں تک کہ ای بت تجھے	نظر میں سبھوں کی خدا کر چلے

قطعہ

جھڑے پھول جس رنگ گلبن سے یوں	چمن میں جہاں کے ہم آکر چلے
نہ دیکھا غم دوستان شکر ہے	ہمیں داغ اپنا دکھا کر چلے

قطعہ

گئی عمر در بند فکر غزل	سو اس فن کو ایسا بڑا کر چلے

خوب تھے وہ دن کہ ہم تیرے گرفتارون مین تھے
غمزدون اندوہگینون ظلم کے مارون مین تھے

دشمنی جانی ہے اب تو ہم سے غیرونکے لیے
اک سمان سا ہو گیا وہ بھی کہ ہم یارون مین تھے

مت تجہ سے گذر قمری ہماری خاک پر
ہم بھی اک سرو روان کی ناز بردارون مین تھے

مر گئے لیکن نہ دیکھا تو نے ادہر آنکھ اوٹھا
آہ کیا کیا لوگ ظالم تیرے بیمارون مین تھے

گرچہ جرم عشق غیرون پر بھی ثابت تھا ولے
قتل کرنا تھا ہمین ہم ہی گنہگارون مین تھے

اک رہا مژگان کی صف مین ایک کے ٹکڑے ہوے
دل جگر جو میر دونون اپنے غمخوارون مین تھے

بغیر دل کہ یہ قیمت ہے سارے عالم کی
کسو سے کام نہین رکھتی جنس آدم کی

کوئی ہو محرم شوخی ترا تو مین پوچھون
کہ بزم عیش جہان کیا سمجھ کے برہم کی

ہمین تو باغ کی تکلیف سے معاف رکھو
کہ سیر و گشت نہین رسم اہل ماتم کی

تنک تو لطف سے کچھ کہہ کہ جان بلب ہون مین
رہی ہے بات مری جان بلب کئی دم کی

گذرنی کو تو کچھ دوا کے اپنی گذری آخر
جفا جو اون نے بہت کی تو کچھ وفا کم کی

گھڑی ہے مین درد و الم مین فراق کے ایسے
کہ صبح عید بھی یان شام ہے محرم کی

قفس مین میر نہین جوش داغ سینے پر
ہوس نکالی ہے ہمنے بھی گل کے موسم کی

بعد ایک عمر کہین تمکو جو تنہا پایا	ڈرتے ڈرتے ہی کچھ احوال سنایا ہمنے
یان فقط ریختہ ہی کہنے نہ آئے تھے ہم	چار دن یہ بھی تماشا سا دکھایا ہمنے
بارے کل باغ مین جا مرغ چمن سے مل کر	خوبی گل کا مزا خوب اوڑایا ہمنے
تازگی داغ کی ہر شام کو بیچ نہین	آہ کیا جانیے دیا کس کا بجھایا ہمنے
دشت و کہسار مین سر مار کے چندے تجھ بن	قیس و فرہاد کو پھر یاد دلایا ہمنے
بیکلی سے دل بیتاب کی مرگذرے تھے	سو تہ خاک بھی آرام اوٹھایا ہمنے

یہ ستم تازہ ہوا اور کہ پائیز مین میر
دل خس و خار سے ناچار لگایا ہمنے

ظالم کہین تو مل کبھو دار دیکھیے ہوئے	پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوئے
آئے گر ہوش مین تو تک اس سے دیکھیے	اٹھو نشے مین جاتے ہو زخمی کیے ہوئے
بی دو دو تباہ ہوا اس گہر کی یاد مین	پایان کار عشق مین ہم مر جیے ہوئے
اسی چاک دل کہ چشم سے ناصح لہو بھی	ہوتا ہے کیا ہمارے گریبان سیے ہوئے

کافر ہوئے بتوں کی محبت مین میر جی
مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دیے ہوئے

غم سے یہ راہ مین نہ نکالی نجات کی	سجدہ اس آستان کا کیا پھر وفات کی

قطعه

جوہانکی مسلخ تہا عرم رہتا نہین تسخیر کی حسرت
خیر الفت سہی نہین ہم اسکو آخر ہووینگا
بلا ہی ایسا طبیہ اوسکی جسکی صبر سے تو ہر سخت مشکل
عدم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ وہ تن اسے ہم جینگا
اگرچہ اتنی جفا ہو لیکن ہمیں گوارا جو ہمارے
سحر کو محراب تیغ قاتل کہو جو یار وا ادا کر

نظر پڑی یسان بسمل کہ جو وہ نگاہ کو وا کرو گی
ہوا جو پانکی تہ تو یار وغبار ہو کر ادا کرو گی
وہان آشنا کہان رہیگا کہ دست دل سا کرو گی
تمہین تو لت ہے تیا نی ہو کی کہ تو آخر جفا کرو گی
جو یاد ہمکو کرو گی پیارے تو تو یا تہہ اسے بلا کرو گی
تو ایک سجدہ بسان بسمل مری طرف سے ادا کرو گی

غم محبت سے میر صاحب تنگ ہو نہین قصیر ہو تم
جو وقت ہو گا کبھو مساعد تو میرے حق مین دعا کرو گی

کس حسن سے کہون مین اسکی خوش اختری کی
ہر گشتہ نہ تہا عدم یان ہو یاد وہ تا مل
شیشہ سجال سنگ مین یک حرف کی ہر
پا بر گل اوس چمن مین چہوڑا گیا نہ ہری
پیشہ تو ایک ہی تہا دو سکا ہارا لیکن
گر لے سے داغ سینہ تازے ہوئے مین سارے
یہ درد تو موافق ہوتا نہین مگر اب

اس ماہرو کی آگے کیا تاب مشتری کی
سیر اس جہانکی رہرو پہ تو ڈر سری کی
مت پوچھ ادان نے مجھسے جو آدمی گری کی
سر پر بہار آ ابکی منت ہے دلبری کی
مجنون کی طالعون نے شہرت مین یاوری کی
یہ کشت خشک تو نے اے چشم بہ ہری کی
رکھی بنا ہے تازہ اس چرخ چنبری کی

١٥٣

رہ آشنا ہے لطف حقیقت کے بحر کا — ہے رشک زلف چشم جو ہے سیج حباب کے

آتش ہے سوز سینہ ہمارا اگر کہ میر
نامہ سے عاشقون کے کبوتر کباب ہے

کیا کیا بیٹھے بگڑ بگڑ تم پر ہم تم سے بنا ہے گئے — چپکے باتین اوٹھائی گئے سرگاڑے وہ ہین آئے گئے

اوٹھی نقاب جہان سے یارب جسسے تکلف بیچ میں ہے — جب نکلے اس راہ سے ہو کر منہ تم ہمسے چھپاتے گئے

کب کب تم نے سچ نہین مانی جھوٹی باتین غیرونکی — تم ہمکو یونہین جلاتے گئے وے تمکو وہین لگاتے گئے

صبح وہ آفت اوٹھ بیٹھا تھا تم نے نہ دیکھا صد افسوس — کیا کیا فتنے سر جوڑے پلکوں کے سائے سائے گئے

اللہ رے یہ دیدہ درائی ہوون نہ ملکر کیونکر ہم — آنکھین ہمسے ملاتے گئے پہر خاک مین ہمکو ملاتے گئے

آگ مین غم کی ہوکے گداز ان جسم ہوا سب پانی سا — یعنی بن ان شعلہ رخونکے خوب ہی ہم بھی تاتے گئے

ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی بھی حد ایک آخر ہوتی ہے — کشتے اسکی تیغ ستم کے گور تئین کب لاتے گئے

خضر جو مل جاتا ہے گاہے آپ کو بھولا خوب نہین — کھوئے گئے اس راہ کے ورنہ کا ہیکو پھر پاتے گئے

مرنے سے کیا میر جی صاحب ہمکو ہوش تھے کیا کریے
جی سے ہاتھ اوٹھائے گئے پر اس سے دل نہ اوٹھاتے گئے

ادہر سے ابر اوٹھ کر جو گیا ہے — ہماری خاک پر بھی رو گیا ہے

مصائب اور تھے پر دل کا جانا — عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

کیا بعد مرگ یاد کر و نگاہ وفا تجھے
سوتا رہا جفائیں میں جب تک جیا کیا

اب وہ جگر طپش سے تڑپتا ہے تشنہ لب
مدت تلک جو میر کا لوہو پیا کیا

جیتا ہوں کے جور سے میں جیسے مر گیا
ہو کر فقیر صبر مری گور پر گیا

اے آہ سرد عرصۂ محشر میں تخ جا
جلتا ہوں میں سنوں کہ جہنم ٹھہر گیا

تیری ہی رہگذر میں یہ جی جا رہا ہے شوخ
سنیو کہ میر آج ہی کل میں گذر گیا

کیا خط لکھوں میں رو سے فرصت نہیں رہی
لکھتا ہوں تو بہر کہ ہے کتابت بھی بھی

سبھوں کو خط لیے پوشیدہ قاصد آج جاتا ہے
چلا ہے یار کے کوچے کو پھر مجھ سے چھپا کے

تمام شد دیوان اول میر تقی

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پرتو ہی حیات کا ہی سبب جو حیات کا
نکلے ہی جی ہی اسکے لیے کائنات کا

بکھری ہی جو زلف اس رخ عالم فروز پہ
ورنہ بنا کہو ہووے نہ دن اور رات کا

در پردہ وہ ہی معنی مقوم نہو دن اگر
صورت نہ بگڑے کام فلک کی ثبات کا

ہو تحصیل خاک سے اجزا ہے نو خطان
کیا سہل ہے زمین سے نکلنا نبات کا

مستہلک اسکے عشق کی جانیں ہیں قدر مرگ
عیسیٰ و خضر کو ہے مزا کب وفات کا

اشجار ہوویں خامہ و آب سیہ بحار
لکھنا نہ تو بھی ہو سکے اوسکی صفات کا

قطعہ

رکھنا قدم اس پہ تو گز قدم کب ملک سے ہو
مخلوق آدمی نہ ہوا ایسی جہال کا

شخصیت ایسی کسکی تھی جو ختم رسل کی بعد
تہا مشورت شریک حق لایزال کا

دور اتہون کو دوش نبی پر قدم کو رکھ
چہوڑا نہ نام کعبے مین کفر و ضلال کا

راہ خدا مین اون نے دیا اپنی ہی تین
پہیر چہرہ منھ تو دیکھو کسو آشمال کا

نسبت نہ بندگی کی ہو جسکی وان تلک
رونا مجہے ہے حشر مین دستگیری جہاں کا

فکر نجات میر کو کیا ہے خوان ہے وہ
اولاد کا علی کی محمد کی آل کا

لذت سے نہین خالی جانون کا کہپا جانا
کب خضر و مسیحا نے مرنے کا مزا جانا

ہم جاہ و حشم یا نکالیا کہیو کر کیا جانا
خاتم کو سلیمان کی انگشتر پا جانا

یہ سبھی ہی ادا کوئی خورشید نمط پیارے
منھ صبح دکھا جانا پہر شام چہپا جانا

کب بندگی میری سے بندہ کریگا کوئی
جانے ہی خدا اسکو مین تجہکو خدا جانا

تہا ناز بہت ہمکو دانست پر اپنی بہی
آخر دہ برا نکلا ہم جسکو بہلا جانا

گردن کشی کیا حاصل مانند بگولی کی
اس دشت مین سے گاہی جون سیل چلا جانا

اس گریہ خونین کا ہو ضبط تو بہتر ہے
اچہا نہین چہرے پر لوہو کا بہا جانا

یہ نقش دلون پر سے جانے کا نہین اسکو
عاشق کی حقوق آکر ناحق ہی مٹا جانا

رفتار و طور و طرز و روش کا یہ ڈہب ہے کیا
پہلے سلوک ایسے ہی تیرے تھے اب ہے کیا
ہم دل زدہ نہ کہتے تھے کچھ ضبط کرسکے
کرتے ہو قہر لطف کی جاگہہ غضب ہے کیا
عزت بھی بعد ذلت بسیار چھیڑ ہے
مجلس میں جب خفیف کیا پہر ادب ہے کیا
آئے ہیں ہم آپ میں تو نہ پہچانے پھر سکے
اس راہ صعب عشق میں یارو تعب ہے کیا

شاید کباب کر کر کہایا کبوتروں نے
نامہ اوڑا پہرے ہے اوسکی گلی میں پر سا

وحشی مزاج ازبس بادیہ ہین
اسکے جنوں میں جنگل اپنا ہوا ہے گہر سا

جس ہاتھ میں رہا کی اوسکی کمر ہمیشہ
اس ہاتھ مارے کا سر پر نہ بندہا ہے گر سا

سب پیچ کی یہ باتیں ہین شاعروں کی ورنہ
باریک اور نازک مو کب ہے اس کمر سا

طرز نگاہ اسکی دل لیگئی سبھوں کے
کیا مومن و برہمن کیا گبر اور ترسا

تم واقف طریق بیطاقتی نہیں ہو
یاں راہ دو قدم ہے اسپد ور کا سفر سا

کچھ بھی معاش ہے یہ کی ان نے اشک
جب سے تو ہمارا جی دیکھیے ہے کبوتر سا

ہلکی ترک عشق کر کے لاغر بہت ہوے ہم
آتا نہیں رہا ہے اب جسم رنج فرسا

واعظ کو یہ جلن ہے شاید کہ فربہی ہے
رہتا ہے حوض ہی میں اکثر پڑا شگر سا

انداز سے ہے پیدا سب کچھ خبر ہے اسکو
گو میر بے سر و پا ظاہر ہے بیخبر سا

تیغ ستم سے اسکے مرا سر جدا ہوا
شکر خدا کہ حق محبت ادا ہوا

قاصد کو دیکے خط نہیں کچھ کہنا ضرور
جاتا ہے اب تو جی ہی ہمارا چلا ہوا

وہ تو نہیں کہ اشک تھمے ہی نہ آنکھ سے
نکلے ہے کوئی لخت دل اب سو جلا ہوا

حیران رنگ باغ جہان تھا بہت رکا
تصویر کی کلی کی طرح دل نہ وا ہوا

جاتی نہ قدر اس گھر شب چراغ کی | دل ریزۂ خذف کی طرح مین اٹھا دیا
تقصیر جان دینے مین ہمنے کبھو نہ کی | جب تیغ وہ بلند ہوئی سر جھکا دیا
گرمی چراغ کی سی نہین وہ مزاج مین | اب دل فسردگی سی ہون جیسے بجھا دیا
وہ آگ ہو رہا ہی خدا جانے غیر نے | میری طرف سے اوسکی تئین کیا لگا دیا
اتنا کہا تھا فرش تری رہ کی ہم ہون کاش | سو تونے مارے مار کی آ کر بچھا دیا
اب گھٹتے گھٹتے جا نمین طاقت نہین رہی | ٹک لگ چلی صبا کہ دیا سا بڑھا دیا
تنگی لگا ہی کرنے دم اپنا بھی ہر گھڑی | کڑھنے نے دل کے جی کو ہمارے کھپا دیا
کی چشم تونے باز کہ کھولا در ستم | کس مدعی خلق نے تجھکو جگا دیا

کیا کیا زیان میر نے کھینچے ہین عشق مین
دل ہاتھ سے دیا ہی جدا سر جدا دیا

بھتونکی آگی تھا یہی آزار عشق کا | جیتا رہا ہی کوئی بھی بیمار عشق کا
بے پردگی بھی چاہ کا ہوتا ہی لازمہ | کھلتا ہی جاہی ہندان یہ اسرار عشق کا
زندان سے سیکڑون مرے آگے رہا ہوئے | جیوتا نہ مین ہی تھا جو گنہگار عشق کا
خواہان مرگ مین ہی ہوا ہون کر نہ کیا | جی بیچتے رہا ہی خریدار عشق کا
منصور نے جو سر کو کٹایا تو کیا ہوا | ہر سر کہین ہوا ہی سزاوار عشق کا

گر تو ہی نہیں ترک تابان طلوع صبح کا
شاید ہمیں دکھلاوے سکے دیدار خدا کا

ہے ابر کی چادر شفقی جوش سے گل کے
میخانے کے ہاں دیکھیے یہ رنگ ہوا کا

بھیگی ہی گرد جس بھلا تونکی پڑی ہے
کیا ذکر ہے واعظ کی مصلی و ردا کا

مر جائیگا باتوں میں کوئی غمزدہ یوں ہی
ہر لحظہ نہ ہو ممتحن ارباب وفا کا

تدبیر تھی تسکین کی یہ ہو گو نہ کی ورنہ
معلوم تھا مدت سے ہمیں نفع دوا کا

ہاتھ آئینہ رویوں سے اٹھا بیٹھیں نہ کیونکر
بالعکس اثر یاں تھے ہم اپنی دعا کا

آنکھ اسکی نہیں آئینہ کے سامنے ہوتی
حیرت زدہ ہوں یار کی میں شرم و حیا کا

برسوں سے تو یوں ہے کہ گھٹا جب اٹھی آئی
تب دیدۂ تر سے بھی ہوا ایک جھڑا سا

آنکھ اوس سے نہیں اٹھتی ہے کہ صاحب نظروں کی
جس خاک پہ ہوگا اثر اسکی کف پا کا

تلوار کے سائے ہی میں کاٹے ہے تو اب میر
کس دل زدہ کو ہوئی ہے یہ ذوق فنا کا

رہتا ہے پڑا یوں سے مرے جی جو ہما لگا
کچھ درد عاشقی کا اسے بھی مزا لگا

غافل نہ سوز عشق سے رہ ہو کباب سے
گر لاگ اس آگ کا تک دل کو جا لگا

دیکھا ہمیں جہاں وہ تہاں آگ ہو گیا
بھڑکا رکھا ہے لوگوں نے اوسکو لگا لگا

مہلت تنک بھی ہو تو سخن کچھ اثر کرے
میں وقت گیا کہ غیر ترے کان آ لگا

خط آنے سے وہ روز صفائی حسن اب کم ہو گیا
چاہ یوسف تھا ذقن سو چاہ رستم ہو گیا

سینہ کوبی سنگ سے دل خون ہونے میں رہی
حق بجانب تھا ہمارے سخت ماتم ہو گیا

ایک سا عالم نہیں رہتا ہے اس عالم کے بیچ
اب جہاں کوئی نہیں تھا یاں ایک عالم ہو گیا

آنکھ کے لڑتے ترے آشوب سا برپا ہوا
زلف کی درہمی ہوئے اک جہاں درہم ہو گیا

ہم پلہ اپنا کون ہے اس معرکہ کے بیچ | کس کے ترازو یار کا تیر نگہ ہوا

ایسا فقیر ہونا بھلا کیا ضرور تھا
دونوں جہاں میں صحبت روسیہ ہوا

مذکور میری سوختگی کا جو چل پڑا	مجلس مین سُن سپند کیا ایک اچھل پڑا
پہونچی ہے کوئی اوس تن نازک لطف کو	گل کو چمن مین جامہ سے اپنے نکل پڑا
مین جو کہا آگ سی سلگی ہے دل کے بیچ	کہنے لگا کہ یون ہی کوئی دن تو جل پڑا
بل کیون کھاکے کہ لگا رہنے اٹھو وان	بالون مین اور بیچ مین پگڑی کی بل پڑا
تھی اختلال اگرچہ مزاجون مین کب سی لیک	بیٹھنے مین اوس پلک کی نہایت خلل پڑا
رہتا نہیں ہے آنکھ سے آنسو ترے لیے	دیکھی جو اچھی شکل تو یہ لڑکا اچھل پڑا

سر اسکے پانوں سے نہیں اٹھتی ستم ہے میر
گر خوش شمائلی نیچے پر اسکا او گل پڑا

دل فرط اضطراب سے سیماب سا ہوا	چہرہ تمام زرد ہے زرتاب سا ہوا
شاید جگر گداختہ یک لخت ہو گیا	کچھ آب دیدہ رات سے خوناب سا ہوا
وہ دن گئے کہ اشک سے چھڑکاؤ سا کیا	اب روز رنگ گئے مین تو تالاب سا ہوا
اکدن کیا تھا یار نے قد ناز سے بلند	خجلت سے سرو جو چمن آب سا ہوا

١٦١

ایسا کیا گران محبت مین قدر خاک
پہ وقر کچھ نہیں ہے دل بے گداز کا
اس لطف سے تم غنچہ نرگس کھلا کبھو
کہتا تو دیکھ اس مژۂ نیم باز کا
کوتاہ تھا فسانہ جو مرجاتے ہم شتاب
جی پر و بال سب ہے یہ عمر دراز کا

طرفہ آتش خیز سنگستان ہے دل	مقتبس یان سے ہے شعلہ طور کا

قطعہ

مر گئے پر خاک ہے سب کبر و ناز	مت جھکو سر کو کسو مغرور کا
ٹھیکرے کو قدر ہے اسکو نہین	ٹوٹے جب کاسہ سر فغفور کا

قطعہ

ہو کبھو وہ تو پری سی ہے کبھی	منہ کھلے تو جیسے چہرا حور کا
دیکھہ اوسے کیونکر ملک جیچک نہو	آنکھہ کے آگے یہ تکا نور کا

چشم ہی سے کبھو رہتی نہین
کچھ علاج اے میر اس ناسور کا

نظر مین طور رکھہ اوس کم نما کا	بھروسا کیا ہے عمر بیوفا کا
گلو نکو پیرہن ہین چاک سارے	کھلا تھا کیا کہین بند اوس قبا کا
پرستش اب اسی بت کی ہے ہر سو	رہا ہو گا کوئی بندہ خدا کا
بلا ہین قادر انداز اسکی آنکھین	کیا یکہ جنازہ جسکو تاکا
بچا ہے عمر سے اب ایک حسرت	گیا وہ شور سر کا زور پا کا
ہوا وا خاطر دون سے تہا وگر نہ	ہدایت مرتبہ تھا انتہا کا

ہو گئی آخر کو سارے کام ضایع ناشکیبی سے | کوئی دن اور تاب ہجر دل لاتا تو کیا ہوتا
دم بسمل ہمارے زیر لب کچھ کچھ کہا سب نے | جو وہ بیدرحم بھی کچھ منہہ سے فرماتا تو کیا ہوتا
کسے سے غیر کو وہ توڑ بیٹھا وہین یاروں سے | بہم جاتا اگر ٹک چاہ کا ناتا تو کیا ہوتا
کبھو سر گرم بازی ہم ہو نفسی یاں بہی آجاتا | ہمین بیکچند اگر وہ اور بہلاتا تو کیا ہوتا

گئے ہی میر کو کل قتل کر ڈی اسکے در پر سے
جو وہ بہی گہر سے باہر اپنے ٹک آتا تو کیا ہوتا

عین عشق کیا جو خط لی ادہر نامہ بر چلا | یعنی کہ فرط شوق سے جی بہی ادہر چلا
سودہ اگر تری ہی کوئی زلف مشکبو | گیسو کی پیچ و تاب جو منہ پہ بکھر چلا
لڑکا ہی تھا نہ قاتل ناکردہ خون ہنوز | کپڑے گلی کے سارے لہو سے خون میں بھر چلا
اک مایۂ حیات گیا جس کنہی سے تو | آفت رسیدہ ہہر وہ کوئی دم مین مر چلا
طیار ہی آج رات کہین ہجر کی سی ہر | کس خانمان خراب کی ای مہ تو گہر چلا
دیکہوگی کوئی گوشہ نشین ہو چکا غریب | تیر نگہ اوس ابرو کمان کا اگر چلا
بیرے زباں ہار مین ساری ہزار حیف | لطف ہوا مین شیخ بہت بے خبر چلا

قطعہ

تمسے تکلف اسکا چلا جاے سے وہی | کل راہ مین ملا تہا سو منہ پھیر کر چلا

بلبل کو سوا یا گل سے ہو لونگی وو کان یہ
اس مرغ کی بھی جیبین کیا شوق چمن کا تھا

بیڑے دل قدم تیرا پڑتا تھا کہیں میں
رونا ہمیں اول ہی اس تیری جبین کا تھا

مرغان قفس سارے تسبیح میں تھے گل کی
ہر چند کہ ہر اک کا ڈھلکا ہوا اشکا تھا

سب سطح ہے پانی کا آئینہ کا سا تختہ
دریا میں کہیں شاید عکس اسکے بدن کا تھا

خوگر نہیں ہم یون ہی کچھ ریختہ کہنے سے
معشوق جو اپنا تھا باشندہ دکن کا تھا

ہونٹوں تئیں تم جسدم سچ لکھ تھی اک تیغا
اوس دن ہی تمہیں دیکھا تھا مرا شکھا تھا

رہ میر بھی عزیمت نہ جاتا تھا چلا روتا
ہر گام گلا لب پہ یاران وطن کا تھا

یہ روش ہے دلبروں کی نہ کسو سے ساز کرنا
کوئی خاک سے ہو یکسان وہی ان کو ناز کرنا

کوئی عاشق تبا ان کی کرے نقل کیا معیشت
انہیں ناز کرتے رہنا او نہیں جی نیاز کرنا

رہیں بند میری آنکھیں شب و روز ضعف سے جو
نہوا مجھے میسر کبھو چشم باز کرنا

یہ بھی طرفہ ماجرا ہے کہ اوسی کو چاہتا ہوں
مجھے چاہیے ہے جس سے بہت احتراز کرنا

نہیں کچھ رہا تو اسکا تجھے پر ضرر رہے گا اب
ہوس اور عاشقی میں ٹک کے امتیاز کرنا

کوئی عاشقوں کی سہپت کہیں ہو گئے اور تنہا بھی
انہیں بات ہو جو تھوڑی سی بھی تو دراز کرنا

یہی میر کہتے تھے شقہ در و دیوار پہ تھی ساجد
نہیں اعتماد قابل نہو ان کا ناز کرنا

لے صبر ہی نہ ہوش ہی نہ عقل ہی مجھ میں
آتا ہے آج اسکے پاس سے عاشق لٹا ہوا

او سمجھتا ہی میرے دل کی کہو ہوس سا تو مجھے
جاتا ہے درد نون آنکھوں سے دریا بہا ہوا

جوں صید نیم کشتہ تڑپتا ہی ایک سا
کیا جانیے کہ دل کو مری کیا بلا ہوا

خط آنے پر بھی گرم وہ پرکار مل چلا
میں سادگی سے جانا کہ اب آشنا ہوا

ہم تو لگی کناری ہوے غیر سکھنا ر
دیکھی جو عید اسکو لگی گھر میں درہا ہوا

جوں برق مجھکو ہنستی ہنستی دیکھا کسو نے آہ
پایا تو ابر سا کہیں روتا کھڑا ہوا

جس شعر پر سماع تھا کل خانقاہ میں
دیکھا آج میں سنا تو ہی میرا کہا ہوا

پایا جو رقیب نے آزادگی زیر تیغ
دیکھا وہ یار سے مدعی کا مدعا ہوا

بیمار مرگ سا تو نہیں روز اب تبر
دیکھا تھا ہم نے کچھ تو بھلا ہوا

کل آیا آزردہ گلستان سے گذر ہم نے کیا
گل لگی کہنی کچھ منہ سے شرار دو ہم نے کیا

کر گئے خواب سے بیدار شب میں صبح کو بلبل
بید باغ اسنے جو ہو جم ہم پہ تو مگر ہم نے کیا

سیدھے تلوار کی منہ پر تیری ہم آکے چلے
کیا کریں اس دل خستہ کو سیر ہم نے کیا

نیچے ہاتھ میں ستی سے لہو سی آنکھوں میں
سچ تیری دیکھ کر شوخ حذر ہم نے کیا

پانو کی نیچے کی مٹی بھی نہو گی ہم سی
کیا کہیں عمر کو اس طرح بسر ہم نے کیا

[illegible]

آنکھین برنگ نقش قدم ہو گئین سفید
پھر اور کوئی دو سا کرے انتظار کی
سیکھی ہے طرح سینہ فگاری کی کہان سی
لائے تھے ساتھ چاک دل ایسا انار کی
سرکش کسو سے ایسی کدورت رکھو وہ شوخ
ہم اسکی خاک راہ مین ہمسی غبار کی
تے وہ نگہہ جیسے سینہ دی پلکین گڑا گئین
کیا جانئے کہ دل کو ہے یہ خار خار کی

قسمت مین کل [illegible] ہو گیا ہے [illegible]
اس [illegible] سے جو [illegible] ہوتی ہوئین
رہتی تو تھے مکان [illegible] آپ مین
[illegible]
اک دم مین [illegible] کہ مری سر پہ گر گیا

ہر سو وہ [illegible] اسکا آنا ہی [illegible] پر رہا
لیکن [illegible] گریہ ہے شام و سحر رہا
اس [illegible] ہمیشہ وطن مین سفر رہا
کہ [illegible] آپ [illegible] اور رہا
جب آپ [illegible] تری تا کمر رہا

کا ہیکو مین [illegible] چھوڑا اکا اون [illegible]
یہ درد دل کہا کہ مجھے درد سر رہا

دل وحشت جنون کا صحرا سا ہو گیا
[illegible] سا [illegible]
[illegible] باغ [illegible]
جلوہ ترا تھا جب [illegible] باغ و بہار تھا

دیکھی [illegible] زلف کے سودا سا ہو گیا
دیکھا تو ایک پل ہی مین دریا سا ہو گیا
گل سو کہ تیری ہجران کا کانٹا سا ہو گیا
اب [illegible] دیکھتے ہین تو صحرا سا ہو گیا

کل تک تو ہم [illegible] چلے آئی تھے یہین
مرنا ہی میر جی کا تماشا سا ہو گیا

دل کی واشد کی لیے گل باغ مین [illegible] گیا
عشق کی سوزش نے دل مین [illegible] گیا

سن گلہ بلبل سے گل کا اور بھی جی رک گیا
لگ اٹھی آگ ناگاہی کہ گھر سب پھک گیا

[illegible]

چاہی جنت گور سے اسکا نام
صد ہیں اب تک بہ زبان ہر گز رہا

سر بسر پیش آ لیک وہ پر کار
وہ نکو ہو صد زبان سے گویا

حیرت روی گل سے مرغ چمن
چپ ہوا یوں ہزار زبان ہو گویا

سبحہ ایسی پھری کب ہے
میکدہ اک جہان ہے گویا

جا و سے ہے شور ہی فلک کی طرف
نالۂ صبح بان ہے گویا

بسکہ بیتاب اس غزل میں شعر بلند
یہ زمین آسمان ہے گویا

وہی شور مزاج شیب میں ہے
میر ابتک جوان ہے گویا

ان صحبتوں میں کسکا میلان خواب پر تھا
بالین کی جای ہر شب یان سنگ زیر سر تھا

اون ابرو و مژہ سے کب میری جبین ڈر تھا
تیغ و سنان کی منہ پر اکثر مرا جگر تھا

ان خوبصورتوں کا کچھ لطف کم سے مجھ پر
یکمہ ورنہ اس حجاب یون ہی کا گذر تھا

تیشے سے کوہکن کی کیا طرفہ کام نکلا
اسے تو ناخنوں میں اس طور کا ہنر تھا

عصمت کے اپنی وان تو روتی ملک ہیں کو
لغزش ہوئی جو مجھ سے کیا عیب میں بشر تھا

کل ہم وہ دونوں یکجا ناگاہ ہو گئے تھے
وہ جیسے برق خاطف میں جیسے ابر تر تھا

ہوش اڑ گئے سبھوں کے شور سحر سے اسکے
مرغ چمن گرچہ اک مشت بال و پر تھا

بالفعل تو ہی قاصد محو اس خط گیسو کا
تابوت پہ بھی میرے پتھر ہی لیجاتے
ہے حق بطرف اسکے یون شیخ گیا ہو تو
کیا کہیے کہ پہرے سر بار سے ہم گزرے
صنعت گریبان ہمنے کہین سیکڑون یان لیکن

ٹک جیتے تو ہم پوچھین کیا ای خبر آیا
اس نخل مین ماتم کی کیا خوب ثمر آیا
سچ ایسی تری دیکھی سبکو ہی خطر آیا
یون آپنا زمانا تو بن یار بسر آیا
جیسے کبھو وہ ملتا ایسا نہ ہنر آیا

در ہی کی تئین تکتے پتھرا گئین آنکھین تو
وہ ظالم سنگین دل کب میر کی گھر آیا

یار ہے میر کا مگر گل سا
یان کدو نے نہین جان درد شیوا سا
دود دل کو ہمارے شک دیکھو
شوق ان اسکے لینے بالون کا
کب تھی جرات رقیب کی اتنی
اک نگہ ایک چشمک ایک سخن
بارے مستون نے ہوشیار رکھی
شرم آتی ہے پہنچتے اور دہی

کہ سحر نالہ کش ہے بلبل سا
دان وہی ہے سو ہی تسابل سا
یہ بھی ہے بیچ اب ہے کاکل سا
یان چلا جاتی ہے تسلسل سا
تم نے بھی کچھ کیا تغافل سا
اسمین بھی ہمکو ہی تامل سا
دی کر کچھ تعجب کا منہ جہلسا
خط ہوا شوق ہی ترسل سا

فریب تھا وہ کوئی دن جو ہمسے یار رہا
بہت دنو نفسی درونی مین اضطراب سا تھا
جگر تمام ہوا خون تب قرار رہا
ادہر کو جا کے عبث
ایک دل کو ہزار داغ لگا
اندرونی مین جیسے باغ لگا

۱۶۸

ہم نہ جہانا اختلاط اس طفل بازی گوش کا | گرم بازی گیا تو ہم کو بھی بہلا گیا
کیا کروں ناچار ہوں مرکوب طبع بازی میں | دل کی روز و شب کی بیتابی سے جی گھبرا گیا
جی کوئی لگتا ہی اسکی اوٹھ گئی پر بازی میں | گل نے بہتیرا کہا ہمسے نہ ٹک ٹھہرا گیا
ہو گئی تحلیل سب اعضا مری یا گرگذار | رفتہ رفتہ ہجر کا اندوہ مجھکو کہا گیا

یوں تھی کہتا تھا کوئی وسی کو باندہ ہر دو سگے
پر وہ پہندنا سا جو آیا میر بھی پہندا گیا

دل عشق میں جی دیکیا آنکھوں کو گیا دیکھا | پیغمبر کنعان نے دیکھا نہ کریا دیکھا
مجروح ہی سب سینہ تسبیر ہی نمک ناشیکی | آنکھوں کی لڑائی کا ہم خوب مزا دیکھا
یکبار ہی آنکھ اپنی اوس پر نہ پڑی مرتی | سو مرتبہ بالیں پر ہم سر کو اوٹھا دیکھا
کاہش کا مری اب کیا تجھکو تعجب ہے | بیماری دل والا کوئی بھی بھلا دیکھا
آنکھیں گئیں پھر تجھ بن کیا کیا نہ غزل تکی | پر تو نے مروت سے ٹک انکو نہ جا دیکھا
جی دیتے ہیں مرنے پر سب شہر محبت میں | کچھ ساری خدائی سے یہ جور نیا دیکھا

کچھ دلکو گنوایا ہے یا رنج اوٹھایا ہے
اے میر تجھے ہمنے کچھ آج خفا دیکھا

ناگہ جو وہ صنم ستمگر ایجاد آ گیا | دیکھے سے طور اسکے خدا یاد آ گیا

۱۶۹

دل کو خون ہو عشق خوبان مین کیا بد رنگ ہوا تم جو کل اس راہ نکلے برق سو ہنستے گئے ہم سو جانا بن گیا اور سب ہمین پا رکھ	چہرے انکو غازہ ہوا ہونٹھونکا رنگ پان ہوا ابر کو دیکھو کہ جب آیا ادھر گریان ہوا کام تو مشکل نظر آتا تھا پر آسان ہوا

جب سو ناموس جنون گردن سہا ہو تب سو میر
جیب جان وابستہ زنجیر تا دامان ہوا

آیا ہو ابر جب کا قبلہ سے تیرا تیرا خجلت سو اون ہونکی پانی ہو بہ چلی ہین مجنون نو حوصلے سے دیوانگی نہین کی اس راہزن سو ملکر دل کیونکہ کہو ٹھہرے کیا کم ہو ہولناکی صحراے عاشقی کی آئینے کو بہی دیکھو رنگ اڑ رہی دیکھو نیت پہ سب بنا ہو یان مسجد اک بڑی تہی ہمراہ خون تلک ہو ٹک پاؤنکو چھوڑ دے	مستی کی ذوق مین ہین آنکہین بہت سی خیرا قند و نبات کا بہی نکلا ہو خوب شیرا جا گہہ سو اپنی جانا اپنا نہین وتیرا انداز و ناز او سکے عمزہ او ٹھائی گیرا شیر و نکو اس جگہہ پر ہوتا ہو قشعریرا حیران چشم عاشق دیکہو جیسے ہیرا پیر مغان سوا سوا اسکا بنا خطیرا ایسا گناہ مجہسو وہ کیا ہوا کبیرا

غیرت سو میر صاحب سب ہو گئے تھے
نکلا نہ بوند لہو سینہ جوانکا چیرا

وہ اتو کش کا ٹھی پر کیا ہے سمر گرم چشم	تر کی تلوار رو نگر ان نے بہتو نکو اتو کیا
ہاتھ پر رکھہ ہاتھ اب وہ ... نہیں	جن نے بالش خواب کا برسون بازو کیا

پھول نرگس کا لیے بھو جیک کھڑا تھا راہ مین
اسکی چشم پرفسون نے میر کو جادو کیا

عاشق تر ہوا کہون سو مجھ سا نہ پیدا ہوا	تجھ پر کوئی اے کام جان دیکھا نہ یون تبا ہوا
مدت ہوئی الفت گئی بر سون ہوئی طاقت گئی	دل مضطرب بیسانہ تھا کیا جانیے اب کیا ہوا
کل صبح سیر باغ مین دل درمیر اگر گیا	بلبل نے بولا منہ سے کچھ گل تک نہ مجھ سے جدا ہوا
دیکر دن گئے جدیان کہو شفتا تھا دیکر شور	اب لگ گئی رونی جہان پلٹ رہی دریا ہوا
کتنو نکی دل بیجان ہو کر کتنو نکجا نا کیا ہو کر	چلنے مین اسکے دو قدم ہنگامہ اک برپا ہوا
مستی مین لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے	اے اہل مسجد اس طرف آیا ہون مین بہکا ہوا
جون حسن ہے اک فتنہ گر تون عشق بھی ہے پردہ در	وہ شہرۂ عالم ہوا مین خلق مین رسوا ہوا
فرہاد و مجنون وون گئے ہم اور وامق یون خلے	اس عارضے سے چاہ کی وہ کونسا اچھا ہوا

یا صرف خط ہے درمیان یا گیسوون کا ہے بیان
کیا میر صاحب تئین بہر اندنون سودا ہوا

تمام روز جو کل مین پیے شراب پھرا	پسان جام لیے دیدۂ پر آب پھرا

171

قطعہ

اب جیسی نہیں کہان ہے ایسی صفا کے تو
سر گشتہ ایسی اسکی ہاتھ آ گئی تھی مٹی
گلستان نبایا

اوس کا ہم وجہان دل نے عالم لگا جان مارا
زلفون نکی درہمی سے برہم جہان مارا

بلبل کا آشیان ہم دلکو لگا ہماری
ایسا کنھون نے جیسے چہاتی میں تیر مارا

خون کچھ نہ تھا ہمارا مرکوز خاطر اوسکو
للہ اک ہمین ہی یون مہربان مارا

چشمہ حسن کا وہ آیا نظر نہ مجھکو
اس راہزن نے غافل کیا کاروان مارا

صبر و حواس و ہوش سب عشق کی زبون ہین
ہین کاوش مژہ سے عالم کے جہان مارا

کیا خون کا مزا ہے ای عشق تجھکو لازم
ایک ایک دم مین تونے سو سو جوان مارا

ہم عاجزون پر آکر یون کو وہ غم گرا ہے
جیسے زمین کے اوپر ایک آسمان مارا

کب جی بچا ہے یارو خوش رو جوانان سے
گر شام بچ گیا تو پھر صبح آن مارا

کہتے نہ تھی کہ صاحب اتنا کرو نہ گریہ
اس غم نے میر تمکو جی سے ندان مارا

یہ مستم کشتہ کسو وقت جوان تھا
انداز سخن کا سبب شور و فغان تھا

جادو کی پڑیا پرچہ ابیات تھا اوسکا
منہ تکیے غزل پڑھتی عجب سحر بیان تھا

جس راہ سے وہ دلزدہ دلی مین نکلتا
ساتھ اوسکے قیامت کا سا ہنگامہ روان تھا

افسردہ نہ تھا ایسا کہ جون آب زدہ خاک
آندہی تھی بلا تھا کوئی آشوب جہان تھا

کس مرتبہ تھی حسرت دیدار مرے ساتھ
جو پھول مری خاک سے نکلا نگران تھا

کیا کہوں ہستیاں ہی شب کہ تا جا راس ٹھیر / دل ہر ایک مژہ پر [illegible] دو قطرہ جھلک کر رہ گیا

کیا ہمیں کو یار کی تیغ نی دکھا کر دم لیا / السیح [illegible] اثر [illegible] انگل [illegible] گیا

دو قدم ساتھ اس جفا جو کی چلا جاتا ہی جی / بوالہوس [illegible] ٹل کر رہ گیا

آنکھ [illegible] اس کے سامنے ہوتی نہیں / جن [illegible] دیکھی [illegible] کر رہ گیا

ایک دہیری راکھ کی ہی صبح عاشق [illegible]
برسوں [illegible] جل کر رہ گیا

طریق خوب ہی [illegible] آشنائی کا / [illegible] آکر مرحلہ جدائی کا

ہوا ہی کنج قفس ہی کی [illegible] / [illegible] سال [illegible] لطف [illegible] رہائی کا

ہمیں ہیں [illegible] حقیقت ہی / داغ [illegible] جبہ سائی کا

[illegible] لگانی کی خوبیاں [illegible] / جگر ہی خستہ [illegible] پنجہ حنائی کا

[illegible] گفتگو ویسی / یہ ایک قطرہ خون ہی طرف خدائی کا

[illegible] سراب [illegible] / خیال ہمکو بھی ہی بخت آزمائی کا

[illegible] دل [illegible] شور محشر سے / جگر بھی چاہی ہی [illegible] ادائی کا

رکھا ہی باز ہمیں [illegible] / سروں پہ اپنے ہی احسان شکستہ پائی کا

[illegible] عشق کا جنگل / بہت ہی خضر کو [illegible] رہنمائی کا

۱۷۳

نہ ہوا لطف کیسبت صبح و سحر اب ہمیں سیر
مہندی لگی تھی تیری یاد نہیں کیا پیارے
پھیری کسو بھی کا ہمکو ہو سکے ہے
دیکھی ہمیشہ جاتی ہے گو جز دریں میں
رہتی تھی پیدا ہمی اک شور یا من مزد

مدت ہوئی کہ ہم نے جیسے ہاتھ اٹھایا
ہنگام خون عاشق سر چہ تو نہ آیا
رکھتا ہے داغ ہمکو قامت کا اسکی سایا
دانستہ باؤلا ہم اپنے تئیں بنایا
آنکھو نکے مند گئے پر آرام سا تو پایا

گل پھول سے بھی تو جو لیتا ہے منہ کو پھیر کر
کلھڑی سے کسکے تو نے اے میر دل لگایا

نکتہ مشتاق و یار ہے اپنا
شاعری تو شعار ہے اپنا

بیخودی لیگئی کہاں ہمکو
دیر سے انتظار ہے اپنا

روتے پھرتے ہیں ساری ساری رات
اب یہی روزگار ہے اپنا

دیکے دل ہم جو ہو گئے مجبور
اس میں کیا اختیار ہے اپنا

کچھ نہیں ہم مثال عنقا ایک
شہر شہر اشتہار ہے اپنا

جسکو تم آسمان کہتے ہو
سو دلوں کا غبار ہے اپنا

صرفہ آزار میر میں نکرو
خستہ اپنا ہے زار ہے اپنا

ہمسے کہ تجھی کو جانتے ہین	جاتا نہین احتراز تیرا
مل جسسے شراب تو پیسے ہے	کہہ دیتے ہین وہ ہے راز تیرا
کچھ عشق وہوس مین فرق بھی کر	کیدہر ہے وہ امتیاز تیرا

کہتے نہ تجھے میر مت کڑھا کر
دل ہو نہ گیا گداز تیرا

ستہر نگاہی کرے ہے جس تس کا	حیرتی ہی یہ آئینہ کس کا
شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہون	دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
تھے بڑے میکشی کے تیرے لیک	شیخ میخانے سے بھلا کھسکا
داغ آنکھون سے کھل رہین ہین سب	ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا

قطعہ

بحر کم ظرف ہے بسان حباب	کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا
فیض اے ابر چشم تر سے اٹھا	آج دامن وسیع ہے اس کا

تاب کسکو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

آنسو مری آنکھون مین ہر دم جو نہ آجاتا	تو کام مرا اچھا پردے مین چلا جاتا

واں سے تو نامہ بر کو یہی کچھ جواب تھا ۔ میں سادگی سے لاگو ہوں خط کے جواب کا

تھکا کر سے گزرے ہے صرف اوس نگاہ سے ۔ وہ چشم گھر ہے غصہ و ناز و عتاب کا

لائق شمار تجھ ہی سے کہ مصرع عدد یار

میں معتقد ہوں میر ترے انتخاب کا

خندہ دندان نما کرتا جو وہ کافر گیا ۔ گوہر تر جوں سرشک آنکھوں سے اوسکی گر گیا

کیا گذر کوئی محبت میں سے ہی کھیل ہے ۔ پاؤں رکھا جسنے تک اودر سو سر اوسکا گیا

کیا کوئی زنجیر کو دیکھا کر ہے فرق غرور ۔ ایک پتھر حادثی کا آ لگا سر چر گیا

نیزہ بازان مژہ میں دل کی حالت کیا کہوں ۔ ایک ناکسے سپاہی گھیر میں گھر گیا

بعد مدت اس طرف لایا تھا اسکو جذب عشق ۔ بخت کی برگشتگی سے آتے آتے پھر گیا

خیر دست آشنا میں خون ظلم میں سب غرق ہے ۔ ایسی لوہا تھا کہ تیغ ستم کا کر گیا

سخت جانی میں کے مرجانے کا افسوس ہے

تنگ دل تھا یہ کیا وہ جان سے آخر گیا

اس بد زبان نے حرف سخن آہ کب کیا ۔ چپکے ہی چپکے اون نے ہمیں جان بلب کیا

طاقت سے میرے دل کی خبر تجھ کو کیا نہیں ۔ ظالم نگاہ چشم ادھر کی غضب کیا

یکساں کیا نہیں ہے ہمیں خاک رہ سے آج ۔ ایسا ہی کچھ سلوک کیا اون نے جب کیا

جب بات تسر چٹکنے نے تاثیر کچھ نہ کی
ناچار میر منڈ کری سی یار سو رہا

لعل پر کب دل مرا مایل ہوا — اوس لب خاموش کا قایل ہوا
رنگین آنکھین شتابی دل نی چوٹ — یہ تماشائی عبث گھایل ہوا
ناشکیبی سے گئی ناموس فقر — عاقبت بوسے کا مین سایل ہوا
ایک تھے ہم وے ہوتی ہست اگر — اپنا ہونا بیچ مین حایل ہوا

میر ہم کس ذیل مین دیکھا اوسکی آنکھ
ہوش اہل قدس کا زایل ہوا

کوئی فقیر یہ اے کاشکی دعا کرتا — کہ مجھکو اوسکے گلی کا گدا کیا کرتا
کبھو جو آن کے ہم سے بھی تو ملا کرتا — تو تیرے جی مین مخالف نہ اتنی جا کرتا
چمن مین پھول گل ابکے ہزار رنگ کھلے — دماغ کاش کے اپنا بھی ٹک وفا کرتا
فقیر بستی مین تھا تو ترا زیان کیا تھا — کبھو جو آن نکلتا کوئی صدا کرتا
علاج عشق نے ایسا کیا نہ تھا اسکا — جو کوئی اور بھی مجنون کی کچھ دوا کرتا
قدم کے چھوڑنے سے استادگی مجھی سے تھی — کبھو وہ یان تو مری ہاتھ بھی لگا کرتا
بدی بھی ہے بھلی کا رس زمانے مین — بھلا کسو سے جو کرتا تو تو برا کرتا

۱۷۷

کون جی سے نجات کا ہی میسر
حیف یہ ہے کہ تو جوان گیا
ہنگام شمشیر فگار خامہ سے عشق ہوا
سو ہو درون سے تمام کباب ورق ہوا
بیداد جفا سے ہم تو آخر گذری آپ ہم
مرتا ہے جو کوئی او سے کہتے ہیں حق ہوا
دل میں رہا نہ پہلو تو کیا غم فقط شوق
یہ شعر جیب تمام لکھا تب نسق ہوا

عجب کیا ہو اس زلف کا سایہ دار
پھر پڑا تون کو بھی پریدار سا

نہیں ہے مستانہ صحبت کا باب
صاحب کرو کوئی ہشیار سا

حیران ہے ملاحظہ طرز عجب کا
کہتے ہیں کوئی صورت بنی ہی نہیں
نسبت درست جسکی اس شوخ سے ہی پایے
افسوس ہے نہیں انصاف دوست ورنہ
سودا کی ایک عالم اسکا شناہ پر ہی
نظارہ اسکی شہر کی اور شام و سحر کہون

جو رفتہ محبت واقف ہی اسکی ادب کا
یہ وجہ ہے کہ عارف منہ دیکھتا ہی سبکا
ہر دم ہم اور برہم حال اسکی روز و شب کا
شایان لطف دشمن شنا ہیں عضب کا
ہرچند عزلتی ہے وہ خال کنج لب کا
اب ہاتھ سے دیا ہی سر رشتہ ہی ادب کا

کیا آج گل سودا گریہ تو بھی ہے
ہنستا اون نے سو طرف تر ہیں پھر ہیکب کا

سب کچھ وہ بیکسو کا جان گیا
وا سے احوال اس جفا کش کا
داغ جہان ہی جا ملکین سبھی ساتھ
گل نے آ کر میں ایک یان تیرے

پہ تیر اندا امتحان گیا
عاشق اپنا جیسو وہ جان گیا
ہی گیا پر نہ یہ نشان گیا
آج سو سو طرف گمان گیا

کیا کم تھا شعلہ شوق کا شعلے سے طور کے | تھر تھری وہان کے جل کو جا ٹھہرا ان کا گرا

ڈوبا خیال جا کر زنخدان میں اسکی پھر
دانت کمیون کو ہیں ٹھہلا ہے ہجوا ان گرا

آنکھوں ہی آنکھوں میں یہ تو کام ہو چکا
موسم گیا وہ ترک محبت کا ناصحا
یا خط چلی ہے آئی تھی یا حرف ہی نہیں
نا آشنا ہے حرف تھا وہ شوخ جب سے ہو

وہان کا کام بھی رہا تجھ سے یہان کا کام ہو چکا
عمر با ہے تو تا صبح کا کام ہمین یہ نام ہو چکا
سنتا ہے کہ سادگی تھا وہ ہنگام ہو چکا
ہے تو ترک نام و ننگ ہم ہو چکا

ڈر ہے مجھے جب کہ تیشہ ہے ابرو ہی سے درد دوا تھم
گرون ہی مجھے تو آرام ہو چکا

سنبل تمہارے گیسو کے غم میں اڑ گیا
عالم میں خوبان کے مجھکو تم تھا تم ہی نہ
ظالم و جفا و جور پہ اصرار اس قدر
اب وہ سمان نہیں ہے کہ وہ کام جان خلق کا
دشوار ہے ہنگے جو بیٹھے ہیں گھی ہے جیب
دامان جیب دو نون ہو دی ٹکڑے ہی ایک جا

دیرہ کی تیغ دیکھ کر پھر بھی کٹ گیا
آنسو دیکھ جسم سے پانی میں آتش گیا
بہشت دیکھ کر تیری دل اپنا بھی ہٹ گیا
معلوم ہم کو دیکھ کر دور لپٹ گیا
بیٹھے رہیں سے اسکے دل اپنا تو پھٹ گیا
ایکی یہ کام ہاتھ سے میرے سمٹ گیا

۱۷۹

کچھ زرد زرد چہرہ کچھ لاغری بدن میں
کیا عشق میں ہوا ہی ای میر حال تیرا

قدرداں نہیں ہی سرناز سی اکی اسیروں کا
تبسم بحر ہی جب باں آ لب سی ہوں اسکی
سر کٹا اسکو ربا سب سی ہر شکو ہی مشکل
کبھو بہتوں کی سر لڑکوں نی جو پائیں ہنوں بانکی
ڈھس کی ہیاں سی دیکھیوں نہیں تیغ تنگ آتا ہوں
ہمارے دیکھتی زیر نگیں تہا ملک سب جن کی

اگرچہ آسماں تک شور جاوے ہم فقیروں کا
دلوں میں کام کر جاتا ہی نالہ جادوگی پیروں کا
سر زنجیر پر پیر رکھو یہ ہم اسیروں کا
شب یک میں نہیں ان نہ منہ کی سرخ چہروں کا
چمن میں غنچہ ہوا تا گلوں سی ہم صفیروں کا
کوئی اب نام بھی لیتا نہیں ان ملک گیروں کا

دل پر کو تواں پلکوں ہی کا سب جہان مارا تھا
کیا ہی اوں نی خالی یوں ہی ترکش ہی تیروں کا

ہوئی ہیں سوائیاں جسکی لیئے چھوڑا دیار اپنا
خدا جانی ہمیں اس بیخودی نی کس طرف ہانکا
دلیلا اوسکی گلی میں ہوں تعب ہوں آنی اوگی کیسی
اگرچہ خاک اڑا ہی دیدہ تر نی بیاباں کی
کیا بدوضع لوگوں نی جو دیکھا رات کو بلتی

ہوا وہ بی مروت بیوفا ہرگز نہ یار اپنا
کہ مدت ہو گئی ہم کھینچتے ہیں انتظار اپنا
کہ رنجش اس جگہ ہو وی جہاں ہو اعتبار اپنا
دلی نکلا نہ خاطر خواہ رونی سی غبار اپنا
ہوا صحبت میں ان لڑکوں کی ضایع روزگار اپنا

اتفاق ایسے پڑے ہم تو منافق ٹھہرے
چرخ ناساز نے غیروں سے اسے یار کیا

ایسے آزار اٹھائے کہ ہمیں کب تھا دماغ
کوفت نے دلکو تو جینے سے بھی بیزار کیا

جی ہی جاتے تھے ہمیں عشق کے مشہور ہوئے
کیا کیا ہم نے کہ اس راز کو اظہار کیا

دیکھا اس ماہ کو جو کتنے مہینے گذرے
بڑھ گئی کاہش دل ایسی کہ بیمار کیا

نالۂ بلبل بیدل سے پریشان بہت
موسم گل نے مگر رخت سفر بار کیا

میر اے کاش زبان بند رکھا کرتے ہم
صبح کے بولنے نے ہمکو گرفتار کیا

شب خفتہ میں اوسکے در پہ گیا
سگ یار آدم گری کر گیا

شکستہ دل عشق کی جان گیا
نظر پھیری تو نے تو وہ مر گیا

ہوئے یار کیا کیا خراب اوس بغیر
وہ کس خانہ آباد کے گھر گیا

کشندہ تمھارا کہاں ہے نا کردہ خون
مجھے دیکھکر محتسب ڈر گیا

بہت رفتہ رہتے ہو تم اسکے اب
مزاج آپ کا میر کیدھر گیا

بے طاقتی میں تو تو اے میر مر رہیگا
ایسی طپش سے دلکو کوئی جگر رہیگا

کیا ہے جو راہ دل کی طے کرتے مر گئے ہم
جوں نقش پا ہمارا تا دیر اثر رہیگا

کیا میں بھی محو چشمک انجم ہوں خلق کو
اس مہ نے ایک جھمکی دکھا کر لگا رکھا

کیا جانوں ان بتوں نے ستم کیوں روا رکھا
ازار دل میں ہیں کہ سو دین میں درست

اس راہ خوف ناک میں کیوں کر چلا رکھا
ہم سے ہی جان عشق میں ازبس کہ بہت

اس بوالہوس نے عشق کو بھی نہیں رکھا
کیا ہیکو لخت ہی کہو دل میں چبا رکھا

کیا پھر زیر چشم یار کو کوئی بیان کرے
جسکی طرف نگاہ کی اسکو سلا رکھا

ہر چند شعر میر کا دل معتقد نہ تھا
پر اس غزل کو ہمنے بھی سنکر لکھا رکھا

میں جو انی میں سے پرست رہا
گرد ون سے شیشہ ہی میں دست رہا

ٹمکتے پلکوں سے رومال جب گھڑی سر کا
طرف ہوا نہ کبھو ابر دیدہ تر کا

کبھو تو دیر میں ہوں میں کبھو ہوں کعبے میں
کہاں کہاں لیے پھرتا ہے شوق اس گھر کا

غم فراق سے پھر سو کھ کر ہوا کانٹا
بچھا جو پھول اٹھا کوئی اسکی بستر کا

اسیر جرگی میں ہو جاؤں میں تو ہو جاؤں
وگرنہ قصد ہو کسکو شکار لاغر کا

ہمیں کہ جلنے سے خو گر ہیں آگ میں ہیں عیش
محیط میں تو تلف ہوتا ہے سمندر کا

قریب خط کا نکلنا ہوا سو خط سو خوش
غبار رو رہو کس طور سے دلبر کا

تبا کے کعبے کا رستا او سے بھلاؤں کہ اہ
نشان جو پوچھے کوئی مجھ سے یار کے گھر کا

کسو سے مل چلے ٹک وہ تو ہے بہت ورنہ
سلوک تھا ہیکو شیوہ ہے اوس ستمگر کا

شکستہ بالی لب بستگی ہے اپنی بجا
چمن میں شور مرا اتنا بلبل سے ہے پر کا

تلاش دل نہیں کام آتی اس تنگ میں
کہ چاہ میں تو ہے مرنا پڑا اشنا در کا

پھرے ہے خاک ملی منہ پہ یا نمد سے پہ
سیہ آئینہ سے نظر کردہ کس قلندر کا

نہ ترک عشق جو کرتا تو میر کیا کرتا
جفا کشی نہیں ہے کام ناز پرور کا

حلقہ ہوئی وہ زلف کمان کو چھپا رکھا
طاق بلند پر اسے سب نے اٹھا رکھا

اس پہر سے دل کی لاگ وہی متصل رہی
گو چرخ نے بصورت ظاہر جدا رکھا

سیہی جنس دل کی گران قدر تھی	وے جب تلک تو خریدار تھا
بہت روئے ہم شبنم و گل کو دیکھ	کہ جیسا ہمین بھی کہین پیار تھا
مجھے اے دل چاک کیا شانہ سا	کسو زلف سے کچھ سروکار تھا

گیا میر یان سے کروگے جو یاد
کہوگے کہ مشکین عجب یار تھا

دل گیا مفت اور دکھ پایا	ہوگئے عاشق بہت مین پچتایا
مرگیا تیشہ سنگسار کیا	نخل ماتم مرا یہ پہل پایا
یہ شب ہجر سر کری ہے پری	ہو سفیدی کا جس جگہ سایا

صحن مین میر اے گل مہتاب
کیون شگوفہ تو کہلنے کا لایا

چاک کر سینہ دل مین پہینک دیا	کہینچے ایذا ہمیشہ کسکی بلا
تمکو جیتا رکھے خدا اے بتان	مرگئے ہمتو کرتے کرتے وفا
سب گئی ہوش و صبر و تاب و توان	دل سے اک داغ ہی جدا نہوا

اوٹھ گیا میر وہ جو بالین سے
پھر مری جان مجھ مین کچھ نہ رہا

دم گنتی گنتی اپنی کو سے جان کیون نہ دو
وہ پاس آن بیٹھے کسو کی حساب کیا
سو بار اسکے کوچے تلک جا کے مین چلی
دل ہی اگر بچا تو پہ سے اضطراب کیا
بس اب تم میر کہا و ہمارا ... رہو
محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا
دوزخ سو عاشقون کو تو دوزخ نہین ...

۱۸۸

جادو کرتی ہین اک نگاہ کی بیچ
بات کہنے مین گالیان دیتی ہے
دل چلے جائے ہین خرام کی ساتھ

ہائے رے چشم دلبران کی ادا
سنتے ہو سیدھی ہے بانکی ادا
دیکھی چلتے مین ان بتان کی ادا

خاک مین ملکے میر ہم سمجھے
بڑا دائی تھی آسمان کی ادا

رہا مین تو عزت کا اعزاز کرتا
سہوتا مین حسرت مین محتاج گریہ
نہ ٹھہرا مرے پاس دل ورنہ اتنک
جو جانو کہ درپے ہے ایسا وہ دشمن
تو تمکین سے کچھ نہ بولا و گرنہ
گلوگیر ہی ہو گئے یاوہ گو سے

چلا عشق خواری کو ممتاز کرتا
جو کچھ آنسو دن کو بس انداز کرتا
ادسے ایسا ہی مین تو جانباز کرتا
تو کاہیکو الفت مین ساز کرتا
مسیحا صنم ترک اعجاز کرتا
رہا مین خموشی کو آواز کرتا

زیارت گہہ کبک تو ہو بلا سے
تمک آ میر کی خاک پر ناز کرتا

عید آئندہ تک رہیگا گلا
گو دبا لو ہو مین دیکھنا سر خار

ہو چکی عید تو گلو نہ ملا
حیف کوئی بھی آبلہ نہ چھیلا

رکہتا تہا ہاتہہ مین سر رشتہ بہت سینے کا
رہ گیا دیکہہ رفو چاک مری سینے کا

اسکی طپش تو ہو بیٹہی میرا جو تو چہوٹ گیا
کس سے یہ قاعدہ سیکہا ہی تو ہو بیٹہی کا

اسمین حیران ہون کس کسکا گلا تجہسے کرون
بدگمانی کا تغافل کا تری کینے کا

میر کی نبض پہ رکہہ ہاتہہ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

عشق سے دل پہ تازہ داغ جلا
اس سیہ خانہ مین چراغ جلا

میر کی گرمی تمسے اچہی ہے
کس سے ملتا ہے وہ دماغ جلا

ردیف باے

اندوہ سے ہوئی نہ رہائی تمام شب
مجہہ دل زدہ کو نیند نہ آئی تمام شب

جب مین شروع قصہ کیا آنکہین کہول دین
یعنی تہی مجہکو چشم نمائی تمام شب

چشمک چلی گئی تہی ستارونکی صبح تک
کی آسمان نے دیدہ درائی تمام شب

بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
تہی دشمنون سے اسکے لڑائی تمام شب

نبتہی ہی گذرے بعد کئی شب نہ آسپر
ایذا عجب طرح کی اٹہائی تمام شب

سنا ہی کہ صبح دمسے گذر جائین سو کہان
بلبل نے گوکہ نالہ سرائی تمام شب

اب تشنگان عشق کو ہیں کام کو وہ لعل
کیا آب کو جو ہووے عقیق یمن میں آب

تب تیس جنگلوں کو تئیں آگ دیگیا
ہم پھر چلے ہیں ونسے اب ساری بن میں آب

سن سوز دل کو میرے بہت روئی رات شمع
بیرون بزم لائی ہیں پھر پھر لگن میں آب

دیکھو تو کس روانی سے کہتے ہیں شعر میر
دُر سے ہزار چند ہے اُنکے سخن میں آب

جیسا مزاج آگے تہا میرا سو کب ہے اب
ہر روز دل کو سوز ہے ہر شب تعب ہے اب

سدہ کچہ سنبھالتے ہی وہ مغرور ہو گیا
ہر آن ہے دماغی و ہر دم غضب ہے اب

دوری سے اسکی آہ عجب حال میں ہیں لوگ
کچہ بھی جو پاس وہ نکرے تو عجب ہے اب

طاقت کی جس سے تاب جفا تہی سو ہو چکے
تہوڑے سے کوفت میں بھی بہت جاں بلب ہے اب

دریا چلا ہے آج تو بوس و کنار کا
گر جی چلا دے کوئی دوانا تو ڈھب ہے اب

جان بخشیاں جو بیشتر از خط کیا کئے
انہیں لبوں سے خلق خدا جان بلب ہے اب

رنجش کی وجہ آگے تو ہوتی بہی تہی کوئی
روپوش ہے یار جو بے سبب ہے اب

آ جا وہ اوس سے نہ مجہکو ہے وہ دماغ
جانا مراد ہر کو بشرط طلب ہے اب

جاتا ہوں دن کو بلنے تو کہتا ہے دن کو میر
جو شب کو جاے تو کہے کہ شب ہے اب

گذری ہے میر یونہی دن رات آگ میں
ہے سوز دل سے زندگی اپنی بہی عذاب

جو کہو تم سو ہے بجا صاحب — ہم برے ہی سہی بھلا صاحب
سادہ ذہنی میں نکتہ چین تھے تم — اب تو ہیں حرف آشنا صاحب
نہ دیا رحم ٹک بتوں کے تئیں — کیا کیا ہائے یہ خدا صاحب
بندگی ایک اپنی کیا کم ہے — اور کچھ تم سے کہیے کیا صاحب
مہر افزا ہے منہ تمہارا ہی — کچھ غضب تو نہیں ہوا صاحب
خط کے پھٹنے کا تم سے کیا شکوہ — اپنے طالع کا یہ لکھا صاحب
پھر گئیں آنکھیں تم نہ آن پھرے — دیکھا تم کو بھی واہ وا صاحب
شوق رخ یاد لب غم دیدار — جی میں کیا کیا مرے رہا صاحب
بھول جانا نہیں غلام کا خوب — یاد خاطر رہے مرا صاحب

کسنے سن شعر میر یہ کہا
کہیو پھر ہائے کیا کہا صاحب

عجب صحبت ہے کیونکر صبح اپنی شام کریے اب — جہاں تک ان بیٹھے ہم کہاں آرام کریے اب
ہزاروں خواہش مردہ نہ سر دل سے نکالا ہے — قیامت جی یہ پھر دیدار کو تک عام کریے اب

قطعہ

ردیف تا

گفتگو ناہ جو کرے کوئی صحبت نہ کہ
خانقہ کی سی نہیں بات خرابات کی بات

سنکے آواز سنگ یار ہو سب ہم خاموش
ہو تو ہم وان ہیں جہان ہووے مساوات کی بات

شہ اور ہراز سخن زیر لبی غیر کے ساتھ
اس فریبندہ کی ناگفتنی ہو گہات کی بات

اس لیے شیخ ہے چپکا کہ پڑی شہر میں شور
ہم سمجھتے نہیں یہ شادی و طامات کی بات

یہ کس آشفتہ کی جمعیت دل تھی منظور
بال بکھرے تھے بہری چشم کہیں ہیں انکی بات

گفتگو مضمون سے اس ماہ کی گزرا ای میر
کاہش افزا ہی کرون اوسکی اگر ذات کی بات

ہم سے چشم رکھتے تھی دلداریان بہت
سو التفات کم ہے دل آزاریان بہت

دیکھیں تو کیا دکھاوی یہ افراط اشتیاق
لگتی ہیں تیری آنکھیں ہمیں پیاریان بہت

جب تک بلا جلی سر جفائیں تہیں اٹھا سکیں
کر نرگی ہوا تو ستمگاریان بہت

آزار میں تو عشق کی جاتا ہے ہول جی
دن ہو گئی نہیں تو یا دیں بیماریان بہت

شکوہ خراب ہونے کا کیا چاہئیں میر
ایسے تو ای عزیز ہیں یان خواریان بہت

یاد آیا ہی کہ ہنگامہ رہا کرتا تہا رات
شور سر میں ہیر اک فتنہ رہا کرتا تہا رات

کام کیا تہا جیب و دامن سے مجھے پیش از جنون
سینہ چاک کی اپنے میں بیٹھا کیا کرتا تہا رات

ہے اسکی صورت آنکے اصوات وا غلطا / کب آدمی کی جنس کرے ہے پکار بات

آہو کو اسکی چشم سخن گو سے مت ملا / شہرے سے کر سکے ہے کہیں بہی گنوار بات

یون بار گل سے انکی جہکی ہین نہال باغ / جہک جہک کے جیسے کرتی ہین دوچار بار بات

آزردہ دلکو حرف پہ لانیکا لطف کیا / کرتی ہے خون چکان مرے لب سے گذار بات

مرجان کوئی کہے ہے کوئی ان لبونکو لعل / کچھ رفتہ رفتہ یا ہو رہیگی قرار بات

یون چپکے چپکے میر تلف ہوگا کب تلک / کچھ ہووے پہر کراس سے بہی کر ایکبار بات

ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یار و پرائی بات / پر ہمسے تو تہبی نہ کہبو منہ پہ آئی بات

جانی نہ مجہکو جو یہ تصنع تو اوس سے کر / تسپر بہی تو چہپی نہین رہتی بنائی بات

تک کر تدرو رہ گئے دیوار باغ سے / رفتار کی جو تیری صبا نے چلائی بات

کہتے تہے اوس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے لیک / وہ آگیا تو سامنے اوسکے نہ آئی بات

اتنے ہوئی ہین ہم بہی ترے ڈہب سے آشنا / واں تو نے کچہ کہا کہ ادہر ہمنے پائی بات

بلبل کے بولنے مین سب انداز ہین مرے / پوشیدہ کب رہے ہے کسیکی اڑائی بات

پہر کا تہارا رات دیکہہ کے وہ شعلہ خو مجہے / کچہ رو سیہ رقیب نے شاید لگائی بات

عالم سیاہ خانہ ہے کسکا کہ روز و شب / یہ شور ہے کہ دیتی نہین کچہ سنائی بات

کہیا صاحب نے ... اپنا سمجھیں
سیر صاحب آگو ... تمہارے گھر ہست

علاست کر نہ مجھکو کر بلا مت
گگے ... عید ... سے ہو
ترے نا آشنائی کر ہیں بند
بہت روزے سے ہو اکر دکھا یا

چلے کو اور تو اتنا جلا مت
ہمارا آہ تم کا ٹو گلا مت
نہ وہ اب ربط نے صاحب سلامت
نہ چاہت کی چھپی ہمسے علامت

کبھو ... وہ ... پھر اسکے میر
اب بھی قسمت ... مت کو ملک بلا مت

ردیف جیم فارسی

اک ساتھ ہو ہوا انکی ثران کو ...
ہم نہ کہتے تھے ... کہیں ریخ نہ دکھا
باوجود ملکیت تم ملک میں پایا
پاسبان ... کیا ... ہو ... ساتھ
جیسی عزت ... ہو ... کی ... میں
ساتھ ہی اس ... کی ... کرتا

سیج کی یاد کیا سہونک دیا کا انکی بیچ
اک خلاف آیا نہ ہندو مسلمان کے بیچ
وہ تقدس کہ جو ہو حضرت انسانکی بیچ
ہے ... کی نسبت سگ دربانکی بیچ
وسی ہی انکی بھی ہوگی مری دیوانکی بیچ
... ہی ... مرا ... بیابانکی بیچ

قطعه

بلبل خموش و لاله و گل دونون سرخ رو | شمشاد محو ہیکلی اک اس سخن کے بیچ
کل ہم بھی سیر باغ مین تھے ساتھ یار کے | دیکھا تو اور رنگ ہی سارے چمن کے بیچ

قطعه

یا ساتھ غیر کے ہی تمہین وہ بسی تھی بات | سو سو طرح کی لطف ہین اک اک سخن کے بیچ
یا پاس میرے لگتی ہے چپ ایسی آن کر | گویا زبان نہین ہے تمہارے دہن کے بیچ

فرہاد و قیس و صبر آوارگان عشق
یون ہین گئی ہے سب کے رہی من کی من کے بیچ

جو شخص ہر چند نہین یار کی گفتار کے بیچ | دیر لیکن ہے قیامت سی ہی دیدار کے بیچ
کسکی خوبی کی طلبگار ہین عزت طلبان | نخر قی بکنے کو چلی آئی ہین بازار کے بیچ
خضر و عیسے کی نہین نام کو جیتا ہو | جان ہے ... لب اسکی ... کے بیچ
انگلی کیا بیچ تمہاری تھی بس عاشق کو | بال جو اور گہر ... دستار کے بیچ
عشق ہے جسکو ... تو رکھہ لگو بیچ | زندگی کی نہین امید اس ... کے بیچ
ہم بھی اب ترک وفا ہی کرینگے کیا کریے | جنس ... نہین آپ کی سرکار کے بیچ
دید فی وحشت جنون ہے کہ بہیو لی پا کی | مین تو ... کہین ہین خار کے بیچ

ردیف ی

[illegible]

کرے تو ہو ستم پہ نہیں بیٹھنے کی جو اس — کچھ اور ہو گئی جو کسو خستہ جان کی طرح

نقشہ الٰہی دل کا مرے کون لے گیا — کہتے ہیں سارے عرش ہیں اس مکانکی طرح

شب شمع میں نے روز رلایا سبھوں کو میں — میری غزل پڑھی تھی شب اک روضہ خوانکی طرح

لگ کر گلے سے اسکی بہت میں ٹکا گیا — ملتے تھے سرو باغ میں کچھ اس جوانکی طرح

جو کچھ نہیں تو بجلی سے ہی پھول پڑ گیا — ڈالی چمن میں ہم نے اگر آشیانکی طرح

یہ باتیں رنگ ہماری ہے ورنہ میر
آجاتی ہے گلی میں کبھو اس دہانکی طرح

دور گردون سے ہوئی کچھ اور میخانیکی طرح — پھر نہ آویں کیونکی آنکھیں میری پیمانیکی طرح

آنکلتا ہے کبھو ہنستا تو ہے باغ و بہار — اوسکی آمد میں ہے ساری فصل گل آنیکی طرح

بیٹھنا انجم میں اپنے دلکشی آگر نہ تھی — سیکھ لی تاروں نے اوسکی آنکھ جھپکانیکی طرح

ہم گرفتاروں سے وحشت ہی کرے ہے وہ غزال — کوئی تو بتلاؤ اوسکے دام میں لانیکی طرح

ایکدن دیکھا جو آئی بید کو تو کھڑا اوٹھا — اس چمن میں کتنی ہے اس میرے دیوانیکی طرح

آج کچھ شہر وفا کی کیا خبر آئی ہے نئی — عشق نے مدتیں ... الٰہی ہے ویرانیکی طرح

تیج سا کچھ ہے زلف و خط سے ایسا ہی بنا کر — ہر دل صد چاک میں بھی تب نہ شانیکی طرح

کس طرح جیسے گذر جاتی ہیں آنکھیں موند کر — دیدنی ہے درد مندونکی بھی مر جانیکی طرح

[illegible]

ردیف دال

[illegible]

[illegible]

یان ناز سے کشتی کو کیا دیکھتا نہیں — کج اس چمن میں ٹھہری کی کلی کلاہ تا چند
جب مہ ادھر سے نکلا جاتا وہ گھر سے — رکھتا ہے داغ دیکھیں یہ شب باہ تا چند

ایذا بھی کھینچ چکئے بیٹھے عشق کی ہو
اسطرح مرتے رہیئے اے مہر آہ تا چند

تجہ بن اے نو بہار کے مانند — چاک ہو دل انار کے مانند
پھونچے شاید جگر تک آتش عشق — اشک ہیں سب شرار کے مانند
کو دماغ اوسکی رہ سے اوٹھے کا — بیٹھے اب ہم غبار کے مانند
کوئی نکلی کلی تو لالہ کی — اس دل داغدار کے مانند
سرد کو دیکھ غش کیا ہمنے — تھا چمن میں وہ یار کے مانند
ہار کر شب گلے پڑے اوسکے — ہم بھی پھونکے ہار کے مانند
برق تڑپے بہت وسے نہوگی — اس دل بیقرار کے مانند

قطعہ

اون نے کھینچی تھی صید گہہ میں تیغ — برق ابر بہار کے مانند
اوسکے گھوڑے کو آگے سے ہٹا — ہم بھی دبلے شکار کے مانند
زخم کھا بیٹھیو جگر پہ مت — تو بھی مجھ دل فگار کے مانند

[illegible]

ردیف را ی

اسیر ہیں شور اگر زبان رہتے
ہوئی ہماری یہ خوش خوانی سحر صیاد

ترک کے پھر آنے ڈر گئے شاید	بگڑے تھے کچھ سنور گئے شاید
سب پریشان دلی میں شب گزری	بال اسکے بکھر گئے شاید
کچھ خبر ہوتی تو نہ ہوتے خبر	صوفیاں بے خبر گئے شاید
ہیں مکان و سرا و جا خالی	یار سب کوچ کر گئے شاید
آنکھ آئینہ رو چھپاتے ہیں	دل کو لیکر مکر گئے شاید
نو ہوا آنکھوں میں اب نہیں آتا	زخم اب دل کے بھر گئے شاید
اب کہیں جنگلوں میں ملتے نہیں	حضرت خضر مر گئے شاید
بیکلی بھی قفس میں ہے دشوار	کام سے بال و پر گئے شاید

شور بازار سے نہیں اٹھتا
رات کو میر گھر گئے شاید

بنی تھی مجھ اک اس سے مدت کے بعد	سو پھر بگڑی پہلی ہی صحبت کے بعد
جدائی کے حالات میں کیا کہوں	قیامت تھی ایک ایک ساعت کے بعد
موا کوہکن بیستون کھود کر	یہ راحت ہوئی ایسی محنت کے بعد

رفتار میں ہے شوخی رحم ایکجوان زمین پر
لاتا ہے تازہ آفت ہر دم زمان زمین پر
آنکھیں فلک پہ ہیں ... زمان زمین پر
ہوگا قدم ...
میں مشت خاک ہوں جس جان زمین پر
کیا کیجیے ... یارب بار گران زمین پر
آنکھیں ہیں ... آسمان زمین پر
ٹک دیکھ کر قدم رکھ ... جان زمین پر

کیا سر جھکا رہی ہو میر اس غزل کو سنکر
بار سی نظر کرونک اے مہربان زمین پر

کیا کیا نہ ہم نے کھینچے آزار تیری خاطر
اب ہو گئے ہیں آخر بیمار تیری خاطر

غیرونکی بیدماغی بیتابی جہاتی داغی
یہ سب ستم اٹھائے ای یار تیری خاطر

کیا جانیے کہ ہے تو کیا جنس بیش قیمت
جاتی ہیں بکر بری جامی بازار تیری خاطر

اکبار تو نے آ کر خاطر نہ رکھی میری
میں جی سے اپنے گذرا سو بار تیری خاطر

میں کیا کہ آہ کافر دین کے اکابرون نے
قشقے لگائے پہنے زنار تیری خاطر

گو دل دہسک ہی جاوے آنکھیں ابل ہی آوے
سب رنج کھینچ کی ہے ہموار تیری خاطر

ایک آن تیری ای ابر جھکے نیازے
سو سو میں نے کھینچی تلوار تیری خاطر

کیا چیز ہے تو پیاری مفلس میں داغ ہیں ہم
پیسے لئے پھرے ہیں زردار تیری خاطر

تجھسے دوچار ہوتا پھر آہ بن نہ آیا
دی جان میر جی نے ناچار تیری خاطر

ای صبا گر شہر کے لوگوں میں ہو تیرا گذار
کہیو ہم صحرا نوردون کا تمامی حال زار

خاک دہلی سے جدا ہمکو کیا یکبارگی
آسمان کو تہی کدورت سو نکالا یون غبار

منصب بلبل غزلخوانی تھا سو توہی ابر
شاعری کا رنج و غم کا ہو ہوا سب شعار

۱۹۵

بعضون کو رغبت قبول خاطر و لطف سخن

خط کتابت سے یہ کہتے تھے نہ بھولینگے تجھے
آوینگے گھر یار کے تیری خبر کو بار بار

جب گیا میں یاد سے تب کسکا گھر کاہے کا یار
آفرین صد آفرین اے مردمان روزگار

اب بیابان در بیابان ہے مرا شور فغان
گو چمن میں خوش کئی تھے سیر کا جا نہ زار

ہے مثل مشہور عمر سفر کوتاہ ہے
طالع برگشتہ بھی کرتے ہیں اب امداد کار

اک پرافشانی میں بھی ہے یہ وطن گلزار سا
سامعو نکی چھاتیاں نا ہو تیسے ہوونگی فگار

شعر پر آوینگے سخن آلودہ خون جگر
کیونکہ یاران زمان سے چاک ہے انکا جگر

لبسکہ تا سخن میں خونچکان شکوہ کرے
لیک ہے اظہار ہر ناکس سے اپنا ننگ و عار

جب ہے گو تلخکامی کھینچے ہیں بسر
بسکہ بخشی طبع نازک پر ہے اپنی ناگوار

آج سے کچھ بھی جو رکن مردم نہیں
انسے اہل دل سدا کھینچے ہیں رنج بے شمار

کام کو جو لوگ صاحب فن ہیں محسوس ہیں
بے تھی کرتی رہینگے حاسدان نابکار

بس قلم رکھ ہاتھ سے جانے بھی دے حرف صریر
کاہ کی جا ہے نہیں کہسار ہو تو بے وقار

آغشتہ خون دل سے سخن ہر زبان کی
رکھو نہ تم کان کسی داستان پر

کچھ ہو رہیگا عشق ہو سے میں بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

بار دلبری کر فن فریب اتنی عمر میں
جھنجھلاہٹ اتو ہے اسکی بیان پر

آئینے کی مشہور پریشان نظری ہے
تو سادہ ہے آئینوں کو نہ دیدار دیا کر

سو بار کہا غیر سے صحبت نہیں اچھی
اس حیف کو مجلس میں نہ تو بار دیا کر

کیوں آنکھوں میں سرمے کا تو دنبالہ کھنچا ہے
مت ہاتھ میں ان مستوں کی تلوار دیا کر

کچھ خوب نہیں اتنا ستانا بھی کسو کا
ہے میر فقیر اسکو نہ آزار دیا کر

طاقت نہیں ہے جانمیں کچھ بیٹھا تعب ہے اور
بے لطفیاں کرو ہو یہ تس پر غضب ہے اور

ہر چند چپ ہیں لیک سر حال ہے عجب
احوال پرسی تو نکرے تو عجب ہے اور

آنکھ اسکی اسطرح سے نہیں پڑتی تک ادھر
اب خوب دیکھتے ہیں تو چتون کا ڈھب ہے اور

کیا کہیے حال دل کا جدائی کی رات میں
گذری ہے کب کہانی کہو سو یہ شب ہے اور

دل لے چکے دکھا کے رخ خوب کو تبھی
اب منہ چھپا جو بیٹھے یہ حسن طلب ہے اور

اس دل لگی کے روگ کو نسبت مرض سے کیا
اپنا یہ جلتے رہنا ہے کچھ اور تب ہے اور

طور اگلی تیری ملتی نہیں اسطرح سے تک
وہ اور کچھ تھا ہمسے تو پیار یہ اب ہے اور

کیا بات تیری ای ہمہ عیاری و فریب
آنکھیں کہیں ہیں اور سخن زیر لب ہے اور

اسباب مرگ کے تو مہیا ہیں سارے میر
شاید کہ زندگانی کا اپنی سبب ہے اور

[illegible]

مرنے پہ جان دیتے ہیں وارفتگان عشق
ہے میر راہ و رسم دیار وفا کچھ اور

چمکی ہے جب سے برق سحر گلستاں کی اور
جی لگ رہا ہے خار و خس آشیاں کی اور

وہ کیا یہ دل لگی ہے فنا میں کہ رفتگاں
منہ کر کے بھی سوئے کبھو یہ جہاں کی اور

رنگ سخن تو دیکھ کہ حیرت سے باغ میں
رہ جاتے ہیں گے دیکھ کے گل اس دہاں کی اور

آنکھیں سی کھل ہی جائیں گی جو مر گیا کوئی
دیکھا نہ کر غضب سے کسو خستہ جاں کی اور

کیا بے خبر ہے رفتن رنگین عمر سے
جو ٹک چمن میں دیکھ سکے آب رواں کی اور

یاں تاب سعی کسکو مگر جذب عشق کا
لاوے سو اسکو کھینچ کسو ناتواں کی اور

یارب ہے کیا مزا سخن تلخ یار میں
رہتے ہیں کان سب کے اسی بدزباں کی اور

یا دل [illegible] جگہ یا کہ تجھ بغیر
اب دیکھتا نہیں ہے کوئی اس مکاں کی اور

آیا کسی تنگدل خاطر ہے زیر خاک
جاتا ہے اکثر اس سے غبار آسماں کی اور

کیا حال ہو گیا ہے ترے غم میں میر کا
دیکھا گیا نہ ہم سے تو ٹک اس جوان کی اور

نئے طور سیکھے نکالی ڈھب اور
مگر اور تھے تب ہوئے ہو اب اور

ادا کچھ ہے انداز کچھ ناز کچھ
تہِ دل سے کچھ اور زیر لب اور

[illegible]

نہ دیکھی ایک واشد اپنے دل کی اس گلستان میں بھی
کھلی پائی ہزارون غنچہ دلگیر بھی آخر

سرو کار آہ کب تک خامہ و کاغذ سے ہون میرے
رکھی ہے ناتمام احوال کی تحریر بھی آخر

پھرے ہے بادلا سا پیچھے ان شہری غزالون کے
بیابان مرگ ہوگا اس چلن سے میر بھی آخر

رہیجاؤن چپ کیونکہ برا جی میں مان کر
آؤ بھلا کبھو تو سو جاؤ زبان کر

کہتے ہیں چلتے وقت ملاقات سے رہے
جاتی ہیں ہم بھی جان سے ٹک دیکھو آن کر

کیا لطف تھا کہ میکدے کی پشت بام پر
سوتی تھی مست چادر مہتاب تان کر

آیا نہ جل کی یان تئین وہ باعث حیات
مارا ہے اون نے جان سے ہمکو تو جان کر

ایسے ہی تیر دست ہو خونریزی میں تو پھر
رکھو گے تیغ جور کے یک چند میان کر

یہ بے مروتی کہ نگہ کا مضایقہ
اتنا تو میری جان نہ مجھسے بیان کر

رنگین گور کرنی شہیدونکی رسم ہے
تو بھی ہماری خاک پہ خونکے نشان کر

رکھتا تھا وقت قتل مرا امتیاز یار ے
سو خاک میں ملا یا مجھے سب میں سان کر

تم تیغ جور کھینچ کے کیا سوچ میں گئے
مرتا ہے اپنا جی میں ہم آئے ہیں ٹھان کر

دو کر دن گئے کہ طاقت دل کا تھا اعتماد
اب یون کٹے ہے گھٹے ہے نہ مرا امتحان کر

اوس گوہر مراد کو پایا نہ ہمنے میر
بایان کار مر گئے یون خاک چھان کر

ردیف را ی

۱۹۹

منظور بندگی نہیں میری ...
حاضر ہوا ہی اور سے ... ن
برسون ہوئی کہ رات کو ... نہیں
رہتی ہین تکو میر جی کیا ایسے کام روز

عاشق کو اسکو گریہ خونین کا درد کیا
کیا جانی وہ کہ گذری ہے یارو کبھی یہ کیا
برسون مین نامہ بر سے مرا نام جو سنا
گنگسیا تو رات کی تئین باچھین تو پھٹ گئین
کیا کیا کرے ہے حجتین قاصد سے لیتے خط
سو بار ایکدم مین گیا ڈوب ڈوب جی
خط سے ہوئی ہے بیوفائی حسن اسکے آئینہ
سو عقدے خرط شوق ہی پیش اور لگو

افسوس نہیں ہے آنکھہ سے جسکو گرا ہنوز
مطلق کسو سے اس کا نہیں دل لگا ہنوز
کہنے لگا کہ زندہ ہے وہ ننگ کیا ہنوز
نا واقف قبول ہے لیکن دعا ہنوز
حالانکہ وہ ہوا نہیں حرف آشنا ہنوز
پیچ و خم کی پا ہے نہ کچھ انتہا ہنوز
ہم سادگی سے رکھتے ہیں چشم وفا ہنوز
وبان بند اس قبا کی نہیں ہیں کھلے ہوا ہنوز

یان میر ہم تو پہنچ گئے مرگ کو قریب
وان دلبرون کو ہے وہی قصد جفا ہنوز

آخر سیر کو بہور روئی کا آ تار سا ہنوز
کہتا ہے پہنچی کی صبح قیامت کی شام کو
مدت ہوئی کہ خون جگر میں نہیں رہے
سایہ سا آ گیا تھا نظر اسکا ایک دن
برسون سے گل چمن مین دکھائی ہے رنگ رنگ

پوچھے کوئی کو ہے چمن زار سا ہنوز
عرصہ ہی مین کھڑا ہون گنہگار سا ہنوز
جاتا ہے آنسوؤن کا چلا تار سا ہنوز
مبہوت مین پھرون ہون پرپدار سا ہنوز
لگا نہیں ہے ایک رخ یار سا ہنوز

ردیف سین

سنگ کو جسم ہی ہم اوس ... پاس
رستہ جنجر ستم ہی کے گلو پاس

۳۰۰

خندہ و چشمک حرف و سخن زیر لبی
کیسے جو ایک بہ وہ افسون تجھ دلدار کے پاس

داغ ہوتا نظر آتا ہے و ادون کا آخر
یہ جو اک خال پڑا ہے ترے رخسار کے پاس

[illegible]
دیکھا [illegible] شکن [illegible] کے پاس

[illegible] گریبان
یوں نہیں [illegible] کے پاس

کیا [illegible] صحبت سے دم
[illegible] طالب دیدار کے پاس

[illegible] نہیں [illegible]
تربیت پائی ہے تو کسی عیار کے پاس

[illegible] تنگ [illegible] کر
خط نمود اس ہو یوں لعل شکر بار کے پاس

[illegible] کفر [illegible] اسلام کہاں
یوں تو تسبیح سے ہم کبھی زنار کے پاس

ہم [illegible] زاہد
ابھی تسبیح [illegible] تھی تری بیمار کے پاس

نارسائی سے [illegible] دور [illegible]
اتنی مدت میں نہ پہونچا کوئی خط یار کے پاس

اختلاط ایک تمہیں میری غم کش سے نہیں
جب نہ تب یوں تو نظر آتی ہو دو چار کے پاس

عزت نہیں ہو دل کچھ اس دلربا کے پاس
رہتی ہے آرسی ہی دھری خودنما کے پاس

پھرون شبو نکو غم میں تری جاگتی رہے
ہوا نہیں جگر سو گر [illegible] وفا کے پاس

راہ روش [illegible] جلادرد مند عشق
بیمار رہے کہڑی نہیں ہوتی دوا کے پاس

ردیف سین

۲۰۱

شش جہت اب تو تنگ ہی ہم پر
اس سی ہوتی نہ ہم دو چار ای کاش

مرتی ہی تو ترے ہی کوچے میں
ملتی یان جا سی گور وارا ی کاش

ان بتونکی گلی سی دل سے بہرا
چل پڑی بات پیش یار ای کاش

بے اجل میر اب پڑا مرنا
عشق کرتی نہ اختیار اے کاش

کیا کہیں کیا کہیں ہیں ہم بہی بار خواہش
یک جان و صد تمنا یکدل ہزار خواہش

لے ہاتھ میں قفس صیاد چل چمن تک
مدت سے ہی ہمن بہی سیر بہار خواہش

نے کچھ گنہ ہی دل کا نے جرم چشم اسمیں
رکھتی ہی ہمکو اتنا بی اختیار خواہش

حالانکہ عمر ساری مایوس گذری تسپر
کیا کیا رکہیں ہیں اسکی امیدوار خواہش

غیرت سی دوستی کی کسکس سی ہوی دشمن
رکھتا ہی یار ہی کی سارا دیار خواہش

ہم مہرورز کیونکر خالی ہوں آرزو سے
شیوہ یہی تمنا فن و شعار خواہش

اٹھتی ہی موج ہر یک آغوش ہی کی صورت
دریا کو ہی یہ کس کا بوس و کنار خواہش

صد رنگ جلوہ گر ہی ہر جادہ غیرت گل
عاشق کی ایک یا دکہیو سکر ہزار خواہش

یکبار بر نہ آوی اس امید دل کی
اظہار کرتی کب تک یوں بار بار خواہش

رکہتی ہیں سب تمنا میر جی نہ اتنی
رکہو گی ... باوبایاں کار خواہش

قصہ جو ہو تو شیخ کو یہ چھل
قلب یعنی کہ دل عجب نہ رہے
حق کو دینے کو چاہیے ہے کیا

کبھی جانے کو یہی چیز ہے شرط
اسکے لقا دے کو تقلب ہے شرط
یان نہ اسباب نہ ہنر ہے شرط

دل لگا دینا ہے سہل کیا اے میر
عاشقی کرنیکو جگر ہے شرط

کرتے نہیں ہیں دوس سے دنیا کچھ ہم اختلاط
تک گرم ہیں ملون تو بھی سے ملو خنک
ایسا ہو کہ شیخ دغا دیوے نشین
بیگانگی بھی سے چلی جاتی ہے خصوص

ہوتا تھا انگلے لوگون میں بھی باہم اختلاط
اور دن تو دیکھی اوسے سرد ہم اختلاط
ابلیس مکر کرتا ہے کوئی آدم اختلاط
رکھتا ہے یون تو یار سے اکعالم اختلاط

کس طور اتفاق پڑے صحبت اوس سے دیکھ
ہے میر پیر ناشخ و قیامت کم اختلاط

ردیف عین

تیری ہو گی شام گر بزم میں آجاوے شمع
کیا جلی جاتی ہیں تجھ سب کے یکسی
کس لیے تین جیتا قطع زندگانی کا شوق

صبح جل اسی کہ منہ اپنا نہ پھر دکھلاوے شمع
گرمی یان کا ہے و سبب تو بعید مجلس وا ہم
سر کشا تو کی صبح میں گرمائے شمع

۲۰۳

آخر کو رو سیہ کار ہی پردہ اٹھے گا کیا | مقدور تک تو ہم نے چھپائی کرے ہی چھپائی داغ

دل کی گرہ مین غنچہ لالہ کے رنگ میر
[illegible] سب سو داغ

ردیف فا

[illegible] کی طرف
جاتا ہے صید آپ سے اس دام کی طرف

[illegible]
کرتا ہے کون عاشق بدنام کی طرف

اس [illegible] گار کو [illegible] کیا
مدت ہوئی کہ چھوٹے ہے آرام کی طرف

[illegible] شب [illegible] تھا کہیں [illegible] بام
رہتی ہے کون چشم تری بام کی طرف

آنکھیں [illegible] کی [illegible] یار [illegible]
دیکھتی نہیں سحر و شام کی طرف

[illegible] چشم یار [illegible] لگا [illegible] ہے آج
تک دیکھیہ شیخ مے کی بہری جام کی طرف

[illegible] سینہ [illegible]
لیکن نظر نہیں ہے تجھے کام کی طرف

دل [illegible] نہیں [illegible] شوق
میلان طبع کب ہے کسو خام کی طرف

دیکھی ہے جب سے اس بت کافر کی شکل میر
جاتا نہیں ہے جی تنک اسلام کی طرف

ردیف قاف

میر جی زرد ہوتے جاتے ہو
کیا کہین تمنے بھی کیا ہے عشق

ردیف کاف

دیکھے تھے تیرے کانکے موتی کی اک جھلک
جاتی نہین ہے اشک کے رخسار کی پلک

یارب اک اشتیاق نکلتا ہے چال سے
ملتے پھرین ہین خاک مین کسکی لئے فلک

طاقت ہو جسکے دل مین وہ دو چار دن رہے
ہم ناتوان عشق تمہارے کہان تلک

برسون ہوے کہ جان سے جاتی نہین خلش
ٹک ٹل گئے تھے آگے مرے وہ پھر پلک

آئے نہ ہاتھ میر کے میت پہ کل نماز
تابوت پر تھے اسکے بنت کثرت ملک

عزت اپنی اب نہین ہے یار کو منظور تک
پاس جاتا ہون تو کہتا ہے کہ بیٹھو دور تک

حال میرا شہر مین کہتے پھرینگے لوگ دیر
اس فسانے کے کہین ہونے تو دو مشہور تک

پشت پا ماری ہے شاہی پر گدائی کو عشق
دیکھیو ہم پیان گا خدا کے واسطے دستور تک

چاہئے کام مجھ سے بھی قدرت کا کیا اعتبار
عشق کرنیکو کرے تو چاہئے مقدور تک

حق تو سب کچھ ہے یہی حق جانئے کسواسطے
حوصلہ سے بات کرنا کا تھا منصور تک

منکر حسن بتان کیونکر نہووے شیخ شہر
حق ہے اسکے اور وہ آنکھون سے ہے معذور تک

خاک پر ہے سدا جبین نیاز | اور کوئی ہو جیسا کیا خاک

تربت میر پر چلے تم جو
اتنی مدت میں وان رہا کیا خاک

آج کل سے کچھ نہ طوفان زا ہے چشم گریہ ناک | موج زن ہر سو ہے دریا ہے چشم گریہ ناک
یون نہ رو تو نہ رو وے ورنہ ابر ہو وجا ہے | ہر قدم اس دشت میں پیدا ہے چشم گریہ ناک
دشت سے آگے ٹک قدم رکھو تو پھر بھی ابر ہو | سیر قابل دیدنی اک جا ہے چشم گریہ ناک
بے گداز دل نہیں امکان رونا اسقدر | تہ کو پہنچو خوب تو پیدا ہے چشم گریہ ناک
سوجھتا اپنا کہیں کچھ ابر تو ہے مصلحت | جوش غم سے جیسے نابینا ہے چشم گریہ ناک
شہر ہے ویرانی سے میر گوشہ گوشہ دشت کا | باعث آبادی صحرا ہے چشم گریہ ناک

وہ حنائی پا مری آنکھوں ہی میں پھرتی ہیں میر
یعنی ہر دم اوسکی زیر پا ہے چشم گریہ ناک

سو جو نچکان گلی میں اب ہے مرنے بان تک | جی رہ گیا ہے ظالم اب جسم کہ کمان تک
ملنے میں میر کے کاہی ٹک تو بھی یاد آوے | حاضر رہا ہو نہیں تو اپنی طرف سے جان تک
ہر چند میں نے سر پا اس کی خاک کی الی | لیکن پہنچیں آنکھیں اس کے ناوکی نشان تک
ان ٹڈیون کا ملنا کوئی ہما سے پوچھو | لاتا نہیں ہے منہ وہ اب میری استخوان تک

تو ہم میں اور آپ میں مت دے کسو کو دخل
ہوتی ہیں فتنہ ساز یہی درمیانی لوگ

مرتے ہیں اسکے واسطے یون ہی تب بلے
کم آشنا ہیں طور سے اس کام جانی لوگ

پتے کو اس چمن کے نہیں دیکھتے ہیں گرم
جو محرم روش ہیں چمن پہ اُسی پہ گمان کے لوگ

بت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتے ہیں سب
خوش اعتقاد کتنے ہیں ہندوستانی لوگ

فردوس کو بھی آنکھ اٹھا دیکھتے نہیں
کس درجے سیر چشم ہیں کوئی بتانی لوگ

کیا سہل جیسے ہاتھ اٹھا بیٹھتے ہیں ہائے
یہ عشق پیشگان ہیں الٰہی کہانی لوگ

منہ تکتے ہی رہے ہیں سدا مجلسوں کے بیچ
گویا کہ میر محو ہیں میری زبانی لوگ

کیا عشق خانہ سوز کے دل میں چھپی تھی آگ
اک ساری تن بدن میں مرے بھک سے ہو گئی آگ

گلشن بھرا ہے لالہ و گل سے اگرچہ سب
پر اس بغیر اپنے تو جا میں لگی ہے آگ

پاؤں میں پڑ گئے ہیں پھپھولے تمام
ہر گام راہ عشق میں گویا دبی ہے آگ

جل جل کے سب عمارت دل خاک ہو گئی
کیسے نگر کو آہ محبت نے دی ہے آگ

اب گرم و سرد دہر سے یکساں نہیں ہے حال
پانی ہے دل ہمارا کبھی تو کبھی ہے آگ

کینہ نگر نہ طبع آتشیں اسکی ہمیں جلائے
ہم شست جس کا حکم رکھیں وہ پیڑ بھی ہے آگ

کب لگ سکی ہے عشق جہاں سوز کو ہوا
ماہی کی زیست آب سمندر کا جی ہے آگ

اس ابرو کمان پہ جو قربان ہین ہم	ہمین کو نشانا نتباق ہین لوگ
نہ سویا کوئی شور شب سے مرے	قیامت اذیت اوٹھاتے ہین لوگ

ان آنکھون کے بیمار ہین میر ہم
بجا دیکھنے ہمکو آتے ہین لوگ

ردیف لام

ہاسے ہے آسان ہے دشنام سہل	یار اگر ہے اہل تو ہے کام سہل
جون نگین مین کرے جگہ کادی بہت	کیا نکلتا ہے کسو کا نام سہل
یہان رہی یارون سبقت آنکھین	کسنے پایا آہ یان آرام سہل
عدے ہو چشم شوخ یار کا	کیا نگاہون مین ہوا بادام سہل

تمنے دیکھا ہوگا پلکین میر کا
ہمکو تو آیا نظر وہ خام سہل

پوشیدہ کیا رہے ہے قدرت نمائی دل	دیکھے نہ بستیون مین زور آزمائی دل
ہے تیرہ یہ بیابان گرد و غبار سب	ویسے راہ کب کہائی بے رہنمائی دل
اندوہ غم سے اکثر رہتا ہون مین مکدر	کیا خاک مین ملی ہے میری صفائی دل
پیش آوے ہے کوئی صورت منہ موڑے	آئینہ سان جنہین ہے کچہ آشنائی دل

غنیمت جان فرصت آج کے دن — سحر کیا جانیے کیا ہو شب ہی حاصل

اگرچہ ہم نہیں ملنے کے لایق — کسو تو طرح ہمسے بھی ملا مل

لیا زاہد نے جام بادہ کف پر — بحمد اللہ کہ لا عقد انامل

وہی پہنچے تو پہنچے آپ ہم تک — نہ یاں طالع رسا نہ جذب کامل

ہوا اول عشق کی سختی سے ویران — ملا ہم چاہتے تھے تابان کا عامل

پس از مدت سفر سے آگئے ہیں میر — گئیں وہ اگلے باتیں تو ہے جاہل

ردیف میم

کچھ نہ پوچھو بک رہے ہیں ہم — عشق کے مے سے چھک رہے ہیں ہم

سو کہ غم سے ہوئی ہیں لاغر سے — پر دلوں میں کھٹک رہے ہیں ہم

وقفۂ مرگ اب ضروری ہے — عمر طے کرتے تھک رہے ہیں ہم

کیونکے گرد علاقہ بیٹھ سکے — دامن دل جھٹک رہے ہیں ہم

کون پہنچے ہے بات کی تہ کو — ایک مدت سے بک رہے ہیں ہم

اونے دی نہ کہا تھا بوسۂ لب — اوس سخن پر اٹک رہے ہیں ہم

نقش پا سے رہی ہیں کھل آنکھیں — کسکی یوں راہ تک رہے ہیں ہم

سر دون ہاتھ کبھی تیغ پر کبھو او سکا
کچھ ایک قسم نہیں میری آشنائی کی قسم

جدال دیر کی رہبان سنتین کہان تک میر
اٹھو حرم کو چلو اب تمہین خدا کی قسم

اب حوصلہ ہی جاتی ہے سب شکست ہو کا
صیاد بہار ابکی سب لوٹ گیا مین
کس طور کوئی تجہسے مقصود کرے حاصل
کیون سر چڑہی ناحق ہم بخت سیاہ ہو کے
جون ابر مین روتا تہا جون برق تو ہنستا
کیا کہو تجہے محمل بیان گرم شکایت ہے
مطلق نہین گنجایش اب حوصلہ مین اپنے
سر رشتہ ہستی کو ہم دے چکے ہاتہو نسے

اے ابر تر آکر ٹک یہ سر بہی برس ظالم
ٹک باغ تلک لے چل میر اہی قفس ظالم
کی رحم تری جی مین نے دلمین ترس ظالم
مت پیچ مین پگڑی کی بالونکو گہر ظالم
صحبت نہ رہی یون ہی اک آدہ برس ظالم
چل راہ مین کچہ کتنا مانند جرس ظالم
آزار کوئی کہینچے یون کب تئین بس ظالم
کچہ ٹوٹی ہی جاتی ہین اب تار نفس ظالم

تا چند رہیگا تو یون داغ غم اس مہ کا
چہاتی تو گئی تیری اے میر سلس ظالم

محرم سے کسو رو بر و ہون کا تسلی اب ہم
تدبیرین کرین اپنی تن زار و زبون کی
بیوجہ غضب ہی کا پوچہین جو سبب ہم
افراط سے اندوہ کی ہوں آپ مین جب ہم

کچھ منہدی ہی مین میر نہین لوگ جیب چاک
ہے میرے ریختون کا دوانا دکن تمام

بخت سیہ کی نقل کرین کس سے حال ہم — منہدی لگی قدم سے ہوے پائمال ہم

کیونکر نہ اس چمن مین ہون آتی نظر بال ہم — یان پھول سونگھ سونگھ کے ہے منہ حال ہم

باہر گلی مین سیکڑون جس جا ملیں تھے — یا زلف و خط کو دیکھتے ہین خال خال ہم

گذری ہے جی مین کہ وہ ہین گاہ وہ گم — کیا جانی لوگ کہتے ہین کیا کیا خیال ہم

جاتی نہین اوٹھائی سبک سرگرانیان — مقدور تک تو اپنی گئے ٹال ٹال ہم

تو ہو کہان ہے گر نہ نہین سب تب کچھ بیچ — کرتے ہین منہ کو اپنی طمانچو سے لال ہم

وہ تو ہی ہے کہ مرتے ہین سب تیرے طور پر — حور و پری کو جان کے کب مین دوال ہم

گذری ہے سب کہ اسکی جدائی دلون پہ شاق — منہ نوچ نوچ لے ہین علی الاتصال ہم

منظور سجدہ ہے ہمین اس آفتاب کا — ظاہر مین یون کرین ہین نماز زوال ہم

ظاہر ہوا نہ مین ہی ہماری دم اور ہو — آئی نہ پھر تمہاری گئے تک بحال ہم

مطلق جہان مین ہنی کو جی چاہتا نہین — اب تم بغیر جانتے ہوئے ہین وبال ہم

نقصان ہوگا اوس مین نہ ظاہر کہان تلک — ہو وینگے جس زمانے کے صاحب کمال ہم

تا کب گمان ملیگا وہ دامن سوار میر

۲۱۱

بهرین آنکهین لهو سے رهنے لگین	یه رنگ اپنا دیکها مروت سے هم

نه مل میر ابکے امیرون سے تو
هوئے هین فقیر ان کی دولت سے هم

کب تک رهینگے پهلو لگائی زمین سے هم	یه درد اب کهین گے کسو شانه بین سے هم
تلوار کتنے کهائی سجده مین اسطرح	فریادی هونگے ملکے لهو کو جبین سے هم
فتراک تک یه سر جو نه پهونچا تو یا نصیب	مدت لگے رهے هین ترے دامان زین سے هم
هوتا هے شوق وصل کا انکار سے زیاد	کب تجهسے دل اٹهاتے هین تیری نهین سے هم
چهاجی جو شیشه دستی کرے نور ماه پر	دیکهے عجب سفیده تیرے آستین سے هم
یه شوق صید هونے کا دیکهو که آپ کو	دکهلایا صید گه مین بسیار دهین سے هم
تکلیف درد دل کی نکر تنگ هونگے کو	یه بات روز کهتے رهے همنشین سے هم
اڑتی هے خاک شهر کی گلیون مین اب جهان	سونا لیا هے گود مین بهر کر زمین سے هم

آواره گردی اپنی کهینچی میر طول کو
اب چاهینگے دعا کسو عزلت نشین سے هم

ردیف نون

مدعی مجهکو کهڑے صاف برا کهتے هین	چپکے تم سنتے هو بیٹهے اسے کیا کهتے هین

کوئی بجلی کا ٹکڑا اب تلک ہے — پڑا ہوگا ہمارے آشیان مین

پھری ہے چھانتا ہے خاک لے میر
ہوس کیا ہے مزاج آسمان مین

نہین تجھ سا لعل دلبرا مین — گہر پہنچا تبسم آب بقا مین

غریبانہ کوئی شب روز گریان — ہمیشہ کون رہتا ہے سرا مین

اوٹھاتے ہاتھ کیون نومید ہوکر — اگر پاتے اثر کچھ ہم دعا مین

کہے سے ہے ہر کوئی اللہ میرا — عجب نسبت ہے بندہ مین خدا مین

کفن مین ہے نہ پہناوہ بدن دیکھ — پہنچے تو ہو مین بہتیرون کی جا مین

ادہر جانیکو آمد ہے تو ہے لیکن — سکیپائی سے ہے باد صبا مین

بلا تہ دار بحر عشق نکلا — نہ ہیتے انتہائی ابتدا مین

ملے ہر سون وہی بیگانہ ہے وہ — ہنر ہے یہ ہماری آشنا مین

اگرچہ خشک ہین جیسے پر کاہ
اوڑے ہین میر جی لیکن ہوا مین

مر مر گئے نظر کر اوسکے برہنہ تن مین — کپڑے اوتارے اول جب پہنچے ہم کفن مین

گل پہول سے کب اس تن لگتے ہین اپنی آنکھین — لائی بہار ہمکو زور آوری چمن مین

قسمت میں ہجر کے پر آدمی تنہا ہے خوب
جنگل کی سیر اری میں بجا ہیں ہنسی چلے
تم دل سے ہو گئی سو خرابی بہت رہی
اللہ سی نازکی نہیں آتی خیال میں
حالت یہ ہے کہ بیخبری دم بدم ہے یاں

دل لگی ہو یا تماشا کی سو خوش نہیں کہیں
ہر دم طلب ہی سر اسکی سبب سے لگ گئیں
پھر بھی ابساؤ لگے اس کی تیغ سے نگ گئیں
کس کس طرح سے با ہم ستی ہیں اس کی گئیں
سے اب تلک بھی آتے نہیں کہ خبر گئیں

مدت ہوئی کہ اپنی خبر کچھ ہمیں نہیں
کیا جانیئے کدھر سے گئے ہم کدھر گئیں

کیا کہوں دل بیخود تو بیدم کیا ہوں میں
داغ ہوں کیونکہ نہیں نقش رہی سب شب
ہجر میں وصل طفل بازی کو شش کے رہتا ہوں جب
ہوں گرسنہ چشم میں دیدار خوبان کا بہت
آپ سب ہوتا ہوں پاکر آپ کچھ جیسے حباب
ایک جا گمہ کب ٹھہرنی دی ہے مجھکو روزگار
ہے کمال عشق پر بطاقتی دل کی دلیل
آسمان معلوم ہوتا ہے وہ رہی کچھ آگیا

پھر جو یاد آتا ہے وہ چپکا سا بیٹھا ہوں میں
بوسہ پاپوشوں ہی میں شعلہ ہو پاتا ہوں میں
جا کی لیکو نکلیں تک اپنے دل کو بہلاتا ہوں میں
دیکھیے پر انکی تلواریں کدھر اٹھاتا ہوں میں
یعنے اس تنگ عدم ہستی میں ٹھہرتا ہوں میں
کیوں تم آکر کتا نہ ہو اتنا آ جلد جاتا ہوں میں
جلوہ دیدار کی اب تاب کب لاتا ہوں میں
دور اٹھو آہ کیسا کیسا گھبراتا ہوں میں

بیٹھنے سے کسو دل صاف کی سرمت تو چھپے
خوب سا کر دی باطل تو اثر پانے مین

آتش عشق نی راوون کو جلا کر مارا
گرچہ لنکا سا تھا اس دیو کا گھر پانی مین

جوشش اشک مین شب جل ہی گیا سینے سے
کچھ نہ معلوم ہوا ایسے اثر پانی مین

بر و باری ہی مین کچھ قدر ہی گو جی ہو فنا
عود پھر لکڑی ہے ڈوبی نہ اگر پانی مین

چشم تر ہی مین ہے کاشو رہے خوش رنگ
پھول رہتا ہے بہت تازہ و تر پانی مین

رووون تو آتش دل شمع نمط بجھتی نہین
مجھکو لیجا کی ڈبو دیوین مگر پانی مین

گریہ و زاری مین بیتابی دل طرفہ نہین
سیکڑون کرتی ہین پھر اک سفر پانی مین

برگ گل جون گذر آب سے آتی ہین چلے
روتی سحر و نہین میری لخت جگر پانی مین

محو گر آپ کو یون ہستی مین وسکی جیسے
بوند پانی کی نہین آتی نظر پانی مین

وہ گھر آنکھہ سے جاوی تو تھمے آنسو میر
اتنا رو دیا ہون کہ ہون تا بہ کمر پانی مین

جوشش اشک سے ہون آٹھ پہر پانی مین
گرچہ ہوتی ہین بہت خوف و خطر پانی مین

ضبط گریہ نی جلایا ہی ورنہ سارا
دل اک چنبہا ہے کہ ہی سوختہ تر پانی مین

آب شمشیر قیامت ہی برندہ اسکی
یہ گوارا ہی نہین پاتی ہین سر پانی مین

طبع دریا جو ہوا شگفتہ تو پہر طوفان ہے
آہ بایون کو سبھ اگندہ مگر پانی مین

دل پریشانی مجھے دی ہے بکھیری گل کی رنگ
ایک چشمک سی چلی جاتی ہے گل کی سیر تک

خوار تو آخر کیا ہے گلیوں میں تو نے مجھے
خاک ور آتا اشک افشاں ان گلیوں سے

کعبے جانے سے نہیں کچھ شیخ مجھکو اتنا شوق

اُنکو جوں غنچہ کیوں کر آہ میں یکجا کروں
یعنی بازار چمن میں جاؤں کچھ سودا کروں

تو سہی عشق جو تجھکو بھی میں سودا کروں
دشت کو دریا کروں بستی کے تئیں صحرا کروں

چال وہ بتلا کہ میں دل میں کسو کے جا کروں

اب کی ہمت صرف کر جاتی جی اچھی مرا
پھر دعا ای میرؔ مت کر لو اگر ایسا کروں

کیا کوفتیں اوٹھائیں ہجر انکی درد و غم میں
کو قیس منہ کو نوچے فرہاد سر کو پھوڑے

اہل نظر کسو کو ہوتی ہے محو میت
کلفت میں گذری ساری مدت تو زندگی کی

تھا چار ہزار نوبت دل ایک ایک دم میں
یہ کیا عجب ہے ایسی ہوتی ہیں لوگ ہم میں

آنکھوں کے اندھے ہم تو مدت سے ہیں حرم میں
آسودگی کا منہ اب دیکھیں گے ہم عدم میں

کرتے ہیں پھیر ملک و اغط سے عیسی دم کا
کیا یہ بھی آ گئے ہیں اس پوچ گو کی دم میں

عشق میں جی کو صبر و تاب کہاں
بیکلی دل سے ہے کے تماشا سے

اس سے آنکھیں لگیں تو خواب کہاں
برق ہیں ایسے اضطراب کہاں

دیکھے ہین کیا کیا ڈہلکتے اشک میر
بیٹھے موتی سے پرونے عشق ہین

کرتے ہین جو کہ جی مین ٹہانی ہین
خوبرو کسکی بات مانے ہین

مین تو خوبان کو جانتا ہی ہون
پر مجھے یہہ بہی خوب جانے ہین

جاہئین اوس گلی مین گر رہنا
ضعف و بیطاقتی بہانے ہین

پوچھہ اہل طرب سے شوق اپنا
ڈرے ہی جلنے جو ناکہپانے ہین

ابتو افسردگی ہی ہے ہر آن
وے نہ ہم ہین نہ وے زمانے ہین

قیس و فرہاد کے جو عشق سے گ شور
اب مرے عہد مین فسانے ہین

دل پریشان ہو تمہین تو خوش ہو گو
عشق مین جنکے جی ٹہکانے ہین

مشک و سنبل کہان وہ زلف کہان
شاعرون کے یہہ شاخسانے ہین

عشق کرتے ہین اوس پریرو سے
میر صاحب بہی کیا دوانے ہین

آپ اوس جنس کی ہین ہم ہی خریدار ہوئین
پکڑے جاتی ہی جسکے لیئے بازار ہوئین

باغ فردوس کا ہی رشک وہ کوچہ لیکن
آدمی ایک نہین اوسکے ہوادار ہوئین

ایک سے ہی وہ بے حال مین آیا نہ کبہو
لوگ اچہی تہے بہت یار کے بیمار ہوئین

اس تنگ [illegible] سے کر بیٹھا دل [illegible] میں | [illegible] گھر سے وہم آگئے ہیں [illegible] میں
اب کی جنون میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے | دامن کی چاک اور گریبان کی چاک میں

کیسی لطافت اوس تن نازک کی میر کیا
شاید یہ لطف ہوگا کسو جان پاک میں

محفل نشین ہیں کتنے خدام یار میں یہاں | لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار میں یہاں
سن شور گل قفس میں یاران نے سب ہوا تھے | کیا پھول گل کھلے ہیں اسکی بہار میں یہاں
کب وے کشتی ہو سیر کی وقفے میں یہ تھے | دریا بھری ہیں ایک ایک دامن کے تار میں یہاں
تم تو گئے دکھا کر ٹک برق کی سی جھمکے | آیا بہت تفاوت صبر و قرار میں یہاں
ہم مر گئے ولیکن سوز دروں ہی ہے | ایک آگ لگ رہی ہے کنج مزار میں یہاں
ہجران ہر گھڑی ہے سو سو برس تعب سے | روز شمار بارے ہی کس شمار میں یہاں

جن راتوں میر ہمکو رونے کا مشغلہ تھا
رہتا تھا بحر اعظم سو تو کنار میں یہاں

آج ہمارے گھر آیا تو کیا ہے یہاں جو نثار کریں | الا کھینچ بغل میں تجھکو دیر تلک ہم پیار کریں
خاک ہوئے برباد ہوئے پامال ہوئے سب محو ہوئے | اور شدائد عشق کی رہ کے کیسے ہم ہموار کریں
زیر فلک [illegible] رونا ہر دم کا شاید [illegible] | چاہت کا انصاف کرو تم کیونکہ ہم انکار کریں

کیا کیا کیا ہے اس فلک پیر نے اصل
ہوتا ہے گرم کیا آفتاب ہی
پیری کے ہیکلے پہنچا ہوں خاک تک میں

سمجھا نہ آپ کو میں کیا جانیے کیا ہوں
یک آدھ دم میں ہوں شبنم نمط ہوا ہوں
وہ سرکشی کہ آسمان اٹھ دیت دبا ہوں

مجھکو ملا ہے وحشت اے میر دور اسے
جاگے سے جب وہ تھا ہوں آشوب اٹھا ہوں

کوچے میں تیرے میر کا مطلق اثر نہیں
کیا جانیے کدھر کو گیا کچھ خبر نہیں

ہے عاشقی کے بیچ ستم دیکھنا ہی لطف
مر جانا آنکھیں موند کے یہ کچھ ہنر نہیں

کب شب ہوئی زمانے میں جو پھر ہوا نہ روز
کیا اس شب فراق ہی کو سحر نہیں

ہر چند ہمکو مستوں سے صحبت ہے ہی ولیک
دامن ہمارا ابر کے مانند تر نہیں

گلگشت اپنے طور سے ہے سو تو خوب یاں
شائستہ پریدن گلزار پر نہیں

کیا ہو جو حرف سن کے گزر جاوے ہی سے آہ
خط لکھ گیا کہ راہ میں پھر نامہ بر نہیں

آنکھیں تمام خلق کی رہتی ہیں اس کی اور
مطلق کسو کو حال پہ میرے نظر نہیں

کہتے ہیں سب کہ خوب کہا ہوتا ہے سخن
رہ آتو اک گھڑی کہ ابھی تو جگر نہیں

سنا کہ شہر اپنے میں رہتا نہیں تو ہے سد
یہ کیا کہ میر جیسے کی رات گھر نہیں

[illegible]

ان دلبرون کی آنکہ ہین جا کے اعتماد
فردا کہ انکو آج نہین مقتضاے عقل

جب تک ہین یہہ چاہیئے پیش نظر رہین
کل کے بہی دیکھہ لیوینگے کل ہم اگر رہین

تیغ و تبر رکہا نکر پاس میر کے
ایسا نہو کہ آپ کو ضائع وے کر رہین

دل کو لکہون ہون آہ کہ کیا مدعا لکہون
دیوانون کو جو خط لکہون شیدا و رسوا لکہون

کیا کیا لقب ہین شوق سے عالم مین یار کے
کعبہ لکہون کہ قبلہ اوسے یا خدا لکہون

حیران ہے میر عالمین کہنے لگا کہ کیا
اس دردمند عشق کے مین کیا دوا لکہون

وحشت زدون کو نامہ لکہون مین تو کسطرح
مجنون کو اسکے حاشیے پر مین عصا لکہون

کچھہ روبرو ہوئی پہ جو سلجھے تو سلجھے میر
جی سے اوبھنے کہا اسے کیا ماجرا لکہون

جیسے ہے اسکی ابروئی خمدار درمیان
تہی ہے ہمیری خلق کے تلوار درمیان

برپا ہوا ہجوم سے ایک حشر تازہ وان
آیا جہان کہین قدم یار درمیان

اس کام جان مین ہم مین ہوا ہے حجاب چشم
یون ہے آہ کہ تیغ ہین دیوار درمیان

سو بار اسکے فتنے جہانمین اٹہے ولے
دیکہی نہ ہمنے وہ کمر اکبار درمیان

کیا کیجئے آہ جیکو قیامت ہے انتظار
آتا نہ کاش وعدۂ دیدار درمیان

[illegible]

تم تو پہر آپ شکوہ پہر کیہ چلے ہو بحل لیکن
مشکل ایسا ہے کہ ہاتھ تجھے یہ بیمار کہان

دل کی خواہش ہے سو کہو تو کبھی دل لگی ہین
اب بھی نقش ہے یہ خریدار کہان

خاک پان چہپا ہین کیون پہر دلگی لیے
ایسا پہنچے ہے ہم پہر کوئی غمخوار کہان

دم زدن مصلحت وقت نہیں ہے ہمدم
جیمین کیا کیا ہے مرے پہ لب اظہار کہان

شیخ کی آڈ ہی کی وسیہ ہے میخانے مین پہر
سبحہ سجاد کہان جبہ و دستار کہان

ہے نہ ناکس نوبت پہر تی ہین جی و تیمو لے
زخم تیغ اوسکی اوٹہانیکا سزاوار کہان

تو فی بہی گرد رخ سرخ نکالا خط سبز
باغ شاداب جہان مین گل بیخار کہان

ضبط نے عقل کی سر رشتے کو گم سا کر کے
اب جو ڈہونڈو تو گریبان کی تار کہان

لوگ گردن تھین یان کوئی لہو مین بیٹہے
ہاتھ اوٹہاتا ہے جفا سے وہ ستمگار کہان

ڈوبا لہو مین پڑا تہا سیکی پہ سیر
یہ نجانا کہ لگی ظلم کی تلوار کہان

اے محبت تجکو سو طرح چھپایا پایا گیا
سو کہین تیغ بہی ہتہ پکڑ لایا ایک مین

عالم کی ہین سیر کی مجکو جو خوش آیا سو تو
سب ہی رہا مخلوط تو تجکو بہا یا ایک مین

یہ جوش غم ہو نہیں ہین مین ہے ہر گہر کہ یا
چشم جہان آشوب سے دریا بہایا ایک مین

تہا شکوہ دعوی عشق کا لیکن ٹہہرا کوئی بہی
دل لکستہ اپنا جانسی دلکو اوٹہایا ایک مین

گرچہ نسیم صبا ہی نگاہ سموم		اس چمن میں ہوائیں کیا کیا ہیں
شور ہے ترک شیخ کا لیکن		چپکے چپکے دعائیں کیا کیا ہیں

منظر دیدۂ قصر دل اے میر
شہر تن میں بھی جائیں کیا کیا ہیں

فراق آنکھ لگنے کی جا ہے نہیں		پلک سے پلک آشنا ہے نہیں
گلہ عشق کا بدو خلقت سے ہے		غم دل کو کچھ انتہا ہے نہیں
محبت جہاں ہے کہ تھاں ہو چکے		کچھ اس روگ کی بھی دوا ہے نہیں
دکھایا کئے یار اوس رخ کا سطح		کہیں آرسی کو حیا ہی نہیں
وہ کیا کچھ نہیں حسن کے شہر میں		نہیں ہے تو رسم وفا ہے نہیں
چمن محو اوس رنگ خوش کا ہے سب		گلی تر کی اب وہ ہوا ہے نہیں

نہیں دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہمارے کوئی کیا خدا ہے نہیں

دل لیکے کیسے جھگڑے مچاتے ہیں +		بد وضع یار کے لڑکے کیا خوش معاش ہیں
گھبرا اٹھے لگتیا ہیں رک کے تھمیں جا ہیں		کہتے ہیں جو وفائیں وان ہی سبھی صلے ہیں
کیا قدر ہی سخن کی جب یہاں ہی صحبتیں تھیں		ہر بات جا بجا ہے ہر بیت پر صلے ہیں

شب آنکھوں سے دریا سا بہتا رہا — ہمیں نے کنارے لگایا ہمیں
ہمارا نہیں تمکو کچھ پاس رنج — یہہ کیا تمنے سمجھا ہے آیا ہمیں
لگی سر سے جوں شمع پاتک گئی — سب اس داغ نے آہ کھایا ہمیں
جلیں پیش و پس جیسے شمع و پتنگ — جلا وہ بھی جنّے جلایا ہمیں
ازل میں ملا کیا نہ عالم کے تئیں — قضا نے یہی دل دلایا ہمیں

رہا تو تو اکثر الم ناک میر
ترا طور کچھ خوش نہ آیا ہمیں

کیا عبث مجنوں پئے محمل ہے میاں — یہہ دوانا باولا عاقل ہے میاں
قند کا کون اسقدر مائل ہے میاں — تجھ سے اون ہونٹھوں ہی کا قایل ہے میاں
ہمنے یہہ مانا کہ واعظ ہے ملک — آدمی ہونا بہت مشکل ہے میاں
چشم تر کی خیر جاری ہے سدا — سیل اس دروازے کا سائل ہے میاں
مرسکے چھپے تو راحت ہے ولیک — بیچ میں یہہ واقعہ حایل ہے میاں
دلگی پامالی ستم ہے قہر ہے — کوئی یوں دلتا ہے آخر دل ہے میاں
آج کیا فردای محشر کا ہراس — صبح دیکھیں کیا ہو شب حامل ہے میاں
دل تڑپتا ہے نہیں کیا جانئے — کس شکار انداز کا بسمل ہے میاں

ہو گیا ہے میری تیرے فرطِ شوق دل
کیا جانیے دل کو ہوا کیا لگا نہیں

آئینے پہ ہے تکتی ہوں تیری نظر
اس شوق کس کے منہ سے کچھ بھی کہا نہیں

رنگ اور بو تو ہے کشش دل سے پہچان کیا
لیکن ہزار حیف کہ گل میں وفا نہیں

تیر ستم کا تیری ہدف کب تلک رہوں
آخر جگر ہے یہ کوئی توا نہیں

لگ جائے تو آنکھیں ہونٹوں میں اور دہن
اک آن وہ دن میں دیکھے یہاں کیا نہیں

گزرتے ہیں جو حیرت سے تو کبھی چل رہو
مخدوم کا سیکھو یہ تمہارے خدا نہیں

کیا کہیں آتش ہجران سے گلے جاتے ہیں
چھاتیاں سلگیں ہیں ایسی کہ جلی جاتی ہیں

گو ہر گوش کسو کا نہیں جی سے جاتا
آنسو موتی سے سر منہ پہ ڈھلے جاتے ہیں

یعنی مسدود ہے کچھ راہ وفا ورنہ ہم
سب کہیں نامہ و پیغام چلے جاتے ہیں

بار حرماں و گل و داغ نہیں کب ہی تھا
شجر باغ وفا ہو کے پھلے جاتے ہیں

حیرت عشق میں تصویر سی رفتہ ہی کے
آپ سے جاتی میں ہم بھی تو چلے جاتے ہیں

ہجر کی کوفت جو کھینچے ہیں انہوں سے پوچھو
دل جلے جاتے ہیں جی اپنے بھی جاتے ہیں

یاد قد میں تیرے آنکھوں سے بھی سرو چمن
گر کسو باغ میں ہم سرو تلے جاتے ہیں

دیکھیں پیش آوے ہے کیا عشق میں اب ہو کے
ہم بھی اس راہ میں سر گاڑے چلے جاتے ہیں

ردیف واو

لا میرے اوریار ب آج ایک خوش گھر کو
قدرت ہے اسکو لگی گل پہیر و اور ہر کو

سیطا قتی میں شب کی پہو نہ خبط ہیرا
نا ستو ہین مج لکھ کہا وا فتو ہے جگر کو

سپولا پیلا شتابک ہر گز درخت خواہش
ہر سون پہو کہ دن ہوش ین الس شجر کو

ہے روزگار میرا ایسا جو کہ یارو
شستگی ہے فرق کرتا تک شام سے سحر کو

ہر چند ہی سخن کو تشبیہ و رہے لیکن
باتین میری سفو تو تم پہینک دو گہر کو

نزدیک ہے کہ جاوین ہم آپ سے اب تو
ملتے ہین ہم دوستون سے جاتے ہو سفر کو

کب میرا یہ ولیسا ہر سا کو کدا پہیر ہی +
جیسا کہ روستے ٹکنے دیکھا ہے چشم تر کو

نہ ہاتھ آرسی گا رہ سمرا یا ورد ہو گا تو
نہ تو گلچین باغ حسن عالم زرد ہوگا تو

یہہ پیشہ عشق کا ہے خاک چہنوا ئیگا صحرا کے
مہر ارسے بیوفا جون گل چمن پہ درد ہو گا

غبار راہ ہونے لگیگا تیری سی زرکہ بستے
بسان گرد باد آخر بیابان گرد ہو گا تو

علاقہ دل کا لکھوا ئیگا دفتر ناتہ سے
تحیر کی جبہد دکھین علم سا فرد ہو گا تو

خدا کے ہم صبح تک ہی آنکھ لگتی ویگا دل جلنا
یہی پہر میر سا سر گرم آہ سرد ہو گا تو

نہ میرے باعث شور و فغان ہو — ابھی کیا جانئے کیسا سمان ہو

یہی مشہور عالم ہیں وہ عالم — خدا جانے ملاپ اُسے کہان ہو

جہان سجدہ میں نے عشق کیا تھا — وہیں شاید کہ اُس کا آستان ہو

نہ ہووے وصف ان یادون کا مجھسے — اگر ہر مو مرے تن پیذبان ہو

جگر تو چھین گیا تیر ان کے مارے — تمہاری کس طرح خاطر نشان ہو

نہ دل سے جا خدا سے مجھکو سوگند — خدائی میں اگر ایسا مکان ہو

تم اے نازک تنان ہو سب کے — تمنائے دل و آرام جان ہو

بلی ملک اب کہ اُسنے مار ڈالا — کئے کچھ کوئے گرجی کے امان ہو

قطعہ

سنا ہے چاہ کا دعوا تمہارا — کہو جو کچھ کہ چاہو مہربان ہو

کنارا یون کیا جاتا نہیں ہے — اگر پائے محبت درمیان ہو

ہوئے ہم پیر سو ساکت ہیں اب میر — تمہاری بات کیا ہے تم جوان ہو

مت سکیار رہو دعوا مساوات کرو — اس کنے بیٹھنے پاؤ تو مباہات کرو

صحبت آخر ہو چکی یار نہ کرو پھر افسوس — متصل ہو سکے تو ہمسے ملاقات کرو

طول رکتا ہے درد دل میرا	لکہنے بیٹہون تو خط ترسل ہو
ہو جو مجہہ بادہ کش کے عرس مین تو	حبب کہ قلقل سے شیشے کی قل ہو
دیر رہنے کے جا نہین یہہ چمن	بوئے گل ہو صفیر بلبل ہو
مجہہ دوانے کی مت پلا زنجیر	کہین ایسا نہو کہ پہر غل ہو

منکشف ہو رہا ہے حال میر
کاش ٹک یار کو تامل ہو

سب حال سے بیخبر ہین ہان تو	ہر ہرزہ وہ شہر ہے جہان تو
اس تن پہ نثار کرتے لیکن	اپنے ہی نظر مین ہے جہان تو
ہر باد ندے کہین سراسر	رہتی تہین شمع سان زبان تو
کیا اسکے گئے ہے ذکر دل کا	ویران پڑا ہے یہہ مکان تو
کیا کیا نہ عزیز خوار ہونگے	ہونے دو اسے ابہی جوان تو
غنچے لگے منہ تمہارے لیکن	صحبت کا اسے ہے ہو وہان تو
کیا اسے رکہین امید بہبود	پہرتا ہے خراب آسمان تو
یہہ طالع نارسا بہی جاگین	سو جاوے ٹک اسکا پاسبان تو
مت تربت میر کو مٹاؤ	رہنے دو غریب کا نشان تو

جو ہووے زار اپنی آنکھ میں اتنا نہیں وہ صید
پھر پتا دوسرا جسکے جگر میں نہ تیر ہو

جو ہو گئیں ہیں ... جوان شیخ جی ہیں
پھر در گزر یہ کر تو نہیں گو کہ پیر ہو

کس طرح آ ... لت سی ہیں او ...
افتادہ تر جو مجھ سے مرا دستگیر ہو

حد سے زیادہ جور و ستم خوشنما نہیں
ایسا سلوک کر کہ تدارک پذیر ہو

ہم بھر ... دل میں ... آنکھوں میں ... پل
اتنے سے قد پہ تم بھی قیامت شریر ہو

ایسا ہے اسکے گھر کو بھی آباد دیکھیو
جس خانمان خراب کا یہ دل مشیر ہو

قطعہ

تسکین دل کے واسطے ہر کم بغل کے پاس
انصاف کر تو کب تئیں مخلص حقیر ہو

یک وقت خاص حق میں مرے کچھ دعا کرو
تم بھی تو میر صاحب و قبلہ فقیر ہو

ملایا ... ہی ... نگہ نے ... کو
کر افشاں کبھیو ... اسکی دامن کو

کرے ہے ... خصوصیت ہے پیار کے
کبھو ترک تو آ بار ... دل ...

نہیں جاتی ... گو ...
بہت پی پی گیا ... کو

نہ ... یار کو ... خون ناحق کا
دکھا دیویں گے ہم محشر میں ...

نہیں ... کوئی شکل پھر سے
دکھا یا ... چہرہ ترا صورت گر چین کو

۲۲۹

جنبش بھی اسکی آگے ہوئے شون کو ہو کبھو — یون اپنے طور پر تم باتین بہت بنالو
دو نعرون ہی مین سب کے ہوگا مکان ہو کا — سن رکھو کان رکھ کر یہ بات لیتجی والو
نام خدا ستم مین تم نامور تو ہوئے — پر ایک دو کو یون ہی لمد مار ڈالو
زلف اور خال و خط کا سودا ہمین ہے بھیا — یارو تبھی تو سر سی جلد اس بلا کو ٹالو
یاران رفتہ ایسے کیا دور تر گئے ہین — ٹک کر کمر تیز گامی اس قافلہ کو پالو
بازاری ساری دیر ہی گھتم ہین راز جیسے — جنکو ہمین کہا ہے تم منہ بہت لگالو

یون رفتہ اور بہجو کب تک رہا کروگے
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو

اتنا کہا ہے ہمنے کبھو کہ آؤ — کا ہیکو یون گھر سے ہو حبشی سے بیٹھ جاؤ
یہ چاند کے سے ٹکڑے چھپتے نہین چھپائے — ہر چند اپنے منہ کو برقع مین تم چھپاؤ
دو چار تیر یار داس کی گلی ہے دور ہی — تم کھینچ کھینچ ٹکو اس پلے پر تہ لاؤ
ہوش رم آنکھ مین تو ہماری حجاز سے — مت کر کہ شوخ چشمی آشوب سا اٹھاؤ
اب آتی ہو تو آؤ پھر لحظہ جی گھٹے ہے — پھر لطف کیا جو آکر آد یا ہی تم بناؤ
تھی سحر یا نگہ تھی ہم آپکو تھے بھولے — اس جادو گر کو گویا پھر بھی تنک دکھاؤ
بار بھی گئی سوگند سی جی بھر بھر آتے ہین کیا — آئندہ میر صاحب دل مت کہین لگاؤ

یار و خصوصیت تو رہی اپنی اسکے ساتھ	میرا کہو جو حال تو اس سے جدا کہو
آشفتہ ہو جو اس پریشان خراب حال	دیکھو مجھے تو تسلی دوانہ سڑا کہو

کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر بے
خط اب تمنے جو لکھا ہے کیا کیا لکھا کرو

رکھو گردن کو تری تیغ ستم پر ہو سو ہو	جی میں ہمنے یہ کیا ہے اب مقرر ہو سو ہو
قطرہ قطرہ اشکباری تا کجا پیش سحاب	ایکدن تو ٹوٹ پڑا ہے دیدۂ تر ہو سو ہو
بند میں ناز و نعم ہی کر رہے کیونکر فقیر	یہ فضولی ہے فقیری میں میسر ہو سو ہو
آگے کوچے سے ترے جاتا ہوں کعبے آن شب	تیر باران ہو کہ برسے تیغ یکسر ہو سو ہو
صاحبی کیسی جو تمکو بھی کوئی تم سا ملا	پھر تو خواری بیوقاری بندہ پرور ہو سو ہو
کب تلک فریاد کرتے یون پھرین بے قصد سے	داد لیجے اپنی اس ظالم سے اڑ کر ہو سو ہو
بال تیرے سر کا آگے تو جیون کے ہیں وبال	سر منڈا کر ہم بھی ہوتے ہیں قلندر ہو سو ہو
سختیاں دیکھیں تو ہمسے چند کھنچتا ہے عشق	دلکو ہمنے بھی کیا ہے اب تو پتھر ہو سو ہو

کہتے ہیں مشہور ہے تیرا در غیر و کنار
ہیں شریک اے میر ہم بھی تیرے بہتر ہو سو ہو

جون غنچہ میر اتنے نہ بیٹھے رہا کرو	گل پھول دیکھنے کو بھی ٹک اٹھ چلا کرو

جی میں تو ہے کہ دیکھیے آوارہ میر کو
لیکن خدا ہی جانے وہ گھر میں ہے یا نہو

ملتفت ہوتا نہیں ہے گاہ تو — کس قدر مغرور ہے اللہ تو
مجھسے کتنی جان سے جاتی رہی — کس کی میت سے گیا ہمراہ تو
بیخودی رہتی ہے اب اکثر مجھے — حال سے میرے نہیں آگاہ تو
اوسکے دل میں کام کرنا کام ہے — یون فلک پر کیون نجا اے آہ تو
فرش ہیں آنکھیں ہی تیری راہ میں — آہ ٹک تو دیکھ کر چل راہ تو
جی تلک تو منہ نہ موڑین تجھسے ہم — گر جفا و جور خاطر خواہ تو
کاہش دل ہے وہ حیران کیون نہون — آنکھ میں آوے نہ دو دو ماہ تو
دل وہی کیا کچھ ہی یون ہی چاہیے — اے زہی تو آفرین تو واہ تو

میر تو تو عاشقی میں کپ گیا
مت کسیکو چند روز اب چاہ تو

عنایت ازلی ہی جو دل ملا مجھکو — محل شکر ہے آشنا نہیں گلا مجھکو
تنک شراب ضعیف الدماغ ہو ساقی — دم سحر ہے پر زور مت پلا مجھکو
پڑا رہے کوئی مردا سا کب تلک خاموش — ہلا کہیں لب جان بخش کو جلا مجھکو

۲۳۱

لگی ہیں وسکے رہا جا کہ جو کوئی سو رہا
وہی تو جاوے ہے وان جب کسو کی آئی ہو

لب سوال نہ اک بوسے کے لیے کہولوں
ہزار مہر و محبت میں بنیوائی ہو

زمانہ یار نہیں اپنے بخت سے اتنا
کہ دستی سے ادسے ایکدن لڑائی ہو

جفا و جور و ستم اوسکے آپ ہی سہو
جو اپنے حوصلے میں کچہہ بہی اب سمائی ہو

ہزار موسم گل تو گئے اسیری میں
دکہائی دیوے ہے سو کئی ہی یہ اب رہائی ہو

چمکتے دانتون سے اوسکے ہوئی ہے روشن میر
عجب نہیں ہے کہ بجلی کی چمک ہنسائی ہو

ہوتی کچہہ عشق کی غیرت بہی اگر بلبل کو
صبح کیا وسے لگ لگنے دیتے گل کو

ہین فسرا پنا دہنا تہا تبہی اس شوخ نے جب
پگڑی کے پیچ سے باندہا تہا اوٹہا کا گل کو

مستی ان آنکہوں سے نکلی ہے اگر دیکہو خوب
خلق بدنام عبث کرتی ہے جام مل کو

جیسے ہوتی ہے کتاب ایک ورق بن ناقص
نسبت نام اسی طور ہی چنے سے گل کو

ایک لحظہ ہی میں بل سارے نکل جاتی میر
پیچ اوس لف کے دینو تہی دکہا سنبل کو

اب اسیری کے یہین تو دیکہئے گلشن کبہو
تہا ہمارا بہی چمن میں ای صبا مسکن کبہو

ہم بہی اک امید پر اس صید گہہ میں ہین پڑے
کہتے ہین آتا ہے ادہر وہ شکار افگن کبہو

یاد جب آتی ہے وہ زلف سیاہ
سانپ سا چہاتی پہ پہر جاتا ہے آہ

کھل گیا منہ اتنے اس محبوب کا
کچھ سخن کی بھی نکل آوے گی راہ

شرم کرتے تھے مرا سر کاٹ کر
سو تو دانی اور ٹیڑھی کی کلاہ

یار کا وہ ناز اپنا یہ نیاز
دیکھیے ہوتا ہے کیوں کر یوں نباہ

دین میں اوس کافر بے رحم کی
اجر اک رکھتا ہے خون بیگناہ

پتھروں سے سینہ کوبی میں سنے کی
داغ کے ماتم میں مری چہاتی ہے سیاہ

مول لی چک مجکو آنکھیں موند کر
دیکھہ تو قیمت ہی سیری یک نگاہ

لذت دنیا سے کیا بہرہ ہمیں
پاس ہے رندی و لیے ضعف باہ

روٹھ کر کیا آپ سے ملنے میں لطف
ہووے ہے وہ بھی تو کچھ ٹک عذرخواہ

ضبط بہتیرا ہی کرتے ہیں ولے
آہ اک منہ سے نکل جاتی ہے گاہ

اوسکی رو کے رفتہ ہی آئین یان
آج سے تو کچھ نہیں ہے جی کی چاہ

دیکھہ رہتے دہو کر اوس رخسار کو
دایہ منہ دہوتی جو کہتے ماہ ماہ

شیخ تو نے خوب سمجھا میر کو
واہ وا اسے بے حقیقت واہ واہ

ہم سے کیوں الجھا کرے ہے آ سمجھ ایسا نا سمجھ
آج طبیعت جو مخالف ہیں انہوں سے جا سمجھ

[illegible]

ہر ایک کی حقیقت یان ہے خدا رسیدہ
نکلا نہ میری دل سے یہ خار نا خلیدہ
پہر یا نصیب اس پر تم جو ہو رکیدہ
جون آفتاب ہم بہی کیسے رہے جریدہ
ہیں وہ درخت لایا آخر سر بریدہ

[illegible] ابتو بہت ہیں بہی
لکہیگا میر کی کچھ شعر چیدہ چیدہ

لطف کیا ہے کسو کی چاہ کے ساتھ
چاہ وہ ہے جو ہو نباہ کے ساتھ

وقت کٹہنے کو ہاتھ دل پر رکھ
جان جاتی رہے نہ آہ کے ساتھ

عشق میں ترک سر کئے ہی سبنے
مشورت تو بہی کر کلاہ کے ساتھ

ہوا گر چہ آسمان پہ وسلے
نسبت اوس مہ کو کیا ہے ماہ کے ساتھ

سفر ہی وہ جو مہ ہوا تا در
چشم اپنی تہی گرد راہ کے ساتھ

جا تو ہے تو وہان آنکھوں کا دیکہا
جی کہچے جاتی ہیں نگاہ کے ساتھ

میر سے تم بری ہی رہتے ہو
کیا شرارت ہے خیر خواہ کے ساتھ

[illegible]

پھرتی ہین اوسکی آنکھین آنکھون تلے ہمیشہ
رہتا ہے آب دیدہ یان تا گلے ہمیشہ

تصدیع ایک دودن ہووے تو کوئی کھینچے
تڑپے ہی جگر ہمیشہ چھاتی جلے ہمیشہ

اب اس مغل بچے کو وعدہ وفا کرنا
کچھ جا کہین تو کرنا آرے چلی ہمیشہ

لب تک وفا کریگا یون حوصلہ ہمارا
درپیشی درد اکثر غم جی ملے ہمیشہ

اس جسم خاکی سے ہم مٹی مین اٹ رہے ہین
یون خاک مین کہانتک کوئی رلے ہمیشہ

آئندہ و روندہ یادِ سحر کبوتر
قاصد نیا ادہر کو کبتک چلے ہمیشہ

مسجد مین چل کے ملئے جمعے کے دن سنے تو
ہوتے ہین میر صاحب وان دن ڈھلے ہمیشہ

آوے کہنے مین رہا ہو غم سے گر احوال کچھ
جان بلب ہتی ہین پر تجھ بن نہین ہین حال کچھ

بے زری سے داغ ہین لیکن یون پر پھرے
کہئے حاجت ہے تو لوگون سے جیسے ہون مال کچھ

کام کو مشکل دل پر آرزو نے کر دیا
یاس کلی ہو چکی تو پھر نہین اشکال کچھ

دل ترا آیا کسو کے پیچ مین جو سدھ گئی
متصل بکھرے رہا کرتے ہین منہ پر بال کچھ

ماہ سے ماہی تلک اس داغ مین ہین مبتلا
کیا بلا ہے جان ہے میر اتمہارا حال کچھ

ایکدن کنج قفس مین ہم کہین رہ جائینگے
بیکلی گل بن بہت رہتی ہے ہمکو سال کچھ

کیا اوس آتشباز کی لونڈی کا اتنا شوق میر
یہ چلی ہے دیکھ کر اسکو تمہاری رال کچھ

ردیف یای

نہ ٹھہری ایک بھی جی کے شکیبائی تری آنکھوں
کلیجا جل گیا اے چشم تیری نوشتابی سے

نکل آئی ہو گھر سے چاند سے یہ کیا طرح بگڑی
قیامت ہو رہیگی اک دن اس بیحجابی سے

یہ جھگڑا آ تنگ آ کر میں رکھا روز شمار اوپر
کروں کیا تم تو لڑنی لگتے ہو حرف شتابی سے

بہت رویا نوشتے پر میں اپنے دیکھ کر قاصد کو
کہ سر اوس غریب آتا تھا خط کی بیجوابی سے

مبادا کاروان جاتا رہے تو بیچ سوتا ہے
بہت ڈرتا ہوں میں اے امیر تیری بیخوابی سے

آنکھیں نہیں یاں کو ملتے ایدھر کو نظر بھی ہے
سدہ اپنی نہیں ہمکو کچھ تجھکو خبر بھی ہے

گو شکل ہوا کی سر چرخ تئیں کھنچا
اے آہ شرر افشاں کچھ تجھ میں اثر بھی ہے

اس منزل دلکش کو منزل نہ سمجھیگا
خاطر میں رہے یاں سے درپیش سفر بھی ہے

مجھ جاں شکستہ کی ناچیز سے ہو قدری
کچھ کسر میں اب میر اے شوخ کسر بھی ہے

یہ کیا کہ ہمیشہ تو جیسے نے چاک کرے سینہ
کر عرض جو کچھ تجھ میں اے امیر ہنر بھی ہے

دوری میں اوسکی گور کنارے ہم آ رہے
جی رات دن جنہوں کی کہیں اٹھیں گیا رہے

اوس آفتاب حسن کی ہم داغ شرم میں
ایسے ظہور پر بھی وہ منہ کو چھپا رہے

اب جسکی حسن خلق پہ بیہودہ ہیں لوگ
اوس بیوفا سے ہم بھی بہت آشنا رہے

کسکو لاگی کہ نہو موہین ڈبایا اسکو
اوسکی شمشیر کی جہول بہی بہا کیا کیا کی

جان کی ساتہہ ہی آخر مرض عشق گیا
جی سنبہلا تک نہوا ہمنی دوا کیا کیا کی

اون نی چہوڑی نہ طرف جور و جفا کی ہرگز
ہمنی یون اپنی طرف سی تو وفا کیا کیا کی

سجدہ اک صبح تری در کا کرون اس خاطر
مین نی محراب مین یا تو نکو دعا کیا کیا کی

آگ سی بہکتی ہی دن رات رہا کی تن مین
جان غمناک تری غم مین جلا کیا کیا کی

میر نی ہوشون سی اوسکی نہ اوٹہایا جی کو
خلق اونکی تئین یہ سنکی کہا کیا کیا کی

کب تلک حوال یہ جب کوئی ترا نام لی
عاشق بیچارا دونون ہاتہہ سی دل تہام لی

ناتوانی سی اگر مجہہ مین نہین ہی جی تو کیا
عشق جو چاہی تو مردی سی بہی یہ کام لی

پہلوی عاشق نہ بستر سی لگی تو ہی بجا
دلسی آفت ہو بغل مین جسکی کیا آرام لی

اسدل نالان سی اوسی نف سینہ مین جا بجا
آج یہ بیمار دیکہین کسطرح سی شام لی

شاخ گل تیری طرف جہکتی جو ہی ای مست ناز
چاہتی ہی تو بہی میرا ہاتہہ سی اک جام لی

دلکی آسایش نہین امکان نہ زلف یار مین
یہ شکار مضطرب ہر دم نہ زیر دام لی

عزت اہل پیر مغان کچہہ چاہیو تکی ہی ضرور
[illegible] کتنی ہم چاہتا کر خام لی

کیا بلا مفتی کا لونڈا سر چڑہا ہی ان دنون
آدمی ہی گویا کہ مجہہ پر قاضی کا الزام لی

بیٹھیں ہیں رہ سے گو تو رہا ہی رواق میں جیز	جو شمع ترشیق تو تب ہم سے گئی کنارے
لاتی نہیں ہو مطلق سر تم غرور خدا کے	یہ نار خوبرو یان شبہ میں ہم نشہ دار کے
کوئی تو ماہ پارہ اس بھی رواق میں ہیز	بیچ شک ترقی میں شکوہ بیدی نہیں میں یار کے
لنگ کر گلے نہ سو ہی اس منہ پہ منہ نہ کہا	جی ہی گئے ہم آخر ان حسرتونکی مار کے
بیتابی ہجر دونوں کو بیخوابی ہی شبونکو	آرام و صبر دونوں مدت ہوئی سدہار کے
آفاق میں جو ہوتی اہل کرم جو ستھی	ہم بر سون رعد آسا بیتاب ہو پکار کے
جل بجھو اب تو سو تہر ما سنر برق خاطف	جون ابر کسکے آگے دامن کوئی پسارے

ہمنے تو عاشقی میں کہو یا ہی جان کو بھی
صدقے میں میر جی کی دو ڈھونڈتی ہیں وار ے

اس باغ بی ثبات میں کیا دل صبا لگی	کیا کیا نہال دیکھتے پاین پاؤن آ لگے
حرص و ہوس سی باز ہی دل تو خوب ہے	پہر پہر اس گلی کی تئین گر ہوا لگے
تلخ اتنا ہی جی کو بھی لگتی ہی اس نمط	جیسے کسو کی زخم پہ تیر اک دوا لگے
کسکو خبر ہی کشتی تباہونکو حال کی	تختہ مگر کنارے کوئی بہکی جا لگے
ایسی لگی سہر ہی میں بہت سالگی روش	جانی دیا اسیر جور یہ ہی سی بلا لگے
وہ ہی چمن فروز تو بلبل ہی ساکہ	گل ایسی منہ کی آگے بہلا کیا بہلا لگے

ہر کوئی اس مقام مین دس روز — اپنی نوبت بجائے جاتا ہے
کہل گئی بات تہی سو اک پر — تو وہی منہ پر چھپائے جاتا ہے
یان بیٹھین نکل گیا وان غیر — اپنی ٹکی لگائے جاتا ہے
روئے کیا دل و جگر کے تئین — جی بہی یان سے تو پائے جاتا ہے
کیا کیا ہے فلک کا مین کہ مجہے — خاک ہی مین ملائے جاتا ہے
نہ جنہین کچھ ہے انکی تئین ہر گاہ — عرق شرم آئے جاتا ہے

قطعہ

جائے حیرت ہے خاکدان جہان — تو کہان منہ اٹھائے جاتا ہے
دیکھ سیلاب اس بیابان کا — کیسا سر کو جھکائے جاتا ہے

وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے

کعبے مین جان بلب تہے ہم دوری بتان سے — آئے ہین پہر کے یارو ابکی خدا کے یان سے
تصویر کی سی طایر خاموش رہتے ہین ہم — جی کچھ اچٹ گیا ہے اب نالہ و فغان سے
جب کنج قفس مین تہے بجلی تب جانب گلستان — رکھتے تہے چہیڑ میری خاشاک آشیان سے
کیا خوبی اوسکے منہ کی ای غنچے نقل کریے — تو تو نہ بول ظالم بو آتی ہے دہان سے

[illegible]

ہوئیاں میر دل پہ کچھ اسکی لب درگرد	نقش ہے جو جیسے تیرا کشتہ بلا کیا ہے
ہم کو شور ہوں جہاں میں گر جہاں تو ہوگا	تو فریبی ہی تو کی ہے ظالم بھلا کیا ہے

ہے منہ پہ میر کر گیا گرد ملال تازہ
یہ خاک میں کیا شیر یوں نہیں رلا گیا ہے

یاں تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے	کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے
گرد جب اٹھتی ہے اک حسرت سے رہ جاتی ہیں دیکھ	وحشیان دشت کی آنکھ اس شکار افگن پہ ہے
کشتہ ہے پیکان سے میری ہوگئی ہیں سترا اور	اب شرف دلکو ہمارے یار کے آہن پہ ہے
کیوں نہوں اے ترک رعنا زینت فتراک تھا	خون کس گل کا رے عجب اک تیرے دامن پہ ہے
سر کھجانے کی نہیں ہے ہمکو فرصت عشق میں	ہر دم اک تیغ جفا ہے تازہ یاں گردن پہ ہے
نوحہ گر کر مجھکو دکھلایا غم دل نے فغان	شیون اب ہے وقف یارو انکا میرے شیون پہ ہے
ہے چکار سنا مر بستی میں آخر کب تلک	تا گہ شب سے قیامت شور مرد و زن پہ ہے
خرمن گل سے لگے ہیں ڈھیر سے کو ...	لوہو رونے سے بہار رنگ اک گلشن پہ ہے
وے جو بھری پلکیں الٹ دیتی ہیں صف آگے	اب لڑائی ہند میں سب اس بھری پلکن پہ ہے

تو تو کہتا ہے کہ میں نے اس طرف دیکھا نہیں
خون ناحق میر کا پہ کس کے پھر گردن پہ ہے

قطعہ

[illegible]

مرد ہو تجھ بھی ہمکو صورت نہ آ دکھا تجھ — وقت اخیر اچھا صنم کو چھپا کے بیٹھے
عزلت نشین ہوے جب دل منع ہو گیا — پھٹے کہ عاشقی مین ہم گھر جا کے بیٹھے
جو کفر جانتے تھے عشق بتان کو وہ بھی — مسجد کو آگے آخر قشقہ لگا کے بیٹھے
شور متاع خوبی اس شوخ کا بلا تھا — بازاری سب دکانین اپنی بڑھا کے بیٹھے
کیا اٹھے اور اسکی اب نقل کر محبت — مجلس سے اٹھ گیا وہ تک ہم جو آ کے بیٹھے
کیا جانے تیغ اسکی کب ہو بلند عاشق — ایوان چاہیے کہ سر کو ہر دم جھکا کے بیٹھے

قطعہ

سہو ہو گی سیج پر سو جو بید ماغ اسکے — مسند پہ نازکی کے جو تھوڑی جھڑ پا کے بیٹھے
کیا غم او سیے زمین پہ بے برگ و ساز کوئی — خار و خسک ہی کیسون نہ بچھا کے بیٹھے

وادی قیس سے پھر آ کے نہ میر صاحب
مرشد کی قبر پر ہی شاید کہ جا کے بیٹھے

جانے میں عقل کے سو تیرا اختیار ہے — پر جا میں جو گئی ہیں سو رہ پر غبار ہے
ہم آپ سے گئے سو آ کہی کہاں سکے — مدت ہوئی کہ اپنا ہمین انتظار ہے
بس وعدہ وصال سے کم دی مجھے فریب — آگے ہی مجھکو تیرا بہت اعتبار ہے
سر تا ہی اوسکے طائر قدسی نکر سکے — اوس ترک صید بند کا وہ تو شکار ہے

جیتے رہینگے کیونکر ہم اے طبیب نادان
بیمار اوسکی تسپر مطلق دوا نہ پہونچی

لایق ترے نہین ہے خصمی غیر لیکن
وہ باز کیون کہ آوے جبتک سزا نہ پہونچی

ہر چند ہے ہر خوبان سر سجدہ مین ہمارے
پر اونکے دامنون تک دست دعا نہ پہونچی

ہین آہ دل کا رکنا بیجا نہین ہمارا
کیا حال ہووے اوسکا جسکو ہوا نہ پہونچی

اینجر سخن کی [illegible] ر راہ نکلی
خط اوسطرف سنجا [illegible] قاصد گیا نہ پہونچی

وہ میر شاہ خوبی ہے قدر دور اسکی
درویش بینوا کی اوس تک صدا نہ پہونچی

کرتا ہے کب سلوک وہ اہل نیاز سے
گفتار اوسکی کبر سے رفتار ناز سے

یون کب ہمارے آنسو پچھتے ہین کہ تو [illegible]
دیکھا کبھو ادہر مژۂ نیم باز سے

خاموش رہ سکے نہ تو بڑھ کر بھی کچھ نہ کہہ
سر شمع کاٹتے ہے زبان دراز سے

اب جا کسو درخت کے سائے مین بیٹھیے
اسطور سے رہے کب تمکین برگ ساز سے

یہ کیا کہ دشمنون مین مجھے سان لی گئے
کرتی کسو کو زیچ بھی تو امتیاز سے

مانند شمع ٹپکے ہے پڑتی ہین انپھو اشک
کچھ جلتے جلتے ہو گئے ہین ہم گداز سے

شاید کہ آج رات کو تھے میکدے مین میر
کھیلے تھا ایک مغبچہ مہر نماز سے

کیا رنگ بود و باد سحر سب ہین گرم آہ — کیا ہے جو اس چمن مین ہی ایسی ہوا چلی

تو دو قدم جو راہ چلا گرم اے نگار — مہندی کف کی آگ دلو نمین لگا چلی

فتنہ ہو اسی شہر مین برپا ہزار جا — تلوار اسکی چال پہ کیا ایک جا چلی

یہ جور و جور کش تہی کہان آگی عشق مین
تجھ سے جفا و ہم سے رسم وفا چلی

آہ رو کون جانی دواؤ کس طرح گہر کی طرح — گاڑ دو یہین کاش مجھکو بیچ مین در کی طرح

لالہ و گل کیون نہ چبھکر اپنی آنکھو نمین لگین — دیکھنے والی ہین ہم تو رنگ احمر کی طرح

بے پر و بالی ہے ایسی گو کہ بلبل تو ہے چپ — یاد ہین سکتے تہین وہ چہچہے پر کی طرح

آج کا آیا تجھے کیا یاد ہے ہم حیران ہین — ڈھونڈھتے وا الشیخ اکثر کی طرح

دیکھ اسکو حیف کہا کر سب مجھے کہنے لگے — واہ تو گھر ہین یہی اطوار دلبر کی طرح

تازہ تر ہوتی ہین گل سے بھی یہ نازکی نہال — صبح اٹھتے ہین یہ جو پہول بستر کی طرح

مشک عنبر طبلہ طبلہ کیون نہو کیا کام ہے — ہم دماغ آشفتہ ہین زلف معنبر کی طرح

جیمین ہو وہ طاقت کہان جو ہجر مین سہلے زمین — اب گھر تو یہی شوخی بستر کی طرح

داغ جیسے ہو ہین بلبل کو دلبر کسکی ہین — یون تو داغ گل ہین ہزار دل شمشاد کی طرح

کوئی آب زندگی بتا ہے یہ زہر اب چھوڑ — خضر کو ہستہ ہین سب تجھ روح خنجر کی طرح

۲۴۳

[illegible]

ققطعہ

[illegible]

تکلیف سے چمن کے بلبل ہین تنگ ایسے — صبا داس تفتہ بین خود کو مخالف کچھ لگا دیوے

معروف بھی ہے میر درویش سے یون دور پہرتا ہے
ٹک اس درویش سے مل چل کہ تجھکو کچھ دعا دیوے

کیا خور ہے طرف یار کو روشن گہری سے — مانا ہے حضور اسکی چراغ سحری سے
سبزان چمن ہے ہوئین برابر تری کیون کر — لگتا ہے تری سائی کو بہی شک پری سے
ہشیار کہ ہے راہ محبت کی خطرناک — مارے گئے ہین لوگ بہت بیخبری سے
ایک آن مین سب عنائیان تیری ہین سو سو — کب عہدہ برائی ہوئی اس عشوہ گری سے
زنجیر تو پاؤن مین لگی رہنے ہمارے — کیا اور ہے سودا کوئی آشفتہ سری سے
جب لب تری یاد آتی ہین آنکھو نسے ہمارے — تب ٹکڑے نکلتے ہین عقیق جگری سے

عشق آنکھونکی چھپے پہر کیا میر چھپی ہے
پیدا ہے محبت تری مژگان کی تری سے

کچھ کرو فکر مجھ دوانے کی — دھوم ہے پہر بہار آنے کی
دل لگا اوس کنج لب سے دی ہے نشان — بات لگتی تو ہے ٹھکانے کی
وہ جو پہرتا ہے مجھسے دور ہی دور — ہے یہ تقریب جی کی جانے کی
تیز یون نہین نہ تہی شر آتش شوق — تہی خبر گرم اوسکے آنے کی

۲۴۶

[illegible]

کل کہتے ہیں اس بستی میں مصحفی مشتاق تھا سو کر
تجھ سے کیا ہے جان کر دشمن وہ بہی محبت کرتے تو ہے

باریک وہ کمر ہے ایسی کہ بال کیا ہے
جو بنگلی ہے ایسی چاہت گلا بنگلی تہی
پہونچا ہے علاقہ اسی عزت ہی کسے
آغاز تو یہ ہی کچہ بہرو تو میں جنون ہے ہم
پامال راہ اسکو کرا کیا عزیز وں نکیسے
وہ سیم تن ہو نگا تو لطف تن پہ او سکی
سرگرم جلوہ او سکو دیکہہ کوئی سو جا لیے

دل ہاتہہ سے جو شاہ آ دے اسکا خیال کیا ہے
کیا جانیے ہم صغیر و ثواب کی مثال کیا ہے
کرنا معاش اکیلی اتنا کمال کیا ہے
کیا جانیے عاشقی کا یارو مآل کیا ہے
آ ہے جب کچہ میں گرد ونکی چال کیا ہے
سو بچی گئی تہہ صید قہر اک جان مال کیا ہے
طرز خرام کیا ہے حسن و جمال کیا ہے

قطعہ

میں بنوا اگر تہا بو سی کو اون لبون کے
سب ہی لگ گئی جب ان کہا کہ کوئی

ہر چشم صید بہی تہی دیکہ گذر و تال کیا ہے
پوچہو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

گہہ جب میں نہیں ہو گیہ منتظر کہیں ہو
کچہ مصحفی تمہارا ان روز دن حال کیا ہے

جیسے اندر و محرم عشق کب تک دل سے
عید سی ہو جا کو زنجیر ون لگی جیسے تو سگے

تازہ و چشم دیدہ یا کہ او سطر سب سبز ہے
ملہ گیسو بھی طور کی بخشش سے بلا ایسا ہے

دیکھ گل کو تنک کہ ہر ایک سے پیالہ پیا
اس سے پیچ کہ عزت اس چمن میں زر سے ہے

کانپتا ہوں میں تو تیر نگاہ دیکھ جسم ہو
قشقہ سے کیا مجھی تلوار کی کچھ در سے ہے

اشک پر ہر پیچ چلی آتی ہے چشم تر سے
ہر نگہ کا تار یا تار رشتہ گوہر سے ہے

یار نے یہاں میں پھر ایا نہیں جب تب تمکو میر
کیا تماشا ہے خانمان پر یاد کچھ تو گھر سے ہے

گلشن میں چمن سے اور بلبل تجھکو یاد کر
سپاس ان کی کرو جنہوں کہ یہ ڈالی نوا دی ہے

نہیں نکہت شیخ و تم از سہم میں ہمکو
مروت رسم تھی مدت کی تمکو اشھا دی ہے

رہائی جنگل باز فلک سے مشکل تھی
سر یہ ... کی سے ہوائی ... باد دی ہے

گلی میں ... قدر سخن کر ... تن میں
کہیں کیا اور بھی دل کی لگاوٹ کی سنا دی ہے

... سے ... گہر تو
دیا ہے دل آگہی ہمکو یا کوئی بلا دی ہے

در گلشن ... زنجیر والا کر باغبان مست کر
اڑا لیتی ہے مٹی بھی صبا اک چہرہ یاد دی ہے

کوئی صورت نہیں اس گل ...
قیامت کی ہر چمن نے آرسی تجکو دکھا دی ہے

مجھکو منظور کیا ہے زلف خال ... بال آگ
خدا نے دیکھنے کی لت سے آنکھوں کو لگا دی ہے

مجنوں ہوں ... عشق
سلیم الطبع کو تو یا نو لگا ہے نقش یادی ہے

۲۴۷

رہے جو جی میں کہو کیوں اسیر ظلمت کا
دلوں کو کھو ہیں بھی پھر [illegible]

ادا [illegible] گیسو کا ہمارے [illegible] جان کا
طریق عشق بھی عالم سے کچھ نرالا ہے

ہزار بار [illegible] زمین سپہر سے [illegible]
انہوں [illegible] زندگی کا [illegible] سبب [illegible] لگا ہے

سب ہو دغا ہی وہ کیا رسم وفا جانے
[illegible] سر پر [illegible] پہنچے [illegible] اچھا جانے

دل وہ جو کوئی جاتی تو کچھ تھا تو سر کیسے کو
[illegible] آ وہ کیا [illegible] جانے

تجھ جو رخ اپنا تو آئینے میں ہر ساعت
صورت [illegible] لگی سو تیری بلا جانے

کچھ اسکی [illegible] احسن عمیں گذرتی ہے
[illegible] غنچہ چھپا جانے

کیا شیشے کی [illegible] کو [illegible] اوڑاتا ہوں
سب [illegible] کو اسطور لگا جانے

میں مٹی بھی بیچاؤں دروازے کی اسکی تو
اس درد محبت کی جو کوئی دوا جانے

رہنے میں بھی کھانا خالی نہیں لذت سے
کیا جانے ہوس ہے پیشہ چکھے تو مزا جانے

یوں شہر میں پھیر کر آزردہ ہو ہیں
شب جائے وہ جب کوئی اس ہب کے ستا جانے

کیا جانوں رکھوں [illegible]
کردار وہی اچھا جو جسکو بھلا جانے

آگاہ نہیں انساں ای میر نوشتے سے
کیا جانے ہے پھر جو طالع کا لکھا جانے

جس خط میں شوق سے میں کیا کیا اسے لکھا تھا
[illegible] طفل مکتب وہ شوخ ابھی تو لیکن
جب سے ملا ہے اسکا [illegible]
[illegible] عشق دیکھو وہ نامہ وان [illegible]
جوں کاغذ ہوائی [illegible] وان پہونچ کر
[illegible]

کوئی ہر دل کھینچے جاتی ہین اور دہر	فضولی ہر تجسس یہ کہ کیا ہے
مرون مین اسمین پارہ جاؤن جیتا	یہی شیوہ مرا مہر و وفا ہے
صبا اور دہر گل اور دہر سرو اور دہر	اسکے باغ مین اتبو ہوا ہے
تماشا کرنی ہے داغ سینہ	یہ پہول اس تختے مین تازہ کہلا ہے
ہزارون ان ذی ایسی کی ادائین	قیامت جیسے ایک اسکی ادا ہے
جگہ افسوس کی ہر بعد چند سے	ابھی تو دل ہمارا بھی بچا ہے

قطعہ

جو چکے ہون کو چکے ہو کیون تم	کھو چکے تمہارا مدعا ہے
سخن کریے تو ہو وہی حرف زن مین	بس اب منہ موند لو مین نے سنا ہے

قطعہ

کب اس بیگانہ خو کو سمجھے عالم	اگرچہ یار عالم آشنا ہے
نہ عالم مین ہے نے عالم سے باہر	یہ سب عالم سے عالم ہی جدا ہے

لگا مین گرد سر پہرنے تو بولا
تمہارا میر صاحب سر پہرا ہے

دیوانگی مین گاہ ہنسے گاہ رو چکے	وحشت بہت تھی طاقت دل ساری کھو چکے

آج تک فتنہ ایک برپا ہے
دل کے کہنچے جاتے ہین اور سبکی اور
سارے عالم کی یہ تمنا ہے
پرسون رکھتا ہے دیدہ تر آب
پارہ دامن کا سینے دریا ہے

جیکو بچار کہینگے تو جا بینگے عشق مین
ہر چند میر صاحب و قبلہ ہین منکر

دل شتاب اس ستم عشق سے اوٹھایا جاے ہے
ایکدن تہ کر بساط ناز [illegible] جاے ہے

یہ قیامت اور جی پر کل گئی پاجیز مین
دل خس و خاشاک گلشن سے لگایا جاے ہے

خانہ سازی مین جو ہو واعظ سو ہے خانہ خراب
زینت کے خاطر جسے مسجد کو ڈھایا جاے ہے

کام کیا بال ہما سے جیتر شہ سے کیا غرض
سر اک دیوار ہی کا اسکو سایا جاے ہے

اتقا پر خانقہ والے بہت مغرور ہین
مست ناز اپنے ہے او سے بکہا لایا جاے ہے

کیا ریون ہی مین پڑے رہینگے ساقی کی روش
اینہہ ہوتی ابکی موسم گل کا آیا جاے ہے

یہ ستم تازہ کہ پہنچا نا کسی پر کر نظر
جن سے بگڑا چاہیے اون سے بنایا جاے ہے

جی نہین رہتا ہے ٹک ناچار ہمکو اسکی [illegible]
گر تہی ہی کچھ تو ضعف مین بہی رہ جایا جاے ہے

گاہ برقع پوش ہو گہہ ہو پراگندہ گرو
تمکو ہمسے منہ ہر صورت چھپایا جاے ہے

وہ بہی تو ٹک دست تیغ انہی کی جاتی قدر میر
زخم سارے ایکدن اسکو دکھایا جاے ہے

مستقیمین فلت ہوگی خفت عشق کی تہمت ہوئی
آخر آخر جان دی یارون نے یہ صحبت ہوئی

مجلس میں بودیکا تو متصل پیتا تہا صبح
دن چہپے ہم کیا جانون آگے کیا صورت ہوئی

۲۴۶

[illegible]

جھمکی ہیں ستارہ پلکیں رونے کی | شگون ہیں کچھ گھستا سا جیسا چاہیے
جب تئیں زبان چپ ہے تب تلک کیا حرف ہے | بے صرفہ کہیوں جو کچھ کہ کہا چاہیے
دل جاتی ہے جیون ورق شبنم قم کہانے لگے | اب ہم تو چپ یہاں ہے یہ تو ہو رہا چاہیے
خط رسم زمانہ تھی ہمیں بھی لکھا اسکو | تیری لکھی کیونکر یہ عاشق ہو لکھا چاہیے
رنگ گل بو بھی گل ہوتے ہیں ہوا دونوں | کیا قافلہ جاتا ہے جو تو بھی چلا چاہیے

ہم میر ترا مرنا کیا چاہتے تھے لیکن
رہتا ہے ہوئے بن کب جو کچھ کہ ہوا چاہے

آنکھ ہیں یوں تو اسکی خاطر خواہ کیونکر دیکھیے | سو طرح جب دیکھیے تب ایک ٹک اودھر دیکھیے
گرچہ زردی رنگ کی بھی ہجر میں ہے روگ | منہ مرا دیکھو ہو کیا یہ کوفت جی پر دیکھیے
ابکی گل ہم بے پروں کے اور چشمک زن ہے روگ | اور دل اپنا بھی جلتا ہے بہت پر دیکھیے
آتی ہو جب جان یاں آنکھوں میں آ رہتی ہو اوہ | دیکھیے ہم کو تو یوں بیمار منظر دیکھیے
اشک بے سرخی ابھی سے ہے تو آگے شمشیر | رنگ لاوے کیسے کیسے دیدہ تر دیکھیے
دیدہ و کعبہ سے بھی ٹک ہے کچھی چشم شوخ یار | شوق کی افراط سے تا چند گھر گھر دیکھیے
پھر رہے یوں صید گہ کی گنج میں تو حسن کیا | عشق جب ہے تب گلی کو زیر خنجر دیکھیے
برسوں گذری خاک اٹھی سنہ آئینے کی طور | کیا غضب ہے آنکھ اٹھا کر ٹک تو ایدھر دیکھیے

[illegible]

قطعہ

گھر سے گذشت آتی فرہاد کی نکالے — مجنون کا گاہ قصہ بیٹھا لکھا کرے ہے

ایک آفت زمان ہے یہہ میر عشق پیشہ +
پردے ہی مین سارے مطلب اپنے ادا کرے ہے

یار بن تلخ زندگانی سے تھے — دوستے عاشق جہانی سے تھے
سر سے اسکے ہوا گئے نہ کبھو — عمر برباد دیو نہی جوانی سے تھے
لطف پر اسکے ہمنشین مت جا — کبھو ہم بھی مہربانی سے تھے
ہاتھ آتا جو تو تو کیا ہوتا +
شیب مین فائدہ تامل کا — سو چنا تب تہا جب جوانی تھی
میرے قصے سے سب کی نیندین — کچھ عجب طور کی کہانی تھی
عاشقی جی ہی لے گئے آخر — یہہ بلا کوئی ناگہانی تھی +
اوس رخ آتشین کی شرم سے رات — شمع مجلس مین پانی پانی تھی +
پھر سخن شنو ہی ہے ویسے ہے — رات ایک آدہ بات مانی تھی
کوئی قاتل سے بچ کے نکلا خضر — اسی مین اسکی زندگانی سے تے
فقر بھی تہا میر کے ایک ننگ — کفنے بیٹے سو زعفرانی تے

۲۵۱

مشتاق ہم جو ایسے سو ہم ہی سے بے پروا
جب اس طرف سے نکلے تب منہ کو اپنے ڈھانکے

ہے پوچھنا رسا ظلم جانا ہی یا نسے اچھا
اس گذران میں رہ کر کیا کوئی خاک چانکے

گل باغ میں گئے تھے روئی ہیں چمن میں ہم
کچھ سرو میں جو پائی انداز اس چمن انکے

جانان کی رہ سے آنکھیں جس بس کی لگ گئی ہیں
رفتہ میں لوگ سارے یاں پانو کی نشانکے

خمیازہ کش رہی ہی اے میر شوق سے تو
سینے کے زخم کی کہہ کیونکر رہیں گے ٹانکے

برسوں ہو گئے ہو کی اس مہ کو بام سے
کاہش جو ہے وہی ہوتی ہے شام سے

تڑپے اسیر ہوئی جو ہم یک ٹک عبار
سو جہانا ہمکو دیر تلک چشم دام سے

دنبال ہر نگاہ ہے صد کاروان اشک
بہرتے ہے ابر چشم بڑی دھوم دھام سے

محو اس ماہ تنگ کے ہیں کوئی کچھ کہو
رہتا ہے ہمکو عشق میں کام اپنے کام سے

یوسف کی چھپے خوار زلیخا عبث ہوئی
کب صبا جبی رہی ہی مل ایسے غلام سے

لڑکے ہزاروں جھومیں پھر لیے ہیں ساتھ
مجنون پھرا ہے کاہیکو اس ازدحام سے

وہ ناز سے چلا کہیں تو حشر ہو چکے
پھر بحث آ پڑیگی اسکے خرام سے

جھک جھک سلام کرتے سے سرکش ہوئے اور
ہو بیٹھیے نا امید جواب سلام سے

وے دن گئے کہ آنکو یک جا معاش تھے
آتا ہے اب تو تنگ اسی میر نام سے

253

اس قصر مین لگا جو ہی کیا الا ہجو رد ہے	تھیری پھرخ نیلے پہ انجم کی چشم شوخ

کسے جدا ہوئے ہین کہ ایسے ہین درد مند
منہ میر جی کا آج نہایت ہے زرد ہے

ابر کیا کیا اوسے ہنگامی ہی کیا کیا برسے	وہ کہان ہسوم ہو دیکھے ہے چشم تر سے
آگ نکلی ہے تماشے کی تئین پتھر سے	ہو بر افروختہ وہ بت جو می احمر سے
کاٹ ڈالیگا گلا اپنا کوئی خنجر سے	ہے سب کچھہ اچھا نہین برہم زدن شر لگا کا
استخوان تن پہ نمودار ہین سب مسطر سے	تھا نوشتے مین کہ یون سوکھکے مرجاوین
بات کو طول نہین دیتے خدا کی ڈر سے	یون تو ہم دسترس کی ہان ہم ہی تا پہ کہتے ہین
شہر مین شور قیامت اٹھی ہی پر گھر سے	سیر کرنے جو چلے ہی کبھو وہ فتنہ خرام
ایک ٹل جاتی ہے کلون بہ اگر سر پر سے	عشق کی کوچہ مین پہر پاؤن نہ رکھنے کو ہم
کہین پلدار سی ہوئی ہی ہے کہ ستو لبر سے	مہر کی اسسے توقع غلطے اپنے تھے
آتے ہین فتنہ و آشوب چلے اودہر سے	کوچہ یار ہے کیا طرفہ بلا خیز مقام

ساتھہ سوتا جو گیا اوسکا بت دل ہم تہا
برسون پہر میر یہہ پہلو نہ لگی بستر سے

فراموش اسکو کرنا محبت مین ہی یاد اسے	مر اوان پیر مرشد ہے مجہسے اعتقاد ہے

چشمین کہین ہین جو شناخو ہین کہین ہین چار کے
اُترا اب تلک ہین یارو نکی چشم تر کی

رہنی کی اپنی جا تو فی دیر ہے نہ کعبہ
اوٹہی جو اوسکی در سی تو ہو جیسی کد ہر کی

اس شعر و شاعری پر اچہی سند ہے نہ ہمسے
محو خیال شاعریون ہی ہین وس کمر کے

دنیا مین ہے بسیرا یا رو سرای کا سا
یہ رہروان ہستی عازم ہین سب سفر کے

وے یہی ہی چہاتیان ہین نخ تونسی جو ہین
کیا ہے جو بوالہوس نے دو چار کہائی جیہر

تہ بیخودی کی اپنی کیا کچہ وری ہری ہے
ہم بیخبر ہوئی ہین پہونچی کسو خبر کے

اس آستان کی دوری سے لگی نالہ صبوکے
کیا کہینچی آہ غمسے گہر کی ہوئی نہ در کے

غالب ایسے عاشقی مین ہلاکی بہی گئی گل
پاؤن چہنی سے اوسکی پرچہی نہ سر کے

ہم نہ کہتے تہے رہیگا ہم مین کیا یاں سے گئے
سو ہی بات آئی اوٹہی آس پاس سے جانسے گئے

کیا بخود رہنا ہمارا کچہ رکہی ہے اعتبار
آپ مین آئی کہی بوب ہم تو مہمانسی گئے

جب تلک ہنسا بنا و لتنگ غنچی سی رہے
دیکہیے کیا گل کہلیگا اب گلستانسے گئے

کیا غزالون ہے کو ہم بن وحشت بسیار ہے
کوہ بہی لاتی ہی جب ہم بیابان سی گئے

لائی آفت خانقاہ و مسجد او پردہ لگا
صوفیان میں ہی گئی سب شیخ لا ان سی گئے

دور کر خط کو کیا چہرہ کتابی انی صاف
اب قیامت ہے کہ سارے حرف قرآنسے گئے

شمس و قمر کی دیکھی جی او سمین جا رہی ہے
اوس دلفروز کی بھی رخسار ایسے ہی تھے

دامن کے پاٹ سارے تختے ہوئے چمن کے
لبا ہے سرشک خونین درکار ایسے ہی تھے

لو ہو نہ کیون لاوی اونکا گداز ہونا
لیبی دل جگر ہمارے غمخوار ایسے ہی تھے

ہر دم جراحت آسا کب تھی تہے ٹپکتے
ہی دیدۂ نمین کیا خونبار ایسے ہی تھے

آزردہ دلونکا جیسا کہ تو ہے ظالم
اگلے زمانے مین بھی کیا یار ایسے ہی تھے

ہوجاے کیون نہ دونے جانِ زمانہ ہم سے
ہم بے حقیقتونکے کردار ایسے ہی تھے

دیوار سے پٹک سر مین جو موا تو بولا
کچھ اس ستمزدہ کے آثار ایسے ہی تھے

اک حرف کا بھی اون کو دفتر ہی کر دکھانا
کیا کہیے میر جی کی بستار ایسے ہی تھے

کبھو میر اوس طرف آکر جو چھاتی کوٹ جاتا ہے
خدا شاہد ہے اپنا تو کلیجہ ٹوٹ جاتا ہے

خرابی دلکی کیا انبوہ درد و غم سے پوچھو ہو
وہی حالت ہے جیسے شہر لشکر لوٹ جاتا ہے

شکست اوس سنگ آئی بیخودی عشق مین دلپر
نشے مین مست ہے جیسے کہ شیشہ پھوٹ جاتا ہے

نہ یون ہو وے کہ او دھر جاؤن ہے افسوس کی جاگہ
جب ایسا طایرِ خوش لہجہ پھنس کر چھوٹ جاتا ہے

نہیں کچھ عقل مین آتا کہ دیوانا سا میر ایدھر
کبھو آتا جو ہے کیدھر کو مارے روٹھ جاتا ہے

وہ کچھ تھی جیا گرا ہی تو اس گلی مین سے پکار
چپکے چپکے میر جی تم اوٹھ کے پھر کیدہر چلے

غیرت سے دیکھہ جن جا بیان کو گہر بنی ہی — پر کے مین چشم ڈھکنے دیوار و گو بنی ہے

ہین دل گداز جنکی کچھ چیز یال مجھسے ہین — ہوتی ہین ملتفت تو پھر خاک ر بنی ہے

تب جوش غم سے جسدم لگتا ہی دل تپیشے — ہر زخم سینہ اس دم یک چشم تر بنی ہے

یان ہر گہر سے ہمارے عزت بگڑ گئی ہی — چہرہ ہے وہان تو نکالو وہ پھر بنی ہے

تک رک کے صاف طینت نکلی ہی ورنہ ہو — پانی کہرہ جو ہو کے تو پھر گہر بنی ہے

ہے شعبدہ کی فن مین کیا دست سکشو — زاہد او سنون مین جاکر آدمسی خر بنی ہے

نکلے ہے صبح ہی یہان صندل ملی جبین پر — عالم مین کام کسکا ہی دردسر بنی ہے

سارے کہنو مکی اس دل ہو جا لگی تلاسے — صحبت ہماری وسکی ٹک ہی اگر بنی ہے

ہر یک سے وہیب عدا ہی سارے زمانیکا — بنتے ہے جس کسو کی یک طور پر بنی ہے

برسون لگی رہی ہین جب مہر و مہ آنکھین — تب کوئی ہمسا صاحب صاحب نظر بنی ہے

یاران دیر و کعبہ دونو بلا رہے ہین
اب دیکھین میر اپنا جانا کدھر بنی ہے

یک عمر دیدہ ہائے ستمدیدہ تر رہے — آخر کو پھوٹ پھوٹ بہی تھر گر رہے

بو گئی کمھلا چلی جاتی ہے نزاکت ہائے رے | ہاتھ لگتے میلی ہوتی ہے لطافت ہائے رے

یار بے پروا و مغرور میں بے اختیار | پیش کچھ جاتی نہیں منت سماجت ہائے رے

سختے کھینچے کوہکن نے قیس نے رنج و تعب | کیا گئی برباد ان یاروں کی محنت ہائے رے

شور اوٹھتا ہے جو ہوتی جلوہ گر ہے ناز سے | کھینچا قد کا بلا آفت قیامت ہائے رے

خانقہ والے سمجھتے تھے نہیں الفت بجا | کیسی گیسوں کی گئی ہے مفت عزت ہائے رے

عشق میں افسوس سا افسوس اپنا کر چکے | زیر لب کہتے رہے ہم ایک مدت ہائے رے

رہ بھی جانے ہی کی ہے قابل یار کی ترکیب میر
واہ وا ری چشم و ابرو قد و قامت ہائے رے

رشتہ کیا ٹھہرے گا جیسے کہ یہ نازک ہے | چاک دل پلکوں سے مت سے کہ رفو نازک ہے

شاخ گل کا ہے کیا اس لطف سے لچکے ہے کہیں | لاگ والا کوئی دیکھے تجھے تو نازک ہے

چشم انصاف سے ہر قطع کو اوس کی دیکھو | گل کے منہ سے تو گئی پردہ وہ رو نازک ہے

لطف کیا دیوے تھے نقش حصیر در پیش | بوریا پوشوں سے پوچھو تو یہ تو نازک ہے

بیر سے کیا آتا ہے نظر پانی کا رنگ | کسقدر پانی سے وہ جلد گلو نازک ہے

گل سمجھ کر نہ کہیں پھیکی کہہ لگیو | بلبل و سو لالہ سے شہر تنگ کی نازک ہے

رکھے تا چند خیال اس سر شیر کا میر | دل تو کا پنا ہے کہ یہ جگہ سو نازک ہے

٢٥٧

ہین پاؤن اسکی نازک گل برگ سی بجا ہے
یون خاک منہ پہ مل کر کبتک پرا کرونہین
لے کاش قصہ میرا ہر فرد کو سناوے
ترک بتان کا مجہسے لینے مین قبول ہوئین نہین
عاشق کو مرکی ہی بنتی ہے عاشقی مین

عاشق جو رہگذر مین انکہون کین چہپاوے
یارب زمین پہٹے تو یہہ روسیہ سماوے
تا دل کسو سے اپنا کوئی نہ یہان لگاوے
کیا ان سی ہاتہہ اوٹہاؤن گو اس مین جان بجاوے
کیا جان جسکی خاطر شرمندگی اوٹہاوے

جی مین بگڑ رہا ہے تب میر چپ ہے بیٹہا
چہیڑو ابہی تو کیا کیا باتین بنا کے لاوے

تجہہ کنے بیٹہے گہٹا جاتا ہے سب
یون تو مردے سے پڑے رہتے ہین ہم
ہاے اسکی شربتی لب سے جدا
ایکے اوسکی راہ مین جو ہو سو ہو
کیا کہین ہستے کہ اوس شعلہ بغیر
عشق آدم مین نہین کچہہ چہوڑتا
اوٹہہ چلے پر اوسکے غش کرتے ہین ہم
آنہین پہرتا وہ مرتے وقت ہے

کاہشین کیا کیا اوٹہا جاتا ہے جی
پر وہ آتا ہے تو آجاتا ہے جی
کچہہ تباسا گہلا جاتا ہے جی
یاد بہی آتا ہے یا جاتا ہے جی
جی ہمارا کچہہ جلا جاتا ہے جی
ہولے ہولے کوئی کہا جاتا ہے جی
لینے ساتہہ اوسکی چلا جاتا ہے جی
حیف ہے اس مین رہا جاتا ہے جی

جوہے بیان ہے مسکی پہ آنکھین وہین چکپین — جب پیرہن گل بہی امن جی سو چن جاوے

ہے میر عجب کوئی درویش برشتہ دل
بات اسکی سنو تم چہاتی بہی بہلسن جاوے

میر ور یا ہے سنیے شعر زبانی اوسکی — اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اوسکے

خاطر باد یہ سی دیر مین جاویگی کہین — خاک مانند بگولی کی اڑانی اوسکے

ایک ہی عہد مین اپنی وہ پراگندہ مزاج — اپنی آنکھونمین نہ آیا کوئی ثانی اوسکے

منہ تو پہچار کا دیکہا ہے پرستی تمنے — اسی انداز سے تہی اشک فشانی اوسکے

بات کی طرز کو دیکہو تو کوئی جادو تہا — پر ملی خاک مین کیا سحر بیانی اوسکے

کمر کی تعویذ پر کہین اوسکو بہت بہاتی ہے — وہ نظر پاؤن پہ وہ بات روانی اوسکے

اوسکا وہ خجر تمہارا یہ غرور خوبی — منتین اونی بہت کہین پہ نمانی اوسکے

کچہ لکہا ہے تجہے ہر برگ پہ اے رشک بہار — رقعہ واربن ہین ہے اوراق خزانی اوسکے

سر گذشت اپنی کس اندوہ سی کہتا تہا — سوگئی تم نہ سنے آہ کہانی اوسکے

مرثیے دل کی کئی کہکے دئیے لوگون کو — شہر دلی مین ہی سب پاس نشانی اوسکے

میان سے نکلے ہی پڑتی تہی تمہاری تلوار — کیا عوض چاہ کا تہا خصمئے جانی اوسکے

آبلے کی سی طرح ٹہیس لگی پہوٹ بہی — درد مندی مین گئے ساری جوانی اوسکے

[illegible]

ٹک گریبان مین سر کو ڈال کے دیکھ	دل بھی دامن وسیع صحرا ہے
دلکشی اوسکے قد کی سے معلوم	سرو بھی یون جوان رعنا ہے

دست و پا گم کئے ہین تونے میر
تیری بیطاقتی سے پیدا ہے

وہی سوزش ہوئی پھر جو اتنک ساتا یان ہے	ہما کی آشیانی ہین جلے ہین استخوان میرے
عزیزان غم مین اپنے یوسف گم گشتہ کی ہر دم	چلے جاتے ہین آنسو کاروان در کاروان میرے
تمہاری دشمنی ہم تھ وسیلہ ہے لا نہایت ہے	وگرنہ انتہا کینے کو بھی ہے مہربان میرے
لب لہجہ غزلخوانی کا کسکو آج کل ایسا	گذری بہر کو ہوئی ... ہمداستان میرے
نظر مت بے سری پر کر کہ آنسو ...	ہوئی پرواز کے قابل پر ... میرے
کہانتک سر کو دیوار ...	رکھو ... پیشانی نصیب ...
بچھا پامال کہ یکسان کیا ہے خاکسے تو نے	وہی ہے تا ہے صبح و شام وہی آسمان میرے
خزان کی باد ... گلشن کو تطاول تھا	خبر کب ہو گئی یکدست خار آشیان میرے
کہا مین شہر مین طفلان تہ بازار کی کیا کیا	سخن مشتاق ہین اب شہر کی پیر و جوان میرے
زمین سر پہ اوٹھا لے کبک ذی رفتار رنگین ہے	خرامان ناز سے ہے تو بھی اے سرو روان میرے

سخن کیا میر کرتے حسرت و اندوہ حرمان ہے

[illegible]

جبسے دیکھا اوسکو ہنستے جی تو بہا جاتا ہی میر
اس خرابی کی یہ چشم رو سیہ پانی ہوئے ٭

جنون کا عبث میرے مذکور ہے — جوانی و وانی ہے مشہور ہے
کہو چشم خونبار کو چشم تم — خدا جانے کب کا یہ ناسور ہے
فلک پر جو مہ ہے تو روشن ہے یہہ — کہ منہ سے تری نسبت دور ہے
گدا شاہ دونو ہین دل باختہ — عجب عشق بازی کا دستور ہے
قیامت ہی ہوگا جو رفع حجاب — نہ بے مصلحت یار مستور ہے
ہم اب ناتوانون کو مرنا ہے صرف — نہین وہ کہ جینا بے منظور ہے
ستم مین ہماری قسم تجہمین — کرو صرف جتنا کہ مقدور ہے
نیاز اپنا جس مرتبے مین ہے یان — اسی مرتبے مین وہ مغرور ہے
ہوا حال بندے کا گو کچہہ خراب — خدائے ابہی اسکے معمور ہے

گیا شاید اوس شمع رو کا خیال
کہ اب میر کے منہ پہ کچہہ نور ہے ٭

آج کچہہ بیحجاب ہے وہ بہی — کیا ہے مست شراب ہی وہ بہی
مین ہی جلتا نہین جدا دل سے — دور مجہسے کباب ہے وہ بہی

کسکو خبر ہے میر سمندر کی پار کے
کیا جانے تیری نیم تہہ سے او وہر دل پر کیا ہوا

سب شب نسیم زلف سے بہر جا ہے — ایک سناہٹا گذر جا ہے
کیا اس بیچیدہ کے ہاے — وہ زبان کہکے پہر مکر جا ہے
جب سے سمجھا کہ ہم چپلا کہ رہین — حال پیسے تک آ کے کر جا ہے
وہ کہلے بال سو رہے شاید — رات کو جی مرا بکہر جا ہے
وہ اگر چہ گیا ہیون ہین جی سے — کب وطن میرے یہہ خبر جا ہے
وہ اگر جیت پہر نارہا ایسا — آج کل جی سے منہ آتر جا ہے

جسے شین میر مین تھو تند
بات کہتے لبے وہ مر جا ہے

وہ دیدہ نگہ کرنا پہر آنکہہ ملانا بہی — اس لوٹتے دامن کو پاس آکے اٹہا جانا
یا ماسے عاشق کو منظور رکہی جانا — پہر چال کدہب چلنا ٹہوکر نہ لگا جانا
سب صبح کو اٹہا و سینا پر آو بہی جہہر جکے — کیا منہ کو چہپانا بہی کچہہ جہبکے دکہانا بہی
دیکہہ آنکہیں میری نیچے کرنا تہہر بہی — ظاہر مین ستانا بہی پر چکین جتانا بہی
صحبت ہے یہی ایدا جانکی آسایش — ساتہہ آن کی سونا بہی پر منہ کو چہپانا

اس تنگنا ہی دہر مین تنگی نفس نے کی	یون صبح ایکدم ہی رہے ہم جو وان رہے

اک قافلے سے گرد ہماری نہ ٹک اوٹھے
حیرت ہے میر اپنے تئین ہم کہان رہے

کیا حال بیان کرین عجب طرح پڑی ہے	وہ طبع تو نازک ہے کہانی یہ بڑی ہے
کیا فکر کرون مین کہ ٹلی آگی سی گردون	یہہ گاڑی مری راہ مین بیڑ ڈال اڑی ہے
ہے چشمک انجم طرف اس مہ کی اشارا	دیکھو تو مری آنکھہ کہان جا کے لڑی ہے
کیا اپنی شرر ریزی کہین پلکون کی صف کے	ہم جانتے ہین ہم جو یہ باڑ یہ جھڑی ہے
وے دن گئے جو پہرون لگی رہتی تہین آنکھین	اب یان ہمین مہلت کوئی پل کوئی گھڑی ہے
ایسا نہوا ہوگا کوئی واقعہ آگے	اک نوحہ کش دل ساتہ مرے جیتے گڑی ہے
کیا نقش مین مجنون ہوئی ہے تو رفتگی عشق	لیلے کی بہی تصویر تو حیران کھڑی ہے
جاتی ہین چلے متصل آنسو جو ہماری	ہر تار نگہ آنکھون مین موتی کی لڑی ہے
کہینچتا ہے نہین ہم سے قد خم شدہ ہرگز	یہ سست کمان ہاتہ تہہ پر اب کتنی کڑی ہے
گل کہائی ہین اوراق سے عشق مین اس کے	اب ہاتہ مرا دیکھو تو پہولون کی چھڑی ہے

وہ زلف نہین منعکس دیدۂ تر میر
اس بحر مین اشعار سے زنجیر پڑی ہے

نہ بہائیں تجھے میری باتیں وگرنہ | رکھی دھوم شہر میں اس گفتگو نے
رقیبوں سے سر جوڑ بیٹھو ہو کیوں کر | ہمیں تو نہیں دیتے ٹک پاؤں چھونے
پھر اس سال سے پھول سونگھا نہ میں نے | ڈرانا کیا تھا مجھے تیری بو نے
بڑا واہگزارا تھا مشفق ہمارا | جراحت سبھر کے لگے وے کہنے دو نے
کہڑ بالا کسو کو چھپایا کسو کو | برائی ہی کے سبب سے اوس خوبرو نے
وہ کمرا کہ ہے شور جسکا جہاں میں | پڑیں ہیں لپیٹے اسکے محل آج سونے

تری چال ٹیڑھی تری بات روکھی
تجھے میر سمجھا ہے یاں کم کسو نے

پٹھہ بازی سے چرخ گردان کے | سر ہمارے ہیں گوے میدان کے
جی گیا اوسکے تیر کے ہمراہ | تھے تواضع ضرور مہمان کے
ہیں یہ مژگان و ابرو خنجر و تیغ | ترچھی پلکیں ترے بھویں بانکے
پھوڑ ڈالینگے سر ہی اوس در پر | منت اوٹھتے نہیں ہے دربان کی
سیہرِ دامن سے گفتگو کرے | بات بگڑی ہی لب گریبان کے
اوس پہ شوخی کی ہی طینت میں | دشمنی میرے دین و ایمان کے
آدمی سے ملک کو کیا نسبت | شان ارفع ہے میر انسان کے

رویئے ہے شکستگی دل کے
کیا عمارت غمون نے ڈھائی ہے

ہے تقنع کہ لعل ہین وے لب
یعنے اک بات سے بنائی ہے

ویسے نزدیک اور اتنا دور
کسے اوسکو کچھ آشنائی ہے

بیستون کیا ہے کوہکن کیسا
عشق کی زور آزمائی ہے

جس مرض مین کہ جان جاتی ہے
دلبرون ہی کی وہ جدائی ہے

یان ہوئے خاک سے برابر ہم
وہان وہے نازہ خود نمائی ہے

ایسا موتی ہے زندہ جاوید
رفتۂ یار تھا جو آئی ہے

مرگ مجنون سے عقل گم ہے میر
کیا دوانے نے موت پائی ہے

سیر کی ہمنے ہر کہین پیارے
پہر جو دیکھا تو کچھ نہین پیارے

خشک سال وفا مین ایک مدت
پلکین لوہو مین تر رہین پیارے

یک قطرہ دیکھنے کی حسرت مین
آنکھین تو پانی ہو بہین پیارے

پہنچے ہے ضعف سے یہ اب حالت
جہان پہنچا رہا وہین پیارے

تجھ گلے مین رہے ہے میر مگر
دیکھین ہین جب نہ تب نہین پیارے

کب ہے میر ملک داروں سے
وہ گدائی سے شہ ولایت ہے

مطرب سے غزل میر کی کل ہم نے پڑھائی
اللہ رے اثر سب کے تئیں رفتگی آئی

اس مطلع جانسوز نے آ دو سکے لبوں پر
کیا کہیے کہ کیا صوفیوں کی جھائی چلائی

خاطر کے علاقے کی سبب جان کھپائی
اس دل کو دہا کر کے عجب کوفت اٹھائی

گو اوس رخ مہتابی سے وان چاندنی چھٹکی
یان رنگ شکستہ سے بھی چھٹتی ہے ہوائی

ہر بحر میں اشعار کے عمر کو کھویا
اس گوہر نایاب کی کچھ بات بنائی

بہتیرے ہی بیلین اوس آبروی خوار کے ملتے
لاکھوں نہیں وسل و باش نے تلوار چلائی

دل اور جگر جل کے مرے دو نوان ہوئے خاک
کیا پوچھتے ہو عشق نے کیا آگ لگائی

قاصد کے قصے نے کیا دل کے تئیں داغ
بیتاب مجھے دیکھ کے کچھ بات بنائی

ہیکی ہی مری آنکھ لب لعل بتان سے
اس کے تئیں جانتی ہے ساری خدائی

میں دیر پہونچ کے نہ کیا قصد حرم پھر
اپنی سے جرس نے کی بہت ہرزہ درائی

فریاد نہیں نگون ہے گلزار میں ہر صبح
بلبل نے مری طرز سخن صاف اوڑائی

مجلس میں مری ہوتی رہا کرتی ہو جیسے
یہ بات مری ضد سے تمہیں کس نے بتائی

گردش میں ہیں جیسے یہ مہر و ستارے
دن رات میں رہتی ہے یہ چشم نمائی

۲۶۶

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان سوم

یہ بھی اک نم محرمی حق میں پیسان گیا
خاک نا چیز تھا میں سو مجھے انسان کیا

اوس ستمگر دل کی خرابی ہوئی اے عشق دریغ
تو نے کس خانۂ مطبوع کو ویران کیا

ضبط تھا جب تئیں چاہت نہ ہوئی تھی ظاہر
اشک نے بہ کے مرے چہرے پہ طوفان کیا

انتہا شوق کی دل کی جو صبا سے پوچھے
اک کف خاک کو بھی ان نے پریشان کیا

مجھکو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

دین و دل کو غم کو آسان ناتوان میں لے گیا
یا محبت کہکے یہ بار گران میں لے گیا

[illegible]

[illegible]

دل اگر کہتا ہوں تو کہتا ہے وہ یہ دل ہے کیا
سینہ نادان کہ ربا کی بلئی کا حاصل ہے کیا

جاننا باطل کسو کو یہ قصور فہم ہے
حق اگر سمجھے تو سب کچھ حق ہے یان باطل ہے کیا

یان کوئی دن وقفہ کر کے قصد آگی کا کر
کاروان گاہ جہان رفتنی منزل ہے کیا

تک رہے ہین ویسے سو ہم تک رہے ہین ایک ہی
دیدۂ حیران ہمارا دیدۂ بسمل ہے کیا

وہ حقیقت ایک ہے ساری نہین سب تو وہ
آب سا ہر رنگ مین ہے اور کچھ شامل ہے کیا

چوٹ میری دل مین ایسی ہے کہ ہو نہین زخم خود
وہ کشندہ یہ نہین کہتا ہے کہ تو گھایل ہے کیا

کہتے ہین ظاہر ہے ایک ہی لیلی ہفت اقلیم مین
اس عبارت کا نہین معلوم کچھ مجمل ہے کیا

ہم تو سو سو بار مر رہتے ہین ایک ایک آن مین
عشق مین اسکے گذرنا جان سے مشکل ہے کیا

شاخ پر گل یا نہال و در جھکی جھاتی ہین سب
قامت دلکش کا اسکی سرو ہے مائل ہے کیا

مرثیہ میر کہ بھی دل کا رقت آور ہے بلا
محتشم کو ہیچ مین کیا جانون مقبل ہے کیا

ان دلبرون سے رابطہ کرنا ہے کام کیا
کر ایک سلام پوچھا صاحب کا نام کیا

حیرت ہی کھو لیں چشم تماشا کہاں کہاں
حسن و جمال ایسا ہی اسکا خرام کیا

کی اک نگاہ گرم جہان انسے مل گئے
عاشق کو دلبرون سے سلام و پیام کیا

شکر خدا کہ سر نہ فرو لائے ہم کہین
کیا جانیں سجدہ کہتے ہین کسکو سلام کیا

[illegible]

اڑ کر لگی ہے پاؤن مین زلف اسکی پیچدار
اوڑتی رہیگی خاک جنون کرتی دشت دشت

بازی نہین یہ سانپ جو کوئی اٹہائیگا
کچہ دست گریہ بی سروسامان بہی پائیگا

در پیش ہے اب وہ قاتل صدکینہ جو بہت
دیکہین تو میر کے تئین کوئی بچائیگا

وہ جو گلشن مین جلوہ ناک ہوا
اسکے دامن تلک نہ پہونچا ہاتھ
کس قدر تہا خبیث شیخ شہر
مر گئے اس رشک خور کی گرمی سے

پہول غیرت سے جلکے خاک ہوا
تہا سرو ست جیب چاک ہوا
اسکے مرنے سے شہر پاک ہوا
کچہ تو ہے ہمسے جو تپاک ہوا

میر ہلکان ہو گیا تہا بہت
سو طلب ہی مین پہر ہلاک ہوا

کیا روئی مجہین کو یون آن کرکے مارا
تربت کا میری لوح آئینے سے کر کے
بیگانہ جان اون نے کیا جو شرا تکو کی
پہلے گلے لگایا پہر ست جو اوٹہا یا
اوس مست عہد نے کیا کی تہی قسم مجہی سے

پہر بہت دگر سے طوفان کرکے مارا
یعنی کہ اُن نے مجہکو حیران کرکے مارا
منہ دیکہہ دیکہہ میر اپہچان کرکے مارا
مارا تو اون نے لیکن احسان کرکے مارا
بہتون کو ان نے عہد و پیمان کرکے مارا

[illegible]

اعجاز منہ تکے ہے تری لب کے کام کا
کیا ذکر یاں مسیح علیہ السلام کا

رقعہ ہیں جو آوے ہے سو تیرا بندہ کے
کیا دیجئے جواب اجل کے پیام کا

کچھ سدھ سنبھالتی ہے رکھی ان نے بگڑی پھیر
ممنون میں نہیں ہوں جواب سلام کا

منہ دیکھو بدر کا کہ تری روکشی کرے
تو یوں ہی نام لے ہے کسو ناتمام کا

نوبت ہے اپنی جب سے یہی کوچ کا ہے شور
بجنا سنا نہیں ہے کبھو یاں مقام کا

کنج لب اوسکا دیکھکے خاموش رہ گئے
یعنی کہ تھا مقام یہ ختم الکلام کا

اوس رو سے محو کو کیا روزگار نے
جلوہ ہی کچھ جدا ہے مری صبح و شام کا

صاحب ہو مار ڈالو مجھے تم اگر نہ کچھ
جز عاشقی گناہ نہیں ہے غلام کا

کب اقتدا ہو مجھسے کسو کی سوائے میر
بندہ ہوں دل سے میں بھی سید امام کا

ہوں نشان کیوں نہ تیر خوبان کا
مجھ پہ تو وا ہوا ہے طوفان کا

ہاتھ زنجیر ہو جنون میں رہا
اپنی زنجیرۂ گریبان کا

چمکے دیکھو جھلکتے وے لب سرخ
ذکر یاں کیا ہے لعل و مرجان کا

ایک رہزن ہے اوسکے کافر زلف
غم ہی رہتا ہے دین و ایمان کا

عمر آوارگی میں سب گذری
کچھ ٹھکانا نہیں دل و جان کا

[illegible]

جو تیر چلا اوسکا سو میری طرف آیا	اس عشق کی میدان مین مین ہی تو نشانا تھا
جب تو نی نظر پھیری تب جان گئی اسکی	مرنا ترے عاشق کا مرنا کہ بہانا تھا
کب اور غزل کہتا مین اس زمین مین لیکن	پھر دے مجھے مین اپنا احوال سنانا تھا

کہتا تھا کسو سے کچھ تکتا تھا کسو کا منہ
کل **میر** کھڑا تھا یان سچ ہے کہ دوانا تھا

سہل ایسا نہ تھا آخر جی سے مرا جانا تھا	ٹک رنجہ قدم کر کر مجھ تک اسے آنا تھا
کیا موکی پریشانی کیا پردے مین نہانی	منہ یار کو ہر صورت عاشق سے چھپانا تھا
لذت سے نہ تھا خالی جانا تہ تیغ اوسکے	ای صید حرم تجھکو اک زخم تو کھانا تھا
کیا صورتین بگڑی ہین مشتاقونکی یکجا زمین	اس چہرے کو ای خالق ایسا نہ بنانا تھا
مت سہل ہمین سمجھو پہونچی تھی بہم ہم	برسون تئین گردون نے جب خاک کو چھانا تھا
کیا ظلم کیا بیجا مارا جیون سے ان نے	کچھ تھور بھی تھی اسکی کچھ اسکا ٹھکانا تھا
اک شور قیامت اب وعدے سے قیامت کے	خوابیدہ مرے خون کو ظالم نہ جگانا تھا
ہو باغ و بہار آیا گل پھول کہین پایا	جلوہ اسے یان اپنا صد رنگ دکھانا تھا

کہتے نہ تھے ہم وان سے پھر آچکے جیتے تم
میر اس گلی مین تمکو زنہار نہ جانا تھا

عاشقوں کی پائمالی میں اسے اصرار ہے	یعنی وہ محشر خرام اب پاؤں پھیلانے لگا
چشمک اس مہ کی سی دل کش دید میں آئی نہیں	گو ستارہ صبح کا بھی آنکھ جھپکانے لگا

کیونکر اس آئینہ رو سے میر ملئے بے حجاب
وہ تو اپنے عکس سے بھی دیکھو شرمانے لگا

ضبط کرتے کرتے اب جو لب کو میں نے وا کیا	سو بھی رہتا ہوں یہ کہتا ہائے دل نے کیا کیا
آنکھ پڑتی تھی تمہاری منہ پہ جب تک چین تھا	کیا کیا تم نے کہ منھ مہتاب سے پردہ کیا
تھوڑی اس کو جھنکالی عشق جس کی بات تھی	اس طبیب بیشگون نے کس کی شے اچھا کیا
دیکھ خبطی مجھکو رستے بند ہو جاتی ہیں اب	عشق نے کیا کچھ وہ بازار میں رسوا کیا

لوگ دل دیتے سنے تھے میر دے گذرا ہے جی
ایک اپنے طور پر ان نے بھی اک سودا کیا

سینہ کوبی ہے طپش سے غم ہوا	دل سے کے جانے کا نازا غم ہوا
آنکھیں موڑیں خلق جادو گری	اٹھ گیا پردہ کہاں اور ہم ہوا
کیا لکھوں رویا جو لکھتے جوں قلم	سب سرے نامے کا کاغذ نم ہوا
ہم جو اس بن خوار ہیں حد سے زیاد	یاریاں تک آن کر کیا گم ہوا
آگیا یوں ہی خرامان وہ تو پھر	حشر کا ہنگامہ بھی برہم ہوا

[illegible]

۲۷۳

مین گلستان مین آکی عبث آشیان کیا	بلبل نے بہی نہ طور گلون کا بیان کیا
سہر اسکی ابروان کا خم و تاب ہے وہی	تلوار کے تلے بہی مرا امتحان کیا
دون کسکو دوس دشمن جانی تہی دوستی	اس سودے نے صبح مین نقصان جان کیا
گالی ہی حرف یار قلم نے قضا کی ہاے	صورت نکالی خوب دلی بد زبان کیا
اس جنس خوش کے پیچھے گیا مین چلا گیا	مین نے کسو کا کیا کیا اپنا زیان کیا
لڑکے جہان آباد کے یک شہر کرتے ناز	آجاتے ہین بغل مین اشارا جہان کیا

مین منتظر جواب کے نامے کے مر گیا
ناچار میر جان کو اودہر روان کیا

وفا تہی مہر تہی اخلاص تہا تلطف تہا	کبہو مزاج مین اسکے یہین تصرف تہا
جو خوب دیکہو تو ساری وہی حقیقت ہے	چہپانا جیسے کا عشاق سے تکلف تہا
امیر عشق نہین باد خواہ خون رکہتے	ہمارے قتل مین اوسکو عبث توقف تہا
نہ پوچہو خوب ہے بد عہد یونکی مشق اوسکو	ہزار عہد کیے پر وہی تکلف تہا

جہان مین میر سے کاہیکو ہوتے ہین پیدا
سنا یہ واقعہ جن نے اوسے تاسف تہا

جنون مین ساتھ تہا کل لڑکون کا لشکر جہان	چلی آتی تہی چارون طرف سے پتہر جہان نہین تہا

صبح کو کتنے دنوں سے رہتی تھی بیطاقتی
رات دل تڑپا بہت شاید کہ مر کر رہ گیا

مجھ زار نے کیا گرمی بازار سے پایا
کبریت منظا جن نے لیا مجھکو جلایا

بیتاب ہے تیغ ستم دہر رہا میں
جب تک نہ گئی جان مجھے صبر نہ آیا

جانا فلک دون نے کہ سرسبز ہوا میں
گر خاک سے سبزہ کوئی پژمردہ اگایا

اس رخ نے بہت صورتیں گُل کی بگاڑیں
اس قد نے قیامت کا سا ہنگامہ اوٹھایا

مت راہ سخن دیکہ کہ پھر آپھی تو کہیگا
کیوں میں نے محبت کی عبث منہ کو کھلایا

ہر چند کہ تھی مجنوں کی جا نے تری لب
پر گالیاں اتنی دیں انہوں سے کہ رجھایا

گردش میں رہا کرتے ہیں ہم دیدہ میں اسکے
آنکھوں نے تری خوب سما ہمکو دکھایا

کس وزیر اندوہ جگر سوز تھا آسکے
کب شب لب یارب تھی مری نو نہیں خدایا

دن جی کے الجھنے کی ہر جھگڑے میں کٹتی ہے
رات اسکی خیالات سے رہتی ہیں قضایا

کیا کہیے دماغ اسکا کہ گلگشت میں گل میر
گل شاخوں سے جھک آئی تھے پر منہ نہ لگایا

جب گل کہے ہے اپنے تئیں یار کی رو سا
تب آنکھوں تلے میری اتر آتا ہے لہو سا

تحقیق کروں کس سے حقیقت کے نشے کو
خضر اب اسی کہتا ہے آتش کہو موسا

کیا تمکو پیار سے وہ اے میر منہ لگا دے
پہلے ہی چومے تم تو کاٹو ہو گال اسکا

زار رکھا بیحال رکھا بیتاب کہا بیمار رکھا
حال رکھا تھا کچھ بھی ہمنے عشق نے آخر مار رکھا

میلان اسکا تھا کاہیکو جانب الفت کیش جگر
اپنی طرف سے ہمنے اب تک اس ظالم سے پیار رکھا

عشق بھی ہم میں ہاے تصرف کیسے کیسے کرتا ہے
دلکو چاک جگر کو زخمی آنکھوں کو خونبار رکھا

کیا پوچھو ہو دین گئے اکا بر فاضل کامل صاحب رنج
عزت والی لیا لوگوں کو گلیوں میں افسوس خوار رکھا

کام اس سے اک طور سے لیتے بیطور اسکو ہمنے شوق تھا
حیف ہے میر سپہر دون نے ہمسے اسکو بیزار رکھا

دل رات دن سینے میں عشق بلتا
اب تو بدن میں سارے اک پھنک سی ہے آتش
شب ماہ چار دہ تھا کس حسن سے نمایان
اے رشک شمع گویا تو موم کا بنا ہے
تکلیف باغ ہمکو یاروں نے کی وگر نہ
رونیکا جوش ویسا آنکھوں کو ہے بعینہ
کرتا ہے دہر سلوک اتو جسے کہ جان جاوے

ہرچند چاہتا ہوں پر جی نہیں سنبھلتا
وہ مہ گلے سے لگتا تو یون جگر نہ جلتا
ہوتا بڑا تماشا جو یار بھی نکلتا
مہتاب میں تجھ کو دیکھا ہے یون پگھلتا
گل پھول سے کوئی بھی اپنا بھی دل بہلتا
جیسے ہو رود کوئی برسات میں اُبلتا
ہم میر یون نہ مرتے اسپر جو دل نہ چلتا

دیر میں حرم میں گر ایا نہ گیا اودھر کہا
شاہ جی کہیے کدہر سے آپ کا آنا ہوا

کیا کہیں حسرت رہی جیسے جہان سے کوئی جاے
یار کی کوچے سے اپنا اسطرح جانا ہوا

میر تیران جو ہر کیشون کے جو کہاتا بیشمار
چہاتی اب چہلتی ہے میری ہے جگر چہانا ہوا

کیا کہو حال کہیں دل زدہ جا کر اپنا
دل غم اپنا ہے محبت میں نہ دلبر اپنا

دوری یار میں ہے حال دل ابتر اپنا
ہمکو سو کوس سے آتا ہے نظر گہر اپنا

یک گہڑی صاف نہیں ہے ہوا یار کبھی
دل بہی جون شیشہ ساعت کے ہے مکدر اپنا

ہر طرف آئینہ داری میں ہے اسکے رو کی
شوق سے دیکھیے منہ ہووے ہے کیدہر اپنا

لب بلب رکھہ کے نہ اس گلکی کبھو ہم سوئے
نہ بساط خسک و خار ہے بستر اپنا

کسطرح حرف ہو ناصح کا سو غم سہ میں
سختیان کہینچتی ہے دل ہوا پتہر اپنا

کیسی رسوائی ہوئی عشق میں کیا نقل کریں
شہر و قصبات میں مذکور ہے گہر گہر اپنا

اوس گل تر کی قبا کی کہیں کہولی تہی بند
رنگون گلگبرگ کے ناخن ہے معطر اپنا

تجھسے سے جسم کی لگ لگے ند سے تیے ہے سر نہ
زور چلتا کچہ اگر چاہ میں دل پر اپنا

پیش کچہ آوے نہیں ہم تو ہیں ہر صورت سے
شکل آئینہ نہیں چہوڑتے ہم گہر اپنا

دل بہت کہینچتی ہے یار کے کوچے کی زمین
تو ہوا اس خاک پہ گرنا ہے مقرر اپنا

نہ کہا کچھ نہ آ پھرا نہ ملا | کیا جواب ان میرے سوالونکا

درم نہ لے اسکی زلفون کا مارا
میر کاٹا جیے نہ کالون کا

احوال نپوچھو کچھ ہم ظلم رسیدون کا | کیا حال محبت کے آزار کشیدون کا
دیوانگی عاشق کی سمجھو نہ لباسی ہے | صد پارہ جگر بھی ہے ہم جامہ دریدون کا
عاشق ہے دل اپنا تو گلگشت گلستان مین | جدول کے کنارے بھی کی نو بادہ دمیدون کا
ناچار گئے مارے میدان محبت مین | پایا نہ گیا چارہ کچھ اوسکی شہیدون کا
ہے پیچ کے کہتر کسے ہوتی ہے ہمین وحشت | کیا طور ہے ہم اپنے ساکی سے رسیدون کا
کیا کیا نہ گیا اوس بن صبر اور دماغ و دل | رونق گئی بشرے کی سے پہر نور بھی دیدون کا

کرتی ہین پس از رسائی دل شاد گلی تک کر
سو میر وہ ملنا بھی اب ترک ہے عیدون کا

سطح جو ہاتھون مین تھا اسکے رخ گلفام کا | ہاتھ ملنا کام ہے اب عاشق بدنام کا
کچھ نہین عنقا صفت پر شہرۂ آفاق ہون | سیر کے قابل ہے ہونا ہین میرے نام کا
ہجر کی راتین کٹے بھی جھوٹی جو تک سوتے ہین ز | ہمین کچھ نقصان ہوتا تھا اگر ایام کا
روئے جان یا در زلف مین اسکی تو پھر روتا رہون | صبح تک جاتا نہین ہے منہ آیا شام کا

ہمیشہ التفات اسکی کسو کے بخت سے ہوگا	نہیں شیشہ مندہ میں تو اسکی لطف گاہ گاہی کا
ہزنگ کہربائی شمع اسکا رنگ چمکی ہے	دماغ سیر اسکو کب ہے میری رنگ کاہی کا
کہ ہنسنگے عہد کے رو پیش اسکے اور کیا یارو	کیا ہی لٹ کون محو دیا انہونکو تاج شاہی کا

خراب احوال کچھ بکتا پھرے ہے دیر و کعبے میں
سخن کیا معتبر ہے میر سے واہی تباہی کا

دیکھوں میں اپنی آنکھوں تو کل تاب تھا سو تھا	جی دل ہے کے اضطراب سے بیتاب تھا سو تھا
آگے کھڑا ہوا تھا بصد حسن جلوہ ناک	اپنی نظر میں وہ در نایاب تھا سو تھا
ساون ہرے نہ بہادوں میں ہم سے سوکھے	سبزہ ہماری پلکوں کا سیراب تھا سو تھا
درویش کچھ کہے ہے صنبر تا ملک شاہ سے	خرقہ کلاہ پاس جو اسباب تھا سو تھا
کیا بہاری ہی تھا چلے یاں سے چلے گئے	تجھکو وہی خیال گران خواب تھا سو تھا
ہر سو ہمیں ہے نفرت سجادہ و نماز	ہر مسئلہ دل ہو سو مجھے تاب تھا سو تھا

ہم خشک لب جو روتی رہے ہیں جو یوں سے چلے
پر میر دشت عشق کا بے آب تھا سو تھا

ردیف با

ماہ صیام آیا ہی کو مقصد اعتکاف اب	جا بیٹھیں مسجدی میں سجدے سے اب معاف اب

تجلی سی اک تجلی آئی تھی آسمان سے	آنکھیں لگا رہے ہیں اہل نظر اودھر سب
اس ماہ بن تو اپنی دو لحظہ میں بسر ہوتی تھی	کل رات آگیا تو وہ دکھہ گیا بسر سب

قطعہ

کیا فہم کیا فراست ذوق و بصر سماعت	تاب و توان و طاقت یہ کر گئی سفر سب
منزل کو مرگ کی تا آخر صبح پہنچنا	بھیجا ہے میں نے اپنا اسباب پیشتر سب

دنیا میں حسن و خوبی میر ایک عجیب شے ہے
رندان و پارسایان جس پر رکھیں نظر سب

شاید ہمیں تھکے ٹوٹی زنجیر میر صاحب	اب کیا مریں جنون کی تدبیر میر صاحب
ہمسر نکھنچتے تو وہ تیغ کھینچ نہ سکتے	اپنا گناہ اپنی تقصیر میر صاحب
کھینچتے نہیں کمان اب ہے ہوا گل کے	باد سحر لگی ہے جون تیر میر صاحب
کب ہیں جوانی کی سی اشعار شور آور	شاید کہ کچھ ہوگئے ہیں اب پیر میر صاحب

تم کس خیال میں ہو تصویر سی جو چپ ہو
کرتے ہیں لوگ کیا کیا تقریر میر صاحب

سب آتش سوزندہ کو سینے ہی میں جگہ اب	بے صرفہ کرے صرف نہ کیوں دیدہ کا آب
پھرتی ہے اڑی خاک بھی مشتاق کسو کی	سر مار کے کرتا ہے بیابان میں بسر آب

جی سے بہت آتا نہیں اب جسد م عاشق کو
ذرہ کو نہیں پہنچا ہے نہایت سے نچ او بہایا ہے بہت

وادی و کہسار مین رہتا ہون گہبراہا ہوا
دلبران شہر نے مجھکو ستایا ہے بہت

وا نہیں ہوتا کسے سے دل گرفتہ عشق کا
ظاہر اغمگین اسے رہنا خوش آیا ہے بہت

میر گم گشتہ کا ملنا اتفاقی امر ہے
جب کبھو پایا ہے خواہشمند پایا ہے بہت

عجب نہین ہے سخا فی جو میر چاہ کی ریت
سنا نہین ہے مگر یہ کہ جو گئی کسکی بیت

مت ان نمازیون کو خانہ ساز دین جانو
کہ ایک اینٹ کے خاطر یہ ڈہاتی ہین گے بیت

غم زمانہ سے فارغ ہین مایہ باختگان
قمار خانۂ آفاق مین ہے ہارے جیت

ہزار شانہ و مسواک و غسل شیخ کرے
ہماری عندیہ مین تو ہے وہ خبیث پلیت

کسو کی بستر سنجاب و قصر سے کیا کام
ہماری گور کی بہی تہہ مین میر مکان ہے بیت

ہوئے ہین سوکہنے عاشق طنبورے سے تار
رقیب یکیو تو گاتی ہین بیٹھے اور ہی بیت

شفق سے ہین در و دیوار زرد شام و سحر
ہوا ہے لکہنؤ اس رہگذر مین پیلی بیت

کہا تہا ہمنے بہت بولنا نہین ہے خوب
ہماری یار کو سو اب نہین ہے بات بے چیت

ملی تہی میر سے ہم کل کنار دریا پر
فتیلہ مو وہ جگر سوختہ ہے جیسے اچیت

۲۸۰

منہ دکہاتی ہے آرسی ہر صبح
تو بہی اپنی تو ٹک دکہا صورت

خوب ہے چہرہ پری لیکن
آگے اسکے ہی کیا بلا صورت

قطعہ

کب تلک کوئی جیسے صورت نا
آئے پیارے بنا بنا صورت

ایک دن تو یہ کہکے ملنے کے
تو بہی میر اکے کوئی لا صورت

جاتے آنکھوں میں پہر گئے منہ زرد
ہو گئی میر تیری کیا صورت

وصل دلبر نہ تک ہوا قسمت
مر چلے ہجر میں ہی یا قسمت

ایک بوسی پہ بہی نہ صلح ہوئی
ہمنے دیکہی بہت لڑا قسمت

شیخ جنت تجہے مجہے دیدار
وان بہی ہر ایک کی ہے جدا قسمت

سہو ہم چاہتے سبہوں کو دیے
زخم تیغ ادسے اپنی تہا قسمت

کیا ازل میں ملا نہ لوگوں کو
تہی ہماری ہی میر کیا قسمت

زخم جہیلے داغ بہی کہائے بہت
دل لگا کر ہم تو پچہتائے بہت

جب تب جا لگہہ ستم جا یاسے گئے
ہم تو اپنے اور سے آئے بہت

مکھیو نکو تو خیث پٹ ای باغبان چمن تو	بلبل کے دل جگر کو ظالم لگی ہے کیا چپٹ
جی ہی جی میں نہ میرا تو اسکو کیا کرو نمین	ہر چند بیٹھتا ہون مجلس مین وسی ہے ہٹ
دیتی ہے چھوڑ بلبل کیا نالہ و فغان کو	لگے اور لجنبے سے ہے یہ عاشقو کی جھپٹ
مردی نہ تہی ہم ایسے دریا پہ جب تہا یکبہ	اس گہاٹ گاہ و بیگہ سنہی لگا تہا جمگہٹ
رک رک کے دل ہمارا ہیتاب کیون نہو گا	کثرت سے درد و غم کی رہتا ہے جی اپہ جمہٹ

شب میر سے ملے ہم اک وہم رہ گیا ہے
اسکے خیال سو ہین اتنو گیا بہت لٹ ٭

خدا جانے ہوویگی کیا نہایت	اجل تو ہے دلکی مرضکی بدایت
سخن ہمنسی آشفتہ خون ہے ولیکن	نہین لب مرے آشنائی شکایت
نہین یہ گنہگار ملنے کے قابل	کرم کرئیے تو مہربانی عنایت
گیا آسمان پہ جو نالہ تو کیا ہے	نہین یار کی دلمین کرتا سرایت

ہمین عشق مین میر چپ لگ گئی ہے
نہ شکر شکایت نہ حرف و حکایت

ردیف ثای

تری جستجو یار کی ہے عبث	یہ کوشش گنہگار کی ہے عبث

فرہاد و قیس جیسے مجھے چاہو پوچھ لو
آخر تو ہیں سنے طول دیا حجت عشق کو
آئی ہو لب پہ آہ تو ہیں اوٹھ کھڑا ہوا
اقبال دیکھ اس ستم و ظلم و جور پہ
دل اس چمن میں ہستوں سے میرا لگا دیئے

مشہور ہے فقیر ہی جو اہل وفا کے بیچ
کوتاہی تم بھی مت کرو جور و جفا کے بیچ
بیٹھا گیا نہ مجھ سے تو ایسی ہوا کے بیچ
دیکھوں ہوں جسکو ہے وہ اوسکی عطا کے بیچ
ہوئے وفا بنائی کسو آشنا کے بیچ

جوش و خروش میر کے جاتے رہے نہ سب
ہوتا ہے شور چاہنے کی ابتدا کے بیچ

ردیف ہای حطی

یاد آ گیا تو بہنے لگیں آنکھیں جو کی طرح
چسپاں قبا وہ شوخ سدا غصے ہی رہا
لگا لڑائی آگ تو تم جانتے نہ تھے
ہم جانتے تھے تازہ بنائی جہاں کو لیکے
سرسبز ہم ہوئے نہ تھے جو زرد ہو چلے
وہ دن کہاں کہ مست سر انداز خم میں تھے
تسکین مرکی کب ہوئی سیر چمن سے کچھ

کچھ آ گئی تھی سرو چمن میں کسو کی طرح
چین جبیں سے اوسکی اوٹھائی اتو کیطرح
اب یہ نکالی نکلے نئے گفتگو کی طرح
یہ منزل خراب ہوئی ہے کہو کی طرح
اس کشت میں پڑی یہ ہماری نمو کیطرح
سر اتھو جو جڑا ہی شکستہ سبو کی طرح
گو بول دلمیں آ گئی کچھ اسکی رو کیطرح

ردیف دال

ہمیں اسیر تو ہوتا ہے اپنا اچھا یاد — کشش نہ دام کی دیکھے نہ کوشش صیاد

نہ دردمندی سے یہ راہ تم چلو ورنہ — قدم قدم پہ تھی یاں جائی نالہ و فریاد

ہزار خاتمہ گردن میں طوق سے پہنے — لئے خیال نہیں کیہ وہ سرو ہے آزاد

جہاں میں اتنی ہی آشوب کیا ہے ہنگی بسر — ابھی ٹپکیگا میری خون سے ہگنہ سے زیاد

چمن میں الٹتی ہیں سنا ہے سر اے بلبل — جگر خراش یہ نالے ہیں تیرے منہ سے زیاد

ثبات قصر و در و بام و خشت و گل کتنا — عمارت دل درویش کر کے کہو بنیاد

چمن میں یار ہمیں لیگئے تھے وانہو نے — ہمارے ساتھ بھی غم ہی دل ناشاد

ہمیں تو مرنیکا طور اوسکی خوش بہت آیا — طواف کرتے ہو ہو نخل ماتم فرہاد

نظر تکرتے طرف صید کی دم بسمل — یہ ظلم تازہ ہوا اوس کشندہ سے ایجاد

چلے نہ تیغ اگر ہم نگاہ عجز کریں — ہمارے اور ندیکھے خدا کرے جلاد

کباب فی دلمیں کنار الصاع ہم لطف کیا — وہی ہے خستم وہی پائنسے جاو ہی پیدا

تمام ریختہ بیچا ہو ہیں اتنو بہر پس مرگ — کہا کہنوں نے تو کیا عز اسمہ اسناد

اگرچہ گنج ہی ہے پر خرابیاں ہیں بہت
نہ پھر خرابی ہیں اے میر خانمان آباد

عشق تو ہو ہی گیا سب میں ہے سو درد درد — پھول میری خاک سے نکلیں گے ہی تو زرد زرد

کیون گریبان کو پھر دن پھاڑ کے [illegible]
دامن اسکا تو گیا ہے چھوٹ [illegible]

ای مرغ چمن صبح ہوئی [illegible]
وہ آئینہ رو با نمکی پھولون [illegible] دیکھا
ہر [illegible] مجھکو تری [illegible] دیکھ ساقی
جس جا سی سراپا مین نظر جاتی [illegible]
قربان [illegible] صفتین کیا کیا
[illegible] سوخ کی ہوتا ہے [illegible]
معشوق [illegible] وصل [illegible] ایسا [illegible]
[illegible] سوچ تہ تابان سے [illegible]

[illegible] کوئی نگاہ [illegible]
[illegible] ہمسی [illegible] نظر [illegible]
[illegible] میری خبر [illegible]
[illegible] مین [illegible]
[illegible] مین [illegible]
[illegible] جیسے کہ کوئی [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible]

لب اور کہا ہوتا عوض [illegible]
[illegible] محبت [illegible]

[illegible] کلام ہوتا ہو وہ جسے بیان کیا کہ
[illegible] لطافت عالم مین [illegible]
[illegible] مطلب [illegible]

[illegible] باتین [illegible]
[illegible] کدا [illegible]
[illegible]

۲۹۵

مبارک تمہیں میر ہو عشق کرنا
بت ہم تو کھینچا ہو دل کو لگا کر

صاف غلطان خون میں ہے کچھ پا نہ
لگ گیا نگا اسکے دل سے تیر یار

کھو ہی سکے میرے طور عرش کے
جور میں تھی کچھ نہ تھی تقصیر یار

آ گرون سے پانوں میں بیری ہوئی
ہاتھ میں سونپی وہ زنجیر یار

ہے کشیدہ جیسے تیغ آفتاب
میان میں رہتی نہیں شمشیر یار

میر ہم تو نازے کھنچا کیے
کیون سکے کوئی کھینچے تصویر یار

مذہب سے میر کیا مجھے میرا یار اور
میں اور یار اور مرا کار بار اور

چلتا ہے کام مرگ کا خوب اسکو دور نہیں
ہوتا ہے گرد شہر کے ذرا ک مزار اور

سندر سیاہ ان نقیر نہیں گئیے شہر کے
صاحب نے میر مجھکو دیا اعتبار اور

دلکو تو لاگ ہی ہے تمکو رہا اب ملک
اس میں ہے یک عذاب شدید انتظار اور

بسمل پسند کیسے تڑپنا نہ دیکھنا
ہے میری صید پیشہ کا طور شکار اور

میں اسکی گرد رہ کا رہا منتظر بہت
سو آنکھیں دونون لائیں مری اک غبار اور

درد سراب ہو عشق کا ہر گو تک ساتھ
کچھ نشا ہے اور ہے اسکا خمار اور

کاہیکو اس قرار سے رہا اضطراب و قلق
ہوتا ہے ہاتھ رکھنے سے دل بیقرار اور

سر کا کھڑا ہم اسکے قدم کے تلو رکھا
شمشیر کھینچی ہی اوسکی طرف کلاہ اسطرف ہنوز

مدت سے شکل شب ہے مرا تیرہ روزگار
آتا نہین وہ غیرت ماہ اسطرف ہنوز

پتھرا گئین ہین آنکھین مری نقش پا کے طور
پڑتی نہین ہے یار کی راہ اسطرف ہنوز

جسکی جہت سے مرنے کے نزدیک پہنچے ہم
پھرتا نہین وہ آنکھ و واہ اسطرف ہنوز

آنکھین ہماری مند چلین ہین بغیر یار
وہ دیکھتا ہی تک نہین آہ اسطرف ہنوز

برسون سے میر ماتم مجنون ہے دشت مین
روتا ہی آکے ابر سیاہ اسطرف ہنوز

ردیف سین

نگارمت توڑ اپنا اے جرس بس
نہین اس راہ مین فریاد رس بس

کمینہ دل کی نہ گنجے پائی اسے
جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس

کھلی گلزار سے کیا قیدیون کو
ہمین داغ دل و کنج قفس بس

شتر سا تو لیکایک مار ڈالو
کرو گے کب تلک ہم پر ہوس بس

بہت کم ہیئے ہے جیسے یا دل دکھا
رہے ہم ہی تو روتے اس برس بس

کہیں بہتر ہے کے ہو گور پر گل
ہمارے خاک کو ہے خار و خس بس

تمہین کہتے ہیں سینہ داغ ہے میر
بہت نکلی ہمارے جی کی ہوس بس

٢٨٧

[illegible] ہے [illegible] کے
[illegible] گیسو [illegible] خموش

[illegible] شب [illegible]
چاند فی سے ہے جو میرا قبر پوش

معاشق [illegible] اپنی بیت [illegible] کی
اور کیا کر تجھ بین مفلس ہو زرہ پوش

[illegible] کا [illegible] کی کہ [illegible] گوش کر
گر نصیب دشمنان ہے [illegible] گوش

جب نہ تب آتا ہے بازار میں صیر
ایک لوطی ہے یہ ظالم سرفروش

طبع خوش نا شیشہ اسکی اور [illegible]
خوش تھا ہم جو نرگسے ہمکو نا خوش

نہیں ناساز قصر اپنا کسو کا
خرابی کی ہماری ہے ہوا خواہ

ستیون کے غم میں اون جیتے ہیں
دل راضی خلق سمجھے نہ خدا خوش

کلی کتنی گل ہے دل پریشان
کسو کی اس چمن مین گذری کیا خوش

جہان تنگ کر [illegible] کہ [illegible]
لوٹی دن میں لگا کے ریا خوش

[illegible] کر [illegible]
[illegible] نہیں گذری [illegible] خوش

کیا اس شہر سے [illegible] آخر
تمہارے طرز سے کچھ تھا نا خوش

فکر مین مرگ کے ہون سرو پیش
ہے عجب طور کا سفر در پیش

ہم نے بھیجی ہے البلاغ فتح طغرا ہو تو بہتر ۔۔۔ غلط | ہو چکی ہے پر نہ پہونچا ۔۔۔ ہو گیا ہے کیا غلط

کتنے مہوّس کیا کیا لکھا ہے خط ۔۔۔ میرے
کب کھائے لگے سب جو تھا اخترا بچا غلط

ردیف ظای معجمہ

جو دو ہے تو ہے زندگانی سے حظ | مزا عمر کا ہے جوانی سے حظ
نہیں وہ تو سب کچھ ہے بے لطف ہے | نہ کھانے میں لذت نہ پانی سے حظ

کہا درد دل رات کیا میر نے
اٹھایا بہت اس کہانی سے حظ

ردیف عین

آگے جب ایسا نشین عشاق کی تھی ہر شمع | پانی پانی شرم سے ۔۔۔ تھی ہر شمع
ہے عرق ہر یک غزل پر اجتماع | خانقہ میں کرتے ہیں صوفی سماع
وجد میں رکھتا ہے اہل فہم کو | میرے شعر و شاعری کا استماع
تم نے سہل چھوڑ دنیا رحم کر | اس شکار افگن نگاہی کا اختراع
کچھ ضرر عاید ہوا میری ہے اور | ورنہ اس سے سب کو پہنچا انتفاع
یار دشمن ہو گیا اس کے سبب | ہے شباع دوستی بھی کیا متاع

ردیف فا

ردیف قاف اول

پیش مژگاں وہ رہے خنجر	آگے زلفوں کے دام ہے موقوف
کہہ کے صاحب کبھو بلاتے تھے	سو وقار نکلا ہم سے موقوف
اعتماد امید سے کسکے ہوئے	گئے اب ہاں امام ہے موقوف

ردیف قاف

کیا حقیقت کہوں کہ کیا ہے عشق	حق شناسوں کے ہاں خدا ہے عشق
دل لگا ہو تو جی جہاں سے اٹھا	موت کا نام پیار کا ہے عشق
اور تدبیر کو نہیں کچھ دخل	عشق کے درد کی دوا ہے عشق
کیا ڈبایا محیط میں غم کے	ہم نے جانا تھا آشنا ہے عشق
عشق سے جا نہیں کوئی خالی	دل سے لے عرش تک بھرا ہے عشق
کوہکن کیا پہاڑ کاٹے گا	پردے میں زور آزما ہے عشق
عشق ہے عشق کرنے والوں کو	کیسا کیسا بہم کیا ہے عشق
کون مقصد کو عشق بن پہنچا	آرزو عشق مدعا ہے عشق

میر مرنا پڑے ہے خوباں پر
عشق مت کر کہ بد بلا ہے عشق

گر بادیے میں تجکو صبا تیکے جا سو	مجنوں کو میرے اور سے کہیو دعا سوق

۲۹۰

ردیف قاف دوم

چاک دل ہے انار کے سے رنگ — چشم پرخون نگار کے سے رنگ

کام میں ہے ہوا کی گل کی ہوج — تیغ خونریز یار کے سے رنگ

تاب ہی میں رہے ہی اسکی زلف — اوسکی پیچدار کے سے رنگ

کیا ہوا افسردگی کے ساتھ کہلا — دل گل بے بہار کے سے رنگ

برق ابر بہار نے ہے لیے — اب دل بیقرار کے سے رنگ

کنج نخچیر گہ میں ہیں ماموں — ہم ہیں اک شکار کے سے رنگ

جمکا ہے سنگ جاتا ہے — ابلق روزگار کے سے رنگ

برگ گل میں نہ و لگشے ہوگے — کشتہ پاسے نگار کے سے رنگ

اس بیابان میں میر محو ہوئے ؛
ناتوان اک غبار کے سے رنگ ؛

ردیف لام

١

اسکی ہزار رنگ گلستان میں آئے گل — پر اس بغیر اپنے تو جی کو نہ بہائی گل

بلبل کو ناز کیوں نہ خیابان گل پہ ہو — کیا جانیے جنھے چہاتی پہ پہر کہہ کہائی گل

کب تک حنائی پانوں اسکے یہ بیکلی — لگ جائے تک چمن میں کہیں آنکہہ پائی گل

ناچار ہو چمن میں نہ رہئے کہوں ہوں جب — بلبل کہے ہے اور کوئی دن ہے ہائے گل

[illegible]

کیا دوست ہی ... یہ چپہ کہہ کیا حاصل [illegible]

[illegible] حاصل

[illegible] حاصل

دلی طلب ہے ... [illegible] حاصل

[illegible] ہوا حاصل

پر [illegible] گو [illegible] مجلس میں

[illegible] کا حاصل

[illegible]

[illegible] تمہارے ستم سے ہم

[illegible] نہیں جاتے ہم سے ہم

پیری میں اپنی آن لگی ہیں قدم سے ہم

[illegible] آگے ہیں چل کہ حرم سے ہم

[illegible] رکھتی [illegible] ہم سے ہم

[illegible] قلم سے ہم

[illegible] عشق [illegible] سے ہم

[illegible] خیال [illegible]

زلفو پہ سر [illegible] قامت [illegible] سبب

جون [illegible]

[illegible]

زنار [illegible]

نہ پوچھو اوسے سالک کے آگی ہم — رکھا ہنسنے اب گھر سے باہر قدم
ہمیں ہم کشی سے سر بلند جب کیا — رہے ضعف سے یہان ہم تو سر در قدم

کہیں کیا کف پا میں میر آبلے
چلیں ہم سر ان پہ مگر رو ہر قدم

میر آج وہ بد مست ہے ہشیار رہو تم — ہے بے خبری اسکو خبردار رہو تم
جی جاوے کسیکا کہ رہو تم کو قسم ہے — مقدور تلک در پے آزار رہو تم
دہر مجھ جمال اپنے ہے پر دا نہیں اسکو — حیران رہو تم اب کہ طلبگار رہو تم
اس معنے کی اور اک سے حیرت ہے ہے حاصل — آئینہ نمط صورت دیوار رہو تم
یکبارہ ہوا دل کے لیے لٹنے کا وہ باعث — یہ کیا کہ اسی طور سے ہر بار رہو تم
ہو لطف اسی کا تو کوئی کام کو پہنچے — تسبیح گلے ڈالکے زنار رہو تم

کیا میر بری چال ہے جینے کی چلی ہے
بہتر ہے اپنے تئیں اب مار رہو تم

اٹک نشتاب جاتی ہیں ورنہ جہان سے ہم — کچھ ہو رہا ہے غم میں ہے نیم جان ہم
ہر بات کے جواب میں گالی کہاں تلک — اب جان لب پہ ہے میں تمہارے زبان ہم
وعدہ کرو تو سوچ لو مدت کو دل میں بھی — یہ حال ہے تو دیر رہینگے کہاں ہم

نسبت تو ہمدگر ہے کہ دو سگی ہو تب | ہم میں نوا ہے بلبل ہو گل کی نکہت ہو تم

دیکھ اشک سرخ بولا سرخ رنگ ورا لیے
ہیں میر منہ پر آنسو یا روتے ہو لہو تم

ردیف نون

چھنڈے ہی سانسیں بھریں چلتی ہیں کیا بے تابیاں
لگے ہیں پہلو سے ہم آتش میں ہیں آب میں ہیں

ساتھ اپنے نہیں اسباب مساعد مطلق
ہم بھی کہتے گیا ہیں عالم اسباب میں ہیں

غفلت دل سے ستم گذرے ہیں سو کیا کہیے
قافلے چلنے کو تیار ہیں ہم خواب میں ہیں

عشق کی مینگے جو سر گشتہ پڑی ہیں دو ولی
کشتیاں لگیں ہیں سو کیا انکی گرداب میں ہیں

دور کیا اس سے جو بیٹھی ہے اغیار اپنا و پر
پاس اس طور کا بھی عشق کے آداب میں ہیں

ہے فراغ متابان سے فراغ سے ملے
دل جلے پر تو پڑے سے تری مہتاب میں ہیں

ہم بھی اس شہر میں ان لوگوں سے ہیں خانہ خراب
میر گھر بار جنہوں کی رہ سیلاب میں ہیں

کہے تو ہمنشیں ٹک تصرف پکہ دکھا ہیں
اگر بیٹھا خانہ مندوں کو گلو سے جاویں

نہیں ہوئے ادب اتنا کہ گل سے منہ لگاویں
جگہ ہو تو کڑی مشکل گر چمن کی اور جاویں

گیا ہے لخت لخت دل دو کیا جگر سے آخر
کہاں تک یار کی کوچے سے جا کر پھر آویں

کہا گیا آمدہ مجھکو دوستان ریختہ کا | وہ ڈھونڈھتا ہے جی بہت پر اب انہیں پاؤنکا کہاں

تھا وہ فتنہ ملنے کے کون کبھی وروش کے
کیا کہیں ہم میر صاحب سے ہوئی مفتون کہاں

عشق نے جو اہرو دلیل کیا ہمسر کو یکبیر کے بیچ پھرتے ہیں
ہر شب میں سرگشتہ و نالان سی گو مجنون بھی پھرتے ہیں
دل لشکر میں ایک سپاہی اپنے ہمسے چھین لیا
مجنون سا اسکی زلف و رخ کی کا سیکو آپ ہی پہرے
نقش کر کالو دروسینہ گرم طلب ہیں دونگ
بر سر اگر شمشیر سر و نسے پڑے گی نہار نہیں

شوور رو درانحلم سب کو کہیں چھپے پھرتے ہیں
پاس نہیں لب بھی یکسون کب ان سے پھرتے ہیں
ہم تو جو بیش طلب ہیں اسکی گو پھرتے ہیں
ہم کہتے ہیں تسلی دلکو ساتھ سو پھرتے ہیں
جیسے خیالی پاس لگے تصویر پھرتے ہیں
سید ہے جانی والی ادہر کسکے پھرتے ہیں

پانو نگار آلودہ کہیں ساتھ کو میر نے دیکھے تھے
صبح تلک اب ہے آنکھوں میں اسکے پانوں پھرتے ہیں

جمع ہوتے نہیں حواس کہیں
دست لگے دو اشک سے نکلی پھر آس
باد خوشبو ہی آتی ہیں جوان سے
ہوں جنون میں کہیں ہے سر پر خاک

جائیں یان سے جو ہم اُداس کہیں
اوسون بجھتی نہیں ہے پیاس کہیں
کوئی چھپے ہے گل کے باس کہیں
ٹکڑے ہی ہو کر گیا لباس کہیں

ہاے سبک ہوا یہ میر افراط شوق سے مجلس میں
قتل میں میرے یہ صحبت ہے خشم غضب محبت کے
آنکھ کی میری صحبت کتنی وہ جو ہم دہاں یک کر بہر
شہر سے جو ن ابر ہر ہو ہر بلک جاتا ہوں نکل
پیارے کی خط کو گلے میں اشعر ہو جب تشہیر کیا
پیارے قریب لطف ہے اس کا کچھ ہو ا معلوم مجھے
مجرم اس خاطر تا ہو ہون میں بیٹھے ہے شوق کر

وہ تو نہیں ہے دل بیکہ میں ہے باتیں بنا تا ہون
لہو پیتا ہوں اس کی تلوار کھاتا ہون
بخشش کی میں کان ہر یکو خشونت غصہ کیا جاتا ہون
پاس نہیں پاتا جو سے کو کیا کیا میں گھبرا تا ہون
سامنے ہو ن جانے کیونکر آتش میں جلتا ہون
اب جاتا ہے بدلے میں جینے سے ہوا سو اپنے تکلیا ہون
نہ گناہ میں جانے کیونکر اوسکی پانون کو ہاتھ لگاتا ہون

دیکھے ان پلکون کے اکثر میر ہوں بیخود تنگ آیا
آپ کو پاتا ہون تو پہر اسوقت نہیں میں پاتا ہون

کبھو ملے ہے سو وہ دیون کہ پہر ملا نہ کرین
ہوئی یہ چاہ میں مشکل کہ جی گیا ہوتا
ہمارے حرف پریشان ہیں لطف کہتے ہون
صفا دل جو ہو ٹک تہ بیکہیں ہر یکیا
وہاں میں تا کہ قیام رہوں کہیں ہمدم
دل اتنا تو ہے جو آگہ ہے جیتے

کری ہے آپ ہی شکایت کہ ہم گلا نہ کرین
نہ رہتے جیتے اگر ہم مسا ملا نہ کرین
جنون ہے سخت جو وحشت میں علاقہ نہ کرین
ہم ایسے آئینے کو اپنے کیون جلا نہ کرین
خدا کیے ہے یہ تیرے رخ سے مقابلہ نہ کرین
کسو سے ہم بہی کے پہر معاملہ نہ کرین

اچھی ہے تعمیر دلی اس خراب آباد میں
ہم سا نہ بنا ہو ... اس رسم ایجاد میں
ہم جیسے اشعون سے کسو کا ذکر کیا
وے ہم ہیں ... سکے ہو بیٹھے ہو یاد میں
ایسے ہم کے میں ... نکالیاں میں
دیوان سوم

چلتی ہین سینہ سو کر لگتے ہی میر و لکو
چالین ہین دلبر ونکی سب سے نرالیان ہین

رفتگان مین جہان کے ہم بہی ہین
ساتہ اس کاروان کے ہم بہی ہین

شمع ہے سر دیکہیے برباد
کشتہ اپنی زبان کے ہم بہی ہین

ہم کو مجنون کو عشق مین مت پوچہ
ننگ اس خاندان کے ہم بہی ہین

جس چمن زار کا ہے تو گل تر
بلبل اس گلستان کے ہم بہی ہین

نہین مجنون سے دل قوی لیکن
یار اوس ناتوان کے ہم بہی ہین

بوسہ مت دے کسو کے در پہ نسیم
خاک اس آستان کے ہم بہی ہین

گو شب اس در سے دور پہرتے ہین
پاس تو پاسبان کے ہم بہی ہین

وجہ بیگانگی نہین معلوم
تم جہان کے ہو وان کے ہم بہی ہین

مر گئے مر گئے نہین تو نہین
خاک سے منہ کو ڈہانکے ہم بہی ہین

اپنا شیوہ نہین کجی یون تو
یار جی ٹیڑہے بانکے ہم بہی ہین

اس سرے کی ہے پارسائی میر
معتقد اس جوان کے ہم بہی ہین

نی گردش ہے اسکی ہر زمان مین
خلل سا ہے وضع آسمان مین

دل دوالی دو نو اگہ مین خراب	ہے کچہ لطف اس اجڑی گہر مین بہی ہین

چلو میر کے تو تجسس کے بعد
کہ وے وحشی تو اپنے گہر مین ہے ہین

نگہ شوق کشتون سجانی کی باتین	نہین آتین کیا تجہکو آنکہ کی باتین
سماجت جو کی بوس لب پہ تو بولا	نہین خوب یہ مار کہانی کی باتین
زبانین بدلتے ہین ہر آن خوبان	یہ سب کچہ ہین بگڑی بنانی کی باتین
نظر جب کہ در و زیر لب کچہ کہے ہے	کہو یار کے آستانی کی باتین
سہے جاسے گالی اگر دوستی ہو	پہر ہی بہلے ہین لگانی کی باتین
ہمین دیر و کعبے سے کیا گفتگو ہے	چلی جاتی ہین یہ سیانی کی باتین
بگڑ ہی چکے پا رسے ہم تو یارو	کہ دو کچہ اب اس سے بنانی کی باتین
کیا سیر کل ہین نے دیوان مجنون	خوش آتین بہت اس دوانی کی باتین

بہت ہرزہ گو ہی کی یان میر صاحب
کہ دو ان کے کچہ منہ دکہانی کی باتین

کیا کہہ دن سودائی اسکی زلف کے تدبیر مین	ظل صحرا و چمن مین ہون مگر زنجیر مین
گل تو تجہ سے انکی خاطر بہت کرتا ہے لیک	وا نہین ہوتا ہر رنگ غنچہ تصویر مین

صورت آئینہ میں ٹک دیکھ تو کیا صورت ہے	بد زبانی تجھے اس منہ پہ سزاوار نہیں
دل کے الجھاؤ کو کیا تجھ سے کہوں اے ناصح	تو کسو زلف کے پھندے میں گرفتار نہیں

اس کے کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھے میر
کیا ہے زنجیر نہیں دام نہیں مار نہیں ❊

چمکنا برق کا کرتا ہے کار تیغ ہجراں میں	برستا مینہ کا داخل ہے اس بن تیر باراں میں
سبز ہے تیری پن ساکے پھول ہیں جیسے کے گریباں میں	وہ کیا جانے کہ ٹکڑے ہیں جگر کے میرے داماں میں
کہیں شام و سحر رویا تھا مجنوں عشق لیلیٰ میں	ہنوز آشوب وہ نوں وقت رہتا ہے بیاباں میں
خیال یار میں لگ کے ہے یک مت پارہ یاں ہر دم	اگر ہجراں میں تنہائی ہوں پہ پہلو بہ گلستاں میں
رکھا ہے حصہ جنوں پر تنگ وحشت تو نکلی ہی ہے	کسے مارا ہے اس کھٹی نے سنکھ کے میداں میں
جہاں دیکھیے اک شعر شور انگیز نکلے ہے	قیامت کا سا ہنگامہ ہے ہر جا میرے دیواں میں
جو دیکھو تو نہیں ہے حال اپنا حسن سے خالی	دو بک الماس کے سی ہے ہماری چشم حیراں میں
خرابی آگئی دیں میں کئی ملت اوس کے دیکھے	ملے سے اس کے رخنے پڑ گئے لوگوں کے ایماں میں
نکل آتا ہے گر سر ہے گرمی تنگی بدن باہر	بڑا یہ آپ سے ملنے عیب ہے کسا تنگ جاناں میں
ستم کی تیر اس کے میر کے سینے میں بہت ٹوٹے	کیا جاتا ہے مشکل فرق اب دل و پیکاں میں
ہوا ابر میں کیا میر ہنستا باغ میں وہ تھا	گریبا پھٹی ہے بجلی آج کچھ صحن گلستاں میں

[illegible]

تن مین جب تک ہے جان تکلف سے ہے
ہم مین اسمین ابہی حجاب ہے میان

گو نہین مین کسو شمار مین یان
عاقبت ایک دن حساب ہے میان

گو دماغ و جگر کہان وہ قلب
یان عجب ایک انقلاب ہے میان

زلف بن کہا ہیچ ہے گو اسکے
دل کو اپنی تو پیچ و تاب ہے میان

لطف و مہر و وفا وہ کیا جانے
تازہ ہے خشم ہے عتاب ہے میان

رو ہوا پنہا ہیون ہون چپکا ہون
کسکو اس بن سر شراب ہے میان

چشم وایان کی چشم بسمل ہے
جاگنا یہ نہین ہے خواب ہے میان

منہ سے کچہہ بولتا نہین قاصد
شاید اودہر سے اجتناب ہے میان

دل ہے اپنا نہین فقط بیچین
جی کو بہی شور اضطراب ہے میان

پیا ہے وہ کہے سو کہہ رکہین +
ہر سخن میر کا کتاب ہے میان

گرفتہ دل ہون سر ارتباط مجہکو نہین
کسو سے شہر مین کچہہ اختلاط مجہکو نہین

جہان ہو تیغ بکف کوئی ساوہ جا لگتا
اب اپنی جان کا کچہہ احتیاط مجہکو نہین

کدہر گا کون قیامت کو ریسمان بازکے
دل و دماغ گذار صراط مجہکو نہین

جسے ہو مرگ سا پیش استحا کیونکہ ہے
اس اپنے جینے سے کچہہ انبساط مجہکو نہین

[illegible]

سخن ور سالہا یان ہین جمع کس حسن لطافت سے
تفاوت ہے مری مجموعہ و عقد ثریا مین

کبھو دیکھا نہ کوئی غار مین ز شوق کی مارے
بعینہ راہ اندہا سا چلا اسکی تمنا مین

بہت تہا شور وحشت مین پہ سر پیچ کے میر
لکھی تصویر تو زنجیر پہلے کھینچ لی پا مین

جدائی کی تعب کھینچے نہین ہین میر راضی ہون
جلا دین آگ مین یا مجکو پھینکین قعر دریا مین

شہرون ملکون مین جو یہ میر کہاتا ہے میان
دیدنی ہے پہ بہت کم نظر آتا ہے میان

عالم آئینہ ہے جسکا وہ مصور بے مثل
ہائے کیا صورتین پردے مین بناتا ہے میان

قسمت اس بزم مین لائی کہ جہان کا ساقی
دے ہے مے سبکو ہمین زہر پلاتا ہے میان

ہو کے عاشق تری جان و دل و دین کھو بیٹھے
جیسا کرتا ہے کوئی ویسا ہی پاتا ہے میان

حسن کیا جنس ہے ہم ہو وین کہ تو ہو ناصح
ایسی شے سے کوئی بھی ہاتھ اٹھاتا ہے میان

جھگڑا اس جادہی کا کوہ گران سنگ کو بھی
جون پر کاہ اڑا بھی لے جاتا ہے میان

کیا پری خوان ہے جو تو ٹک تو جگاوے ہے میر
شام سے دل و جگر و جان جلاتا ہے میان

جاے سے ہے جی نجات کے غم مین
ایسی جنت گئی جہنم مین

مزرع مین میری ایکدم ٹھہرو
دم ابھی ہین ہزار اک دم مین

اس بحر حسن پاس تہرتہا کل نہ تیغ
میں جان دی ہے حسرت بوس و کنار میں

چلتا ہے جلک تو دیکہہ کر چل یا تو سہو نفسر
آنکھیں ہی کہچ گئی ہیں تیری رہگذار میں

کس کس کا دامسر کہنچیں میں فی کے واسطے
سمجھا نہ کوئی میری زبان اس دیار میں

ترٹپے ہے دل متصل وہ کہاں ایسے روز و شب
ہے فرق میر برق و دل بیقرار میں

کیسی وفا و الفت کہاتی عبث ہو قسمیں
مدت ہوئی اٹھا دیں تشنہ یہ ساری رسمیں

ساون تو اب کی ایسا برسا نہیں جیسے کہ برسے
روتا رہا ہون میں ہی دن رات اس برس میں

گہبرا کے یون لگی ہے سینے میں دل ترٹپنے
جیسے اسیر تازہ بیتاب ہو قفس میں

جانکاہ ایسے نالہ لوہی سمو تو ہو دین
بیتاب دل کسو کا رکتا ہے کیا جرس میں

اب کی غزل ہے سو دیں میں سارنگیں دکہائی
ہے عشق بہر رہا ہے ایک ایک میری نس میں

اے ابر ہم بہی برسون روتے پہرا کئے ہیں
دریا بہند ہے پڑے ہیں وادی کے خار و خس میں

کیا میر بس کرے ہے بیداری آہ شب کا
دل آگیا ہے اسکا ظالم کسو کے بس میں

روتی ہیں نالہ کش ہیں یا رات دن جلے ہیں
ہجران میں اسکے ہمکو بہت ستم [illegible] ہیں

جیون دود عمر گذری سب پیچ و تاب ہی میں
اتنا ستا نہ ظالم ہم بہی بہلے ہیں

اگر شور سا ہے رہا ہے دیوانہ پن میں
زنجیر کے سے ٹکڑے ہیں گر کچھ بہی ہم رہے ہیں
پست و بلند دیکہیں کیا میر پیش ہم رہے ہیں
اس دشت سے ہم اب تو سیلاب ہو چلے ہیں
لگی ہے آگ اک اک میر سے جگر میں
جدا رہتے ہیں ہم و سے ایک گہر میں

کفن کیا عشق مین ہین نے ہی پہنا	کھنچے لوہو مین بہتیرون کی جا مین
پیام اوس گل کو اسکی ہاتھ دیتے	سکھائی تھی گر صبا مین
جیو خوش یا کوئی ناخوش ہمین کیا	ہم اپنے محو ہین ذوق فنا مین
ہمین فرہاد و مجنون جس سے چاہو	تم آکر پوچھ لو شہر وفا مین
سراپا ہے ادا و ناز ہے یار	قیامت آتی ہے اسکی ادا مین
بلا زلف سیاہ اسکی ہے پرپیچ	وطن دل نے کیا ہے کس بلا مین

ضعیف و زار تنگی سے ہین ہر چند
ولیکن صبر اوڑتے ہین ہوا مین

سمجھین جب عاشق اگر دست پائین	خدا نے ان کو جو سرگجائین
جھکنے لگا خون تو جاوے سرشک	ابھی دیکھین آنکھین ہمین کیا دکھائین
رہین کسکو سانسی کہ اب ضعف سے	مزاجی ہی کرنے لگا سائین سائین
خدا ساز تہا آزریت تراشش	ہم اپنے تئین آدمی تو بنائین
چلا یار کی ادھر جاتا ہے جی	جو ہوا اختیاری تو او دسر نچائین
جگر سوز ہین اسکے لعل خموشش	طلب کریے بوسہ تو باتین بنائین
ہمین بدخیالی نے ٹھہلا دیا	کہان اتنی طاقت کہ منت اٹھائین

کہنے لگا کہ لب سے ترے لعل خوب ہے
اس رنگ ڈھنگ سے تو ہمارا سخن نہیں

پہونچا نہوگا منزل مقصود کو تئیں
خاک رہ اسکی جب تک عبیر کفن نہیں

سکو خرام ناز سے مت خاک میں ملا
وسے ہیچ جنکو راہ پہ آنیکا چلن نہیں

کل کام آوے ہے جو ترے منہ کو شار رکے
صحبت رکھی جو تجھسے پہ اسکا دہن نہیں

نکل جا کے ہمنے میر کی ہان یہ سنا جواب
مدت ہوئی کہ یاں تو وہ غربت وطن نہیں

ہجر تا چند ہم اب وصل طلب کرتے ہیں
لگ گیا ڈھب تو بھی اسی شوخ سے ڈھب کرتے ہیں

روز اک ظلم نیا کرتے ہیں یہ دلبر اور
روز کہتے ہیں ستم ترک ہم اب کرتے ہیں

لاگ ہے جی کے سبھوں اپنی اسی یار سے یک
اور سب یاروں کا ہم لوگ تو سب کرتے ہیں

تم کبھو میر کو چاہو سو کہ چاہیں ہیں تمہیں
اور ہم لوگ تو سب انکا ادب کرتے ہیں

ہوں ہیجان اس عجوبہ عالم کے لیے
حال سن سن کے مرا لوگ عجب کرتے ہیں

میر سے بحث ہے تھی کچھ جو تھی حرف شناس
اب سخن کرتے ہیں کوئی تو غضب کرتے ہیں

مدت ہوئی کہ کوئی نہ آیا ادہر سے یاں
جاتی رہیگی جان اسی رہگذر سے یاں

وہ آپ چلکے آوے تو شاید کہ جی رہے
ہوتی نہیں تسلی دل اب خبر سے یاں

جب نام زل کا کوئی لیجیتا ہے ناگہ	منہ دیکھہ ہمدگر کا ماتم کیا کرین ہین
مستونکی بات کیا ہے جو کوئی اوسپہ جاوے	ہم گفتگو نشے مین درہم کیا کرین ہین
حکم فسانہ سازی پیدا کرین ہین شبکو	افسون ہم اوسکے اوپر جو دم کیا کرین ہین

کچھ چال میرجی کی آتی نہین سمجھہ مین
ہم بہی سلوک اون سے اب کم کیا کرینگے

ردیف واو

قتل کیجو یہ غصہ کیا ہے لاش مری اٹھوانے دو	جان سے بہی ہم جاتے رہین ہین تم بہی آؤ جانے دو
جان سلامت لیکہ جاوے کعبہ کو تو سلام کہیو	ایک جراحت ان ہاتھونکا صید حرم کو کہانے دو
اوسکی گلی کی خاک سے بہوے دامن لگکو پہنچی ہے	ایک گرجی لے بہی گیا تو آتے ہین جانے دو
گرتے ہو تم تیغ بکف کچھ یہ بہی کوئی مروت ہے	برسون سے ہمدم تم ہین جدا ہم تکبہی آنکھہ ملانے دو
کیا کیا ابتر ہوویئنگے دم مین مرنکو دم لیتین تھکینگے	دل جو بغل مین رہ نہین سکتا اسکو کہیں بہی لگانے دو
اگلی بہت ہے شور بہاران ہمکو ست زنجیر کرو	دلکی ہوس تک ہم بہی نکالین ہمکو نہین سمجھانے دو
عرصہ کتنا سارے جہانکا وحشت پر جو آجاوین	پانو تو ہم پہیلا وینگے پر فرصت ٹک پانے دو
کیا جاتا ہے اسمین ہمارا جیکے پچہتو بیٹھین ہین	دل جو سمجھنا تہا سو سمجھا ناصح کو سمجھانے دو
ضعف بہت ہے میر تمہین کچھ اونکی گلی مین مت جاؤ	صبر کرو کچھ اور بہی صاحب طاقت جیمین آنے دو

تم بن چمن کے گل نہیں چڑہتے نظر کبہو — یہ کیا روش ہے آؤ چلو ٹک ادہر کبہو

دریا سی آنکھیں بہتی رہی رہتی نہیں سو کیان — ہوتی ہے کوئی گودی پلک اب تو تر کبہو

جی جانی ہے جو اپنی یہ ہوتی ہے بار بار — جاتی ہیں وس گلی میں کہاں ہم مگر کبہو

آنکھیں سفید ہو چلی ہیں راہ دیکھتے — یارب اونہوں کا ہوگا ادہر بہی گذر کبہو

مدت ہوئی ہے نامہ کبوتر کو لے گئے — آجاتی ہے کچھ اڑتی سی ہم تک خبر کبہو

ہم جستجو میں انکی گئے دست و پا بہی گم — افسوس ہے کہ آئے نہ وہ راہ پر کبہو

غمکو تمہارے دلکی نہایت نہیں ہے میر
اس قصہ کو کروگے بہی تم مختصر کبہو

یہ سرا سوتے کی جا کچہ نہیں بیدار رہو — ہمنے کردی ہے خبر تمکو خبردار رہو

آپ تو ایسے بنی اب کہ چلے جی سبکا — ہمکو کہتے ہیں کہ تم جی کی تئیں مار رہو

لاگ اگر دلکو نہیں لطف نہیں جینے کا — الجہے سلجہے کسو کاکل کی گرفتار رہو

گرچہ وہ گوہر تر ہاتہہ نہیں لگتا لیکن — دم میں دم جب تئیں ہے اسکی طلبگار رہو

سارے بازار جہان کا ہے یہی مول اے میر
جان کو بیچ کے بہی دل کے خریدار رہو

کرنا شعار خوب ہے عجز و نیاز کو — ہر وقت جانتے ہیں دل با گداز کو

کہنچنا رنج و تعب کا دوستان عادت کرو — تب کسو نا آشنا کی مہر سے الفت کرو

روٹھہ کر منتا نہین وہ شوخ یون کمین کوئی — عذر جا ہو دیر تک مدت تلک منت کرو

کھینچتا ہے صورتگران حیران پہرون پر روئے یار — نقش اوسکا کہنچ کہنچ کی کوئی صورت کرو

اُنس اگر ان نو خطان شہری منظور ہے — اپنی پرچھائین سے بہی جون خط ہم وحشت کرو

کچھ نہو چھو صحبت پر روزہ کی کم فرصتی — جون ہوا جا بیٹھے لگکے نہین رخصت کرو

عشق مین کیا دخل ہے نازک مزاجی کو تمہین — کوہکن کی طور سے جی توڑ کر محنت کرو

پہلے دیوانے ہوئے پہر میر آخر ہو گئے
ہم نہ کہتے تھے کہ صاحب عاشقی تم مت کرو

پہر فردوس ہو آدم کو الم کا ہیکو — وقف اولاد ہے وہ باغ تو غم کا ہیکو

کہتے ہین آویگا اک روز قیامت رفتار — چلتے پہر تو رہینگے تب تئین ہم کا ہیکو

یہ بہی اک صحبت ہے نہ ایذا نہ کسو کو راحت — رحم موقوف کیا ہے تو ستم کا ہیکو

نرگس اون آنکھون کو جو لکہہ گئی نابینا تھی — اپنے نزدیک ہین وے دست قلم کا ہیکو

اوسکی تلوار سے گر جان کو رکہتے نہ عزیز — مر گیا اس خواری سے تو صید حرم کا ہیکو

چشم پوشی کا مری جان تمہین لپکا ہے — کہا تم ہو دیدہ درانی سے قسم کا ہیکو

میری آنکھون سے رکہو پانو تو آؤ لیکن — رکہتی ہو ایسی جگہہ تم تو قدم کا ہیکو

۳۰۷

کیا انکھہ بند کرکے مراقب ہوئے ہو تم
جاتے ہین کیسے کیسے یہین چشم وا کرو

موقوف ہرزہ گردی نہین کچھ قلندری
زنجیر سر او تار کے زنجیر پا کرو

ہرچند اس متاع کی اب قدر کچھ نہین
پر جس کسو کے ساتھہ رہو تم وفا کرو

تدبیر کو مزاج محبت مین دخل کیا
جانکاہ اس مرض کی نہ کوئی دوا کرو

طفلی سے تمنے لطف و غضب مختلط کیے
اب میر کو جدا کرو غصہ جدا کرو

بیٹھے ہو میر ہو کے در کعبہ پر فقیر
اس روسیہ کے باب مین بھی کچھ دعا کرو

سر پہ عاشق کے نہ یہ روز سیہ لایا کرو
جی الجھتا ہے بہت مت بال سلجھایا کرو

تاب مہ کی تاب کب ہے نازکی سے یار کو
چاندنی مین آفتابی کا مگر سایا کرو

گرچہ شان کفر شیخ ہے دلی اگر راہبان
ایک دو ہم سون کو بھی زنار بندھایا کرو

شوق سے دیدار کے بھی آنکھون مین کھنچ آیا ہے جی
اس سمین مین دیکھنے مجھکو بہت آیا کرو

کوہکن کی ہے قدم گاہ آخر اے اہل وفاق
طوف کرنی بیستون کا بھی کبھی جایا کرو

فرق یار و غیر مین بھی ہے تہان کچھ چاہیے
اتنی ہٹ دہرمی بھی کیا انصاف فرمایا کرو

کب میسر او سکے منہ کا دیکھنا اتنا ہے میر
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو

[illegible]

۳۰۹

رہتا ہے پیش دیدۂ تر آہ کا سہاؤ
برسے گی یون عرصۂ محشر مین دشت دشت
حاصل کوئی امید ہوئی ہو تو مین کہون
آنکھونکی آگے رونے سے میری محیط ہے
رہتے تھے اشک خون مین ڈوبی سب آستین
اظہار درد اگرچہ بہت بد نما سے ہے
آ عاشقونکی آنکھونمین ٹک آ کر دل تو دیکھ
صحبت جو اُس سے رہتی ہے کیا نقل کریے ہائے
صد چاک اپنے دل سے تو بگڑے ہی کی رہ لف

جیسے مصاحب بر کی ہوتی ہے کوئی باؤ
گر میری سرد آہونکا وان ہو گیا چاؤ
خون ہی ہوا گئے ہین سر دل مین سیکے چاؤ
ابرون سے جا کہیو کوئی پانی پیو تو آؤ
اس چشم بحر خونکی کبھو دیکھی ہین چڑھاؤ
ٹک بیٹھو تو دکہاوین تمہین چھاتیونکی گہاؤ
ان منتظرون سے ہی ہے بہت دور تک کہاؤ
جب آ گئے ہین ہم تو کہا آتی بان سے جاؤ
افسون کیا ہے شانی نے جو اس سے ہے بناؤ

اس ہی زمین مین میر غزل ایک اور لکھہ
گو خوش نہ آوے سامعون کے بات کا بڑھاؤ

سب کھا گئی جگر تیری پلکون کی گاؤ گاؤ
آنکھونکا ٹپرسنے سے ہتھیا کی کم نہین
کشتی چشم ڈوبی سے رہے بحر اشک مین
سینے کی اپنے زخم سے خاطر ہو جمع کیا

ہم سینہ خستہ لوگون سے بس آنکھہ مت لگاؤ
چل مارتی ہے پیش نظر ہاتھی کا ڑباؤ
آئی نہ پیار ہوتی نظر عاشقونکی ناؤ
دل ہی کی اور پاتی ہین سینے پہ ہو کا بہاؤ

سکھو تو یارا عشق کی آخر یہ مصیبت یاد رکھے	دریہ جان میں ہم جو ہو تو کسو سے الفت مت کریو
میری طرف کی جیون اس سے بات کوئی گستاخ کہے	ابنی نشانی رہ جانی پھر تم بھی منت مت کریو
کرتے سو کیا اپنے جیکھو دیکھو بن دیکھے جی جاو نو	تمکو قسم ہے حرف و سخن کی جیسو جرأت مت کریو

ہوش نہیں اپنا تو ہمیں تک میر آگئے ہیں پرسش کو
جانے سے آگے انکو ہمارے پیارے رخصت مت کریو

ردیف ہای ہوز

میں کیا کہوں جگر میں بہو میرے کم ہے کچھ	کچھ تو الم ہے دل کی جگہ اور غم ہے کچھ
پوشیدہ تو نہیں ہے کہ ہم ناتوان نہیں	کہتے تو نہیں یوں ہی ہمکو ہمارا بھرم ہے کچھ
کیا اپنے دل دیکھ کسے ہو نہیں ہی وہم نخود	جو دیکھتا ہے میرے تئیں سو وہم ہے کچھ
جب سے کھلی ہے نرگس مست اسکی ظلم ہے	کیا آج کل سے یار کو میل ستم ہے کچھ

بلبل میں گل میں کیا خفگی آگئی ہے میر
اندیشہ نسیم سحر دمبدم سے ہے کچھ

کہتے تو ہیں کہ ہمکو اوسکی طلب نہیں کچھ	پر جی لاد ہیکو اپنا ڈھونڈے ہے ورنہ سب نہیں کچھ
اخلاص ربط اس سے ہوتا تو شور اٹھاتے	لب تشنہ ہیں تب ہیں دلبر سے جب نہیں کچھ
یاران اعتبار کرے جو کچھ وہی ہے ظاہر	کل کائنات اپنی آنکھوں میں سب نہیں کچھ

[illegible]

خون مسلم کو تو واجب ہے بتان جفا جو ہین | ہو جو بھی کافر کہ امان بیان نہین ایمان کی ساتھ

اومیت سے تمہین صبر ہو کیونکر بہرہ
تجنے صحبت نہین رکہی کسو انسان کے ساتھ

جانفی دو مست سقدر اُنہ بعث خط و خال دیکھہ
کیا مری طول پریشانی کی حیرت ہمنفس
دامن صحرا مین کیا وسعت ہے جو دل مین نہین
چشم و دل کا اس سے لگ جانا تو تہا جس طرح
گرچہ اوس مہر کی جدائی مین مجہہ برسون ہوئے
کب نظر سیری کریگی اوسکی روئے خوب ہے

حال کچہہ بھی تجہہ بن نہ پوچھ سینے کا حال دیکھہ
آنکھین تھی دو مین خدا ناکہ جوبال دیکھہ
سو ہزار آنکھین گر ہیا مین بھی تمہہ سے حال دیکھہ
تجہہ بھی ان ہون مین اولجہا او یہ جنجال دیکھہ
لیکن ای اختر شناس یکبار بھی کیسا سال دیکھہ
ہمنشین تک تو بھی مصحف کہولکر تو فال دیکھہ

شہو کرین لوگی ہین جب چلے ہے راہ تو
یہ خرام ناز ہے ظالم تک اپنی چال دیکھہ

آنکھین جو ہون تو عین ہے مقصود ہر جگہہ
واقف ہو شان بندگی سے قید قبلہ کیا
موتن یہ ہم نہ سوختہ جانون کی ہے نمود
ہین دہلی لکھنو کی خوش اندام خوب لیک

بالذات ہے جہان مین وہ موجود ہر جگہہ
سر ہر کہین جہکا کہ ہے مسجود ہر جگہہ
ہے سوزش درون سے یہ دود ہر جگہہ
راہ وفا و مہر ہے مسدود ہر جگہہ

٣١١

[illegible]

ردیف یای

اس جور سے ہی خوبون کا ملنا گیا سو چپ ہون	جاتا نہین کہا کچھ جون گنگ خواب دیدہ
راز محبت اپنا رسوا نہ اسقدر ہوتا	گر ہو نہ اشک افشان خانہ خراب دیدہ
جب دیکھو لگ رہا ہی در کی طرف اسکی	ہی جیسے کینے ویسی ذلت کا باب دیدہ

دوزخ مین میر ہون مین یا رہ بہشت گو ہین
جان ہے ستم رسیدہ دل ہی عذاب دیدہ

ادہر مت کر نگاہ تیز جا بیٹھہ	یہ تیر روے ترکش یون چلا بیٹھہ
اثر ہوتا تو کب کا ہو بھی چکتا	دعائی صبح سے اب ہاتھہ اٹھا بیٹھہ
پھریگا ہم سے کبتک دور ظالم	کبھو تو گھر سے اٹھہ کر پاس آ بیٹھہ
نکر دیوار کا مجلس مین تکیہ	ہمارے مونڈہی سے مونڈہا لگا بیٹھہ
بہت پھرتی ہین تیر ہی گھر سے دشمن	انہین دو سید ہیان تو بھی سنا بیٹھہ
تلاش اپنی نہ کم تھی جو وہ ملتا	بہت مین دیکھکر آخر رہا بیٹھہ

مخالف سے نہ مل بیٹھا کرا تنا
کہین لے میر صاحب کو جدا بیٹھہ

کیا کرین تجہی نظر کر ذرہ غصہ کہا سے	اور مجلس مین جمع رہی دیکھہ تو شربائیو وہ
کسطرح شربا ہی کیا گیا گہٹا جاتا ہی یا	ساتھہ اوسکی دل لگا ہو جس کسو کا اوسکی وہ

مہلت عمر دو روزہ کتنی کرے فضولی کاہے میں
آئے جو ہیں دنیا میں ہم جیسے کہیں مہمان سے گئے

ہاتھ لگا وہ گوہر مقصد جیسا کہ معلوم ہمیں
محو طلب ہو اہل طلب سب خاک بھی یاں کی چھان گئے

کوچے سلوک کے ان سے گئے کیا چھیڑ تجاہل کی بھی
نکلی تھی اس رستے سے جو جانکی بھی انجان سے گئے

میر نظر کی ولگی طرف کو عرش کی جانب جگر بہت گئے
تھی جو طلب مطلوب کی ہم کو پیر کبیدہ ہر دم یہان گئے

سوز دروں سے آگ لگی ہے ساری بدن میں تب سے ہے
طاقت لگی تمام ہوئی ہے جیسی جاں لب سے ہے

سینے کی زخم نمایاں رہتی جا بک کیسو پر وہ دل
مدت سے یہ خنجر ٹوٹی تھی چھاتی پیٹھی ہیں جب سے ہے

پرسش حال کبھو کرتی ہیں ناز و چشم اشارت سے
انکی عنایت حال پہ میر کیا ہے جو ہو غضب سے ہے

گھر میں سے میر رکھ دیتا ہے پانو جنائی دیر کو
یوں پامال جو ہیں سامنے یہاں مجھکو وہی تو دے سے ہے

لطف کہاں وہ پایا پھر ہے پھول چہرہ لگاہو ہیں
سرخ کلی ہے گل کی اگرچہ یار کی لعل لب سی ہے

خانہ خراب ہو خواہش کا آرزو نہایت سکونے
جان سبوں پر آئی ہے پر تو بھی گرم طلب سے ہے

تم کہتے ہو بوسہ طلب تھے شاید شوخی کرتے ہوں
میر تو جیسے تصویر سے تھے یہ بات انہوں سے عجب سی ہے

کیسے نخسن نہیں یارب ہیں اس صحبت کی
دیکھو ہم رہے ہیں سر پہ میر رنج و عتاب کلفت سے

میں تو سرو و شاخ گل کی قطع ہی کا دیوانہ تھا
یار نے قد قامت دکھلا کر سر پہ میر قیامت کی

٣١٣

جنگل میں خضر سے بھی کہا ہو نا مری طرح
دردمندوں کی نارسائی کو اور بیہودہ لیل ہے

آگے جنوں سے چپا نو میں تھے شہر و گل کو ہم
سر پر ہمارے سایہ فگن اب کریل ہے

کچھ چیز مال ہو تو خریدار ہو کوئی
دنیا کی قدر کیا کہ متاع قلیل ہے

کیا روؤں اشک آتے ہیں آنکھوں سے سیل سیل
پل مارتے میں پیش نظر ایک جھیل ہے

آتے نہیں نظر میں مری ہاتھی کے سوار
کانوں میں جو فسانۂ اصحاب فیل ہے

ہو صبر اس سے جو یوسف ثانی کو ہے جمال
تو مصحف مجید میں صبر جمیل ہے

شکر و گلہ سے عشق کے لبریز ہے جہان
کرتے جہاں نگاہ یہی قال و قیل ہے

ہم دیر سے ہیں منتظر قد کشیدہ یار
کچھ شاست عمل سے قیامت میں ڈھیل ہے

جب دیکھتے ہیں میر تمہیں بید ماغ ہو
کا ہیکو نار عشق میں صاحب دخیل ہے

برسوں گزرے ہیں ہلکی کب تمکین بیچ ہونٹ پیار رہے
دور سے دیکھ لیا اسکو تو جی مار رہے

وہ مروت کہ جو تم بھی ہو اگے سو معلوم
چار دن کہنے کو اس شوخ سے ہم یار رہے

برگ گل حال جدائی میں چمن میں کب تک
جان بیتاب ہی دلکو اگے آزار رہے

وجہ یہ تھی کہ ترے ساتھ لڑی آنکھ اوسکی
ہم جو صورت سے تھی آئینے کی بیزار رہے

دین و دنیا کا زیان کار کہو ہمکو میر
دو جہاں دار نخستیں ہی میں ہم ہار رہے

شہرون کی تنگ کوچہ کا ہیکو کون ہین پاے
تا دردمند بلبل نالان ہوئی تہی سے
کیا نامہ بر ہمارا ہی معاف بہیر وت

ہم وحشیون کو قابل رہنو کی بادیا ہے
دل ہمکو بہی خدا نے درد آشنا دیا ہے
خط نا نوشتہ ہمکو او وہ سر لا دیا ہے

عالم شکار ہی وہ اس بن مین میر اسکو
ڈہب جان مارنے کا کن نی بتا دیا ہے

ہم چمن مین گئے تہے وا نہوئے
نکہت گل سے آشنا نہوئے

سر کسو سے فرو نہین آتا
حیف بندی ہوے خدا نہوئے

خوار و زار و ذلیل و بے رویت
عاشق اوسکی ہوئی سو کیا نہوئے

کیسا کیسا قفس سے سر مارا
موسم گل مین ہم رہا نہوئے

مین نہ گردن کٹائی جبتک میر
عشق کے مجہسے حق ادا نہوئے

دیکہیے کیا ہوسانحہ تلک احوال ہمارا ابتر ہے
دل اپنا تو بجہا سا دیا ہی جان چراغ مضطر ہے

خاطر اپنی اتنی آنکہین سے پرین ہین وس بن حیران
تجہنے کہا دل چاہے تو مجہو دل کیا جانے کیدہر ہے

مین جو لگا دیوانگی کرنے عالم عالم شور اٹہا
کیا کہیے رسوائی کا ہنگامہ میری سر پر ہے

٣١٥

کلیات میر

[illegible]

اس زمین پر گرد ہم سے بھی
آسمان پر اگرچہ ہے ہم سا نہین
کیا کہون اس کی زلف بن رو رو
مین پراگندہ دل لگ ہے بھی
مضطرب ہو جو ہجر ہی ہے یہ بھی
پھر کے بولا کہ بس کہین رہ بھی میر

اوس شکار افگن کی ہم بھی صید ہین
خاک و خون مین لوٹتی چھاتی چھپے

ہم پہ رستے ہو کیا کمر کستے
ہستے کھینچا نہ کھینچے تلوار
شوق لکھنے قلم جو ہاتھ آئے
سیر قابل ہین تنگ پوش اکی
رنگ لیتے ہی سب ہوا اوسکا
اک نگہہ کرکے ان نے مول لیا

اچھے ہوتے نہین جگر خستے
ہم نہ مرجائین ہنستے ہی ہنستے
لکھتے کاغذ کے دستے کے دستے
کنشبان بھیتی چھ لیان جستے
اوس بن باغ و بہار ہین رستے
بک گئے آہ ہم بھی کیا سستے

میر جنگل پڑے ہین آج جہان
لوگ کیا کیا نہین رہتے تھے کل بستے

سب شرم جبین یار سے پانی ہے
سمجھے نہ کہ بازیچۂ اطفال ہوئے
جون آئینہ سامنے کھڑا ہون یعنے
خط لکھتے جو خونفشان تھے ہم ان نے کہا
دوزخ مین ہون جلتی جو رہی ہے چھاتی

ہر چند کہ گل شگفتہ پیشانی ہے
لڑکون سے ملاقات ہی نادانی ہے
خوبی سے تری چہرہ کی حیرانی ہے
کاغذ جو لکھے ہے اب سرافشانی ہے
دل سوختگی عذاب روحانی ہے

[illegible]

٣١٧

انپا انپا ہے ذایقہ ہم کو	بوسہ کنج لب ہی بہاتا ہے
آتش عشق جسکے دل کو لگی	شمع ساں آپہی کو کہاتا ہے
دیکہتا ہے تو ہی بہ سبم پردہ	ہمسے آنکہونکو کب ملاتا ہے
میری تو ہی پلک سے چہوٹی لگا	اور وہ اسپہ منہ چہپاتا ہے

میر صناع ہے ملو اوس سے
دیکہو تو باتیں کیا بناتا ہے

شایستہ غم وستم یار ہم ہوئے	عاشق کہاں ہوئے کہ گنہگار ہم ہوئے
کی عرض جو متاع امانت ازل کی بیچ	سب اور لے گئے نہ خریدار ہم ہوئے
جی کہنچ گیا اسیر قفس کی فغان کی اور	تہی چوٹ انپے دلکو گرفتار ہم ہوئے
پامال یوں کیا کہ برابر ہیں خاک کی	کیا ظلم ہو گیا جو طلبگار ہم ہوئے
ہوتا نہیں ہے بیخبری کا مآل خوب	افسوس ہے کہ دیر خبردار ہم ہوئے
وصل و سبب طبیب نادی کا جی جاہتا	آخر اس آرزو ہی میں بیمار ہم ہوئے

سہل ہے یہ میر عشق کا اس نوبہار کے
آخر بہ کشت و خون کے سزاوار ہم ہوئے

کہے میں ان لبوں کی جان غزالی	یہ بات اک بیخودی میں منہ پہ آئی

طاعت کا محو تب ہو جو ... ہمنشین بیٹھوں ہے
چھوڑیں نماز واجب گر میر وقت پاوے

بہار آئی نکالو مت مجھے اب کی گلستان سے	مراد اس سے جو باندہ تو گل کی گریبان سے
نہ تک اشتہ ہوئی دلکو جی کی لاگ کچھ پا سے	رہے دس دن جو اپنی عمر کے یان ہم ... سے
غم ہجران نے شاید آگ دی اس باد بن دونکو	شرارے تب تو نکلے ہیں ہمارے جسم بریان سے
سبب آشفتہ طبعی کا ہماری ... ہین دونون	نہ الجھی ہے اسکی خط سے نہ زلف پریشان سے
ادہر زنجیر کی غل ہے ادہر ہنگامہ لڑکونکا	جنون اس دشت مین ہمنے کیا ہے کیسے ساماں سے
محبت مین کسو کی رنج و محنت سے گئے دونون	رہی شرمندگی ہی عمر بھر مجکو دل و جان سے

خدا جانے کہ دل کس خانہ آبادان کو دے بیٹھے
کھڑے ہیں میر صاحب گھر کے دروازے پہ حیران سے

برسون تک جی کو بار بار رہے	رات دن ہم امیدوار رہے
موسم گل تلک رہے گا کون	ہیتے ہی دلکو خار خار رہے
وصل یا ہجر کچھ ٹھہر جاوے	دلکو اپنے اگر قرار رہے
خوش نوا کیسے طایر قدس	اس جفا پیشہ کے شکار رہے

۳۱۸

[illegible]

شعلونکی تڑانگ گویا لعلون تلی دہری ہین
یان بات راہ کی تو سنتا نہین ہی کوئی
جاگہہ سی لیگئی ہین نازان جب آگئی ہین

چہرونکی رنگ ہمنی دیکھی ہین کیا جھمکتی
جاتی ہین ہم جرس سی اس قافلہ مین بکتی
تو بادہ گان خوبی جبن شاخ گل لچکتی

اس حسن سی کہان ہین غلطانی موتیون کی
جس خوبصورتی سی میر اشک ہین ڈہلکتی

ہم مرگ سے دل جگر ریش ہے
[illegible] شوق [illegible]
[illegible] مست جائیو
بہت خوب ہے لعل نوشین یار

عجب مرحلہ ہمکو درپیش ہے
نہین سے یہ پیدا ستم کیش ہے
وہ خوش شرو تو ہی بد اندیش ہے
ولیکن خط پشت لب نیش ہے

نہین کیا جو ہر چہرہ بیہوش سا
خدا جانے یہ کیا ہی درویش ہے

گوش میں برگ گل اسکی اور ہے
پوچھنا اس ناتوان کا خوب تھا
صندل دردسر مہر و وفا
رشتہ الفت تو نازک ہی بہت

کیا قیامت کا قیامت شور ہے
پر نہ پوچھا ان نی وہ بھی زور ہے
عاقبت دیکھا تو خاک گور ہے
کیا سمجھ کر خلق اسیر دور ہے

[illegible]

چلا ہٹ اسطح کی خبر میر کس سے ہووے
باور نہیں تو دیکھو یہ ہو نہو وہی ہے

کل جوش غم میں آنسو ٹپکے نہ چشم تر سے	افسوس ہے کہ آکر یون منہہ تک نہ برسے
کیا ہی نمود مردم جو کچھ ہے دیکھیو تم	مژگان بہم زدن میں جاتی رہی نظر سے
ہم سا شکستہ خاطر اس بستی میں نہ ہوگا	بر سر ہے عشق اپنے دیوار اور در سے
معلوم اگلی سی تعجرات الم کشی میں	کیا کام نکلے گا اب ٹکڑے ہوئے جگر سے
آئینہ دار اوسکی پاتی ہین شش جہت کو	دیکھیں تو منہہ دکھاوے وہ کام جان کدھر سے
مت رنج کھینچ مل کر ہشیار مردمان سے	اوسکی خبر ملے گی اک آدہ بیخبر سے
جب گوش زد ہوا اوسکی ترے مبالغ ہو وہ	بس ہو چکی توقع اب نالہ سحر سے
اے رشک مہر کہو تو آ جاند سا نکل کر	منہہ دیکھنے کو تیرا آتا چند کوئی تر سے

چاہت بری بلا ہے کل میر نالہ کش تھی
ہمراہ فی سواران درجہ ہی پہر نظر سے

برق و شرار و شعلہ و پروانہ سب ہیں یہ بے	جیوں ہم جلا کرے ہیں ہیہات جلتے کب ہیں یہ بے
ٹھوڑی سے ناخن پا تک بہری ہے آگ	جلتے ہیں در رفتہ جلتے کہ سب ہیں یہ بے
ہوتا ہے دل کا حال عجب غم سے اوس گھڑی	کہتا ہے جب وہ ظالم ہمکو عجب ہیں یہ بے

رحیل ذات نہیں عشق میں کہ میر کو دیکھ
ذلیل کیسے ہیں اونکی ہر چند کہ ذات بڑی

ہے تماشا حسن و خط حیرت بھی ہے
یعنی خط تو خوب ہر صورت بھی ہے

تادم آخر نہیں ہوسے ہیں ہم
کچھ کہیں گے بار رخصت بھی ہے

ہے وہ فتنہ ہم حریف و ہم ظریف
ساری گالی ہے پھر منت بھی ہے

تیغ ناز اوسکی ہمیں قسمت کیا
خوش نصیبی ہر تو پھر قسمت بھی ہے

وا نسیم صبح سے ہوتا ہے گل
تجھکو اے مرغ چمن عبرت بھی ہے

جی ہی دینے کا نہیں کڑھنا فقط
اسکے در سے جانے کی حسرت بھی ہے

دور سے باتیں کرے ہے یونہی یار
میر صاحب سے نہیں صحبت بھی ہے

چلے ہم اگر تمکو اکراہ ہے
فقیروں کی اللہ اللہ ہے

نہ افسردہ ہی دردسر نے گلہ
کہاں جیسا سر ویسا سر راہ ہے

جہاں تک چلو گل سے ہم داغ ہیں
اگرچہ ہوا بھی ہوا خواہ ہے

غم عشق سے جو اٹھانے بلا
جہاں دل لگا کر ٹہنا جانکاہ ہے

چراغان گل سے ہے کیا روشنی
گلستاں کسو کی قدم گاہ ہے

۳۲۱

خونریزی کی تو لاگو ہوئی نہیں نگاہ یک
پہلے تو پوچھتے ہیں ظالم گناہ کو بھی

جوں خاک سہی ہر یکساں میر انہال قامت
پامال یوں نہ ہوتی دیکھا گیاہ کو بھی

ہر لحظہ پھیر لینا آنکھوں کا ہے کیا ہے
منظور کیجے کچھ تو بارے نباہ کو بھی

خواہش بہت جو ہو تو کاہش ہی جان و دل کی
کچھ کم کراں و نیز ان اے میر چاہ کو بھی

[illegible] مجلس نشینوں سے
کہ تو وارث [illegible] رات کو بلکہ کمینوں سے

[illegible] اختلاطی کی ان سحر آفرینوں سے
لگا رہتا ہے داغ [illegible] سینوں سے

[illegible] ایک شب کا [illegible] سو گیا ہوتا
مری چھاتی جلا کرتی ہے اب کتنے مہینوں سے

[illegible] جگر کا نیا ہی کرتا ہے
چڑھی تیوری [illegible] جبینوں سے

بہت [illegible] شیخ [illegible]
کہیں نکلے [illegible] آستینوں سے

رہی [illegible] وقت [illegible] ہاتھ آئے
نزاکت اس کمر کی [illegible] باریک بینوں سے

برنگ برگ گل ساتھ [illegible]
عرق چیں [illegible] جبینوں سے

بہت [illegible] دل [illegible] خلق کی جانے
ہوا ہے [illegible] نام ان رنگیں نگینوں سے

غزل ہی کی ردیف و قافیہ کا رفتہ رہتا ہے
نکلنا میر اب مشکل ہے میر ان زمینوں سے

[illegible]

سنہ ادھر کرکے وہ نہیں سوتا
خواب میں آوے تو تلطف ہے

یاں تو تکلیف سی کھنچی تکلیف
واں وہی اب تلک تکلف ہے

چھیڑ اس شوخ نے رکھی ہمسے
عہد پر عہد ہے تخلف ہے

مرگ گیا منزل مراد ہے میر
یہ بھی اک راہ کا توقف ہے

تسکین دردمندوں کو یارب شتاب دے
دلکو ہمارے چین دے آنکھوں کو خواب دے

اسکا غضب سے نامہ نہ لکھا تو سہل ہے
لوگوں کی پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے

گل ہی بہار تب ہی جب آنکھوں میں ہو نشہ
جاتی ہے فصل گل کہیں ساقی شراب دے

وہ تیغ میری تشنۂ خوں ہو گئی ہے کند
کر رحم مجھ پہ کاشکے یار اوسکو آب دے

دو چار الم جو ہوویں ہیں ثابت نشان
کیا درد بیشمار کا کوئی حساب دے

تار نگہ کا سوت نہیں بند تا ضعف سے
پیچان کے یہ رشتہ ونا اسکو تاب دے

مژگان تر کو یار کے چہرے پہ کھول میر
اس آب خستہ سبزے کو ٹک آفتاب دے

نہ جرات ہے نہ جذبہ ہے نہ یاری بخت بد سے ہے
یہی بیتابی خون گشتہ دلکو جگر کد سے ہے

جہاں شطرنج بازندہ فلک ہم مہرے ہیں ہم سے
بساں شاطر تو ذوق ادھر ٹک زد سے ہے

کہان ان پلکونکو ہے شوکر سے ہمسری جگا شکی — طرح آتی ہے اس قدکو قیامت سر پہ لا شکی

کسو سے آنکھہ کہیں لگتی ہی اپنی جان دیئے بیٹھے — نئی یہ رسم ہم جاتی ہین چھوڑے دل لگانیکی

سبھان ہم آئے چہرے پر بکھیرے بال سو سوئے — ادا کرتی ہو تم کیا خوب سے منہ چھپانیکی

سسین ہیگی ہین آسکی سبزۂ خط کی ہدایت سے — سیح و خضر کو پہونچی بشارت زہر کھانیکی

جہان اسکی لیے غربال کر تو سید ہو بیٹھے — سبھی حیرت ملی ہے کیا ہماری خاک چھانیکی

کبھو نکیا ایک بوسہ لبکا دیکر خوب گہرایا — کبھی بر سون تلک منت کبھو نکی بات مانیکی

نگہولا کوئی اتنا ہے کہ آندہی کوئی آتی ہے — نشان یادگاری ہے ہماری خاک اڑانیکی

کہیں ہے داغ اسکا حسید کو سب گلے ملنا — اکٹ دی ہے نئی یہ سیری چھاتی جلانیکی

رہا آنکھین اس ولباش سے اک عالم میں گذرا

حکایت بوالعجب ہے صیقی کی مار جانیکی

کرے الشکل ہیئت آن کر ایسی نہین دیکھی — کہ صورت آسمان کی دیکھکر یکسر زمین دیکھی

کبھو دیکھو گے تم جو وہ طرحدار اسطرف آیا — طرح ترکیب ایسی ہے وہ تبک تو نہین دیکھی

سہر یکیفقہ و دلکش سقدر کا ہیکو ہوتا ہے — کہ دن ہی فکر کر سجدہ کیا زمین جبین دیکھی

کبھی وہ طرز کین اسکی کمان چین جبین اسکی — لگا کر بار ہا اس شوخ سے تصویر چین دیکھی

گریبان سپاڑ ڈالین دیکھکر دامن کشان اسکو — سہنے خرقی بہت جو چاک کی آدہ آستین دیکھی

آنکھین ہی لگی جاتی ہین اس جاذبہ کو میر
آتی ہے بہت دیر جو اس منہ پہ نظر جاے

تجھکو جرم الفت پہ ہمین زجر و ملامت ہے — مسلمان بھی خدا لگتی نہین کہتے قیامت ہے
کھڑا ہوتا نہین تہ زیر ان دل پاس عاشق کے — موافق رسم کے اک دور کی صاحب سلامت ہے
جبھی ہے شاخ پر گل ناز سے کیا صحن گلشن میں — نہال قد کی اسکی جو رعنی تھی سو ندامت ہے
نکلتا ہے سحر خورشید ہر روز اسکی گھر پہ — مقابل ہو گیا اس سے تو ہم سادہ کی شامت ہے

پیچہ دار و پگڑی پھرتے کل تلک میر کو جو نہین
انہین کو مسجد جامع کی دیکھی آج خدمت ہے

خدا کرے مرے دل کو ٹک اک قرار آوے — کہ زندگی تو کرون جبتلک کہ یار آوے
کمانین اسکی بھون کی کھچی ہی رہتی ہین — نہ جبتلک سر تیر ستم شکار آوے
ہمین تو ایک گھڑی گل بغیر دو بھر ہے — خدا ہی جانے کہ اب کبتلک بہار آوے
اٹھی بھی گرد رہ اسکی کہین تو لطف ہے کیا — جب انتظار مین آنکھون ہی پر غبار آوے
ہر ایک شے کا ہے سو سم نجانے تھا منصور — کہ نخل دار مین حلق بریدہ بار آوے
ستمگر جورون سے احوال جا عبرت ہے — کسو سے کہیے تو اوسکو نہ اعتبار آوے
نہین ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر — کہ اب جو دیکھون اسے مین بہت نہ پیار آوے

وہم شماری سی ہو رنج قلب سے	اب حساب زندگی بیباق ہے
اپنی عزلت رکھتی ہو عالم ہی اور	یہ سپہر روشہرۂ آفاق ہے
فرط خجلت سے گراجاتا ہے سرو	قد دلکش اسکا بالاچاق ہے
دل زدہ کو اوسکے دیکھا نزع مین	تہا نمودار آنکہہ سے مشتاق ہے
رنگ مین اوسکی جہمک ہو برق کی	سطح کیا رخسار کا براق ہے
گو خط اسکے پشت لب کا زہر ہو	بوسہ کنج دہن تریاق ہے
خشک کردیتی ہو گرمی عشق کی	بید صحرائی سا مجنون قاق ہے

مت پڑا رہ دیر کے ٹکڑون پہ میر
اٹھکے کعبے چل خدا رزاق ہے

بات کیا آدمی کی بن آئی	آسمان سے زمین نپوائی
چرخ زن اوسکے واسطے ہو مدام	ہو گیا دن تمام رات آئی
ماہ و خورشید و ابر و باد سبھی	اوسکے خاطر ہوئے ہین سودائی
کیسے کیسے کیے تردد جب	رنگ رنگ اوسکو چیز پہنچائی
اسکو ترجیح سب کے اوپر دے	لطف حق نے کی عزت افزائی
حیرت آتی ہو اسکی باتین دیکھ	خودسری خودستائی خودرائی

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان چہارم

ردیف الف

کرتا ہون اللہ اللہ درویش ہون سدا کا
سرمایۂ توکل یان نام ہے خدا کا

مین نے کیا جنون سے مشق قلندری کی
زنجیر سر ہوا ہی تہا سلسلہ جو پا کا

یارب ہماری جانب یہ سنگ کیون ہے عائد
جی ہی سے مارتی ہین جو نام لین وفا کا

کیا فقر مین گذر ہو چشم طمع سیی بن
ہے راہ تنگ ایسی جیسے سوئی کا ناکا

ابر اور جوش گل ہے چل خانقہ سے صوفی
ہے لطف میکدے مین وہ چند اس ہوا کا

تا سازی طبیعت کیا ہی جوان ہوئی پر
اوباش وہ ستمگر لڑکا ہی تہہ ادا کا

گل پھول فصل گل مین صد رنگ ہین شگفتہ
مین دل زدہ ہون اسکے رنگینی ہوا کا

عاشق کی چشم تر مین آلودہ آوین لیکن

زلف سیاہ پیچ دار سے
شور ہے زور یار کے لب کا
لعل کی بات کون سنتا ہے
اپنے آگے ہے طفل مکتب کا
قیس لیلی کے ہے جنون کا تو مجنون
تجکو ہوگا وصول مطلب کا
ہم تو ناکام ہی چلے یان سے
مین بھی عاشق ہون پر ہون مشرب کا
ست رہتا ہون جیسے ہو شب ...
دیکھ رہتا ہون ور مذہب کا
تو لگی جیب در گریبان کرتے ہین
ہے سخن میر کا عجب ڈہب کا
کہنے نکلا سو ... [illegible]

واعظ کو سوچ ہو دلی میفروش سے	ہم ذکر بھی سُنا نہین صوم وصلوات کا
ہونگا کرین قریب پڑی کوئی یار مین	کسکے تئین دماغ عفف ہی سکات کا
ان ہونٹھونکا حریف ہو ظلمات مین گیا	پردے مین روسیاہ ہو آب حیات کا
عالم کسو حکیم کا باندہا طلسم ہے	کچھ ہو تو اعتبار بھی ہو کائنات کا

گر یار میر اہل ہو تو کام سہل ہے
اندیشہ تجکو یونہین ہو اپنی نجات کا

تجاہل تغافل تساہل کیا	ہوا کام مشکل توکل کیا
نہین تاب لاتا دل زار اب	بہت ہمنے صبر و تحمل کیا
زمین غزل ملک سی ہوگئی	یہ قطعہ تصرف مین بالکل کیا
جنون تہا نہ مجھکو نہ چپ رہ سکا	کہ زنجیر کوئی تو مین غل کیا
نہ سوز درون فصل گل مین چھپا	سرو سینہ سی داغ نے گل کیا
ہمین شوق نے صاحبو کہو دیا	غلامون سے اوسکے توسل کیا

حقیقت نہ میر اپنی سمجھی گئی
شب و روز ہمنے تامل کیا

رفتہ عشق کیا ہو نہین اب کا	جا چکا ہون جہان سے کب کا

[illegible]

اس شوق نے دو لگی بھی بات بنائی تھی
یہ ہمدمی کا دعوی ہے کہ لب خندان سے
اتنا جو زیادہ بھی طاقت گئی سب لگی

رقعہ اگر تو طومار لکھا جاتا
بس کچھ نہ چلا ورنہ پستہ کو چبا جاتا
جو حال کہوں تم سے تمکو سنا جاتا

وسواس نکرتا تھا مرجانے سے ہجران مین
تھا میر تو ایسا بھی کل جی سے گذر جاتا

مستانہ اگر جی مین طاعت کو لگا جاتا
بازار مین ہو جانا اس سے کا تماشا تھا
دیکھا نہ اگر ہوتا نہ آتا نظر پھر مین
شب آ وشرر افشان ہو نہ مون آہ پر پر میر
کیا شوق کی باتون کی تحریر ہوئی مشکل
آنکھین مری کھلتی تو اوس چہرے ہی پر تکین
سبزے کا سواد کش خط رخ جانان کو
ہر شوق سے رو سے بدنامی و رسوائی

پر بعد فنا تھہ کر یعنی کہ چلا جاتا
یوسف بھی جو وان ہوتا تو اسپہ بکا جاتا
بھی صفت سراہتا اوس شوخ کا کیا جاتا
سر کھینچا ہے شعلہ تو مجھکو جلا جاتا
تھے ہیچ قلم کاغذ پر کچھ نہ لکھا جاتا
کیا ہوتا یکایک وہ سر پر مرے آجاتا
جو ہاتھ مرے چڑھتا تو پاؤن کو کھا جاتا
کیون کام بگڑ جاتا جو صبر کیا جاتا

تھا میر بھی دیوانہ پر ساتھ ظرافت کے
ہم سلسلہ دارون کی زنجیر ہلا جاتا

ایک نگہ کر کے میں حیرت کر دیا ہے داغ ہم
کیا تعجب ہے جو کوئی دل زدہ ناگہ مر گیا
ماہ کہتے تو کہا اوس روے خوش کا ہے جریدہ

دل جو ساری عمر کا اپنا تھا سرمایا گیا
اضطراب عشق سے جی تن میں گھبرایا گیا
شہر میں پھر ہم سے منہ اپنا نہ دکھلایا گیا

جیسے پرچھائیں دکھائی ہو کے ہو جاتی ہے محو
میر بھی اوس کام جان کا دو چند تھا سا یا گیا

ہم مست عشق جس کی تھے وہ روٹھ کر گیا
جان بخشی اسکے ہونٹھوں کی سن آب زندگی

دیکھ کر اوسکو بید باغ خجلت سے تر گیا
ایسا چھپا کہیں کہ کہا جاے مر گیا

کہتے ہیں میر کعبے گیا ترک عشق کر
راہ دل شکستہ کدھر وہ کدھر گیا

شاید جگر حرارت عشقی سے جل گیا
بے یار حیف باغ میں دل تنگ ہو گیا
اس آہو رمیدہ کی شوخی کہیں سو گیا
دن رات خون کیا ہے کچھ ہم جگر کو پھیر
تیور پھرے ہیں پھر تو نہیں اسکے جی جو اس
ہر چند میں نے شوق کو پنہاں کیا ولے

گل دردل کہا سو مرا منہ ابل گیا
دی گل کو آگ چار طرف میں جل گیا
دکھلائی دی گیا تو چھپا دا سا بچھل گیا
گر ہو ل گل سے کوئی گھڑی جی بہل گیا
اندیشہ ہے یہی طور ہے اسکا بدل گیا
ایک آدھ حرف پیار کا منہ سے نکل گیا

حال مجھ سیر کا دیکھ کے کہو ہے تامل ہے اور سکو
ظاہر میں خورشید ہوا وہ نور میں اپنے پنہان ہے
یاد میں اسکے قامت کی میں ہے ہو رو سو گیا
بعد مرگ چراغ نہ لاوے گور پہ وہ عاشق آرا ہے

محو ہے خود آرائی کا یا محو دہر خودرائی کا
خالی نہیں ہے حسن سے چہپنا دیکھی ہی یکتائی کا
آخر یہ خمیازہ کہینچا اس خرچ بالائی کا
جیتے جی بھی داغ ہی تہا میں اسکی پیرائی کا

چشم وفا اخوان زمان سے سادہ ہو سو کرے ہیں
قصہ ہے مشہور زمانہ پہلے دونوں بہائی کا

پہرے ہے وحشی سا گم گشتہ عشق کا تیرا
دریغ و درد تجہے کیوں ہے بیان تعجب ہی ہی گر
جہان بہرا ہے تیری شور حسن و خوبی سے
نگاہ ایک ادہر اک تیغ تیز کی اور

سبھوں سے یا تو ہمیں بیگانہ آشنا تیرا
ہوا ہے ایک نگہ میں زبان کیا تیرا
لبوں پہ لوگوں کے ہے ذکر جا بجا تیرا
ہمارا خون ہی کرتا ہے مدعا تیرا

نظر کسو نے نہ کی حال میر پر افسوس
غریب شہر وفا تہا وہ خاک کیا تیرا

صورت شیریں کی آگے کام اپنا کر گیا
خانہ آبادی نہیں بھی دل کی یوں ہے آرزو
میر بختی کش تہا غافل پریشانی خیر کی

عشق میں کس حسن سے فرہاد ظالم مر گیا
جیسے جلوے سے ترے گھر آرسی کا بہر گیا
حادثے کا کیسا اوسکے سر پہ سے تہر گیا

منہ کرتا تھا ہمسون وہ خوش شعر تین — چاہ کا یون کب تلک نبا ہتا رہا

کچھ نہ ہمین سمجھا خبون و عشق مین — دیر تلک تو مجھکو سمجھاتا رہا

داغ تھا جو سر پہ میرے شمع سا ان — پاؤن تلک مجھکو وہی کھاتا رہا

کیسے کیسے رک گئے ہین میر ہم
مدتون منہ تک جگر آتا رہا

اوصاف سو کہ شعر سے الجھا تو پڑ گیا — دانتون تلک سلک در جو کہا مین سو گڑ گیا

جیسے جی یہ ملا نہ رہا سو رہا غریب — جو دل شکستہ سا تھا سو اسکو بچھڑ گیا

کیا اسکے دل جلے کی تمامی مین دیر ہو — جیسے چراغ صبح شتاب ہی بجھ گیا

فرہاد پہلوان محبت پہاڑ تھا — بیطاقتی جو دل نے بہت کی بچھڑ گیا

گل رنگ رنگ شاخ سے نکلا بہار مین — آنکھین سی کھل گئین ہین چمن مین حباب کچھ گیا

یان تو ہوا تو باد سحر ہر یک شجر بجر — کیسا ہی پایدار تھا آخر اکھڑ گیا

شہ باد تو سرو ہو اگر آدمی روش
وصف اسکے قد کا میر سے سنکر اکڑ گیا

جان اپنا جو ہمنے مارا تھا — کچھ ہمارا اسی مین وارا تھا

کون لیتا تھا نام مجنون کا — جب کہ عہد جنون ہمارا تھا

ظاہر کو بھی رہتی ہی پہر جہان چمن ہی مین | گل کی طرح پردہ مین بھی چمن آب رواں آیا

خلوت ہی رہا کی ہی مجلس مین تو یون آنکی
ہو نہ سکا جہان یکجا مین میر جہان آیا

خوب ہوا دل چہپا چہپا گو اب کہ سب ہو جاویگا
آنکھین لگی رہتی ہین کہ تر جا کے قفس سے اسیرو نکے
غنچے کا منہ جمع ہوئے ہین لف و خیال و خند و قند
عشق مین میر ہو گیا کیا سنگر پار گئی کر جاوی گا
ایک نگہ کی امید بھی اسکی چشم شوخ سی ہمکو نہین
رنج جوانی کا یہ نشہ ہی چھوڑ تجھکو کہین گا

کام مرا چھوڑ گیا آیا جو کام ہمارا آویگا
جہوکا باد بہاری کا کنگر کی کوئی یان آویگا
ہووی گی نکو کی عہد مین میر ان ہمین یاد شاید ہوئیگا
یعنی غم کھاتی ہین بہت ہم غم بھی ہمکو کھاویگا
ایدہر اودہر دیکھ کا پہر ہی آنکہ چہپا دیگا
ہوش گیا پہر آویگا تو دیر تلک پچھتاویگا

دیر سے اس اندیشی نے ناکام رکھا ہی میر ہمین
پانو چھوٹینگے اسکے ہم تو وہ بھی ساتھ لگا دیگا

بہار آئی چلو چمن مین ہوا اور بھی رنگ آیا
کلیان ہین سو نہ کہیں ... چولی مہری

کہان تک گل کے ہو غنچہ پہ ہاں منہ سو تنگ آیا
قیامت سی کی ہی تنگ پوشی ہمارا جی نہ تنگ آیا

وہی ہی رونا وہی ہی کڑہنا وہی ہی سوزش جدائی کی سی
ٹہہرا یا آیا ہی عشق ہی مین یہ میر ہمکو ڈہنگ آیا

٣٣٣

بکا نے شب و روز اب چھوڑ میر
نواحِ آنکھوں کا تو ورم کر گیا

یاری ہے کسو کا کیا ہے کسو نام نکلا ۔ ناکام عشق تب تو عاشق کا نام نکلا
ہنگامے سے جہاں میں مجنوں کیا ہے ۔ ہم جس طرف سے نکلے ساتھ ازدحام نکلا
پامالی کے خطرے نکلا نہ کبک اودہر ۔ جیدھر سے ناز کرتا وہ خوش خرام نکلا
جنگل زمانہ میں تو ہمیشہ ہے عشق ہی کا ۔ بیجا ہوا دل اپنا جب وہ مقام نکلا

جانا تھا جنے جگ کو تو پختہ مغز ہوگا
دیکھا تو میر تیرا سودا بھی خام نکلا

نے ہمسے کچھ نہ اوس ستم ایجاد سے ہوا ۔ ظلم صریح عشق کی امداد سے ہوا
شیریں کا حسن ایسا تھا جو خستہ جان دہر ۔ جو کچھ ہوا سو خواہش فرہاد سے ہوا

خوش زمزمہ طیور ہی ہوتی ہیں میر اسیر
ہم پر ستم یہ صبح کے فریاد سے ہوا

زار کیا بیمار کیا اس دل نے کیا آزار کیا ۔ داغ سے تن گلزار کیا سب آنکھوں کو خونبار کیا
جرم ہمارا الفت کشتہ وہاں کیا لگ پڑتے ہیں شیخ ہوا ۔ اب کہتی ہیں دلمیں تجھے ہم اوسے کیوں پیار کیا
چاہا ہم نے کیا تھا اپنا چاہا کچھ نہ ہوا ۔ عزت کسو کی ذلت کھینچی عشق نے خوار و زار کیا

رہا افسوس آنکھین تر ہوین تو — اڑا افسوس تھا جگر پارا ہمارا
نہ بارے یاوری طالع نے کچھ کی — گیا بے یار سب یارا ہمارا

نگاہ لب تک نہ آیا میر ہرگز
کہیا جی ہی مین غم سارا ہمارا

ردیف بای

ہوا جو خون دل شاید کہ ہر ایک عضا مین فتور آب — حواس گم ہین دماغ گم ہی رہا سہا بھی گیا شعور آب
مژگان غائب ہے ہزار یون تو نظر مین ہرگز نہ ملا نگاہ تو — اگر نگہ نہ ضائع ہم آہ بھی کو تنگ ہو کر ترے حضور آب

وجود با مکان مین کیا ہی نسبت کہ میر کو کیا ہشیر حساب
نہین ہی ہوا ناصر و کچھ تو تب بھی ہوا ہی کیا ضرور آب

کیا گئی جان و دل ستم تاب شتاب — آنسو آتی ہین اب شتاب شتاب
ہین گی دیر پلکین ور گئے رخنے — حال دل ہو گیا خراب شتاب
یون صبا بھی ہیک نہین جاتی — جون گیا موسم شباب شتاب
پیر ہو کر ہوا ہون یون غافل — جیسے لڑکون آوے خواب شتاب
مرگی مین ہو جواب نامہ و سے — آوے خط کا اگر جواب شتاب
مہربانی تو دیر مین سے کبھو — ہو دل آی زاری و عتاب شتاب

کہتے ہی کہا ساتھ مٹا دینے کا میرے
جوہر نہین ہی آپ کی تلوار مین صاحب
یہ عرض مری یاد رہے بزرگی مین میر
جی جانا تجھے نہین عشق کے اظہار مین صاحب

درد سر کا پھر پھر سر ہے اب
زندگانی ہی درد سر ہے اب
وہ دماغ ضعیف ہی سر ہے اب

میر ... مانہ پر ... فریب
کوئی اپنا نہ یار ہے روزگار فریب
اسی ستمگر کی ... ہم ... حبیب
سر گردان ... میں ... غریب
یاری کرے اگر ہمارے ... اس آسماں پہ ہم نصیب

ہوں بیخود تو کوئی پہنچے ہی ٹک
کاشکی ہو جاے سینہ چاک چاک
راہ پر وہ کیونکہ آوے مست ناز
کیا جبیں گردانی ہو کر خون ہوا

بیخودی کی حال پہونچایا ہے اب
رکھتے رکھتے جی بھی گو سر آیا ہے اب
دشمنوں نے اوسکو بہکایا ہے اب
زندگی کا دل جو سر آیا ہے اب

میر شاید کعبے ہی میں رہ پڑے
دیر سے یاں تو خدا لایا ہے اب

ردیف تا ی

٣٣٦

کیا کریں تدبیر دل مقدور سے باہر ہوا ہے
جس جگہ نوں ہم کافروں سے ربط شاید کر ہو چکے
دور تک سو ہوا ہوں شہر ... شہر در ان ...
وہ طبیعت ہی نہیں ہے میر کی شفقت طبیب
بیخود و مست ادا و ناز ہی رہتے ہیں ہم
وہ سپاہی پیشہ لوگوں ہی میں رہتا ہے کھڑا

نا امید اس زندگانی کرنی سے اکثر ہے اب
وہ بت بے مہر اپنی اور سے تیغ ہے اب
میر شعر و شاعری کا تذکرہ گھر گھر ہے اب
کر دو اجو طبع میں آوے تری بہتر ہے اب
عالم اپنا دیکھئے تو عالم دیگر ہے اب
گرد بیش اوس دشمن جان کی لشکر ہے اب

گفتگو انساں سے محشر میں ہے یعنی کہ میر
سارا ہنگامہ قیامت کا مرے سر پر ہے اب

خلاف وعدہ بہت ہو گئے ہو کو تو وعدہ وفا کرتا — ملا کی آنکھیں ... کہنا کہاں تلک ... کیا کرو اب

بعد مرگ آنکھیں کھلی ہنوز سی جانا گیا
سنکی ضائع روزگاری اسکو جی لا یانہ تاب

دیکھنے کی اسکی میرے جی میں تھی حسرت بہت
آپ کو کر بیٹھے ضائع ہمکو تھی غیرت بہت

آنکھیں تلی ہیں تذکر تحف دلی سے دمبدم
دل گیا پر آج کل سی چپ نہیں مجھکو لگی

ان لبوں الکو بھی اپدھر چی ہی غفلت بہت
گذری اس سبھی بات بوالہوس نفس عشق بہت

دل میں چاہ کرتا ہے طور سیر شایہ دوستان
ان نے صاحبدل کسو رکھی ہے صحبت بہت

چشم رہنے لگی پر آب بہت
دیر و کعبے میں اوسکی خواہش مند

شاید آوے گا خون ناب بہت
ہو گئے پھر تو ہیں ہم خراب بہت

دل کو دل ہی میں کچھ ارمان
کم رہا موسم شباب بہت

مارنا عاشقوں کا گر ہے ثواب
تو ہوا ہے تمھیں ثواب بہت

کیجیے بے پردہ کیونکہ عاشق ہیں
ہمکو لوگوں سے ہے حجاب بہت

میر بیخود ہیں اس جناب سے اب
چاہیے سبکو اجتناب بہت

دل نے کام کیے ہیں ضائع دلبر ہے دلخواہ بہت
راہ کی بات سنی بھی تو جانا حرف غریب و اسکو

قدر بہت کم ہے دلکی پر دلمیں ہے چاہ بہت
خوبی اپنی حسن پہ اپنے پھرتا ہے گمراہ بہت

شب باش اٹھ کر کہتے ہیں آ کر لما سا ہم
دن اچھے ہوں تو بھی ہوا اس فرمانی بات

ردیف ثای

[illegible]

ہم تو آگے ہی مر رہے ہیں میر
تیغ کھینچے پھرے ہے یار عبث

ردیف جیم

حال برا کہنے کو ہے اتنی غفلت کیا ہے آج
کوئی گھڑی تو پاس رہو یاں پھر رخصت کیا ہے آج

ساقی ہم تو شیشہ پر آنکھیں نہیں کھل سکتی ہے
دلتنگی سے رنگ ہوا ہے وہم کیا کچھ صورت کیا ہے آج

فرق تیغ خشم رکھے ہیں جیسے دل کی لاگ لگی
اس ظالم بے رحم کی میری ایسی صحبت کیا ہے آج

شیشہ صراحی ساغر و مینا سب کل تک بھی حاضر تھے
کوئی بادہ فروش نہیں میری حسرت کیا ہے آج

میر گھڑی اک ساعت ہی میں غش تم کرنے لگتے ہو
تاب نہیں کیا ضعف ہے دل میں جی طاقت کیا ہے آج

ہم تو لب خوش رنگ کو اسکے مانا لعل احمر آج
اور رقم در سے ان نے ہمکو جانا کنکر پتھر آج

عشق کی جو سرگشتہ ہوئی ہم رفتہ رفتہ دوار ہوا
پانو میں چکر ہوتا ہے یاں سر کو بھی ہے چکر آج

عرش پہ جو ہونی لگائی کو تھی وہ دو دستی کب تک ہم
خاک پہ پائی درویشانہ ہمنے بچھایا بستر آج

چسپے بیٹھ ہم غم کشتوں کی خاطر تم ہی جمع کرو
کل تک کام نہیں پہنچے گا غش آتا ہے اکثر آج

ملکوں ملکوں شہروں شہروں قریہ قصبہ دیہہ دیار
شعر و بیت و غزل اپنے ہنگامہ ہے گھر گھر آج

خط سے آگے مہر و وفا کا عہد بھی سب کچھ صادق تھا
جامہ مصحف گو تھی وہ کون کری ہے باور آج

ردیف چیم فارسی

آگے تو رسم دوستی کی تھی جہاں کے بیچ
اب کیسے لوگ آئے زمین آسمان کے بیچ

میں بے دماغ عشق اٹھا سو چلا گیا
بلبل پکارتی ہی رہی گلستاں کے بیچ

تحریک چل چلی کی ہے سب جو دیکھو ٹک
ہیئت کوئی ہو جو جہاں میں آب رواں کے بیچ

[illegible]

منہ اسکا دیکھ رہیئے کہ رفتار ناز کو
سر تا قدم ہے لطف ہی اس خوش پسر کے بیچ

ہر دانہ سرشک ہین تار نگاہ ہے
اس شہر کی روش کہ جو ہو بو گھر کے بیچ

کیا دلگی جون گیا کہ تڑپنے لگا جگر
یکتا ہے روزگار مین ہم اس ہنر کے بیچ

ایسا ہوا ہے معتبر کہ اب ہر حساب پاک
کہیے جو کچھ بھی باقی ہے وہ جگر کے بیچ

ہے اپنی خانوادی مین پتا ہر شور میہہ
بلبل بھی ایک ہے بو تا ہے گھر کے بیچ

رنج کیا کیا ہمنے کھینچے دوستی یاری کے بیچ
کیا ہوئی تقصیر اسکی نازبرداری کے بیچ

دوش و آغوش و گریبان دامن گلچین ہو گئے
شگفتگی رہی ہے چشم خونباری کے بیچ

ایک کو اندیشہ کار ایک کو ہے فکر یار
لگ رہے ہین لوگ سب جینے کی طیاری کے بیچ

منتظر تو رہتے ہی پھر گئین آنکھیں ندان
وہ نہ آیا دیکھنے ہم کو تو بیماری کے بیچ

جان کو قید عناصر سے نہین ہے دار ہے
تنگ آئی ہین بہت اس چار دیواری کے بیچ

رو تی ہی گذری ہے شب تسکینی باغ کی
اوس سے پڑتی رہی ہے رات ہر کیاری کے بیچ

یاد پڑتا ہے جوانی تھی کہ آئی رفتگی
ہو گیا ہون مین تو مست عشق ہشیاری کے بیچ

ایک ہو وین جو زبان و دل تو کچھ نکلے بھی کام
یون اثر ہی میر کیا ہو گریہ و زاری کے بیچ

۳۳۹

عشق کی کس طرح کیا وا ستو غمزہ نا ز و ستم | یکسانہ ہرگز ہوئی وی لوگ سارے اسطرح

جو ہر ق تحریک ہین وس نار شک ہے کی منہ پہ

میر کب ہوئے ہین گرم جلوہ تاری اسطرح

ہو چکے ہے ہمکو عشق مین آزار ہر طرح | ہوتی ہین ہم ستمزدہ بیمار ہر طرح

ترکیب وطرح ناز وادا سب سے دل لگی | اوس طرحدار کی ہین گرفتار ہر طرح

یوسف کی اس نظیر سے دلکو نہ جمع رکھہ | ایسی متاع جاتی ہے بازار ہر طرح

جس طرح مین فریب کہائی دیا اوس سے لگ پڑے | ہم کشتہ خون کی ہینگے سزاوار ہر طرح

حیپ لگ کے بام دور گلی کوچہ مین ہے میر

مین دیکھہ لون ہون یار کو اکبار ہر طرح

ردیف خای

ہے میرے چہرہ سرشک دمادم کا رنگ سرخ | ریزش سے اسکی تختہ ہے ہیر کا سنگ سرخ

ردیف دال

زردی عشق سے ہے تن زار بد نمود | اب مین ہون جیسے دیر کا بیمار بد نمود

بی برگی و بے نوائی سے ہین عشق مین نزار | پائیز دیدہ جیسے ہون اشجار بد نمود

ہر چند خوب تجھکو بنایا خدا نے لیک | اے ناز پیشہ کبر ہے بسیار بد نمود

خوف کر عاشق کے کشتہ کی قطعی ہی دلیل کچھ بہی نزدیک ہو سکے شہر اپنو تو دیکھی ہی نظر	ہو جہان شمشیر ابرو اسکی خم حد سی زیاد قدر ہی عاشق کی آنکھون مین کم حد سی زیاد

باس اسکی دم کچھ و پہرتن تہی سو طاقت کہان
بات کہتی میر اب کرتی ہین دم حد سی زیاد

شعر دیوان کی میر کر کر یاد خود کو عشق بتا نہین ہول بجا سب طرف کرتی ہین نکو یان کی وحشی اب گرد باد سی ہم ہین	مجنون کہنی لگا کہ ہان استاد متوکل ہو کر خدا کو یاد کس سی جا کر کری کوئی فریاد عمر افسوس کیا گئی برباد

چار دیواری عناصر میر
خوب جا گہہ ہی پہ ہی بی بنیاد

ردیف ذال

درویشی کی جو سوختگی ہی سو ہی لذیذ	نان جو نمک ہی داغ کا بہی ایک شی لذیذ

ردیف رای

ست اس چمن مین غنچہ روش بو دیا شکر دل رکھ تو وی فلک کی زبردستی پی نچا	مانند گل شگفتہ جبین یان معاش کر گر کشتی لنگ گئی ہی تو تو بہی تلاش کر

عشق و محبت بیاری میں کیا لطف کہو کر ضبط
مانگ پناہ خدا سے بندہ دل لگنا آیت ذلت ہے
گیا اس سے ہے مخانے کی بہتر ان شیخ کو مصلیٰ ہے

سپاہی سے چہرہ سے وہ کو لکا تو ہی نالہ و آہ نکر
عشق شہر زنہار نکر واللہ نکر یا للہ نکر
پانو نہ رکھ سجادہ پہ انکی اس جادہ سے سو راہ نکر

میر نہ ہم کہتے تھے تجھ سے حال نہیں کچھ نے ذکر کا
چاہ بلا ہے جان و دل [illegible]

کل سے دل کی کل بگڑی ہے جی مارا بیکل ہو کے
ایک سجود خلوص دل سے آہ کیا نہ جوانی میں
جیب دریدہ خاک پڑی سر کیا آگاہی میں
ایک تو ہم تو ہوتے نہیں ہیں [illegible] مارا جلے

آہ تو آنکھوں میں [illegible] یاد [illegible] چشم سے [illegible] کر
[illegible]
راہ چلے [illegible] کسان میں [illegible] کر
اب تیری تیغ ستم کی جلد لگا کر تو دور کر

جی جا ہی ملا جاتا ہے اپنا میر سماتے دیکھ سحر
آنکھیں ملتے اٹھتے ہیں بستر سے دل [illegible] سو کر

یہ لطف اور [illegible] مجھ سے خطاب کر کر
چھاتی جلی ہے کیسی اڑتی جو یہ سنی ہے
خونریزی سے کچھ آگے تشہیر کر لیا تھا
گنتی میں تو تھا میں کل خجل ہو وہ

کاہے سے میر کچھ کہیں ہم تجھ کو عتاب کر کر
[illegible] نامہ [illegible] کا کھایا کباب کر کر
اس کے [illegible] خراب کر کر
کچھ دوستی کا [illegible] حساب کر کر

مست و بیخود ہم اسکے در پہ گرے
لوگ اسکو خبر کرین کیونکر

سو رہا بال منہ پہ کھول کے وہ
ہم شب اپنی سحر کرین کیونکر

مہ فلک پہ ہے وہ زمین پر آہ
اسکو زیر و زبر کرین کیونکر

دل نہین درد مند اپنا میر
آہ و نالے اثر کرین کیونکر

ردیف زای

ہی زیر خاک لاشہ عاشق طپان ہنوز
پیدا ہی عشق کشتہ کا اوسکے نشان ہنوز

گردش سی اوسکی خاک برابر ہوئی ہی خلق
استادہ روی خاک پہ ہی آسمان ہنوز

اوس تک پہونچنے کا تو نہین حال کچھ و لے
جاتی ہین گرد پڑتی بھی ہم ناتوان ہنوز

پروانہ جل کی خاک ہوا پر اڑا گیا
ای شمع تیری رہتی نہین ہی زبان ہنوز

چندین ہزار جا نہین گئین اسکی راہ مین
ایک آدھ تو بھی مرہی ہی نیم جان ہنوز

مدت ہوئی کہ خوار ہو گلیون مین مر گئے
قصہ ہمارے عشق کا ہی داستان ہنوز

لخت جگر کے غم مین کہ تہا لعل پارہ میر
رخسار زرد پہ ہی مرے خون روان ہنوز

دیوانگی کی ہی وہی زور آوری ہنوز
ہر دم نئی ہی میری گریبان دری ہنوز

قیس و فرہاد پر نہین موقوف
عشق لاتا ہے مرد کار ہنوز

خاک ہو کر اڑ گئیں ہیں یار ہنوز — دل کا بیٹھا نہیں غبار ہنوز

نہ جگر میں ہے خون نہ دل میں خون — ذرہ خون ہے روزگار ہنوز

دست بر دل ہوں مدتوں سے میر
دل ہی ویسا ہے بیقرار ہنوز

دوستان حسن و خوبی ہے کیا چیز — شعر میرا ہو جوانان کو بھی کیا چیز

ردیف سین

مدت ہجر میں کیا کرتے بیان یار کے پاس — حال پرسی بھی نہ کی آن کی بیمار کے پاس

حق یہ ہے خواہش دل تو ہے مری آجاتا — جبکہ خونریزی کو ٹہلا میں مجھے دار کے پاس

در اسیری کا کھلا سنہ ہے بہار کیا تنگ — مر ہی رہتے گا قفس کے در و دیوار کے پاس

آنا اسکا تو دم قتل ضروری ہے ولے — کون آتا ہے کسو خون کے سزاوار کے پاس

پائیے یار اکیلا تو غم دل کہیے — سو تو بیٹھا ہی رہے ہے پہ دو چار کے پاس

سنہ پہ ناخن کی خراشوں سے لگا دل سینے — چشمے نکلے ہیں نئے چشم جگر بار کے پاس

میں تو تلوار تلے اوسکے لیے بیٹھا میر
وہ کبھو اب بھی نہ آیا گنہگار کے پاس

کل رہا تھا جا رہا تھا دل بیقرار پاس — گویا کہ جا رہا کسو زندہ یار پاس

ردیف شین

ردیف صاد

ردیف ضاد

ردیف طای

ردیف ظای

کیا چال ہیگی زہر بھری روزگار کی
سب اس گزرگہہ میں سے یار کی روش

دہ رفت و خیز گرم تو مدت سے ہو چکی
رہتے ہین اب گری ہوی بیمار کی روش

جاتی ہین رنگ بوی گل و آب جو سے چلے
آئی نہ خوش ہمین تو یہ گلزار کی روش

مائل ہوا ہے سرو گلستان کا دل بہت
کچھ آگئی تھی ہمین قد یار کی روش

زندان مین جہانکے بہت ہین خراب حال
کرتے ہین ہم معاش گنہگار کی روش

یون سر کھپیری عشق مین پہرتی نہین ہین میر
اظہار ہی کرین ہین تو اظہار کی روش

رہتے ہین بہت دل کے ہم آزار سے ناخوش
بستر پہ گرے رہتے ہین بیمار سے ناخوش

جانا جو مقرر ہے مرا دار فنا سے
اس بستی کی ہین ہون در و دیوار سے ناخوش

ہموار ہی سے ہین ترم خشن ایک سے دونون
خوش ہین گل تر سے نہ ہم خار سے ناخوش

سر رشتہ دل بند نہین زلف و کمر مین
کیا جانیے ہم کس لیے ہین یار سے ناخوش

ہے عشق مین صحبت مری غم بائی عجب کچھ
اقرار سے بیزار ہین انکار سے ناخوش

خوش ہوتے ہین احباب بھی ہم ربط کسی سے
رہتے ہو تمہین ایک مرے پیار سے ناخوش

اک بانکا ہے لوگون مین پیپٹ آنکر نا
ہم ہیگی بہت میر کے گفتار سے ناخوش

ردیف عین

ردیف غین

ردیف قاف

احتیاط اہل صراحی سے ہے | ہمنے سجادہ کے دہلائے داغ

دیکھی دامن کو نیچے کیسی دی
میرنے کرتلے چھپائے داغ

ردیف فای

آج ہمارا سر پرتا ہے باتین جتنی سب موقوف
کسکو دماغ رہا ہے یہان آٹھ پہر کی منت کا
اسکی گلیمین آمد و شد کی گہات ہی مین ہم رہتے تھے
وہ جو بالع ہو تو کیا ہے شوق کمال کو پہونچے

حرف و سخن جو بالکل بیگانہ تھے ہوے اب موقوف
ربط اخلاص سے دن گذرے ہے خلطہ اسی سب موقوف
اب جو شکستہ پا ہو بیٹھے ڈھب کرنیکی ڈہب موقوف
وتفقہ ہو گا تب ملنے مین ہم بہی کرینگے جب موقوف

حلقے پڑے ہین چشم تر مین سوکہی ایسے تم تھے
رونا کڑہنا عشق مین اوسکے میر کروگی کب موقوف

مین آگے تہا دیدہ پر آب سے واقف
پہر تو بہت لڑکو نکو کہا ئی ہین و لیکن
ہم تنگ خلائق یہ عجب ہے کہ نہین ہین
شب آنکہین کہلی رہتی ہین ہم منتظر انکی
بل کہاتی نہین بالونکی ہم جاتی ہین اسی

پلکین تہو کی تہین مری خوناب سے واقف
ہم اب بہی جنون کی نہین آداب سے واقف
اس عالم اسباب مین اسباب سے واقف
جون دیدۂ انجم نہین ہین خواب سے واقف
ہین پیچ و خم و ریشہ و تیچ و تاب سے واقف

گھر کیسے کیسے وین کر نیدا گو گئے ہین خراب
تو ضبط کر تی ہو وین جراحت جگر کو زخم

القصہ ہے خرابہ کہنہ دیار عشق
روتا نہین ہے کہول کر دل راز دار عشق

مارا پڑا ہے انس ہی کر نی مین ورنہ میر
ہے دور گرد وادی وحشت شکار عشق

ردیف کاف

وحشت تہی ہمین بہی وہی گہر بار سے اتبک
سر مارتے ہین اپنے در و دیوار سے اتبک

مرتے ہی سنا انکو جنہین دل لگی کچہ تہی
اچہا بہی ہوا کوئی اس آزار سے اتبک

جب سے لگی ہین آنکہین کہلی راہ تکی ہین
سوئی نہین سا تہہ اوسکی کہو بیار سے اتبک

آیا تہا کہو یار سو ماسول ہے ہم اوسکے
بستر پہ گرے رہتے ہین بیمار سے اتبک

بد عہد یو نہین وقت وفات آن بہی پہونچا
وعدہ نہوا ایک وفا یار سے اتبک

ہے قہر و غضب دیکہہ طرف کشتے کے ظالم
کرتا ہے اشارت بہی تو تلوار سے اتبک

کچہ رنج دلی میر جوانی مین کہنچا تہا
زردی نہین جاتی مرے رخسار سے اتبک

رہا پہول سا یار تربت سے اتبک
نہ ایسا کہلا گل نزاکت سے اتبک

لبالب ہے وہ حسن یعنی سے سارا
نہ دیکہا کوئی ایسی صورت سے اتبک

ردیف کاف فارسی

۳۴۷

کیا چلے جاتے ہین جہان سے لوگ	کہ آگئے تھے میہمان سے لوگ
تھہ یہ بات بات پہ گالی	حیران ہلب ہین تری زبان سے لوگ
شہر ہین گھر خراب ہے اپنا	آتے ہین یہان پاس نشانسے لوگ
ملک گردش مین ہین برابر خاک	کیا جھگڑتے ہین آسمانسے لوگ
درد دل ان نے کب سنا میر	لگے رہتے ہین اسکے کانسے لوگ
یاد سے بھی پلک لگی ہی نہین	ہم بھی سبزے ہی درمیانسے لوگ
شوق مین تیر کے چلے او دہا	ہم خمیدہ قدان کمانسے لوگ

آدمی اب نہین جہان مین میر
اٹھ گئے اس بھی کاروانسے لوگ

ردیف لام

بلبل نے گل کو ہا کہ بہت ہی کہا نے گل	لیکن ہزار حیف ٹھہرتی ہوا نے گل
رعنا جوان شہر کے رہتے ہین گل بسر	سر پر ہمارے داغ جنون کے ہر جائے گل
دل پوشی ہے مرغ چمن کی نہ کی نظر	بیدرد گلفروش سبد بھر کے لائے گل
حیف آفتاب مین بس دیوار باغ ہین	جون سایہ دراکشیدہ ہوئے شبنم پائے گل
بوئے گل نوائے خوش عندلیب میر	آگے چلی گئی سبھی کچھ تھی وفائے گل

ردیف میم

[illegible marginal text]

٣٤٩

اے اسیر اسی ہی نسبت کن حلقہ حلقہ موسی
بیتاب کچھ سے گاہی پیچ ہی گئے دل

حال تو حال زار ہے تا حال
دل ہی بیقرار ہے تا حال

بڑھتی ہے حال کی خرابی روز
گرچہ کچھ روزگار ہے تا حال

خستہ جانی و تنگ خلق کیا
پر ادسی مجھسے عار ہے تا حال

حال فکر سخن میں کچھ نہ رہا
شعر میر اشعار ہے تا حال

حال مستی جوانی تھی سو گئی
میر اسکا خمار ہے تا حال

آنکھیں بدحالی سی ٹھہری نہیں
شوق دیدار یار ہے تا حال

غم سے حال آنکھہ خون دل سو کہا
چشم تر اشکبار ہے تا حال

کھینچتا ہے او سطرح سے کوئی اختیار دل
دیوانہ دل بلا زدہ دل بیقرار دل

سمجھا سبھی تو کہ دل کسی کہتے ہیں دل ہے کیا
آتا ہے جو زبان پہ تری بار بار دل

آزردہ خاطری کا ہماری نکر عجب
اک عمر ہم رہا کیے ہیں بار بار دل

وا شد فسردگی سے تری اس چمن میں ہے
دل جو کھلا تو جیسے کھل بی بہار دل

میر و سکی اشتیاق ہم آغوشی میں نہ پوچھ
جاتا ہے اتنے ہی ہی رہا در کنار دل

[illegible marginal text]

کیا ظلم ہے کہ کہینچے شمشیر وہ کہے ہے — آزردہ ہونگا پہر مین جا کہے جو ٹلے تم

کم پائی اسقدر ہے منزل سے دور اُٹھی — طی کس طرح کروگے یارو یہ مرحلے تم

اکثر نڈہال ہین ہم پر یون نہین وہ کہتا — کیا ہے کہ جاتی ہو گی کچہ اتنی ہی ڈہلے تم

یہ جانتے تہے ہم ایسی بری ہوئی ہو — ہونٹھون پہ جان آئی تم بن گئے بہلے تم

قربانی اوسکی گہر تہی کسطرح نچہوڑی
سکتے ہو میر ادہر تلوار کے تلے تم

یار بن وصل محبوب کو پہر یک نظر دیکھینگے ہم — اپنی آنکہونسے اودہر یان جلوہ گر دیکھینگے ہم

مین کہا دیکہو دہر اک تم تو مین بہی جان دون — ہنسکے بولا یہ تری باتین ہین پر دیکھینگے ہم

یاس ظاہر ہے اسے تو دیکہنا دشوار ہے — جائیگی مجلس مین تو ایدہر ادہر دیکھینگے ہم

یون نہ نگہ دل کسو سیمین بدن زر دوست کو — ابتدائے عشق مین اپنا بہی گہر دیکھینگے ہم

کام کوتہی ہی ہین سماجت سے کہو لیتی ہین لوگ — ایک دن اسکی گلی جا کر بہر دیکھینگے ہم

راہ تکتے تکتے اپنی آنکہین بہی تہر چلین — یہ نجانا تہا کہ سختی اسقدر دیکھینگے ہم

شورش دیوانگی اسکی نہین جائیگی لیک
ایک دو دن میر کو زنجیر کر دیکھینگے ہم

صبر کیا جاتا نہین ہمسے رہ کر جدا نہ ستاؤ تم — پانو کا رکہنا گرچہ ادہر کو عار سی ہی آؤ تم

دل غم سے نہین سیر ہیں جیتا ہے جی دور ہے دیکھ ہم | احیاء میں گو جلا ہے مین دیا اسکو جاں نہین

کب تک لگی رہے جیوڑون میں سر جگر کے لخت ہوں سے
کسب نہین ہے پارہ دوزی مین کوئی وصال نہین

ہے وضع کشیدہ کا جو تصور اسکی جہان مین | نکلی ہے مگر تازہ کوئی شاخ کمان مین
ہر طور سے ہم حرف و سخن لاگ سے دل کی | کیا کیا کہین ہیں مرغ چمن اپنی زبان مین
کیا باد نے بھی دست تطاول کو دیا طول | سبیلے پڑے ہین پہول ہی سب باغ خزان مین
خو شرنگ ہے کس مرتبہ اشعار کا پانی | خونناب مری چشم کا ہے آب روان مین

روؤ مرے احوال پہ جون ابر بہت میر
بیطاقتی بجلی کی سی ہے آہ و فغان مین

داغ کی سی بیدل کہلائی آگے دیکہیے کیا کیا ہون | محزون ہوئے ہین مفتون ہوئے ہین مجنون ہوئے ہین سوا ہون
عشق کی رہ مین پانو رکہا سو نحر لگے کچہ رفتہ سے | آگے چلکر دیکہین ہم اب گم ہوویں یا پیدا ہون
خار و خس الجہین ہین آ بہی بحث اسکو فیس کیا | سیج زن اپنی طبع روان سے جب ہم جیسے دریا ہون
ہم بہی گہر جا گہر سے اپنی شوقین اس رہ جا ئی کر | عشق کا خانہ کام کرے تو پہر ہم رزنون بیجا ہون

کوئی طرف یان ایسی نہین جو خالی ہووے ادر کے میر
یہ طرفہ ہے شور جرس سے چار طرف ہم تنہا ہون

احراق ہی قلب کا رونی سی کب گیا	پانی کی چار بوندین ہین کیا احتراق ہین
تحصیل علم کرنی سی دیکھا نہ کچھ حصول	ہین اونکا تا ہین ہر کہین پڑتا ہ گھر کی طاق ہین
دم ناکہین بقول زنان عاشقو نکی ہین	ملنا بلا ہی سوتی کا اوسکی بلاق ہین

اک نور گرم جلوہ فلک سا پہ ہی ہر سحر
کوئی تو ماہ پارہ ہی ہے میر اس رواق مین

صبح ہوئی گلزار کی طائر دل کو آئی ہین	یاد مین اس خوش رو گل کی کیسی کیسی بولین ہین
باغمین جیسے ہم دیوانی سی جا نکلین ہین	غنچے ہو ہو جو چمن کی ساتھ ہماری ہولین ہین
یار ہمارا آسان کیا کچھ سینہ کشادہ ہے	خندان کہین ہین جب ہم اونکو سب نے کہو لین ہین
سینہ جو بر سی ہی شد تو دیکھہ اندر ہی کیا	ہیبت ہو ہم آئی ہین لوگو اونکو رولین ہین
وہ دھوبی کا کم ملتا ہی میل دل آئی ہے بہت	کوئی کہو اس آئی ہین جسکو کیا ہم دھو لین ہین
سرو تو ہی سنجیدہ لیکن پیش مصرع قد یار	ناسور دین ہی نکلی جب سب لین اپنی تو لین ہین

مرگ کا وقفہ اس رستی مین کیا ہی میر سمجھتی ہو
بار ہی ماندہ راہ کی ہین ہم لوگ کوئی ہم سو لین ہین

غزل میر کی کب پڑھائی نہین	کہ حالت مجھے غش کی آئی نہین
زبان سی ہماری ہی صیاد خوش	ہمین اب امید رہائی نہین

وہ نہیں اب کہ فریبوں سے لگا لیتے ہیں
ہم جو دیکھیں ہیں تو وہ آنکھ چھپا لیتے ہیں

کچھ تفاوت نہیں ہستی و عدم میں ہم بھی
اٹھ کے اب قافلۂ رفتہ کو جا لیتے ہیں

[illegible] ہماری طالع کی نکوئی سے کبھو
[illegible] میں ہم اوسکو اٹھا لیتے ہیں

صحبت آخر کو بگڑتی ہے سخن سازی میں
کیا وہ انداز ہے بھی اک بات بنا لیتے ہیں

دیار حسن میں دل کا نہیں خریدار کوئی
وفا متاع ہوا بھی یہ بیان کی بات نہیں

حساب پاک ہو روز شمار میں تو عجب
گناہ اتنے ہیں میرے کہ کچھ حساب نہیں

گذر ہے عشق کی بیطاقتی [illegible] آہ
دل تو انکو چین نہیں ہے شب انکو خواب نہیں

جہان کہ باغ کا ہے عیش [illegible] رنگ
ہماری جام میں لوہو ہے سب شراب نہیں

تلاش [illegible] اب بیکے و نہیں کاش کریں
[illegible] تو وہ [illegible] خانمان خراب نہیں

[illegible]
شیشے پاس نہیں ہم کہ اٹھا دیتے ہیں

[illegible]
باغ کی [illegible] طرف آگ لگا دیتے ہیں

گرچہ [illegible]
دل جگر دونوں کو یک لخت جلا دیتے ہیں

ورنہ رہتا ہے بہا لاش [illegible]
استخوان انکی [illegible] کچھ تو مزا دیتے ہیں

اس شہر حسن کا احوال [illegible]
[illegible] سیکڑوں درویش دعا دیتے ہیں

دل جگر ہو گئے بیتاب ستم عشق جہاں
تب بھی ہم شوق کی بار ونکی دعا دیتے ہیں

کیونکے اس راہ میں بیمار کہ صاحب نظران
یاں سے گو وان تلک آنکھیں ہی بچھا دیتے ہیں

ملتے ہی آنکھ ملی اسکی تو ہم [illegible]
خاک میں آپ کو بھی الفور ملا دیتے ہیں

طرفہ صناع ہیں اے میر یہ موزون طبعان
بات جاتی ہے بگڑ بھی تو بنا دیتے ہیں

[illegible]

کہین دلِ ناکام رغان گلشن سے کیا — یہ ... ہمکو ... سودا کرین
کہیا عشق کا جوش دل مین بہلا — کہ ... [illegible] ... سودا کرین

بری حال اوسکے گلی مین سے ہے میر
جو اٹھہ جائین وان سے تو اچہا کرین

ہجر مین روتا ہون ہر شب مین تجھ اس صبح تبسم یار — وہی اندہیری سینہ سیہ جو نکہہ ہو شدت سی یان
کسقدر بیگانہ خو ہین مردمانِ شہرِ حسن — بات کرنا رسم عادت ہے نہین الفت سی یان
اٹھہ گئی ہین جیسے ہم سو نا پڑا ہی باغ سب — شور ہنگام سحر کا عمر سے ہے مدت سی یان
سر کوئی پہوڑے محبت مین تو بار ہی اسطرح — مر گیا ہے عشق مین فرہاد جس قدرت سی یان
دلکشی اس بزم کی ظاہر ہی تم دیکہو تو ہو — لوگ بھی دیکہے چلے جاتے ہین کس حسرت سی یان
صورتون سی خاکدان یہ عالم تصویر ہے — بولین کیا اہل نظر خاموش ہین حیرت سی یان
فہم حرفونکی تنافر کا بھی یارون کو نہین — اسپر رکہتے ہین تنفر سب مرے صحبت سی یان
پیچ روزہ عمر کر لی عاشقی یا زاہدی — کام کچہہ چلتا نہین اس تہوڑ ہی سی فرصت سی یان

کیا سر جنگ جدل ہو بیدماغ عشق کو
صلح کی ہے میر نی ہفتاد و دو ملت سی یان

داغ فراق سی کیا پوچہو ہو آگ لگائی سینہ مین — چہاتی سی ہو منہہ نہ لگا ٹک آ کر اس بھی مہینے مین

عشق و جنون سے اگرچہ تن پہ ضعف ... نہیں

وحشت کو ... سودائی جنون میں ... مجبور نہیں

ہجران میں برسوں ہم نے رنجور نہیں

اب جو کچھ ٹک پاس بلاوے وہ تو دور نہیں

حیا بہت ہی سو ساکے چشم کی شائستہ ہے

حیا بھی چکی ہی دل کی ہوس اب جینے کا ارمان نہیں

شور نہیں یاں سنتا کوئی میر قفس کے اسیروں کا
گوش نہیں دیوار چمن کے گل کو شاید کان نہیں

یوں ناکام رہینگے کب تک جی میں ہی اک کام کریں
رسوا ہو کر مار رہیں اسکو بھی بدنام کریں

جسکو خدا دیتا ہے سب کچھ وہ ہی سب کچھ دیتے ہیں
ٹوپی لنگوٹی پاس اپنے ہم اسپر کیا انعام کریں

منہ کھولے تو روز ہی روشن زلفیں بکھریں رات ہے پھر
ان طوروں سے عاشق کیونکر صبح کو اپنی شام کریں

خط لادے کتابت حرف و حکایت صفحہ رنگین احباب کے
دستہ کو دستے کاغذ ہو جو دل کا حال اتمام کریں

شیخ جو ہے مسجد میں ننگا رات کو تھا میخانے میں
سجدہ ایک اس تیغ تلے کا انسے ہو تو سلام کریں

دل آسودہ ہو تو پھر تا کہ ہم سو بار گئے
وہ سو بھی کہنے پہنچی ہے باہر جاویں آرام کریں

میل گدائی طبع کو اپنی کچھ بھی نہیں ہے ورنہ میر
دو عالم کو مانگ کے لاویں ہم جو تنگ ابرام کریں

پھر اپنی صورت احوال ہر یک کو دکھاتا یاں
مروت قحط ہے آنکھیں نہیں کوئی ملاتا یاں

خرابہ دلی کا وہ چند بہتر لکھنؤ سے تھا
وہیں میں کاش مرجاتا سراسیمہ نہ آتا یاں

محبت دشمن جان ہے جو میں معلوم یہ کرتا
تو کاہیکو کسو سے میر اپنا دل لگاتا یاں

ردیف واو

دیتی ہے طول بلبل کیا شورش فغاں کو
اک نالہ جو صدا ہے تبھی سے وداع جاں کو

کہا تھا منہ کہ ہر حرف پہ ہے بوسہ لب | ہوا یہ اب کہن ہیں تو اب قرض کا حساب کرو

قطعہ

ہوا ہے اہل مساجد پہ کام از بس تنگ | نہ شب کو جاگتے رہنے کا اضطراب کرو
خدا کریم ہے اوسکے کرم سے رکھکر چشم | دراز کھینچ کسو سیکدے میں خواب کرو

حیا نہیں وہ نہیں لگتی آنکھیں مندتی میر
تمہیں تو چاہیے ہر کام میں شتاب کرو

وہ گل سا روسراہوں یا پیچہ ہار ہو گو | نرمی بھی کاش دیتا خالق گلا وسکی خو کو
ان گیسوؤں کے حلقے ہیں چشم شوق عاشق | وہ آنکھیں کھینچتی ہیں حسرت سے اوسکی رو کو
دم کی کشش سے کوشش معلوم تو ہے لیکن | پائی نہیں ہے ہم اسکی کچھ طرز جستجو کو
آلودہ خون دل سے صد حرف منہ پہ آئے | مرغ چمن نہ سمجھا انداز گفتگو کو

دل سپہر و بیرون سے جیا ہا کرے ہے کیا کیا
کچھ انتہا نہیں ہے عاشق کی آرزو کو

عجب کہ تیری صورت کا نہ کوئی یار عاشق ہو | جو صحن خانہ میں تو ہو در و دیوار عاشق ہو
تجھے اکبار اگر دیکھے کوئی بیجا ہو دل اسکا | خرام ناز پہ تیرے لگا گہر بار عاشق ہو
تری چھاتی سے لگتا ہار کا اچھا نہیں لگتا | مبادا اس وجہ سے گلے کا ہار عاشق ہو

کتنی دنون کہاتہا دلا صبر نالہ کر
ہر شب کو نا شکیبی سے نالان ہوانہ تو

ہوتا ہے میر روے سخن آدمی اور
افسوس اے ستمزدہ انسان ہوانہ تو

کیا کرون مین صبر کم کو اور رنج بیش کو
کہول آنکہین صبح سے آگہ شمشیر اندیش کی
عشق کر بیتاب کی آزار مین مشکل ستاب
دشمن اپنا مین تو فکر دوستی ہی مین رہا

زہر دیوین کاش کی احباب اس دل ریش کو
دیکہتے رہتے ہین غافل وقت آگے عیش کو
جان دیتے دیر لگتی ہے نہین درویش کو
اب کہون کیونکر سلامت جان عشق اندیش کو

محافظ ترسا بچون سے شمشیر خانہ مین رہا
کن نے دیکہا مسجدو مین میر کافر کیش کو

نازکی کو بھی بہی شرمایگی کا سیکہو رہاتی ہو
غیر کی ہمراہی کی عزت جو ماری ہے عاشق کا
سر سے چین بال مین یکبر نہ کہین لگیگی
پردہ سے کرتے ہو جب آتے ہو مجلس مین
سوچ نہین فقیر ہے اپنا حبیب بیدہ دیوانا
رفتہ عشق کسو کا یار رواہ چلے ہے کسکی کہے

آتی ہو پلکین سے ایسی جیسی کہین کو جاتی ہو
پاس کبہو جو آتی ہو تو ساتھ اک تحفہ لاتی ہو
ساختہ ایسی بگڑی رہو ہو تم جب بیدہ ساتی ہو
آنکہین سب سے ملاتی ہو کچھ ہم ہی سے شرماتی ہو
ٹہوکر لگتے دامن کو کس ناز ستم یان آتی ہو
کون ہا ہو آپ مین یان تم کسکی تئین سمجہاتی ہو

تصویر قیس دیکہی دل ہاتہ سے نکلے دیکہو
دست جنون نے بکی گریبان کا ر دونون
دامان جیب میرے ہین تار تار دونون
برسات کی سی بارش برسوتی ہین ہمیشہ
ابر اور دیدہ تر روتی ہین زار دونون

ردیف یای مجہول

کوہکن و مجنوں و وامق سب ترے قصے میں
جنھوں نے لگایا ہم سوں کنھوں نے اپنے ہر زہ کار کو

جی رکار گنے سے پری کچھ تو — آسمان اڑگیا وری کچھ تو
جو نہووے نماز کرے نیاز — آدھی چاہیے کری کچھ تو
طامع وجذب و زاری و زر و زور — عشق میں چاہیے اثری کچھ تو
جینا کیا ہے جہان خالی کا — مر تو جاتے ہیں کچھ مری کچھ تو

سہمے سہمے نظر پڑے ہیں سب
اسکے اطوار سے ڈرے کچھ تو

رفتن رنگین گلرویان سے کیا اٹھے ہو — سانھنے انکی دیکھ تماشا کرکے اسکو چاہتے ہو
قدِ جو خم ہوئی سی ہو تو سر کا وہنا ہیچ ہے — ہو چکا ہے ناچیز سا سب عبث بیٹھا چاہتے ہو
خون کے سیلاب میں ڈوبی ہو ونکا کیا شمار — تنک سینے میں خود دل تمہیں تو سر اٹھ کر ہو
تنی و فا دھر تو بابت دیار عشق کے — دیکھے نہ شہرِ حسن پر یہ حسن کا کیا سہا کو ہو

گریۂ خونیں میں سرشار ہیں سے لعل تر
دیدۂ خونبار میں جیسے شہر گہا کو ہو

جیکی لاگ بلا ہے کوئی زل جیو سو اٹھا بیٹھو — ہو کے تصویر گلیمیں سب کے بیچ اٹھا ہو جا بیٹھو

دار فتنہ ہے گلستان وس سرو قد جیبی کا ❊ ہے فصل گل پہ گل کا اب وہ نہیں مزا کچھ

وہ آرسی کو آگے پہرون ہی بن تکلف ❊ منہ سے ہمارے اسکو آتی نہیں حیا کچھ

دل ہی کی غم مین گذری وس بن جو عمر گذری ❊ آخر ہے اس نگر سے جاتا نہیں دیا کچھ

منہ کر سبھی ہے جانب سوتا نہیں کبھو بھی ❊ کیا جانون اوسکی جی مین ہے اسطرف سے کیا کچھ

دل کی تقصیر کیا ہی ہاتھون مین ال دیے کر ❊ آہا ہے جہان مین آگے لیا دیا کچھ

یارون کی آہ زاری ہو وے قبول کیونکر ❊ انکی زبان مین کچھ ہے دل مین ہے کچھ دعا کچھ

ساری وہی حقیقت ملحوظ سب مین ہے ❊ کہیے نہ ہووے جو اسکے ماسوا کچھ

حرف سخن کی وس سے اپنی مجال کیا ہے ❊ ان نے کہا ہے کیا کیا مین نے اگر کہا کچھ

کبتک یہ بد شرابی پیری تو میر آئے ❊ باقی کی ہو جیا اب کر چلو بھلا کچھ

حیرت طلب کو کام نہیں ہے کسو کے ساتھ ❊ جیان عزیز ہی ہے تری آبرو کے ساتھ

یکرنگ آشنا ہین خرابات ہی کے لوگ ❊ شیشہ کو دیکھے دیکھی سبو کے ساتھ

قمری کا لو ہو پانی ہوا ایک عشق مین ❊ آتا ہے اسکا خون جگر آبجو کے ساتھ

خالی نہیں ہے خواہش بسر کوئی بشر ❊ جاتی ہین سب جہان سے یک آرزو کے ساتھ

دم مین ہے دم جہان تئین گرم تلاش ہے ❊ سو پیچ و تاب رہتے ہین ہر ایک سو کے ساتھ

۳۶۰

کیا کیا دیدہ درائی سے ہم کرتے رہے اس عالم میں
تجھ سے آگے سنو ہو صاحب نہیں ہوا ہے کیا کیا کچھ

حسرت وصل و اندوہ جدائی خواہش کا ذوق و شوق
ہوں تو چلا ہوں کیا لیکن ساتھ چلا ہے کیا کیا کچھ

کیا کہئے جب میں نے کہا ہے میر ہے مغرور اس پہ تو
اپنی زبان سے کھول تو اولی اور کہا ہے کیا کیا کچھ

ردیف یای

میں تو تنک صبر ہی کی اب جز رہ نہیں سکتا اکدم بھی
ناز و غرور بہت ہے اوسکا لطف نہیں ہے کم کم بھی

جامۂ احرام اختر کردن کی اور توجہ کی
در پہ حرم کے اس لئے تھے ہم کو بھی بلیگا محرم بھی

دیکھیے ہوا کو طائر گلشن کس حسرت سے کہتے تھے
گل ہی چلی جاتی نہیں یاں نے چلنے کو بیٹھے ہیں ہم بھی

کیا کیا میں بیتاب رہا ہوں رنج و الم سے محبت کی
ہے عالم کچھ اور ہی میرے دلکی مرض کا عالم بھی

غنچہ ہو داغ کیا ہے کیا اچھے ہو لی دانی تھی
زخموں پن چھپاتی کی میر کو رکھ دیکھو نہ مرہم بھی

گرم ہوا بھی ہوگا جو سیر چمن کی کر لیجے
پھول بکھرتے جاتی ہیں کچھ آخر ہے اب موسم بھی

نعل جو بڑے سینے کو کوٹا چھپر کی تھی یہ خاک ملی
میر کیا ہے میں نے نہایت دل جانیکا ماتم بھی

نقد دن غفلت سے کھویا راہ کھوٹی کر گئے
کاروان جاتا رہا ہم خواب ہی میں مر گئے

کیا کہیں ان نے جو پھیرا اپنے در پر سے ہمیں
مر گئے غیرت سے ہم بھی پر نہ اوسکے گھر گئے

ہے بلا دہوم دل تڑپ لی کی — ایسا ہوتا نہیں ہے اودہم بہی

کچہ نہیں اور بیکہیں ہیں کیا کیا — خواب کا سا ہے یان کا عالم بہی

حیف دل جانے پڑ گئی جی کی — ورنہ غم کرتے سیتے ماتم بہی

حرم کعبہ کا نپایا بہید — نہ ملا وان کا ایک محرم بہی

خشک نے سا ستا شیخ حیف ہوا — یون تو یارا وسکو دیتی تہہ دم بہی

کب ہی جاتا ہے آدمی اے میر
آفت جان ہے عشق کا غم بہی

لطف ہے کیا انواع ستم جو اوسکی کوئی بیان کرے — گو شنوا الکن ہو میں ہیں تعجب لطفی دو زبان کرے

ہم تو چاہ کر اس شہر کو سخت ندامت کھینچی ہے — چاہ کرے اب وہ کوئی جو چاہت کا ارمان کرے

سود نہیں دل کی نفع جو چاہے خام طمع سودائی ہے — سارا سارا عاشقین کیا جی کا بہی نقصان کرے

حشر کی ہنگامے میں جا ہیں داد عشق تو حسن نہیں — کاشکی یان وہ ظالم اپنے دل ہی میں دیوان کرے

آتش عشق سے ہو اوسے عمدہ برا کیا عاشق ہے — دلکو جلا دے منت رکہ جی مار کے احسان کرے

ہین عشق غم افزا سے کام نہایت مشکل ہے — اب نہیں مرغ میری دلکو شاید عشق آسان کرے

کہنے میں یہ بات آتی نہیں سیر خدا کی قدرت کے
موند کر آنکہیں میر اگر تو دل کی طرف ٹک دہیان کرے

نسبت کیا ان لوگو نسی ہمکو شہری دیوانی ہیں ہم
ہے بہر ساجہانی مین میر کو فرشتہ غم کی خبر
باغمین جا کر ہم جو رہنے سو دو دماغ آشفتہ ہوا
کیسا کیسا گنج ہو اپنا کیسے خاک مین ملتی ہین
قصہ ہم غربت زدگان کا کہنے سی شایستہ نہین

ہی فریاد آگ دم کوہی مجنون کی صحرائی ہی
کیا کہی پہلو سی دلکی سخت اذیت پائی ہی
کیا کیا سر پہ بہار آ کر بلبل شب چلائی ہی
کیا کیا ناز و ادا اوسکو ہی کیا کیا بر چھائی ہی
بیصبری کم پائی ہی پہر دور اوستی تنہائی ہی

خشمک جیتون نیچی نگاہین چاہ کی تیری مشعر ہین
میر محبت بگڑی ہی سی آنکہ کہین تو لگائی ہی

دنیا کی قدر کیا جو طلبگار ہو کوئی
کیا ابر رحمت اسکی برستا ہے لطف سے
کیا ضعف ہی جگر و دل و دماغ بن
ہم عاشقان زرد و زبون و نزار سے
جیسے ہین ہم تو حیرت حالات عشق سے
یکسان ہوئی ہین خاک سے پامال ہو سکے ہم
وہ رہ سکی ہی دل زدہ کچہ منتظر کہڑا
یک نسخہ عجیب ہی لڑکا طبیب کا

کچہ چیز مال ہو تو خریدار ہو کوئی
طاعت گزین جو ہو سو گنہگار ہو کوئی
پوچہے جو اس قشون مین سردار ہو کوئی
مت کرو آئین ایسی کہ بیزار ہو کوئی
کر لی بیان جو واقف اسرار ہو کوئی
کیا اور اوسکی راہ مین ہموار ہو کوئی
حیرت سی اوسکی در پہ جو دیوار ہو کوئی
کچہ غم نہین ہی اوسکو جو بیمار ہو کوئی

۳۶۳

اے مہر نہیں آشنا وہ آوے تو تصدق کر
اجی جامہ اوٹھا دینگے گھر بار لٹا دینگے

معشوقوں کی گرمی بھی اے میر قیامت ہے
چھاتی میں گلے لگ کر ٹک آگ لگا دینگے

جنگل میں چشم کس سے بستی کی رہبری کی
صاحب ہی تو ہمارے ہے بندہ پروری کی

شب سنگ شور میں کچھ کی نہ ہید یا گئی
اسکی گلی کو سنگ نے کیا آدمی گری کی

کرتی نہیں ہے ان خوش اسے بیگانہ سمجھے
ہم دل شدوں کی ان نے کیا خوب دلبری کی

اس قدر سے کیا ملک سے آدم کو حسن عشق کی
اچھی لگی نہ ہمکو خوش صورتی پری کی

ہوائے چمن ہے حجاب کا وہ دل گداز آن
اس کنج میں نہیں ہے امید بہتری کی

رفتار ناز کو سے پامال ایک عالم
اس خود نمائی کیسی خود رائی خودسری کی

ایک باش اب چھوڑیں صیاد قید یون کو
جی ہی سی مارتی ہے آزادی بے پری کی

اس رشک سے ہے شب آخر غیر سے لڑائی
بخت سیہ نے بارے ان روز دن یاوری کی

کسمسے بچھیاں ہی کی میں صراحی کی ہے
پیسی دی سیہ دلی کی پھر لیکھی گھری کی

گذری ہے لیسان صرصر عالم سے بے تامل
افسوس میر تم نے کیا سیر سرسری کی

اکثر کی ہے بیتی ہر دم کی سرگرانی
اب کب گئی اٹھائی ہم سے زور ناتوانی

کرین ضبط گریہ سے دل کی عمارت
ملا دیوے ہے خاک سے آدمی کو

ہوئی چشم تر اس خرابی کی بانی
محبت ہے کوئی بلا آسمانی

گرامی گہر میر جی تہا ہمارا
دلِ عشق مین قدر ہمنے نجانی

چلتی ہو تو چمن کو چلیے کہتے ہین کہ بہاران ہے
رنگ ہوا سے یون ٹپکے ہے جیسے شراب چواتے ہین
عشق کی میدان داروں مین ہی ہے وصف بہت
دل ہے داغ جگر ہے ٹکڑے آنسو سارے خون ہے

پات ہرے ہین پھول کھلے ہین کم کم باد و باران ہے
آگے ہو میخانے کی نکلو عہد بادہ گساران ہے
یہی مصیبت سے اٹھانا کار کار گزاران ہے
لوہو پانی ایک کرے یہ عشق لالہ عذاران ہے

کوہکن و مجنون کی خاطر دشت و کوہ مین ہم نگئی
عشق مین ہمکو میر نہایت پاس عزت داران ہے

ہم اس مرتبہ پھر بہی لشکر گئے
نظر اک سپاہی پسر سے لڑی
بہم مہر ورزی کی سرگرم تھے
سو میری آنکھو نہین آتا نہین
رباط کہن مین نہین میر جی

تعب سے گذری کہ ہم مر گئے
قریب اسکی تلوار کر کر گئے
خدا جانی وہ لوگ کیدہر گئے
جگر کی مگر زخم سب بھر گئے
ہوا جو لگی وی بہی باہر گئے

نگاہ غور سے کر میر سارے عالم میں
کہ ہووے عین حقیقت وہی تو ساری ہے

نہ خاطر پر الم تیری نہ دل پر کچھ ستم تیرے
جو چشمک بھی سایہ گستر ہوگا تو اس خشک گریے پر

عجب رحم ہووین کس طرح مظلوم ہم تیرے
سہتے ہم ہونگے احسان سندا ہی ابر کرم تیرے

انہیں کے طبع جان ہی میر پایل ہوگی سنبل کی
نہیں دیکھی جنہوں نے گیسوئے پیچ و خم تیرے

عشق میں کہوئے جاؤ گے تو پا تکی تم بھی پاؤ گے
صبر کہاں بیتابی سے چین کہاں بیخوابی سے
شوق کمال کو پہونچا تو ہیں خط و کتابت حرف و سخن
صنعت گریاں صاحب ہنرہ دلگی لگی کیسی پر کمتیں
چاہ گئی در پیش ہوئے تو اب جو خورش کی فکر نہیں
جو رنگ محبت کی ہیں کتنی کوئی تمہیں خوش آوے گا
رہتے ہیں ہم صورت الفت میں گم گشتہ کلفت ہیں
اشک تو پانی سے ہیں لیکن جلتے جلتے آوینگے
چاہت میر سبھا کرتی ہیں رنج و تعب بیتابی ہے

قدر ہماری کچھ جانو گے دلکو کہیں جو لگاؤ گے
سو سو بار گلیمیں تنگ ہو گھر سے باہر آؤ گے
قاصد کے محتاج نہو گے آپہی دوڑے جاؤ گے
ایک نہیں سنیے گا تم باتیں بہت بناؤ گے
لوہو پیوے اپنا ہر دم غم غصہ ہی کھاؤ گے
خون کرو گے یاد دلکو یا داغ جگر پہ جلاؤ گے
بھولے ہو اتنے ہی ہو گے کسکو راہ بتاؤ گے
دل کی لگی حیران ہو صاحب کس ہب بلکہ بچھاؤ گے
تم جو آپہی بیتابانہ ایسے جی کے ہاتھ اٹھاؤ گے

367

میر اُٹھ بتکدے سے کعبے گیا
کیا کرے جو خدا خراب کرے

افسانہ خوان کا لڑکا کیا کچھ دیدنی ہے
اپنا تو دست کوتہ زہ تنگ سے پہونچا
پروانہ مر مٹا ہے جل کر نہ کچھ کہا تو
حسرت سے عاشقی کی ہر بیت میں کہا ہے

قصہ ہمارا اسکا یارو شنیدنی ہے
نقاش سے کہیں وہ دامن کشیدنی ہے
اے شمع یہ زبان تو ظالم بریدنی ہے
دندان نہیں ہیں منہ میں وہ لب گزیدنی ہے

ہے راست میر صاحب کس کا حیف کرے
سر ہی فگندنی ہے قد ہی خمیدنی ہے

حال رہا ہو ہم میں کچھ تو حال کسو سے کہا جاوے
اسکی گلی وہ ظلم کدہ ہے آنکلے جو کوئی رہا جاوے

آن رہی ہے آج دم کل تک کیونکر رہا جاوے
گر ذرہ عشق آلودہ تو لوہو میں ہی نہا جاوے

آنکھوں کی خونابہ فشانی دیکھیں میر کہاں تک یہ
زرد ہماری رخساروں پہ ہر دم خون بہا جاوے

عشق چھپا کر پچھتائے ہم سو کہ گئے رنجور ہوئے
ہم جو گئے سر مست محبت وصل او باش گئے
کوئی نہ سمجھا جانی تھا ہم اسسے گمنام آگے

یعنی آنسو پی گئے سو زخم جگر ناسور ہوئے
کھائیں گھڑی تلواریں اسکی زخمی نشتر چور ہوئے
ہمیں عشق کر رسوا ہو کر شہر و نمیں مشہور ہوئے

قطعہ

روز وداع اسکا چھپائی سے وہ جو خوش پر کا گیا
گو بغیر آرا نکھہ دسکو دنیا مین پھر کوئی نہین

دل ٹھہرا ہے جان کبھی ہے سینہ سارا جلتا ہے
عشق کا مارا آوارہ جو گھر سے اپنے نکلتا ہے

ضعف دماغ جسکو ہوا سے عشق کے رنج و محنت سے
جی بھی سنبھلتا ہے پر بعد از دیر سنبھلتا ہے

شور جرس شبگیر کا غافل طیاری کا تکیہ ہے
یعنی آنکھ نہ لگنے پاوے قافلہ صبح کو چلتا ہے

بال نہین عاشق کی بدن پر ہر بن سے مو نکلا ہے
بل کر اسکو جلا دی کیا ہوا ہے جلتا بلتا ہے

میر ستم کشتہ کی صحبت ہے مشہور زمانے کی
جان دیے بن آگے سے اسکے کب وہ ظالم ٹلتا ہے

جب سے ستارا صبح کا نکلا تب سے آنسو چمکا ہے
دل ٹھہرا پاس میر جبین پر کو نشان ترود چمکا ہے

آمد و رفت دم کی اب ہے یعنی بنا ہی زیست کے کہی
دم سو ہوا آوے نہ آوے لیکن اوپر کو دم رکا ہے

کہہ صوفی چل میخانے مین لطف نہین ہے مسجد مین
ابر ہی باران باد ہے تر یک رنگ نہین پر جھمکا ہے

کیا امید رہائی رکھے میر اسیر رفتہ وارفتہ
دل بنا تو زنجیر مین اس زلف خم در خم کا ہے

دل لگی نہین بیماری ایسی جس مین ہوا امید بہی
کیا سنبھلے گا میر ستمکش وہ تو مارا غم کا ہے

خواہش دل کی کسسے کہیے ہم تو ناپیدا اسکے
جب میں کچھ کہہ سکتا نہین پا جبین بیمار کیا

ہین متوقع پرسش اسکی ہم جو گرے ہین بستر پر
رہنا اس حالی ہی سے اپنے حق میں بھلا ہے

ہماری جان لبون پر سوئی گوش گئی
کہ اسکے آنی کی سن گن کچھ اب بھی یان پاوی

بہار ہوئی ہین میر اسکی طائر آز اد
نسیم کیا ہی دو گلبرگ اگر ادھر لاوی

مین اسکی جدائی مین تصدیع بہت پائی
اس رفتہ کی جان بخشی تک تو ہوئی اودہر
تہا صبر و سکون جیتک ہنا تہا مجہی غش سا
اس میر جراحت پہ کل داور محشر بہی

درویشی کم و بائی بی صبری و تنہائی
رکہتی ہی قدم مجہہ مین پہر جان گئی آئی
بہتیا ہی دل سر پر ایک اور بلا لائی
ڈرتا ہون کہو ریجہا کیا تیغ و ستم کہائی

ای میر کسو دین ہین جبتک نہ نصیب ہو
کر شکر بلو ہی جو اس در کی جبین سائی

کیا کیا ہمنی رنج اٹہائی کیا کیا ہم نی کہیا تہی
عشق کیا سو باتین بنائین یعنی شعر شعار ہوا
کیا پگڑی کو میر رکہتی کیا سر بہی ہنو تا تہا
ایکی وصال قرار دیا ہی ہجر ہی کی سی حالت ہی

دو دن جون تہن جیتی ہیر سو مرنی ہی کی ہیاتہی
بیتین جو وی مشہور ہوئین تو شہر شہرون رسوا
لطف نہین اب کیا کیا کہی کچھ آگی ہم بہی کیا کیا
ایک سمین مین ان بیجا تہا تو بہی ہم ویر کیجاتہی

کیا ہوتا جو پاس سی ای میر دیکہو آجاتی
عاشق تہی درویش تہی آخر بیکس بہی تنہا تہی

دیکھیو پنجۂ مژگان خرام نازاوسکا / پر کسو پاس گریبان بھی جاے
درد دل طول سے کہو عاشق / روبرو اسکے جو کہا بھی جاے
حیرت گل سے آب جو ٹہہر سکا / یہی بہتیر رہی بہا بھی جاے

کیا کوئی اوس گلی مین آوے میر
آوے تو ہو ہو مین تنہا بھی جاے

اب ترک کر لباس توکل ہی کر رہے / جیسے کلاہ سر پہ رکھی در بدر رہے
اس دشت سے غبار ہمارا نہ ٹک اٹھا / ہم خانمان خراب نجانا کہ ہر رہے
آنے سے اسطرف کی تری مین نے غش کیا / شکوہ بھی اوس سے کیجے جو تبوخبر رہے
دونون طرف سے دیدہ درائی نہین ہے خوب / اس چاہ کا ہی لطف جو آپسمین ڈر رہے
جبتک شگون دل مین جگر مین مژہ ہون نم / نہ کچھ بھی جو نہو وے تو کیا چشم تر رہے
رہنا گلی مین اوسکی نہ جیتے جی ہو سکا / ناچار ہو کے وان جو گئے اب سو مر رہے
عاشق خراب حال تر دو مین گریہ کے / جون لشکر شکستہ پریشان اتر رہے

عیب آدمی کا ہی جو ہنر اس دیار مین
مطلق جہان نہ میر رواج ہنر رہے

پھر اب جلو چمن مین کھلے غنچے رک گئے / شاخ ان یہمیت ہوا بہالو نکی جہا گئے

راہ کی کوئی سنتا نہ تہا یان رہنی مین ماتم جرس
شور سا کر تو جاتی ہی تو ہم بات کی کسکو طاقت تہی
عہد ہمارا تیرا ہی یہ تہیمین کہ سے تہر وفا
اسکے زمانے مین تو یہی کوئی کی رسم و عادت تہی
خالی ہاتہہ سے اوسی کا ہی کو تہی گریبان
جن روزون درویش ہوئے تھے پاس ہمارے دولت تہی
اس وادی مین میر مگر سرگشتہ کسو کی تربت تہی

دیوان چہارم ۳۷۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان نجم

دل رفتۂ جمال ہے اوس ذوالجلال کا
مستجمع جمیع صفات و کمال کا

ادراک کو ہے ذات مقدس مین دخل کیا
اودہر نہین گذار گمان و خیال کا

حیرت سے عارفون کو نہین راہ معرفت
حال ورکچہ ہے یان اونہونکی حال و قال کا

ہے قسمت زمین و فلک سے غرض نمود
جلوہ وگرنہ سب مین ہے اوسکے جمال کا

مرنے کا بہی خیال رہے میر اگر تجہے
ہے اشتیاق جان جہانکے وصال کا

ہے حرف خامہ دل زدہ حسن قبول کا
یعنی خیال سر مین ہے نعت رسول کا

۳۷۱

سپے تدارک کچہ ہوتا تو نفع بہی ہوتا سو تو میر
کام ہوا آخر عشق میں اسکی بیارون بدحالہ نکا

اگر ہنستا اسے سیر چمن میں اپکی پاؤں گا
تو بلبل آشیاں تیرا ہی میں پہونکی جلاؤنگا

مجھے گل اسکی آگے خوش نہیں آتا کچہ اسیر بہی
جو تو آزردہ ہوتی ہے گلستان میں نہ آؤنگا

بشارت اے صبا دیجو اسیران قفس کو بہی
تسلی کو تمہاری سر پہ رکھ دو پہول لاؤنگا

دماغ ناز برداری نہیں ہے کم دماغی سے
کہاں تک ہر گہڑی کو روٹہی کو پہرون مناؤنگا

خشونت بدسلوکی خشمگینی کس سے لے آئے
نہ منہ کو پہیر تو پہر یاں نہ آؤنگا جو جاؤنگا

ابہی ہون منتظر جاتی ہے چشم شوق ہر جانب
بلند اس تیغ کو ہونے تو دو سر بہی جہکاؤنگا

بلا میں پیر ہون کاش افتادہ ہون یونہیں
اوٹھا کر خاک سے تو میر ہنگامہ اٹھاؤنگا

رسوائی شہر ہی یان حرف و سخن ہمارا
کیا خاک میں ملا ہے افسوس فن ہمارا

دل خون ہو گیا تھا غم لکھتے سو رہی ہے
شنگرف کی قلم سا پر خون دہن ہمارا

ظل ریاض میں شب مہتاب کی نہیں گل
انگار دن سی بہرا ہے اس بن چمن ہمارا

میدان عشق میں تو قیمہ بدن ہوا ہے
تہ کر کی خاک ہی میں رکھ دین کفن ہمارا

مسیر اسکی آنکھیں دیکھیں ہمنے سفر کو جاتی
عین بلا ہوا ہے سو اب وطن ہمارا

میر جوان نے منہ کو ادھر کر ہمسے کوئی بات کہی
لطف کیا احسان کیا انعام کیا اکرام کیا

عشق ہو حیوان کا یا انس ہو انسان کا
لاگ جی کی جس سے ہو دشمن ہوا اپنی جان کا

عاشق و معشوق کی مین طرفہ صحبت میر کی
ایک جی مارے ہی مرہون یک ہر احسان کا

مین خرد گم عشق مین اس لڑکی کی آخر ہوا
یہ ثمر لایا نہ دیکھا چاہنا نادان کا

مرنا اسکی عشق مین خالی نہین ہی حسن سے
رشک کی قابل ہی جو کشتہ ہوا اس میدان کا

گر پڑینگے توڑ کر اکثر ستارے چرخ سے
ہل گیا جو صبح کو گوہر کسیکے کان کا

ہر ورق ہر صفحے مین اک شعر شور انگیز ہے
عرصۂ محشر کا عرصہ میرے بھی دیوان کا

کیا ملاوے آنکھ نرگس اسکی چشم سرخ سے
زرد اس غنچہ دیدہ کو آزار ہے یرقان کا

بات کرتی جاوے ہے منہ تک مخاطب کی جھلک
اس کا لعل لب نہین محتاج رنگ پان کا

کیا کہون سارا زمانہ کشتہ و مردہ ہے میر
اسکے اک انداز کا اک ناز کا اک آن کا

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گئی آرام گیا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا

عشق گیا سر دین گیا ایمان گیا اسلام گیا
دل نے ایسا کام کیا کچھ جس سے مین ناکام گیا

کس کس اپنی کل کو رووے ہجران مین بیکل اسکا
خواب گئی ہے تاب گئی ہے چین گیا آرام گیا

۳۷۳

کیسا کیا جگر خون آزار کیسے کیسے
ہر حرف و سخن تھے اپنے یا داستان جہان مین
کیسا رایگان تہون کو دیکھے ہین کافر
لخت جگر بہی اپنا یاقوت نا سا ہے
کیا خاک مین ملایا ہمکو سپہر دون نے
حالت ہے ہجر کی یان ہو کہ جاتی ہین ہم

آسمان نہین ہوا دل اندوہگین ہمارا
مذکور بہی نہین ہے یاں اب کہین ہمارا
ارشد پر جواب تہا یہ کنہ دین ہمارا
قطرہ سرشک کا ہے در ثمین ہمارا
ڈہونڈہا نشان تربت پاتی نہین ہمارا
آنکھون مین منتظر ہے دم واپسین ہمارا

اک عمر ہو رہی جنکے سبب سے کی تہی
پاتے ہین پہر انکو سرگرم کین ہمارا

آج ہمارا دل تڑپی ہو گی ادہر سے آویگا
ہم نہین لکتے اسلیئے اسکو شوخ بہت ہے وہ ابرنگا
سخ بہت کہینچے تہے ہمنے طاقت جسکی تمام ہوئے
آندہی سے ہم چاہ مین آگے گو ناصح پہر تا رہین
عاشق ہووی وہ بہی رتبہ کچہ اسکا کہا جاوے
عاشق کے جو کوئی کی ہی آہ و رسم سے واقف ہو
آنکھین مین منتظر ہے وہ پہر ہو سکے مین بہتر ہے

باکہ نوشتہ ان ہاتہونکا قاصد ہم تک لاویگا
خط کا کاغذ باد کسی لیگا باو کا رخ بتلاویگا
اپنی کیجئے مرپا در ہی ہے وہ بہت پچتاویگا
سو جہتا ہے کچہ کرینگے کیا تو ہمکو سمجہاویگا
لیعنے حال تنہی گا کسی کے ہو سے لگا وہی گا
ہو جو ایسا گم شدہ پنا اسکو نہ تو پہر پاویگا
جیتے منک جینا ایک ہونکا سو فتنو جگاویگا

۳۷

ایسا پیدا ہو وے دنیا خلق نہ آوے سو اہوگا
قدرت حق میں کیا قدرت جو فعل کسو کے فضول کرے
آہ سحر نے خستہ جہانی میں بہانا اُلکا یہ سہل نہ تھا

شیخ شہر ہوا آہتے کہتے ہیں شہر عبد آپاک کیا
اسکو کیا پکا لا آتش مجلکو خس و خاشاک کیا
دو دو ہاتھ ہتر پہ کر دل نے سینہ عاشق چاک کیا

خوگر ہم ناخن دلہائے میر ہمارا یوں نہیں ہیں
برسوں رو رو کے کڑھتے ہیں ہم تب لگو غمناک کیا

بعد ہمارے اس فن کا جو کوئی ماہر ہووے گا
چشم تماشا وا ہووے تو دیکھا یہ بہا غنیمت ہے

درد آگیں انداز کی باتیں اکثر چپکے رو ویگا
مت ہو ویدا آنکھوں کو غافل ہے یک پردہ لگا

حسب وجوہی اسکی کر ٹھی جسکا نشان کچھ پیدا ہو
پا یا اسکا میر بہت مشکل جیتا تو یوں نہیں کھو ویگا

رکھے تھا تاتیں سر شتہ بہت سینے کا
ارے طپش لہو ہو بجھے میرا جو تو جو کہے

رہ گیا دیکھ رفو چاک مرے سینے کا
کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہے پہو بینے کا

میر کی نبض پہ رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہیں جینے کا

عید آئندہ تک رہیگا گلا
ڈوبے تو سیہ میں کٹتے سر خا

ہو گئی عید تو گلے نہ ملا
حیف کوئی بھی آبلہ نہ چھلا

مطلب نکالا ستم کش نے بہت سکوتا ہی نہیں	جو وطن الست سے آیا خاک ہے مانگی جہان گیا
خاک سے آدم کو نکالا یہ جنت کیا تو ہو رہے گی	اب سر جو خاک ہے ہو جاوے تو سمجھ کیا احسان کیا
تر کب بچے سے عشق کیا تھا یہ تنگ کیا میں تو	ریختہ رفتہ ہندوستان سے شعرا ایران گیا

کیونکہ حبت ہو دلکو اسے میر مقام حیرت ہے
چارہ دل ہو نہیں ہے کوئی یاں ان سے نہیں ہمیان گیا

دل تو جو چپ جان کبھی ہے حال جگر کا کیا ہوگا	مجنون مجنون لوگ کہیں ہیں مجنون کیا ہم سا ہوگا
دیدۂ تر کو سمجھ کر اپنا ہمنے کیا کیا حفاظت کے	آہ بجا نازو کرنے سے یہ چشمہ دریا ہوگا
کیا جانیں آشفتہ دلان کچھ ان سے ہمکو بحث نہیں	وہ جانیگا حال ہمارا جسکا دل بیجا ہوگا
پاؤں حنائی اسکے لگی آنکھوں سے ہیں اپنے نہ رکھے	یہ دیکھا رنگ فلک پینگا کیلیے پیا ہوگا
جا کے سو کچھ جاتی ہیں دلکو یہ سمجھ کرتی ہیں	انکو غرور ناز ہوگا جنکو کچھ آتا ہوگا
رو رو ہی سے لائی ہیں چلکے ہیں جیسے قطرے میندکے	روگ لگا ہے عشق کا جسکو وہ اب کیا اچھا ہوگا

دلکی لاگ کہیں جو ہو تو میر چھپاؤ اسکو کہہ
یعنی عشق ہوا ظاہر تو لوگون میں رسوا ہوگا

جاوے یہ اتنا کامل ہو بندے وہ گھر آیا	شکر خدا کا کہ دیکھیں تک عہد فراق بسر آیا
بجلی سا وہ چمک گیا آنکھوں سے ہو یہی غم لگیں	ابر نمط نکلے سے ہیں جی بھی نہ دل بھر آیا

دل رہے وصل جو مدام رہے
مل گئے اوس سے گاہ گاہ تو کیا

ایک اللہ کا بہت ہے نام
جمع باطل ہوں تو سو آکہ تو کیا

میر گیا ہے فقیر مستغنی
آوے اوس پاس بادشاہ تو کیا

بیتاب ہونے جو رسے میں جب کہ مر گیا
ہو کر فقیر صبر مری گور پر گیا

اے آہ سرد عرصۂ محشر میں یخ جما
جلتا ہوں میں سنوں کہ جہنم ٹھہر گیا

مفلس سو مر گیا نہ ہوا وصل یار کا
ہجران میں اسکے جی بھی گیا اور زر گیا

تیرے ہی رہگذر میں جی جا رہا ہی شوخ
سنیو کہ میر آج ہے کل میں گذر گیا

دل گیا مفت اور دکھہ پایا
ہو کے عاشق بہت میں پچھتایا

مر گئے پر بھی سنگسار کیا
نخل ماتم مرا یہ پہل لایا

صحن میں میرے اے گل مہتاب
کیوں شگوفہ لے کھلنے کا آیا

یہ شب ہجر ہے کبھی نہ رہے
ہو سفیدی کا جس جگہہ سایا

جیسے بیخود ہوا ہے اسکو دیکھہ
آپ میں میر پھر نہیں آیا

[illegible]

بیٹھی میں ہے میر غوش اوسی سے
مت لگے بجا بیٹھا حیف غم نہوا

کل تلک ما نغو نسیم خو کی دامن مین پاک تھا
آج تو گشتہ کوئی کیا زینت فتراک تھا

کیا جنون کو روروتی تھی سو اسکے گل منظ
کہ گریبان ہے یہ دامن تک اکہی چاک تھا

سو جو آئی رو نکی مژگان بھری ایک پل
[illegible] ورکی گویا خس و خاشاک تھا

ایک شمع شعلہ خو کی لگنے مین جل بجھا
جب تلک پہنچے کوئی پروانہ عاشق خاک تھا

بادشاہ وقت تھا مین تخت تھا میر دماغ
جیکے چار و دل ور اک جوشش گل تر پاک تھا

ڈھال تلوار اس جوان کے ساتھ اب تئین نہین
وہ جفا آئین شتاب ایمن لڑکا ہی بیباک تھا

تنگ پوشی تنگ و رزی اسکی ہمین کہ گئی
کیا ہی وہ محبوب خوش ترکیب خوش پوشاک تھا

بات ہے جی مارنا بازیچہ قتل عام ہے
اتنا ہے صد چند اگر وہ تند و سفاک تھا

غنچہ دل وا ہوا نہ باغون باغون مین پھرا
اب ہے ہی ویسا ہی جیسا پیشتر غمناک تھا

درک کیا اس مرس سے کہہ مین میر عقل و فہم کو
کسکے تئین ان صورتون مین معنی کا ادراک تھا

جب اس سیمتن سے کہا سونا
کہ مٹی کو ترسے کا اب ہے بچھونا

بہت سے جستجو اسکے نپایا
ہمین در پیش ہے اب جی کا کھونا

[illegible]

بیدل ہو کے ہے کرتے تدارک رہتا ہوں
دیکھا نہیں پہاڑ گران سنگ یا سبک
شبنم کو سی سمجھو تھا میں عرق عرق
غم کو پینچھے ملا نہیں جا گہ سے کیا کرون

ہم آپ ہی میں تھے ڈھونڈھتے جب سے دل گیا
رو رو ن چڑھتا تھا عشق چہرہ پر پڑا گیا
یعنی کہ ہستی تنگ عدم سے نکل گیا
دل جا لگے ہے جو عدم اور وہی مل گیا

صورت نہ دیکھی ویسی کرتا وہ جبین کہیں
مین میر اس تلاش مین چین و چگل گیا

ایک نہ خواہش سے آئی تا بچکا غبار نکل جاتا
آتش دل کی لپٹو نکا ہے یارو دیکھ عالم ہے جدا
نعرہ کرنا عاشق کا ہے ساتھ ایک ہیبت کی نعرے
اہل زمین قہر کیا ہیں انکا سہل تمارہ سے لیجانا
کشتے زبیر دستو نکی اسی پاک ہوئی تو کیا ہے عجب
غم سے ہو کر زرد سراسر صورت پیارے خستگی ہے

کاش کے آہو چشم اپنا آنکھوں کو پاؤں سے مل جاتا
لا سکے کوئی کچھ تاب تو سارا عالم جل جاتا
سن آواز اس شیر نر کی میں بلا سے دل جاتا
چرخ پہ ہوتا وہ جو چھلاوا خیل ملک کو چھل جاتا
رستم سامنے ہو جاتا تو راہ بچا کر ٹل جاتا
آن نکلتی سو کہیں تو رنگ ہوا کا بدل جاتا

ڈھلتے ڈھلتی ضعف سے آئی میر سو نے منہ پھیرا
یا قوتی سے بوسہ لب کی جی شاید کہ سنبھل جاتا

کیا کیا عشق میں نج اٹھایا دل اپنا سب خون ہوا
کیسے رکتے رکتے خفگی سے آخر کار جنون ہوا

جب ہم سے کرتی ہے مجد چہپے ہوول مین	بلبل سے کوئی سیکہے لی انداز سخن کا
کب مشت نمک سے ہوئی تسکین جراحت	لب تجہے ہے شکسار مرے زخم کہن کا

جو چاک گریبان کہ دامن کی مہوڑہ تک
قربان کیا میر اسے چاک کفن کا ٭

یہ تو جدا ہوجن تو بن کبتنے مانہو گا تو کہنی گا	پاس ہمارا کوئی نکرو تم پاس تمہارے رہیگا

ردیف باے

کب سے صحبت گبہی ہے کیونکر کوئی ہار اپنے	ناز و نیاز کا جہگڑا ایسا اسکے کہنے لیجائے آب
سوتے ہے آتے ہین پہ پکڑی گل رکہی سے	اسکو وہی مانع رہتا اسکے حرف شکن ہوتا ہو جب
تیغ بلند ہوتی ہے اسکی قیمت ہونگی زخم سیا	ہر واگر ہے جسم ہو کوئی جراحت کہا دیجائے آب
مانع سرو نہے کی سیر جی مرے آگین شبنم ہے	ہکہین گیا کیا عشق تمہ کشہ ہم لوگونکو درد کہاے آب
دم ودم گہبراہٹ ہو تو ہو سکتا ہے تدارک بہی	جیکے چال سے بیٹہ رہتے ہین کہہی مین جیا آب
ملکے مانع بہی گل ہین لیکن لکی تسلی سے ہو نہیں	گلا شک سے دو گلگیر رہتے ہے یاد اونکا الہی ہو آب

اسکی کف کی پاپالی مین دل جوگیا تماشا ہے میر
یار ادہر ہو پائل تک تو وہ رفتہ تہ آوے اب

دل خون ہوا تنا پکسر پانی ہوا جگر سب	خون بستہ ہیتیان تہین پلکین اب ہین تر

پاؤن چہ سر رکھنے کی مجھکو رخصت و تھی میر سے
کیا پوچھو ہو سر پہ میرے منت ہے جا اب

ساکھتے جو نظر آتی ہین دیکھو تو بہار ہین سب
مسل بہے لکے عاشق ہون نقش و نگار ہین اون
ایک پیشان طرفہ جماعت دیکھی ہم دیوانونکی
کیا کیا خواہش ہین سب پیش اشتیاق پابوس کرینکی

زرد و نزار و زبون جو ہم ہین جہان سکے بیمار ہین
ته پانی نہین جاتی انکی دریا سے وار ہین سب
جیسے کہ خدا ناخن ہین ہم سبکو طیار ہین سب
اسکی پیالیہ کہ رہجاتی ہین جسکے سینہ چاک ہین

عشق جنہو لگا شیشہ سے ہو سیکڑون ہون تو ایک ہی ہین
کوہکن مجنون وامق میر ہمارے یار ہین سب

کاوش سے ان پلکونکی رہتا ہے جی خستہ سینہ
موسم گل کا شاید آیا داغ جنونکی شاداب ہوئے
نقش نہین پانی مین ابھرتا ہو کوئی ابھرا ہو
ایک جگہ پہ جیسے سبز ہین لیکن جگر پر

سیدھی نظر اسکی نہین پاس اپنے نظر ہے
دل کہنچتا ہے جانب صحرا نہین لگتا گھر مین اب
حسرت جو لب کی ہے پھر اکثر چشم تر مین اب
اپنے وطن رہا ہے اسی طرح مین غریب

حسرت نے ملنے کی آیا میر ہمارا خون پیا
تیغ و تبر اس ترک ستمگر ظالم کی نہین گھر مین اب

باہم ہوئی ہے ترک ملاقات کیا سبب
اب کم بہت ہے ہم پہ عنایات کیا سبب

ردیف ثای فوقانی

رات سے شہرت اس بستی میں ہے میر آ جانے کی
جنگل میں جو جا بسا جا شاید تھا بیمار بہت

باد صبا اہل چمن میں اس چہرہ کی چلائی بات
اس لب لعلی پر بلبل کو اسکی آگے نہ آئی بات

رو رو ہلک قاصد کی بھیجے کچھ کہتا ہی جاتا تھا
شوق ستم کش ظالم نے کیا رفتہ رفتہ برباد

آگ ہو آتی ہے میرے لال آنکھیں کر کر گھور رہا
کیا جانو سرگوشی میں کیا غیر نے اس سے لگائی بات

لعل کو نسبت ان ہونٹوں سے دینا سب کا تصنع تھا
کچھ بن آئی جب کہ سمجھا یہ ایک بنائی بات

غیر سے کچھ کچھ کہتا تھا سو سامنے سے میر آیا میں
پھیر لیا منہ میری طرف سے یعنی مجھ سے چھپائی بات

زرد ہیں چہرے سو کہے گئے یعنی ہیں بیمار بہت
عشق کی گرمی لاگو پہنچی کہتی ہیں آزار بہت

نالہ و زاری سے عاشق کی کیا ابر بہار سے طرف ہو گا
دل ہے نالاں حد سے زیادہ آنکھیں ہیں خونبار بہت

برسوں ہوئے اب ہم لوگوں سے آنکھ انہوں کی نہیں ملتی
برسوں تک آپس میں باہم اپنے جنوں کی پیار بہت

ارض و سما کی پستی بلندی تو ہمکو برابر ہے
یعنی نشیب و فراز ہو دیکھے طبع ہے ہموار بہت

سو غیروں میں ہم عاشق تو ایک ایسی سے شرمسار ہیں
اس بستی میں آنکھیں اسکی رہتی ہیں ہشیار بہت

کم ہے ہمیں امید سے سو اتنی تکراری پر اسکے
پچھلے دنوں یکتا تھا ہمنے عاشق ہی بسیار بہت

میر نہ ایسا ہووے کہیں یہ کوئی پتھر مار مرے
ڈر لگتا ہے اس سے ہمکو بھی ہے ظالم اسرار بہت

رہا تھا زیر دیوار اسکی میں شب سا میں جاکر
گر اس منہ سین میں سر پہ وہ دیوار یا قسمت

موی ہم تشنہ لب دیدار کو حال اونکہ کہ یارون
نصیب اپنی ہے سو کہی چشم دریا بار یا قسمت

ورہ مسجد پہ ہو کر بنوا بیٹھے ہین یا دی
ہمین تہو ورنہ میخانی مین تکیہ دار یا قسمت

نصیبون مین ہے جنکے عیش وہ بہی میر جیتے ہین
جیے ہین ہم بہی جو مرنیکو تہے تیار یا قسمت

ردیف ثای مثلثہ

دلکو اس سیم بر سی ہمنے لگایا ہے عبث
مہر کی رکہہ کر توقع جی کہیایا ہے عبث

دیکہکر اسکو کہڑی سو بیچہ ہم عاشق ہوئے
بیٹھے بیٹھے ناگہان یہ رنج اوٹہایا ہی عبث

اپنی تو گبڑی ہے کوئی کام کی صورت نہین
انکی بطفلی سی منہ اچہا بنایا ہے عبث

جیکے باقی وہ جو خط آتا تو بابت بہی تہے
لطف کہہ مردی پہ عاشق کی آیا ہے عبث

تبع خانہ باغ سے اپنے پہوچی بات بہی
کیا ہو تربت پر مری اب پہول لایا ہے عبث

رات دن سنتا ہے نالی یون نہین کہتا کبہو
میر دل آزردہ کو کسنے ستایا ہے عبث

ردیف جیم

کس تارہ مقتل پہ کشندی تیر ہو گذرا آج
زرہ دامن کی بہری لہو سی کسکو تو مارا آج

سنگ یہ ہے عید ہو گریبان سے آج
لہو ٹپکتا ہے گریبان سے آج

سر بفلک ہونے کو ہے کس کا خاک
گرد یک اٹھتی ہے بیابان سے آج

کون سو کیا کہون نے خنجر گزار ہے آج
جو اس چمن میں یہ اک طرح انتشار ہے آج

سر اپنا عشق میں جیتے ہی یون ہی ہوچکا تھا
پڑا اسکو کیا کہیں ورنہ کا اعتبار ہے آج

گیا ہے جانب وادی سوار ہوکے یار
غبار گرد تیرہ ہے بہت شکار ہو آج

جہان کے لوگوں میں جسکی تھی کل ہی عزت
اسے عزیز کو دیکھا ذلیل و خوار ہے آج

سحر سواد میں چل نور پیچھے سے سون
ہوا ہے عشق ہی کل زرد کیا بہار ہے آج

سوار اوسکی ہے سر گرم گشت شہر مگر
کہ خیرہ تیرہ نمودار یک غبار ہے آج

سپہر چڑیوں میں کل تک بہت بہتا سا کھنچا
عجب ہے سبکا اسی سفلی پر مدار ہے آج

نجار دل کا نکالا تھا درد دل کہہ کر
سو درد سر ہے بدن گرم ہی بخار ہے آج

کسو کے آنے سے کیا اب کہ غش ہے کل و سے
ہمیں تو اپنا ہی اے میر انتظار ہے آج

ردیف جیم فارسی

آج ہمیں بد حالی سے ہے حال اپنی بجا کے بیچ
کیا عاشق ہونیکا نتیجہ یہ ہوتا ہے بہا کے بیچ

پایہ اسکی شہادت کا ہے عرش عظیم سے بالا تر
ہو مظلوم عشق ہوئے ہے بکر مات سید انکے بیچ

چشمک مخموری شدہ کرشمہ آن انداز و ناز و ادا
حسن سے تو آ حسن ظاہر ہے میر بہت ہیں یار کے بیچ

اے بوے گل سمجھ کے مہکیو ہو نکے بیچ	زخمی پڑے ہیں مرغ ہزار و چمن کے بیچ
یہ بھی کیا ہیں اندر بہے اندر گداز ہو	وہ ہو کہا ہے جون حباب سے میر چمن کے بیچ

ردیف ہای حطی

گھر سے لئے نکلتا ہے تلوار بطرح	اب تو تیغ بنائی ہے خونخوار بطرح
جی بچنے کی طرح نظر آتی نہیں کوئی	کترتا ہے میرے خون لپیر اب بطرح
چہرہ تو آز اپنا بنایا ہے خوب لیک	بگڑا اپھرے ہے سنے اب ادھر سو اب بطرح
کس طرح بنا ہی نگہ پیچ بان ساکی چشم میں	کہتا ہے بیٹھا متصل اب یار بطرح

لوہو میں ڈوبے دیکھیو امان و جیب میر
پھر اسکے آج دیدہ خونبار بطرح

وہ نو باوہ گلشن خوبی ہے کیسی طرح	شاخ گل سا جا ہی ہے لچکا آتی ہے ڈالی طرح
منہ لگے چلے ہیں جو جیسے بچے ہے سینے	اس وبا شہ نے بنا کی لسی ہی لکا طرح

جیسے نوچا منہ نوچا سینہ نوچا ناخن سے
میر نے کی ہے غم غصے میں آپ بیچاری طرح

کیا کام اوسکو یانکی تشبیب و فراز سے	کہتا ہے پانون یکبہ کی ہموار ہ و رو مند
اسکا روان سراہی کہین ہوگی رفتنی	حسرت ہے انکا کہین نظارہ و رو مند

سو بار ہو چلے سے اگر رنج کش ہو میر
پہر فرط غم سے مر ہی یکبارہ و رو مند

ہے عشق کا فسانہ میرا زبان زد	ہر شہر مین ہوئی ہے یہ داستان زبان زد
حسرت ہے حسن گل کی چپکا ہوا ہون ورنہ	طیران باغ مین ہون ہر خوش زبان زد
مذکور عاشقی کا ہر چار سو ہے باہم	یعنے نہین کہانی میری کہان زبان زد
فرہاد و قیس و وامق ہر یک سے پوچہہ لو تم	شہرہ مین عشق کی ہون مین ناتوان زد

کیا جانے میر کسکے غم سے ہے چپ وگرنہ
حرف و سخن مین کیا تہا یہ جوان زبان زد

کیا کہئے ہوئی ہم ملکت ہستی مین ارد	بے یار و دیار اتبو ہان بستی مین ارد
کچہہ ہوش تہا منبر و محراب کا ہمکو	صد شکر کہ مسجد مین ہوئے مستے مین ارد

ایضا

کچہہ میر یا تو ہمکو دل اپنا ہے درد آلود	خاک اڑاتی کہان تک پہرے چہرہ سے گرد آلود

ردیف رای مہملہ

بھرے تھے مگر آگ دل مین جو دونین
ہوئی اشک شورش سے اوسکی شرر پر

گیا لے جوان آنسوونکے تئین مین
سراسر ہین اب داغ سطح جگر پر

سر عجز ہر شام تھا خاک پر سے
تہ دل سے کیسے ہے آہ سحر پر

پلک اٹھتے آثار اچھے ندیکھے
پڑی آنکھہ ہرگز نہ سروے اثر پر

طرف شاخ گل کے لچک سے نہ دیکھا
نظر میر کی تھے کسو کے کمر پر

غزل در غزل صاحبو یہ بھی دیکھو
نہین عیب کرنا نظر یک ہنر پر

بھروسا اسیرے مین تھا بال و پر پر
سو پروا ہوئے نہ قفس کے بھی در پر

سواران شایستہ کشتے ہین تیرے
نہ تیغ ستم کر علم ہر نفر پر

کھلا عیش زندان نہ اوسکا گر نچہ
کنہون نے بھی تھوکا نہ سلک گہر پر

جلے کیون نہ چھاتی کہ اپنی نظر سے
کسو شوخ پرکار رعنا پسر پر

نہ محشر مین بھی چونکا مرا خون خفتہ
وہی تھا یہ خوابیدہ اس شور و شر پر

کئے زخم کھا کر تئین پتا رہا دل
تسلی تھی موقوف زخم جگر پر

سنا تھا اوسی پاس لیکن نہ پایا
سو چلے دور تک ہم سے کہنے اس خبر پر

سر شب کہے تھا بہانہ طلب وہ
گھر سے ایک رات آئی ہوگی پہر پر

٣٨٧

[illegible]

گل کہانی یہ بلبل نے شور قیامت کا کیا
سیر کچھ کر لیتا تھا ملوا رسیلا ہم بہر و
نکالی مار غم پر میں نے صبر کیا خاموش تھا
نادیدہ میں نام خدا کی ایسے جیسے قحط زدہ کا

ایک چمن میں اس بن سیر کے بھی سیلاب پر
یہ کچھ گئی غنچہ ہی میں آئے اوسکی پر خمر تاثیر
ستم نہ آیا ظالم کو اس سیر کے کہا نے پر
یہ دردی میں کیا آنکھیں بھی بہنے کو وا پر

حال پریشان سن محبوب کا کیا جلتا ہے جی اپنا
عاشق ہم بھی میر سے ہیں اس سب کے دیوانے پر

روز و شب میں ساکین کہ ہم تو شراب کیونکر
تھوڑی سی پانی میں بھی جل نکلی تھی تہا
چشمے بھری اب تک ہیں یادگار اوسکے
دل کے طرف کا پہلو سب متصل چلا ہے
اول سحر کہا تا آخر صبح ہی کرنا
اجڑی نگر کو دل کے دیکھو سیدن چپکے کیوں
جرم و ذنوب تو میں سمجھا حصر یار ہے
پیش از سحر لگے ہے آج اوسکی منہ کا پردا
خط میر آدمی جا کو جو نکلے راہ ادہر کی

گذر یگا اتفا میں عہد شباب کیونکر
نے تہ ہے سر نہ کھینچے یکدم حباب کیونکر
دیدہ سو کہ سب گئے چشمہ پر آب کیونکر
محمل میں فرش کیونکر آوے گی خواب کیونکر
آوے جو اس کے حرم و حجاب کیونکر
اب پیر ہو گی ایسی تہی شراب کیونکر
روز حساب لیویں گے مجھے حساب کیونکر
نکلے گا اسطرف سے اب آفتاب کیونکر
جیتا نہیں ہے قاصد لاوے جواب کیونکر

سینے میں میر کب سے اک سینہ ہی باقی ہے
جانی رہی جوانی اپنی شتاب کیونکر
قلب و کبد ہو ویں دونوں کباب کیونکر
مشتاق تو ادھر کی تہی بخت جو پلٹا
منہ کیا ہے نامہ بر کا لاوے جواب کیونکر
سوز دل و جگر سے جلتا ہے تن بدن سب
میں کیا کروں ہوئے ہیں یہ عذاب کیونکر
پھیرہ کتابی اوسکا مجموعہ میر کا ہے
یک حرف اس دہن کا ہو تا کتاب کیونکر

[illegible]

کیا ہی عشق عالم کش نے کیا مشہور دو کو کا
نکل چل شہر سے باہر نظر کر ٹک ہزاروں پر

تڑپ کر گر رہے ہم تک جو ان ناقہ محزونہ
برستا ہے ابر رحمت رو بہت ہم بیقراروں پر

بڑی دولت ہے درویشی جو ہو ہمرہ قناعت کے
کہ عرصہ تنگ ہے حرص و ہوا آتا جداروں پر

سیاحت خوب مجھکو یاد ہے پر کی ہے جی وحشت کے
پھرا اپنا پاؤں پہلے دشت کی سر خار خاروں پر

گئے فرہاد و مجنون ہو کوئی تو بات بھی چھیڑ
لکھا یک کیا بلا آئی ہمارے غمگساروں پر

گئے اس ناتوان عشق کی آنکھ سے پرے کھل
سبک روحی مری ای میر سہارے ہے ہزاروں پر

ایک آدھ دن نکل مست ابر و دہر ہے ہو کر
بیٹھا ہو نہیں ہی تک سارا جہان ڈبو کر

اب کل نہیں ہے مجھکو قتل غم کشتہ کے
کہتے تو تھے کہ ظالم خونریزی سے نہ خو کر

کہتے ہیں راہ پائی زاہد نے اس گلی کی
رونا کہیں آوے ایمان و دین کو کھو کر

ہے نظم کا سلیقہ ہر چند سب کو لیکن
جب جانیں کوئی لاوے یوں موتی سے پرو کر

کیا خوب زندگی کی دنیا میں شیخ جی نے
تعمیر کرتے ہیں سب اب اونکو مردہ شو کر

گو تیری ہو نہ ظالم آب حیات ہوں اب
کیا ہمکو چیکی بیٹھے ہم جی سے ہاتھ دھو کر

کس کس طرح سے تقنع کرتے ہیں قصد اوس کا
جب بید باغ سے تم اٹھ بیٹھتے ہو سو کر

ترے جگر کو میرے مت چشم کم سے دیکھو
ٹکڑے ہی ہیں یہ جو ابر دریا کو میں ہو کر

کیا میر اسیر انکو در باغ جو وا ہو
سے رنگ ہوا دیکھنے کو جا کے قفس پر

آنکھ سے یکایک گئی بہار افسوس
جسکی خاطر ہمیشہ سے کنارہ گزین
گل کو دیکھا ہے نہ ہزار افسوس
شہ ہوے اوس سے ہمکنار افسوس
نہ ہوے شہر آشنا کوے
ہم ہیں یا ر سے دیار افسوس
بیقراری سے نے ہوشمین بھی مارا
اسی سے نے عہد نے قرار افسوس
حسرت ہو گئی دل ہی تھا میں امید وصال
مر رہے بھی کو بار بار افسوس
چارۂ اشتیاق کچھ نہ ہوا
وہ نہ ہے ہوا دو چار افسوس
اک بھی گردش میں اوسکی آنکھو نکے
پھر گیا ہے روز گار افسوس
کوئی بھی رستے گزر کہیں
نہ ہوا یار کا گذار افسوس

منتظر ہی ہم اسکے میر گئے
یاں تک آیا کبھو نہ یار افسوس

کیا کیا تمھو ہمسے کہا تھا کچھ نہ کیا افسوس
نوخیز جہان میں تھا کچھ ہو نہیں آیا لیکن
رخصت میں بھی پوس کی جاتا تھا سو ان لے گئے
کیا کیا کہہ گیا بھی ہم یار الوہیا افسوس
گل سو بھی گیا آخر و یہ چپتا سا دیا افسوس
ہاتھ میں عاشق دفتر کا دل نہ لیا افسوس

کیسا خود کم سر بکہیری تہے ہزار رہین
ایسا اب پیدا نہین ہنگامہ آرا دلفروش

اودہر آتا بہی وہ سوار اہی کاش	اوسکا ہوجاتا دل فگار اہی کاش
زیر دیوار خانہ باغ اوسکے	ہمکو جا ملتی خانہ دار اہی کاش
کب تلک بیقرار رہیگا	کچہہ تو ملنے کا ہو قرار اہی کاش
راہ تکتے تو پہٹ گئین آنکہین	اوسکا کرتے نہ انتظار اہی کاش
اوسکی پامالی سرفرازی ہے	راہ مین ہو مرا مزار اہی کاش
پہول گل کچہہ نہ تہے کہلی جب چشم	اور بہی رہتے اک بہار اہی کاش

اب وہی میر جی کہپاتا ہے
ہمکو ہوتا نہ اس سے پیار اہی کاش

غصے مین ناخنون نے مری کی ہے کیا تلاش	تلوار کا سا گہاو ہے جہی کا ہر خراش
صحبت مین اوسکی کیونکہ رہے مرد آدمی	وہ شوخ و شنگ دیدہ دانستہ بدمعاش
بیرحم تجہکو ایک نظر کرتے تہی ادہر	لستی کی تیری ٹکڑی ہوئی ہے کئی ہی لاش
آباد اجڑا لکہنؤ چغدون سے اب ہوا	مشکل ہے اس خرابے مین آدم کی بود و باش
عمر عزیز یاس ہی مین جاتی ہے چلی	امیدوار اسکے نہ ہم ہوتے میر کاش

٣٩٣

صحبت یاروں کا کر فسانوں میں
عیب کرنیکو بھی ہنر ہے شرط

لعل پارے ہیں میر لخت جگر
دیکھکر خون رو نظر ہے شرط

رکھتا ہے میرے دل سے تمہارا غم اختلاط
ہم وے ملے ہی رہتے ہیں مردم کی شکل کیا

ہر لمحہ لحظہ آن و زبان ہر دم اختلاط
ان صورتوں نہیں ہوتا نہیں باہم اختلاط

شیریں لبان جہاں کی نہیں جھوٹ جانتے
ہوں گو کہ میر صاحب و قبلہ کم اختلاط

ردیف ظای

لطف جوانی ساتھ گئے میری ذکیا ہے کیا محظوظ
روز کرو پھر کو عیش کہو ہو تم تمہارے دعاگو ہیں

کیونکہ جیئیں یارب حیرت ہے کہ میرزا ایسے نامحظوظ
یوں نہیں ہمیشہ عشق میں اسکو کبھی ایسا خدا محظوظ

زردی منہ کی اشک کی سرخی دونوں اتو رنگ پہ ہیں
شاید میر بہت رہتے ہو اسے ہو کی جدا محظوظ

ردیف عین

لئے داغ سر پہ جو آئی تھی شمع
پتنگے کے حق میں تو بہتر ہوسئے

سحر تک سب آئی ہی کھائی تھی شمع
اگر موم کی بھی بنائی تھی شمع

تب کھلے آنکھہ میر اپنی جب
جا چکا کاروان دریغ دریغ

ہمکو شہر سے اس ناکسے ہے عزم راہ دروغ دروغ
یہ حرکت تو ہم نہ کرینگے خانہ سیاہ دروغ دروغ

الفت کلفت کون کہے ہے چاہ گناہ لکھا کرے
بیدردی سے ورکہتے ہیں یہی گناہ دروغ دروغ

شیخ کو وہ تو جھوٹہہ کہے ہے جھوٹہہ کو کیونکر جھوٹہہ کہیں
اہل درد جو ہو کوئی تو کہیے آہ دروغ دروغ

عشق کی ماری غمزدگان سے انس کرے ہے بتان کے ذب
اس لیکے مہر کی ہم لوگونسے الفت چاہ دروغ دروغ

کس دلبر کو شوق سے دیکھا میر غلط ہے بہت ہے
منہ پہ کسو کی پڑے ہے نہیں نگاہ نگاہ دروغ دروغ

کیا کہیے میان ابکی جنون میں سینہ اپنا ایکسر داغ
ہاتہہ گلون گلدستہ ہیں شمع نمط ہے سر پر داغ

داغ جلائی فلک نے بدن پر سرو چراغان ہمکو کیا
کہاں کہاں اب ہم رکھیں چشم ہوا ہے اسر داغ

صحبت درگیر آتی اسکی پھر گھڑی سے عشق سے ہوئے
جب آتے ہیں گھر سے ادہر سے آگ تب آتے ہیں اکثر داغ

غیر کو دیکھا اس مجلس میں غیرت عشق سے آگ لگی
اچھلا کود سینہ نمط ہم ہو گئے آخر جلکر داغ

جلتی چہاتی پر سنگ زنی کی سختی ایام سے میر
گرمی سے میری آتش دلکی سارے ہو گئے پتھر داغ

پھرے جو طرف نہ اوسکے رخسار یار کے	سیکھی ہی اوسکے سامنے گلزار کی طرف

کچھ گل سبا کالا کو نہین اس چمن مین سیر
کرتی ہین سب ہی اپنی طرفدار کی طرف

نظارگی ہین کسی رو دوست کی طرف	کھنچا ہی جاتا ہے دل کسو کی طرف
شبیہ کھینچ دو صورت کی ترچھی	جو دیکھو مری گرفتگی کی طرف
اگر ترستی ہین شناختگی ہے لیک	نہین کرتی منہ اوسکی رنگینی کی طرف
جبین ہے نہ کہین کو دستیفر مین	نکہر شانہ تو گل کی بو کی طرف

اوسے ڈھونڈھتے ہی کھو گئے
کوئی دیکھے اس جستجو کی طرف

ہنستے ہنستے یار رکھا تھی جو ہم ظریف	ہے یار بھی ہمارا قیامت ستم ظریف

ایضاً

بہار باغ و گل و لالہ دلربا ہین حیف	بھرے ہین پھولون سے جیب و کنار لیکن حیف

ایضاً

اے تجھ بغیر لالہ و باغ و بہار حیف	گل سے چمن بھرے ہون نہو تو ہزار حیف

ردیف قاف

ردیف کاف

روتا ہون جہان تو غمین آرزو ہے لیکن
رہتا ہون رہ گیا جاوے سیر کرنے جہان تک

اکثر صداع مجبور رہتا ہے عاشقی مین
تصدیع درد و غم سے کہنچے کوئی کہان تک

آوارہ ہی ہوئی ہم سر مار مار یعنی
تو پر نکل گئے ہین اپنے سب آشیان تک

ادھر ادھر نصیبی سر سے ہی گذری لیکن
پیشانی تک نہ پہونچی اس خاک آستان تک

نفع کثیر اٹھایا کر عشق کی تجارت
راضی ہین میر اتنے ہم جائگی زیان تک

دل کی خرابی نے ہلاک کیا ہے جلے ہوئے اور سکی اڑائی خاک
خشک ہے خون اشک کی بدلی رنگ زرد سے اڑی خاک

صورت تک بھی ہم آئینہ کی سی ظاہر فقر نہین کرتے
ہوتی ساتی روتی پاتی اون نے منہ کو لگائی خاک

ہیچ دنیا سب خاک ہی ہے جیسے بگولا پھر لگی
سر مین ہوا اوس کی بہت تھی تب تو بہت پھر چھائی خاک

اور غبار کسو کے دل کا کس انداز سے نکلے آہ
روی فلک پر بدلی سی تو سارے ہماری چھائی خاک

نعمت لگا رنگ حق سے منہ بخت سیہ کو ہمیز
سانپ ہا گو گنج کی اوپر کہائی گو تو کہائی خاک

اپنے تئین گم جیسا کیا تھا یان سر کھینچ کے لوگون نے
عالم خاک مین یسی ہے اب ہو نکلے ہے اون نے پائی خاک

انس نہین انسان سے اچھا عشق و جنون کی آفت ہے
فرق ہوئی کیا چہرہ جلے ہے آدم مین اوسکی جدائی خاک

ہو کے حقیر گلی مین اوسکی چین بہت سا پایا ہم
لیکے سرہانے پتھر رکہا جاکے فرش بچھائی خاک

فلک گیا ز مین جس کی وہی مٹی سونا کرتی ہین
میر اکثر بنائی انہون نے جنکی جہان سے اٹھائی خاک

جی میرے دیا نہوا ایک وصل یار
افسوس ہی کہ مفت ہوا یہ جوان ہلاک

جب کبھی تو بت تمہی تو گوش ہوش نکھو تک
اب جو جیا تی جلی فی الواقع لطف سہی ہی شکایت

چھپکے چھپکے کسو کو جایا تو چہنچ آئی سنو لی تک
صبر کیا ہوتا ہی یون ہو پڑین لگے دیکھو تک

آنکھین کہو لین حال کی کہتے دیر ہوئی ہی بس چپ رہ
ساری رات کہانی کہی ہی میر اب چلکر سو رہی تک

ردیف کاف فارسی

رہتی بات کہیں ہم کس سے دی تیریان کشتہ ہین گو
بدتر آپ سے پاؤن کسو کو تو مین ایکا عیب کہون

سرگرم سرِ راہ رکے ہین خود گم بڑے تبہ ہین لوگ
خوب تامل کرتا ہون تو سب مجھ سے بہتر ہین لوگ

دیوانی ہین شہر وفا کی راہ ورسم کی ہمتوں میر
دل کی کہئے جی دینے کی قاطبتاً گھر گھر ہین لوگ

رہتے ہین اسی لاگ پہ ہم بیقرار الگ
تھا گرد بو لگی سی بہی دامن ہوا کا پاک
باس سکا بعد مرگ ہے آداب عشق سے
ناگاہ اس نگاہ سے ہین بہی ہوا نہان

کرتی ہین دور منت ہی تماشائی یار الگ
کیا ایکی اس چمن سی کہ ہی مہار الگ
بیٹھا ہی میر جی خاک سے اٹھکر غبار الگ
جاتا ہی جون نکلکے کسو کا شکار الگ

ردیف لام

۳۹۸

بستر سے اوسکے پھول تر و تازہ رنگ در | سو کچھ ہی دیر رہکے تو ہوتا ہے خار گل

دیکھا کبھو نہ ہمنے سنا ہے شگفتہ میر
داغ جنون ہے سر پہ ہمیشہ بہار گل

صد ہزار افسوس اگر خالی پائی جائے گل | ہے خزاں میں جی سے لب تک ہائے گل ہائے گل
بد نصیبی سے ہوئے ہم موسم گل میں اسیر | تہ نہ پیشانی میں اپنے سجدہ ہائے پائے گل
دعوی حسن سراپا تھا یہ نازان تجھکو دیکھ | شاخ میں گل جھک گئیں یعنی بہت شرمائے گل
کیا گل مہتاب و شب بو کیا سمن کیا نسترن | اس چمن کے بیچ میں نقش پا سے اوسکے پائے گل
جیتے جی تھی داغ ہی رکھا موئے پر کیا حصول | گور پر دلسوز ایسی جون شمع سر کھائے گل
بیدلی بلبل نکر تاثیر میں گو تو ہی داغ | خوش زبان عشق کی جب منہ بھر کہا ہے گل

اس چمن میں جلوہ گر جس سے ہے خوبان ہیں میر
موسم گل میں کہیں اس شوخ بی سے کب آئے گل

زنگار رنگ چمن میں جب موسم گل میں آئے گل | ہمتو اس بن داغ تھے سو اور بھی جلا کر کھائے گل
یار گل کی بو کر جیسے یاد رکھا تب عمر میں | طرفہ تو یہ ہے اب منت سے گو رہ میری لائے گل

آتی شب گل میر ہمیں کیا صبح بہار سے کیا حاصل
داغ جنون ہے سر پہ ہمارے شمع کے رنگون چھائے گل

[illegible]

عشق میں ہمارے دردجان سے آگے گہر سے نکلکر ہم
بل کہا اُن پانو سے کب عہدہ برا ہو آئینہ زار
مت پوچھو کچھ پچھتاتے ہین کیا کیا گہبراتے ہین
جی تنگ ہو دو کیا پہرتے ہو دیدار کی ہوس سے نقش قدم کو
عشق جھوٹا واقع مین تو سید ہی جاتی تیغ تلے
ہوائے جوانی شور کنان پابوس کو اسکی پہرتی تہی

باہر پہر دیکہا بہی فلک سے جاوین چلکر کہیں پر ہم
نکلے گا سانس نکلا ہے تنگ جو جی تہے بل کر ہم
جی تو لیا پاس بغل مین ان بیٹہے [illegible] نکلکر ہم
پانی بہی پی سکتے نہین تنگ اپنی [illegible] نکلکر ہم
راہ ہوس کی پہرلی ہمنے یعنی [illegible] نکلکر ہم
اب چپ بیٹہہ رہے ہین یکسو [illegible] نکلکر ہم

آگے تو کچہہ اس کی آہین گرم شعلہ فشانی تہین
اب تو ہوئے ہین میر ایک ڈہیری خاکستر کی جلکر ہم

۴۰۰

ڈول لگائی بہتیری پر ڈہب یہ کبہو نہین آتی تم
ہر صورت کو دیکہہ رہو ہو پر کچہ کو جہانکو ہو
جیا ہے آفت کلفت محنت مہر و وفا رنج و بلا
شایق ہو مرغان قفس کے آگے گہر صیاد و نکی
دونون طرف کشش رہتی تہی نیا نیا تہا عشق اپنا
کیسہ ہر ایک [illegible] دیکہہ نسکتے دل تنگی
کیا کیا شکلین محجوبونکی پردہ غیب سے نکلی ہین

ہم نا یکسو کب یکسو ہو ایدہر آئی جاتے تم
آگے عشق کیا ہوتا تو پہر بہی نہ کبہاتی تم
عشق ہی کے سبب نام ہے دل کا [illegible] لگاتی تم
[illegible] سکین گو آنکہی کا [illegible] تم
[illegible] باغ ہوئے تو گرمی سی [illegible] تم
[illegible] تنگ جو ہین تو دیر تلک گہبراتی تم
منصف ہو [illegible] نقاشان ایسے چہرے بناتی تم

[illegible]

سر نہ بالین سے اوٹھاوین کاشکی بیمار عشق — ہوگا یک ہنگامہ برپا فتنہ زیر سر ہین ہم

سو طرف لیجاتی ہے ہمکو پریشان خاطری — یان کسو ڈھونڈھو ہو تو ہم کیا جانیے کیدہر ہین ہم

گر نہ رہین کیا کرین ہر چار سو ہے بیکسی — بیدل و بیطاقت و بیدین و بی دلبر ہین ہم

وہ جو رشک مہ کبھی اس راہ سے نکلا نہ میر
ہم نہ رکھتے تھے ستارہ یعنی بد اختر ہین ہم

کہا سنتے تو کاہے کو کسو سے دل لگاتے تم — نجاتے اس طرف تو ہاتھ سے اپنے نجاتے تم

شکیبائی کہان جو اب رہی جاتی ہوئی عاشق — کدہر وہ ناز جس سے سر فرو ہرگز نہ لاتے تم

یہ حسن خلق تم مین عشق سے پیدا ہوا ورنہ — گھڑی بھر کو رہو کو درد و پیچ رنگ کب بناتے تم

نظر دزدیدہ کرتے ہو جھکی رکھتے ہو پلکو نکو — لگین ہو تیغ آنکھین تو نہ انکو چھپاتے تم

یہ ساری خوبیان دل لگنے کی ہین بیٹ بانو — کسو کا بار منت تو بھلا کب یو اوٹھاتے تم

پھرا کرتے تھے جب مغرور اپنے حسن پہ آگے — کسو سے دل لگا جو پیچ ہو آتے جاتے تم

جو ہوتے میر سو سر کو نکرتے اک سخن اسسے
بہت تو یان کہاتے ہو نہ منھ غصے سے چھپاتے تم

اسکی گلی مین غش جو کیا آسکے نہ ہم — پھر ہو چکے وہین کہین گھر جا سکے نہ ہم

سو گھی تو غنچہ ہو کسو گلشن کے آس پاس — اس تنگنا مین پاؤن بھی پھیلا سکے نہ ہم

باتین کہ ہین سب ترے سب کی ساری ہوئین قبول
مجھکو جو اوسکے عشق تھا میری نشانیان

مجلس مین تو خفیف ہوئی اوسکے واسطے
پھر اوس سے اٹھتی نہین سرگرانیان

عالم کے ساتھ جائین چلے کسطرح نہ ہم
عالم تو کاروان ہے ہم کاروانیان

سر رفتہ سن نہ میر کا گر قصد خواب ہے
نیندین اوچٹتیان ہین سنے کہانیان

رسائی ہو آتے ہوا اہل ہوس مین
مزا رس مین ہے لوگو گیا تم کو رس مین

ورا مین کہان شور ایسا دہرا تھا
کسو کا مگر دل رکھا تھا جرس مین

ہمین عشق مین بیکسی بیبسی ہے
نہ دشمن بھی ہو دوستی کی تو بس مین

نہ مطمئن بستہ باز فلک سے
دغا سے یہ بتون کی کھینچے ہے قسمین

بہت روئے پردے مین جیب و یہ تر
ہوئی اچھی برسات تب اس برس مین

تن زرد لاغر مین ظاہر رگین ہین
بھرا ہے مگر عشق ایک ایک نفس مین

محبت وفا مہر کرتی تھی باہم
اٹھا دی ہین وے تمنے اب ساری رسمین

تمہین ربط لوگون سے ہر قسم کا ہے
نہ کھایا کرو جھوٹی جھوٹی تو قسمین

ہوا ہی کو دیکھے ہین اے میر اسیران
لگادین مگر آنکھین چاک قفس مین

گل خوبان مین میر مہر نہین
ہمکو غیرون مین سان دیتی ہین

پلکین پھرین ہین کھچی پھرین ہین تیغ کھینچی نگاہین ہین
اوس اوباش کی سیاہ گی دیکھو شوخی سی ہم چاہین ہین

کیا پہنا واخوش آتا ہی ان لڑکی جیسان شیخ زنکا
سو پڑ ہے جیسے ہین جو لی ہنسی ہی پگڑی سی کلاہین ہین

ضبط اگر یونہی ہو تو کوزی مین دریا کرتا ہی
حوصلہ داری جنکی ہو ایسی عشق مین اونکو سراہین ہین

جب سے جدا ہمنشین ہوا ہون حال عجب ہی روز و شب
چشم تر سی پہنکی ہین آنسو خشک لبون آہین ہین

دل ہی داغ جگر ہی ٹکڑی رہتی ہین چپکی سی
چھاتی سر ہی اون لوگونکی جو چاہت کو نباہین ہین

دل الجھیں ان بالو مین تو آخر سودا ہوتا ہی
کوچہ کوزنجیر کی یعنی زلفون سی دو راہین ہین

یہ بھی سمان خوش ترکیبون کا میر نہ اپنی دل سی گیا
سو تی سی اٹھکر آنکھین ملین ہین لی انگڑائی جماہین ہین

صبر کیا ہی برسون ہمنی رات سی کچھ بیطاقت سی ہین
اور گذارا کب تک ہو گا کچھ اب ہم رخصت سی ہین

رسمین لطف نہین ہی مطلق شہر خوش محبوبان ہی
دیکھی کم جو کر تی کسو پر ہم عاشق بدقسمتی ہین

عشق کی دین و مذہب مین مرجانا واجب آیا ہی
کوہکن و مجنون موی اب ہم بھی اوسی ملت سی ہین

ملنا نفرونسی و نکا چھوٹا اگر میری صحبت مین
پھر متنفر بھی لی کی ہم جیسی کی صحبت سی ہین

فرصت اونکو کم ہی اگرچہ پر ملتی ہین قابو پر
برسون میر سی مل دیکھا ہی کچھ وی کم فرصت سی ہین

رونا ہر دم [illegible] آتا ہے | یعنی میر گنا ہوں کو کچھ حد حساب نہیں
[illegible] شگفتہ ہے یہی | سال کسو کا اپنا سا اس [illegible] خراب نہیں

[illegible] کس طرح کو ہم اگو [illegible] چمک آوے
[illegible] میں اوسکی بھی ہم تاب نہیں

آنکھیں سفید دل بھی جلا انتظار میں | کیا کچھ نہ ہم بھی دیکھ چکے ہجر یار میں
دنیا میں ایک دو نہیں کرتا کوئی مقام | جیسے ہوا روی ہی ہیں ہر اس دیار میں
دیکھیں تو ہیں لگی ہوئی ترچھی سی انکھڑیاں | انگڑائیاں ہیں لیتے ہیں اب تک خمار میں
اخگر تھا دل تو تھا مرے جیسی تن زار میں | لگ لگ اوٹھی ہے آگ کفن کو مزار میں
بیدم ہیں دامگاہ میں یکدم تو چلکے دیکھ | سنتے ہیں دم نہیں کسی تیری شکار میں
محمل کی تیری گرد ہیں محمل سکے ہزار | ناقہ ہے ایک لیلی کا سو کس قطار میں

شور اب چمن میں میری غزلخوانی کا ہے میر
ایک عندلیب کیا ہے کہوں میں ہزار میں

طلب ہے کام دل کی اوسکی بالونکی اسیر میں | گدائی شب کردن ہو نہیں خجالت ہے فقیر میں
نگہ عزلت میں وصل ہے کمانکی ہے ادہر یعنی | لگا تیر اوسکا چھاتی میں ہماری گوشہ گیر میں
نظر اوسکی نظر آئی نہ سیاحان عالم کو | سیاحت ہو و ونکی ایک ہے وہ نظیر میں

منہ کو او دہر زرد ہو جاتی ہین در کہسار ان
جی تو بہت ادیکیہ آئینہ ہر روح مزار کا جا بجا

کیونکی ہی یاں اس شہر مین ہو آ گرد غبار ان
سینہ چاک گریبان تنگ دل ہی ترک لباس یاران

کی ہی عمارت لگی جنون نے انکی بنا کچہہ ایسی
میخانہ ہین اس عالم کی نقش بہ مستونکی بجا

اور تو خانہ خراب ہی بیکسی اس بستی کی معماران
شکر ہین اکثر دیکہی ہی تر بتر یہ بیابان ہشیاران

کیا ہی دار الشفا خانہ مین عشق کی جا کر دیکہین
بعد صبوحی گہگہیانی کہکیانی مین سب ہی تنہا

ابد ہر ادہر سرگردان ہین پشت بام ہی یاران
یا رب جگر قبول کبہو ہی دعائی صبح گنہگاران

عشق ہین ہمسر کہین تو کہہ دیوین غم کسکو ہی
مار رکہین اس سینہ مین کیا دل داغ جگر داران

حاکم شہر حسن کی ظالم کیونکہ ستم ایجاد نہین
باری ہماری بیکاری خاطر سے فراموش ہی آکہ

خون کسو کا کوئی کرے وان داد نہین فریاد نہین
ذکر ہمارا اوس سے کیا سو کہنے لگا کچہہ یاد نہین

کیا کیا مردم خوش ظاہر ہین عالم حسن مین نام خدا
عشق کوئی ہمدرد کہین تہین پیدا کرتا ہی

عالم عشق خرابہ ہی وان کوئی گہر آباد نہین
کوہ رہین گو نالان برسون لیکن اب فرہاد نہین

زر ناکاوا کی سی فلک کا ہیئت پا افتادہ ہی
میر طلسم غبار جو یہ ہی کچہہ اوسکی بنیاد نہین

تدبیر کوئی بتاوی جو آپکو سمبہالین
جینے کی اپنے ہم ہی کوئی طرح نکالین

۴۰۵

مین بہی اب ایک کام کرتا ہون
یا تو لیتا ہون داد دل یا اب
کام اپنا تمام کرتا ہون

مدت سی گلی میں ہم تو یہ بیچ جی پہر آتے ہین

ردیف واو

ان اجڑی ہوئی بستیون مین دل نہین لگتا
ہے جی مین وہین جا بسین ویرانہ جہان ہو

وحشت ہے خردمندون کی صحبت سے مجھے میر
اب جا رہونگا وان کوئی دیوانہ جہان ہو

رنجہ حسن رعنی پہ آج مت مغرور رہو
پاس تو ہے جسکی وہی کل کہین گو دور رہو

دیکھکر وہ راہ چلتا ہے نہین تک رنہ ہم
پاؤن اسکی انکھون پر رکھے لیوین جو منظور ہو

شہر دلکی کیا خرابی کا بیان باہم کرین
اسکو ویرانہ نہ کہیے جو کبھو معمور رہو

ہم بغل اس سنگدل سے کاش کو اس دم ہوں جب
شیشہ می پاس ہووے اور وہ مخمور رہو

عشق دلکش نے عجب پہیل قدرت کا ہے میر
صرف کردو اسمین بنا جسقدر مقدور رہو

عاشق ہے تو اپنے تئین دیوانہ سب مین جانتی رہو
جگر پارہ جیسے بگولا خاک اڑاتی آتی رہو

دوستی جسکو ہو کہین جان نہی اسکو خصومت سے
ہو جاؤ جو تمکو کسی سے تا مقدور چھپاتی رہو

دل لگنی کی چوٹ بری ہے اس صدمے سے خدا حافظ
بارے کی کوشش کوشش سے جیکو اپنی بچاتے رہو

آئی ہیا جنون مبارک عشق اسد ہمارے لیے
نعل جڑے سینیو ان پہر تم داغ سر پر چلاتے رہو

شاعر ہو مت چپکے رہو اب چپ مین جانین جاتی ہین
بات کرو ابیات پڑھو کچھ بیتین ہمکو بناتی رہو

ابر سیہ قبلہ سے آیا تم بہی شیشے کو پاس کرو
تحقیق تک لطیفی باندھو ساختہ ہی وہ پاتی رہو

رنگ صحبت کسکو دکہاوین جی ہی اپنی قسمت کے
ساغر ہی دشمن کو ہو ہمکو زہر منگا دو ہو

بند نہین ہو کرتی ہو تم سینے کے ناسور خون تکو
جیکر کے ٹکڑے ہین ان خونون سے شاید ہو لکہو لکہوا دو

آنکہہ جہپکتی جاتی نہین تنہا آگے چہرہ روشن کے
نا دیکی بیٹھا جاتا ہے جب منہ سے نقاب اٹھا دو

غیر سے تجہ غیرت ہے آسان لیکن تجہ ہمکو [illegible]
بات بتا دو کیا ہم ہمکو تم ہمکو تو بتا دو

مصحفی تجہ سے ہم اپنی چپ چاپ جاتی ہین [illegible]
طول ہمارے جھگڑے کو دیکہ جیسے تیغ چلا دو

کہتے نہ تھے ہم تجہ سے دل ہاتھ سے مت دیجو
مت کہا تیو تم اتنا اپنا نہ لوٹ دیجو

ان پلکوں کی کاوش سے زخمی ہے جگر سارا
لے تار نگاہوں کی نازک سے رفو کیجو

کیا جان لیے جسکے جانا سے چھپاتا منہ
چھپتا تو کوئی دن ہم تم سے بہت جیجو

دل خستہ شکستہ دل دل بستہ گرفتہ دل
ہو آن مین کوئی اوسکا دل تہہ مین ٹک لیجو

اس راہ سے تو تا ہے دل کسب ہوا کا ہے
سینے کے بیچ سینے کو زنہار نہ تم سیجو

بات کہون کیا جسکو دیکہو ہو آئینے کو
دیکہتے ہو تو دیکہو ہمارے جلتے تو سے سینے کو

کیا جانو تم قدر ہماری مہر و وفا کی اٹہ گئے ہو
لو ہو اپنا دین مین ہے ہمارا گرتی دیکہے سینے کو

پہر ایام نحس کا تجہکو بہت کرتا ہے آتا ہے نظر
تم بھی غنیمت جانو میان دن نکو سینے کو

وہ جو غیرت سے ہلتا ہے غیر سے ہم ہین غیرت کش
سال ہمارا چکا ہو گا ظاہر کوئی جینے کو

ردیف ہائے ہوز

خشم و عتاب جبین چھپایا تو حسن بگڑ گیا سارے
ہیں جو کچھ کہا کیا ہے حد و حساب فزون

صبر بلا ہے عشق پر جو حوصلہ دار کم ہیں
جس شب گل دیکھا ہے ہم صبح کو دیکھا ہے

شہر میں ہے کی ہر کہیں ہیں گویا بادۂ عشق
اس شہر میں ستانہ ہوتا ہوں کوئی کوچہ گردا

وہ محبوب جبتک ہوتا حسن ہیں روشنا ہے
روز و شمار ہیں رہا ہے گہ کا حساب

رحمت ہے اس خستہ جگر کو دل جسکا بیتاب
خواب ہمارا ہے ہو لوگو تماشا خواب

گل عکس گل کا لالا ہے ان جو بہو میں آب
جسمان کا سہ جیسی ہیں ہے شراب

تم داری کچھ دیدۂ تر کی میر نہیں کم دریا سے
جوشان شور کنان آتا ہے شعلہ سیلاب ہو

تمکو ہستی آگ لگی ہے رہتا ہوں تو خستہ ہو
درج گوہر مال نہیں کچھ ہیں در بستہ سر اگر
رستی راہ میں دیکھ لیا ہے بستی میں لگا تمہیں
ابر کرم کی راہ تکو اب رحمت حق پہ نظر رکھو

ہنس کر کو کہوں رکھا ہے اپنی کمر تم کستہ ہو
تو بھی ایسی قیمت پر تم آگے ہمارے سستے ہو
کیا جانیں ہم روز و شب تم کیدھر رہتے بستے ہو
گو کہ تم آئے مستان مجرم اس سے دل خستہ ہو

پیری میں بھی جوان رکھا ہے دختر تاک کی صحبت نے
یعنی پی پی دانگوری میر ہوئے کشتہ مستی ہو

رہیں رنگی پہ اوس سے ملاقات ہو تو ہو
خاموش ان لبوں سے کوئی بات ہو تو ہو

شکر نہیں ہے کوئی سیادت کا ہم سے
ذات مقدس انکی بھی ذات ہو تو ہو
سید کا حال ہمیشہ رہا ہے تو تال پر ہی نظر کرو
کہیں دل بھی انکا جی میں جس شوق سے سکتا ہے
نہیں ساد گی میں لطف کہ ہم خط و خال ہی نظر کرو

رو فی ہم سب پر آئی خاک ہمارے سر پر بھی
مدت میں ہم تک لگ بیٹھے تھے اس کی دیوار کے سایہ

اب کچھ ہمرے پہ آیا شاید وہ شوخ دیدہ
اب اس کی پشت میں ہے جیون میوہ رسیدہ

آنکھیں ملا کبھو تو کب تک کیا کروں میں
دنبالہ گرد تیری آخر ہو کر رسیدہ

پاؤں تلے سہرا یا منہ میں دیکھو جنون کی یار سے
وہ کس سے مرکے ہو تنگی لبہائے ناگزیدہ

سائے کو اس پری کے لگتا تھا چمن میں
مغرور کا ہے پیہ بھی شمشاد قد کشیدہ

آنکھیں میں تجھ سے تجھ بن پایا نظر کی یکسر
چلتی ہوئی زمیں پر رکھ پاؤں دیدہ دیدہ

جل سیر کر تو بھی تا صبح آنکھیں کھولیں
منہ پر تیرے چمن میں گل ہائے نو دمیدہ

محراب میں رہو نہ سجدہ کیا کرو نہ
بیوقت کیا ہے طاعت قد اب ہوا خمیدہ

پروانہ گرد پھر کر جل بھی بجھا ولیکن
خاموش رہ گئی تھی شمع زبان بریدہ

دیکھا مجھے شب گل بلبل نے جو چمن میں
بولا کہ میر منہ پر کیا کیا دہن دریدہ

قالب کبھو تو دونوں تیری چمن رہے ہیں
وہ اس ستم کشی پر ہے میر سو ہے کبیدہ

اشعار میر سب نے چن چن کے لکھ لئے ہیں
رکھیں گے یاد ہم بھی بیتیں چیدہ چیدہ

ہم جانتے تو عشق نہ کرتے کسو کے ساتھ
لیجاتے دل کو خاک میں اس آرزو کو ساتھ

۴۰۹

ردیف یای

[illegible]

خواہش ہمو و دلکی جو حاصل تو موت ہی
احوال میر دیکھیے نہیں جی تو بار دیکھ

پیوستہ ہے یا خدا نہیں اس دلربا کے ساتھ
دیر و حرم میں ہو کہیں ہو خدا کے ساتھ

تنہا رہا کشادہ جبیں خوش سرشت سے
کیا آئینہ کرے ہے بسر بے حیا کے ساتھ

گو دست لطف سے ہے شہا اولی شفیق
دلکا لگاؤ دیا ہی ہے دست دعا کے ساتھ

تھے سیر دوستان سے ہے بالعکس فائدہ
ہے درد عاشقی کو خصومت دوا کے ساتھ

کی دشتی اوسکی پاک نہ ہو بست عشق
جن نے لڑائی ہاتھ ہی لگایک اس بلا کے ساتھ

اوباش ہر کسو سے تو صحبت کرے ہے معاش
اب سر کٹا ہی لیگا کسو میرزا کے ساتھ

کیا جانوں میں چمن کو ولیکن قفس ہی میر
آتا ہے برگ گل کبھو کوئی صبا کے ساتھ

عز و وقار کیا ہے کسو خودنما کے ساتھ
ہے آبرو فقیر کی شاہ ولا کے ساتھ

بھلا دیا فلک نے ہمیں نقش پا کی رنگ
آشنا ہمارا تھا کسو ہی اب خدا کے ساتھ

انکھو نہیں آشنا تھا اگر دیکھا تھا کہیں
تو گل گل ایک دیکھا ہے ہمیں نے صبا کے ساتھ

دیکھ و سکو مجھکو یاروں نے حیران ہو کہا
گلشن ہے سب سو لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کے ساتھ

دلکی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کھلے
عقدہ کھلے گا میر یہ مشکل کشا کے ساتھ

[illegible]

[illegible]

وہ جو کہتا تھا تو ہی ہے کریو قتل
میر کا سو کہا کیا تو نے

آنکھوں کی طرف گوشہ کی در پردہ نظر ہے
کچھ یار کی آنکھوں میں مگر گرم خبر ہے

یہ راہ و روش سرو گلستان میں نہ ہوگی
اس قامت دلچسپ کا انداز دگر ہے

یہ بادیۂ عشق ہے ابتدا و ہر سے
بچ کر نکل اے سیل کہ یان شیر کا در ہے

وہ ناوک دل دوز ہی لاگو مری جی کا
تو سامنے ہو ہمدم اگر تجھکو جگر ہے

کیا سہیل پڑے ہے مدت ہجران کہ نہ پوچھو
سو سال ہوا ہمکو گھڑی ایک پہر ہے

کیا جان کہ جسکے لیے منہ موڑ گئے تھے
ہم آوے چلے وا غنچہ کچھ تجکو اگر ہے

تجھسا تو سوار ایک ہی محبوب نہ نکلا
جس ابر تو بر کا ہم کو دیکھا سو نفر ہے

شب شور و فغان کرتے گئے ہمکو تو تجھو
دلکش ہو نکالے مرغ چمن وقت سحر ہے

سوچے تھے کہ سودا محبت میں کچھ سود
اب دیکھتے ہیں اس میں تو جی ہی کا ضرر ہے

شافی یہ رکھا بار جو پہلو ٹکا تو نکلے
کیا ساتھ نزاکت کے رگ گل سی کمر ہے

گر کام کسو دلمین گیا عرش پہ تو کیا
اے آہ سحرگاہ اگر تجھ میں اثر ہے

پیغام بھی کیا کرے کہ اوباش ہے ظالم
ہر حرف میان وار پہ شمشیر و سپر ہے

ہر بیت میں کیا میر تری باتیں گتھی ہیں
کچھ اور سخن کر کہ غزل سلک گہر ہے

یہ سو رہا اسکی وہ کیا کرے ہے اکثر | محفوظ رکھے الٰہی اسکو نظر گذر سے
وحشی وطیر آنکھین ہر سو لگا رہے ہین | گر دورہ اسکی دیکھین اٹھ جاتے ہین گذر سے
شاید کہ وصل اوسکا ہووے تو جی بہی ٹھہرے | ہوتی نہین ہے اب تو تسکین دل خبر سے
مدت سے چشم بستہ بیٹھا رہا ہون لیکن | وہ روے خوب ہرگز جاتا نہین نظر سے
گویا تھا وہ نہ اوسکو دل غم سے خون کرتا | ہے لاگ میرے جیکو اوس شوخ کی کمر سے
یہ گلشن نیا کھلا ہے بلبل تو ہے قفس ہین | سو بھی کلی نہ نکلی مرغ چمن کے پر سے
دیکھو تو چشم کم سے یہ آنکھ دیدہ ہاے | سیراب ابر ہوتی دیکھین ہین چشم تر سے
گلشن سے ہے قفس تک آواز ایک سی ہے | کیا طائر گلستان ہین نالہ کش اثر سے
ہر ایک خراش ناخن مجھبی سے صد تک ہے | رہیو اب ہو تو پوچھے کوئی ہین ہنر سے

یہ عاشقی ہے کیسی لیے جیوگے کب تک
ترک وفا کرو ہو مرنے کے میر ڈر سے

بسکہ ہے گردون دون پرور سے نے | ہووے پیوند زمین یہ رفتنی
بزم مین ہے اب تو چل اے رشک صبح | شمع کی اوپر پھری ہے مردنی
مین چراغ صبح گاہے ہون نسیم | مجھسے اکدم کے لئے کیا دشمنی
مجھسا محنت کش محبت مین نہین | ہر زمان کرتا رہا ہون جانکنی

ادھر شرطِ ادب کا عود دی رنگ کیا طناز آتا ہے
عجب ہیں لوگ جو کہتے ہیں وہ ناساز آتا ہے

خبر بھی شیر طا استامت برس لے ابلر زندہ
ہمیں بھی آج سونا اور وہ دل پرواز آتا ہے

ادھی بھی گرد معشوقانہ اس بدبے عاشق کے
کبھو شک جسکے اوپر وہ سراپا ناز آتا ہے

عجب رنگ حنا طائر ہے دست آموز ہو بانکا
اڑے بھی تو بھی ہاتھوں سے ہمیں کیوں پرواز آتا ہے

وہی نازاں خراماں کبک سا آیا مری جانب
کوئی مغرور وہ شوخی سے اپنے باز آتا ہے

رہائی اپنی ہے دشوار کب صیاد چھوڑے گی
اسیر دام ہو طائر جو خوش آواز آتا ہے

اگر مسجد سے اوں میں تو بھی لوگ کہتے ہیں
کہ میخانے سے پھر وہ دیکھو شاہد باز آتا ہے

اسکے رنگ چمن میں شاید اور کہاں پھول کوئی
شور طیور اٹھتا ہے ایسا جیسے اوٹھے بول کوئی

یوں پھرتا ہوں دشت و دمن میں اسی سے میں گشتہ
غم کا مارا آوارہ جوں ہو گیا ہو بہول کوئی

ایک کمیں سے پہنچی ہے ایسا جسکے کسی سے بن نہ ہو
سو سو ہر اک کو قبول وہ لہا نکیا یگا قبول کوئی

کسی سید کا تجکو ابھی دل چاہے ہیں اسکے حصول
شوخ وصل میں شہر ویران رہتا ہے ماموں کوئی

لبنے اسکے یا قوت کا ہیں سعف لکھا ہی دور تلک
طرف یار تو طور آتا پھر بھی وہ محلول کوئی

ہے حسن پرستی نت ہی عمل ہے مدت سے
پیر کبیر ہو تو کیا ہے کبھو گو بھی معمول کوئی

حد نشہ سکر و مستی کا ہے اک دفعہ دو تین پہر
میر کو جا کر دیکھا ہمنے ہی ہر دم مشغول کوئی

دیوان میر

آتا ادہر اس سبب نکالا کیا میری کشش سوں ہے
ہے موم جو پہتر تو تاثیر خدا کی ہے

داماں دراز اسکا جو صبح نہیں کھینچ
اسے سہیر یہ کوتاہی شب دست دعا کی ہے

ملواں دونوں ہمسے اک اب جانے
شکایت کروں ہوں تو شرم لگے ہے

ادا کھینچ سکتا ہے بنرا اسکے
ملاقات ہوتی ہے تو کشمکش سے

کہاں ہم کہاں تم کہاں پہر جوانی
مری سرگذشت اب ہوئی ہے کہانی

کبہی صورت ایسی تو یہ ہم نے مانی
یہی ہم سے ہے جب تب انیچا تانی

بستی تہا پہر ترے مرگیا ہے
کفن سیر کو کیجو زعفرانے

جی اسکے تیر ستم سے ہوئی گیا دہا کہر
کے سر و سہر کو ہی مری رہ تو گرم تا

دامن بہت وسیع ہے آنکہوں کا انسے ہم
آکر نکیہرے پہول مری پشت خاک پر

عاشق کہیں شتاب تو ہو وے خدا کرے
پرسش کسو سے حال کی تیری بلا کرے

لازم ہے شکوہ ان سے ہما کا پانی بہا کرے
صبح چمن اگر حق صحبت ادا کرے

پتہر کی چہاتی چاہئی ہے میر عشق میں
جی جاتا ہے اوسکا جو کوئی وفا کرے

[illegible]

[illegible]

صورتیں بگڑیں بھی کتنی کیوں اسکو تو کچھ بھی و[illegible]
سامنے اس کے آئینہ مصروف [illegible] صدا رہی میں ہے

تیر کوئی اس صورتیں آ[illegible] بھی کی کیا رکھے
ایک جراحت سینے کی میری ہر زخم کاری میں ہے

دل سے بھر آرہا ہے گر میری بھی ندا کچھ جاتا ہے
کیا جانوں میں وہ لگا کیا دریا چڑھتا آتا ہے

سچ ہے وہ جو کہا کرتا ہے کوئی تو کیا سمجھے ہیں
نہ بیگانہ [illegible] ہیں پہ ہم [illegible] کا چاہ کا نانا ہے

تو بلبل آزردہ تو گل ہوا سے باغ بہار نہیں
رنج کشش الفت ہے عاشق جی اپنا بہلاتا ہے

عشق و محبت کیا جانوں لیکن اتنا جانوں ہوں
اندر ہی سینے میں ہمیرے دلکو کوئی کھاتا ہے

عاشق اپنا جان لیا ہے اس نے شاید ہمیں
دیکھ کے بھری مجلس میں اپنے ہم ہی سے شرماتا ہے

اس عزیز کو کیا ہوتا ہے حال شکستہ دکھائی
سکو جو [illegible] ہر گز جیکی ہماری چلے

کیسا کیسا ہو کے جدا ایسو اس سے بھی تڑپتا ہے
کیا پوچھو ہو آئی قیامت سر پہ دل کی لگا دی

میں تجھ سے کہیں ابھی [illegible] جانے [illegible] گزرتا ہوں
وحشت سے خورشید نمط اپنی ہی محبکو ساقی ہے

ہر کوئی وہ ہر بزم میں [illegible] ہو جیا تھا
یاد اب تک اسی آتا ہے پاس ہمارے آئے سے

ایک جراحت کیا تسکین ہو ہو سکی [illegible] سینہ میں
شاید دل ہے تسلی اسکا زخم جگر کی کھاتی ہے

رنج و عنا درد بلا سے [illegible] ہم بیٹھے ہیں
کلفت الفت جاتی نہیں کیا جو ستم کو [illegible]

۴۱۵

[illegible]

دلکی لاگ تہی عجب سے نہ سکی تک بہی جائی ہے — آگے بیتے اوسے ہی کہی بیتاب تہی پہر آئے

آنکہہ تک میلی ہوئی پہنچی مطلق جل بجہا ہو — دلکی عیبت کہینچا ہی کیا کیا سبج اٹہائے

محتسد ہو نہ دیکہی ہر گز ویسی ہی چالین ہین — ملکو چیتا اسکے ہے آنکہون سے سہلائے

رنگ شیشہ ہے پہر سنہ کیسکی یاد خزان گلستان ہیئے — ہر گز بار گر نہ رکہی ہین گل غنچہ سر بہائے

لطف کہو کیا نہین ہے صبح کو اٹہائے پر — دلکی گداز سی ہو وے داغ جگر پہ جلائے

عشقیون اسکے جان ہی مشتاق پہر لگی گہنگہی سو — شوق اگر ہی ایسا ہے تو تہمین کہان سجائے

تا جبر ترک فقیر ہوے اب شاعر عالم کامل ہین
پیش گئی کچہ میر سے اپنی سونگ بیت سوائے ہے

کوئی نام انکا نہ جو جیسے — کہ بیتاب دل کی بناصب ہے

نہ سوز جگر خاک مین سے گذرا — موئے پہ پہر آتش ہر سے غضب ہے

گلستان سے کیسی وضون پلکے بکہرے — بہار اسطرف او سطرف لبہ ہے

جو درویش سینہ بہر ہی لباس — تو پہر چیتہ شیر ہے ببر ہے

در کعبہ پر کفر بکتا ہے میر
مسلمان نہین وہ کمن گبر ہے

ظلم سے ہین داغ بجہوں رنج او سہی ہین درد رہے — اب وہ دلین تاب نہین جو لب تک نالہ سرد کہینچے

١٦ ٣٤

چلتے ہوئے تسلی کو کچھ یار کہہ گئے
اس قافلے مین ہم بہی تہا افسردہ رہ گئے

کیا کیا مکان شاہ نشین تہے وزیر کے
وہ اٹھہ گیا تو وے بہی گہری بیٹھ رہ گئے

اس کج روش سے ملنا خرابات مین تہا
بیطور ہم بہی جا کے یا سے جگہہ رہ گئے

وے زور ور جوان جنہین کہئے پہاڑ تہے
جب آئے بیچ حادثہ تنگی سے رہ گئے

وہ یار تو تہا دل سے کسو کا بہیر
ناچار اسکے جور و ستم ہم بہی سہہ گئے

ہای جو کچھ وصل مین اسکے کیا کیا لذت پاتی تہے
بوسہ کنج لب سے پہر بہی الفتے اپنی بناتی تہے

کیا کیا تمنے خبر سیتی ہمین سادگی مین لے لئے کو
سیر کہو کر کے کلاہ تو تمے ناخوردہ جاتے تہے

ہای جدائی انکی جاگہ مار گئی ہمکو تو زہر رکھا
وہ دن یاد آتے ہین اب جب انکے آتے جاتی تہے

غیرونکی ہم سنتے ہین سو غیرت سے ہم سنتے رہے
وہ تو تمکو لگا جاتا تو ہم آ ہمکو جلا جاتے تہے

رنج و الم غم عشق ہی کی اعجاز کہینچتے تہے وے
جو وصل کتنا اپنا حسین نے آزار سہاتے تہے

وہ دن کیسے سالتے ہین جو اگر تمنے پائی کبہو
آنکھون سے ہم سمالے سنبھالتے ملو ہی اسکے جاگتے تہے

چاہت وگ ہرا ہی چیکا میری ہے پہ نظر بسالا
اگلے لوگ سنا ہے ہمنے دل کسو لگاتے تہے

بات ہماری یاد رہی جب بہولا بہولا جاتا ہے
وحشت پر جب آتا ہے تو جیسے بگولا جاتا ہے

تہوڑے کے پانو مین جنے سر کہیر کے کچھ ہی جتا ہے
کہتے ہین لینا مجھکو کیا ابر آ ہوا جاتا ہے

بر سو نہیں پہچان ہوئی تھی سو ہم تہمت بو سے گئے
یہ بھی شعر است یارہ ہمیگی ہمکو بنجانا سپا تو ہے

سنی سنائی بات ہے جو انکی کہتے ہیں ہم نہانی
دردونکا بھی ہیں اپنے نہ تھا انکو مشتاق ہے

میر کی تیزی کیا سلجھو کی حرف سخن میں گنجایش ہے
کوئی عاقل مجھ پر ہے یہ ایسے ناصح دیوانے

گتی رو نا ب دیدہ و ادید ہے
نکلی سے ہماری لگو عید ہے

کہ زان ہوں سائی سے خورشید سان
جہان جیسے ہے مجھکو تجرید ہے

تصرف میں جب ال وستے ہیں بات
خدا اس کمین میں یہ توحید ہے

جو آوین بتان جذب ہے یان تو یہ
خدا کے طرف ہی کی تائید ہے

لپیٹا ہے میں بوریائے نماز
یہی میر جانے کی تمہید ہے

ہجر میں جنون ہوا تھا سب سے
دل نے پہلو تہی کیا ہم سے

عالم حسن ہے عجب عالم
چاہیے عشق اس بھی عالم سے

طرح چہریوں کی پلکوں سے ڈالے
نکلے تلوار ابرو کے خم سے

نسبت اون بالونکی درست ہوئے
دیر میں میرے حال درہم سے

در پئے خون میر کے ورنہ
ہو بے جاتا ہے جرم آدم سے

انکھیوں سے چاہیے طفلان میں جان ماریے
نام خدا ہوا ہے اب وہ جوان مارے

ووہ کہتا ہے سہے صحبت — گالیان کہائے دعا کریے

کچھ کہین تو کہے ہیہ نہ کہو — کیونکر اظہار دعا کریے

اتفاق انکا مار ڈالے ہے — ناز و انداز کو جدا کریے

عید ہو تا شکے رہے ہر روز — صبح اسکے گلے لگا کریے

راہ تکنے کو بھے نہایت ہے — منتظر کب تلک رہا کریے

ہستی موہوم و یک سر و گردن — سیکڑون کیونکہ حق ادا کریے

وہ نہین سرگذشت سنتا میر — یون کہانی سی کیا کہا کریے

مترتب ہو نفع جو کچھ سے — وے لگے بیماری کی دوا کریے

سو تو ہر روز ہے بتر احوال
متحیر ہین آہ کیا کریے

وہ چھاتی کبھی تھی کو ٹے — ہجران کا غم تھا تہہ مین تختی سی جان کھوئی

کلیان ہری ہین گہی بکھری ہین پہول سا گ — پائیزی چمن مین کیا کیا بہار ہوئی

سیر چمن کی کچھ تو جیسے ہوس نکلتے
موسم مین گل کے بلبل افسوس ہے نہ چھوٹے

کس کی رات آئی جو سمین لڑائی ہوئی — آخر اوس دیا شہر یار کب تہی آگئی ہو ہے

وا آہ کہ طائر پر بال ہوس تا کب جیسے — شوق گلگشت گلستان میں گرفتاری ہے

جرم یہ ہے جو ہم کھینچے رہتی ہے جسکی شمشیر — اوس ستمگار جفا جو سے ہمیں یاری ہے

آہ کہ مستی میں کسو پر نہیں پڑتی اوسکی — یہ بھی اوس سادہ و پرکار کی ہشیاری ہے

وان سے جز نا تو تشہیر نہیں کچھ پانے میر
عجز ہے دوستی ہے عشق ہے غمخواری ہے

درد و غم سے دل کو ہو فرصت تو پائے — یہ صعوبت کب تلک کوئی اوٹھائے

مفت بازار کا عاشق ہوں میں — دل فروشی کوئی مجھ سے سیکھ جائے

زار روتا چشم کا کب دیکھئے — دیکھے ہیں لیکن خدا جو کچھ دکھائے

کب تلک پچاک کفن سے جھانکیے — برگ گل یاں بھی صبا کوئی تو لائے

کب تجھے سمجھے تلاش دست غیب — تا کمر پیچ اسکا اپنے ہاتھ آئے

اسکی اپنی بنتی ہے ہرگز نہیں — بگڑی صحبت ایسی کیا کوئی بنائے

جو لکھی قسمت میں ذلت ہو سو ہو — خط پیشانی کوئی کیونکر مٹائے

داغ ہے مانند شمع چمن پائیز سے — دل نہ جلتا جو اسکا گل نہ کھائے

زخم سینہ میر اسکے ہاتھ کا — ہو کوئی رہ جوار تو اسکو دکھائے

اکثر عمر کے افسوس میں — زیر لب یا الٰہی ایسے ہائے وائے

صاحب ہو تم ہمارے بندے ہیں ہم تمہارے
موقوف رحم پر ہیں دشوار کام سارے

ہو ملتفت کہ ہم بھی جیتوں میں آ ویں جینے
یہ عشق بے محابا تا چند جان مارے

آشوب بحر ہستی کیا جانیے ہو کب سے
موج و حباب اٹھکر لگ جاتی ہیں کنارے

کوئی تو تہہ طرف پر آواز دے نہ ہمکو
ہم بیقرار ہو کر چاروں طرف پکارے

بیطاقتی سے کیونکر سر یار تک رہے نہ
صبر و قرار دونوں یکبارگی سدھارے

کوئی تو ماہ پارہ اس بھی روا تھیں ہے
چشمک کرے ہیں ہر شب اسکی طرف ستارے

دنیا میں میر آکر کھولا ہے بار سینے
اس رہگذر میں دیکھیں کیا پیش آوے بارے

عشق ہمارے در پئے جان ہے کیسی خصومت کرتا ہے
چین نہیں دیتا ہے ظالم جب تک عاشق مرتا ہے

شاید لنبے بال اس مہ کے بکھر گئے تھے باد چلی
دل تو پریشان تھا ہی میرا رات سحر ہی بکھرتا ہے

صورت اسکی دیدۂ تر میں پھرتی ہے ہر روز و شب
ہے نہ اچنبھا یہ بھی کہیں پانی میں نقش ابھرتا ہے

کیا دشوار گذر ہے طریق عشق مسافر کشش یار
جی سے اپنے گذر جاتا ہے جو اس راہ گذرتا ہے

حال کسو ابتر کا یاں مانا ہے حباب دریا سے
ٹک جو ہوا دنیا کی لگی تو یکطرف ابھرتا ہے

یاد خدا کو کرکے کھوٹک پاس ہمارے ہو جاوے
صد سالہ غم دیکھو اس خوش چشم و رو کی بسرتا ہے

دامن دیدۂ تر کی وسعت یکجی ہے بن آوے گی
ابر سیاہ سفید ہو سو پانی انکا بھرتا ہے

صبح ہر راحت تو بعد مرنیکے
تیغ اگر درمیان رہی تو رہی
رو نہین چشم تر سے اب گہے
حال ہم ڈوبتو نکا کیا جانے

پھر پڑا واقعہ یہ حایل ہے
یار میرا جوان جاہل ہے
سیل اسی در کا کب سے سایل ہے
جسکو دریا پہ سیر ساحل ہے

میر کب تک بحال مرگ جئین
کچھہ بھی اس زندگی کا حاصل ہے

یکسان عشق تہے ہم غم مین کہپا رہے گئے
بار گل تک ناتوانو نکو نہ تہا اس بزم مین
مہیاتی میری سر آ ہوتی سی ہوئی تہی سب سے
سخت جاگی ہے تک جو خبر گہر مین آ گئے

یار خواہ خون تمہارے گئے مارے گئے
گر پڑے ہم بھی عاجز آج وان بارے گئے
استخوان اب اسکی اشک گرم سے دہارے گئے
صبح تک ہم رات دیوار و نسے سر مارے گئے

میر قیس و کوہ کن ناچار گذرے جان سے
دو جہان حسرت لیے ہمراہ بیچارے گئے

بے یار ہون یکسین مین آگاہ نہین کوئی
کیا تنگ مخوف ہے اس شیشی کا رستہ
موہوم ہے ہستی تو کیا ہستی ہے اسکی

ہیئم گرد خونریزی خونخواہ نہین کوئی
تنہا چلے ہے جانا ہمراہ نہین کوئی
ہر گاہ اگر کوئی بیگاہ نہین کوئی

کیا شکایت کرین اوس خورشید چہرہ یار کی — عمر و بسر ہون نہین کرتا ستم کی انفور ہے
وصل کی دولت کھو ہون نہین فقیر ہون یا — یا الہی فضل کر چھور بعدا الکو رہے

اوسکو دیوانی کر سرمین باغ سودا ہی جو میر
وہ محیط عاشقون کا اس سبب سر مہور ہے

گردون کش زمانہ تو تیرا اسیر ہے — سلطان عصر تیری گلی کا فقیر ہے
چشمک کرے سے سیر یطرف کو نگاہ کر — وہ طفل شوخ چشم قیامت شریر ہے
تنکا سا ہو رہا ہے تن آگی ہی سو کھہ کر — اب تنگ کیا فقیر جو سب مین حقیر ہے
جھڑ باندہ دی ہی روئی جو لگتا ہی صبح کو — ہر چشم تر کہ غیرت ابر مطیر ہے
اک وہ اجل رسیدہ جو صید آ کر کب بچا — پیچ پیچ جال گیسوؤن کا جرگہ گیر ہے
جون جون بڑہا پا آتا ہی جاتی ہین غفلتیے — کس مٹی کا نجانے اپنا خمیر ہے
اس خوبصورتی سے نہ صورت نظر پڑی — صورت تلک تو سیر کی وہ بے نظیر ہے
پر جو ہر اسکی تیغ ہی نا سر برائے قتل — پیغام مرگ عاشقون کو اسکا تیر ہے
پوچھو اسی سے مضطرب الحال دلکی کچھہ — وہ آفتاب چہرہ روشن ضمیر ہے
جو طفل شوخ و شنگ و جوان بلند طبع — شایستہ فلک ہی اگرچہ فلک پیر ہے
فریاد شب کی سنکی کہا بیدماغ ہو — دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ میر ہے

بہر سو ہلتی ہین اسکی ابرو کے — چلی تلوار دو صفائی ہے
لڑکا عطار کا ہی کیا معجون — ہمکو ترکیب اسکی بہائی ہے
کچہ دوی یار کی نہین جاتی — یہی بطور بد ادائی ہے
آ کے کہتا ہے پہر نہین آتا — یہی بدعہدی بیوفائی ہے
کر جنون کی انتہی قیس سے — شاید اسہی مین کچہ بہلائی ہے

بر سون مین پہر سے ملے تو کہا
اس سے پوچہو کہ یہ کجائی ہے

یارب کوئی دیوانہ بجز دہنگ سا آجاوے — اغلال و سلاسل تک نپٹ بہی ہلا جاوے
خاموش رہین کب تک زندان ہی مین ہم — ہنگامہ قیامت کا شورش سے اٹہا جاوے
کب عشق کی اذیت ہی سر پٹکنے کی جا کچہ — ہو سیل بہلا سا تو منہ موڑ چلا جاوے
عاشق کی نظر سے نسبت سگ و آہو — جون جون نہ ہو سیدہ وہ تون تون لگا جاوے
افسوس کی جگہ ہر یان بار نہین دم بہر — ہو روبرو آئینہ وہ منہ کو چہپا جاوے
ان تو خطون سے میری قسمت مین تہی خواری — کسطرح لکہا میرا کوئی آگے مٹا جاوے
دیکہو اسکو ٹہہر رہتا ثابت قدم تو نہ ہو — اس راہ سے آوے تو ہم سے نہ رہا جاوے
کہئے جہان کرتا ہو تاثیر سخن کچہ بہی — وہ بات نہین سنتا کیا اوس سے کہا جاوے

پری اسکے سائے کو بھی لگ نہ سکے ۔ وہ اس جنس کو کیا بلا جانتا ہے

جہان میں عاشق ہوا خوار ہی تہا
یہ سودائی کب دل لگا جانتا ہے

یہی عشق ہی جی کہیا جانتا ہے ۔ کہ جاناں ان سے بھی جی ملا جانتا ہے
بدی میں بھی کچھ خوبی ہوویگی تب تو ۔ برا کرنے کو وہ بھلا جانتا ہے
ہر ایک شعر اچھا بھی دانستہ ضد سے ۔ کسو اور ہی کا کہا جانتا ہے
زمانے کے اکثر ستمگار دیکھے ۔ وہی خوب طرز جفا جانتا ہے
نہیں جانتا حرف خط کیا ہیں لکھے ۔ لکھے کو ہمارے مٹا جانتا ہے
سنجانے جو بیگانہ تو بات پوچھے ۔ سو مغرور کب آشنا جانتا ہے

نہیں اتحاد تن و جان سے واقف
ہمیں یار سے جو جدا جانتا ہے

تمام شد دیوان پنجم میر تقی میر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان ششم

فلک نے پیس کر سرمہ بنایا — نظر میں اسکی میں تو بھی نہ آیا

زمانے میں مرے شور جنون نے — قیامت کا سا ہنگامہ اوٹھایا

بلا تھی کوفت کچھ سوز جگر سے — ہمیں تو کوٹ کوٹ اون نے جلایا

تمامی عمر جسکی جستجو کے — اوسے پاس اپنے اک دم بھی نہ پایا

بتہی بیگانگی معلوم اوسکی — نہ سمجھے ہم اوسی سے دل لگایا

قریب دیر خضر آیا تھا لیکن — ہمیں رستا نہ کعبے کا بتایا

دن رات اسکو ڈھونڈھتے ہیں ذوق ہی مجھے
دور اس سے زار زار جو روتا رہا ہوں میں
خوبی سے بخت بد کی او سے عشق کو مرے
جسکے لگائی جی میں نہ اوسکی ہوس رہے
پہلو میں دل نہ ہوگا آتش سے شوق کے

ناپاب کس گہر کا طلب گار کر دیا
لوگونکو میری زاری نے بیزار کر دیا
یارون نے رفتہ رفتہ خبردار کر دیا
یعنی کہ ایک وار ہی میں پار کر دیا
پایان کار آنکہونکو خون بار کر دیا

کیا جانون عشق جان سے کیا چاہتا ہے میر
خونریز کا مجھے تو سزاوار کر دیا

سوئے ہم جب کی خاطر پہ غبار تہا
علاج کی نہیں تقصیر سر گر
نہ خود سر کیون کہ ہون ہم یار اپنا
رکہا تہا منہ کبہو اس کنج لب پر
نہ شیدا ہنسے والونسے اس پہ
پریشان کر گئی صرصر بلبل
سے پر سون وہی بیگانگی سے
نہ دیوانے تہے ہم سے قیس فرہاد

نجانا اون نے تو یون ہی کہ کیا تہا
مرض ہی عاشقی کا لا دوا تہا
خود آرا خود پسند و خود نما تہا
ہمارے ذوق میں اتبک مزا تہا
نجانا تجہ سے یہ کن نے کہا تہا
کسو سے دل ہمارا پہر لگا تہا
ہمارے زعم میں وہ آشنا تہا
ہمارا طور عشق انسے جدا تہا

کیا نماز پہیر اس اوقات سے کے پڑ
جب کہ قد محراب سا خم ہو گیا

وہ دیکھنے ہمین ٹک بیماری مین نہ آیا
سو بار آنکہین کہولین بالین کے سر اوٹھایا

گلشن کو طایرون نے کیا ہیروتی کی
یک برگ گل قفس مین ہم تک نکو کی لایا

بجرنیچ اسکا غصہ یار و بلا کی جان ہے
ہرگز منا نہ ہمسے بہتیرا ہی منایا

قد بلند اگر چہ پر لطف بھی نہین ہے
سرو چمن مین لیکن انداز وہ بنایا

انگڑائی خوبرویان جسم قبیس پیش پس ہین
انیڈا پہرے ہے پہر جب اوس پہ پکا سا یا

نقشہ عجیب ہے اوسکا نقاش نے ازل کے
مطبوع ایسا چہرہ کوئی نہ پہر بنایا

شب گذشتے ہمین باہم تھی گفتگو ہی دراز
اس مست نے جہنکایا یعنی بہت جہیکایا

دل بستگی مین کہلنا اوسکا نہ اس سے دیکھا
بخت نگون کو ہمنے سو بار آزمایا

عاشق جہان ہوا ہے دہنگیان ہی کین ہین
اس مین ہجر ورنی کب دہب سی دل لگایا

باتین ہماری یاد رہین پہر باتین ایسی نہ سنیے گا
پڑہتے کسو کو سنیے گا تو دیر تلک سر دہنیے گا

سعی و تلاش بہت سی ہو گی اس انداز کی کہنے کی
صحبت مین علما فضلا کی جا کر پڑہیے گنیے گا

دلکی تسلی جسکے ہو گی گفت و شنود سی لوگونکے
آگ بہڑکیگی غم کی بدن مین اسمین جلتے بہنیے گا

جب رفتنی کو عشق کا آزار ہو گیا
دو چار دن میں برسونکا بیمار ہو گیا

نسبت بہت گناہونکو میری طرف ہوے
ناکردہ جرم میں تو گنہگار ہو گیا

حیرت زدہ میں عشق کے کامونکا پار کے
دروازے پہ گہڑے کہڑے دیوار ہو گیا

سیلے فگار سینہ کے اطراف درد سے
کوچہ ہر ایک زخم کا بازار ہو گیا

بازار میں جہانکے ہے حسن کیا متاع
سو جیسے جیسے دیکہے خریدار ہو گیا

دل لیکے میری جان کا دشمن ہوا ندان
جس ہو فا سے اپنے تئین پیار ہو گیا

عاشق کو اسکی تیغ سے پہر لاگ کیہی ہے
یہ کشتنی بہی مرنے کو تیار ہو گیا

مرنے میوا رہا سو اتنگ ہی رہا
پہندے مین عشق کے جو گرفتار ہو گیا

کیا جرم تہا کسو سے نہ معلوم کچہہ ہوا
جو میر کشت و خون کا سزاوار ہو گیا

دشمن ہے جیکا کاہک ہوتا ہے جسکو چاہا
کی دوستی کہ یار واک روگ جین بسایا

جی ہی جہان قیامت درد و الم رہا وان
بیمار عاشقی مین شب صبح تک کرایا

تازہ جہک تہی شب کو تار و نمین آسمانکی
اس آسیا کو شاید پہر کنہون نے رہایا

خمیازہ کش ہون اسکی مدت سے اس ادا کا
لگ کر گلے سے میرے انگڑائی جو نجا یا

جاناکہ منہ کہلا ہے آتشکدے کا شاید
سینے کے زخم جسے سرکا ہی ٹک بہی پایا

گھر سے وہ معمار کا جو اٹھ گیا
حال ابتر ہو گیا گھر یار کا

نقش اسکی بیوفائی کی ہوا اصل
کب وفاداری ہے شیوہ یار کا

سر جو دیکھی یار کے گھر مین سپہرے
رنگ دیگر ہے در و دیوار کا

اک گدائی در سے سیلاب بہار
غم کشون کی دیدۂ خونبار کا

دلبران دل جنس سے ہے کجا یشی
اس مین کچھ نقصان نہین سرکار کا

عشق کا مارا ہے کیا پہونچیگا میر
حال ہے بد حال اس بیمار کا

جو تو ہی صنم ہمسے بیزار ہوگا
تو جینا ہمین اپنا دشوار ہوگا

غم ہجر رکھیگا بیتاب دل کو
ہمین کڑھتے کڑھتے کچھ آزار ہوگا

جو افراط الفت ہے ایسا تو عاشق
کوئی دن مین برسون کا بیمار ہوگا

اچنبھی ملاقات کب تک رہیگی
کبھو تو تہ دل سے بھی یار ہوگا

تجھے دیکھکر لگ گیا دل نجانا
کہ اس سنگدل سے ہمین پیار ہوگا

لگا کرنے ہجران سختی سی سختی
خدا جانے کیا آخر کار ہوگا

یہی ہوگا کیا ہوگا میر ہی نہونگے
جو تو ہوگا بیار و غمخوار ہوگا

[illegible]

باغ کو بھی لالہ و گل دیکھہ کہتے تھے طیور	چھہ گئی ہیبت جہان میں تجکو جا کر کیا گیا آشنا
اسکو تو لڑکا نہیں عشق و ہوس میں کچھ تمیز	آشنا سے فرق ہوتا ہے بہت نا آشنا
ملتے ملتے منہ چھپانا بھی لطیفہ ہے نیا	آشنائی پا کر وہ ہو جیسے پیا آشنا
تھا جنون کا لطف مجنون سے سو دنیا سے گیا	مغفرت ہو اسکو جو عشقی سے ہی تھا آشنا
اب جیا تھا آ گیا میں ہم سے مفت کہو تجھے میں	پھر نہو گا تجکو ایسا کوئی پیدا آشنا

کیسا ہی پانی ہوا اسکو پہچان جاتا ہے پھر
تھا جوانی میں مگر تو میر دانا آشنا

کبھی ستھرے چمن کو اور گلگوں کو بھی لگا نہ بنا	گلشن جوش بہار میں کی انکار گلشن میں چمن پا نہ بنا
ملا تو تھا وہ تجھو ہوش دل مر کے بھی پا کر کہیں	پھر چمن ستی میں اسکی آنکھیں ہوش ہو کر بیانہ بنا
جہاں نکالا دریا بیکران تو سر اب پایان نکالا	جیسے لگ تھے کچھ آشنا تھے او نہو انکا آشنا کیا
نکالی سرکش وہ چال ایسی کہ دیکھہ حیرت سے گئی	وہ نہیں کیا کیا ہمارا آ کر یا بھی کیا سب جلا
کبھی کوئی تو اسکی چمن سخن کسو کا اثر کچھ	بکا گئے ہم ہمیشہ یا نا کسو دان کہا نہ بنا
نہ ہوش ہمکو نہ صبر دلکو نہ شور عشق ہے رہا میں	جور و دین کس کو روا ہم وفا کیا اپنا

جہاں میں رہنے کو بھی بہت تھا نگر سکے میر کچھہ تو تھت
بنا تھی نا پایدار اسکی اسی سے رہنا بنا نہ اپنا

[illegible]

۱۳۴۳

[illegible]

وہ ہو سپنے میں آ کے گھر اسکے جا کے کرتا ہوں

ہوش کچھ جسکے سر میں نہ ہو بیتا ہے

ہو سکے وہ تو کسو کو دے ہوشیار کوئی

مرغ دل کی بھی رہائی سے میرا دل اب جمع

پیار کی دیکھی جو چتون کسو کی میں نا

تکیہ اس سے جو کیا تھا سو اگر اب

بچاہ کر اسکی تکیں میں تو گنہگار ہوا

حیف صد حیف کہ میں دیر خبردار ہوا

وہی خود گم ہوا جو اسکا طلبگار ہوا

پیشکش بالوں میں وہ اسکی گرفتار ہوا

کہ یہ اب سادہ وہ پرکار اپا رہوا

یعنی میں شوق کی افراط سے بیمار ہوا

کیونکہ اب یہ تجھ بن بہت میں گئی تیری ہے

اپنا جینا کوئی دن بھی دشوار ہوا

آج اودھر تو پکار جوان چلا تو بیتاب

آنسو کو بوند آنکھوں سے دو نون اٹھو کے نکلے ابتک

مرتے سے صبر کیا تھا ویسے ہی بیصبری کی

یہ تیرے قش نے دندان کو اودن دندان جو دیا

دل کی طپیدن روز و شب سے خوب جگر کا لہو ہوا

یار ہی دریغ افسوس کوئی دن اور جو بیمار رہا

یا تو تو سرگھسے بیٹھا ہوں اب جو ہوں گزری ہجر انہیں

ایکدن اٹھ گئے تھے ملکر ساتھ میں میرا دل لیا

اب یار دو پہر کو گھر تلک جو بیان رہا

جو قاتل گھر تھا تو نکو دو شمی بہی گرد

حیرت سے آفتاب جہاں کا تھا ان رہا

کیا جانیئی غبار ہمارا کہان رہا

۴۳۲

نقش ملک سے ہوے پاک اس کمر کی طرح	عاشق سے ہو نہ بہرہ کمر تو ہے کیا عجب
ترک وطن کیا ہے عزیزوں نے جا بجا	گہر جا ہی کوئی رفتہ سفر تو ہے کیا عجب
ہر سو ہے ہاتہ مارتے ہیں سر پہ اس لئے	ہو وے جہے دست بسر تو ہے کیا عجب
معلوم سو وہندی عشاق عشق مین	پہنچے ہے اوسکے ہمکو خبر تو ہے کیا عجب
گہر بار مین لگا گیا گہر سے بہی نکل	اب وہ وہ گہبوڑے گہر تو ہے گر کیا عجب

ملتی نہیں ہے آنکہ اوس آئینہ رو کی میر
وہ دل جو لیکے جلاوے مگر تو ہے کیا عجب ✦

آیا ہے شیب سر پہ گیا ہے شباب اب	کرنا جو کچہ ہو تمکو سو کر تو شتاب اب
نکلا ہوں اپنا ہوں عشق سے سو بار عاقبت	پایا قرار یہ کہ رہوں میں خراب اب
خونریزی عاشقونکی ہے ظالم اگر ہوا	تو تو ہوا ہے تجکو بہت سا ثواب اب
بہڑکی ہے دل مین آتش سوزندہ عشق کے	دل رہگیا ہے پہلو مین ہو کر کباب اب
ہوں اس بہشتی رو سے جدا مین جحیم مین	رہتا ہے میری خاک کو ہر دم عذاب اب
قاصد جو آیا ہے نشان خط لکہہ نہیں	دیکہیں جو لاوے بادکوئی کیا جواب اب
کیا سیج و شمع کو آگ دے مین گہروں شمار	یا من غنود حسابی سیر کو تو ہے حساب اب
جیسے پہ پت آنکہیں اور جہکی آتی ہیں بت	نزدیک شاید آیا ہے ہنگام خواب اب

ردیف تا

گر ... نہیں کہتے تہا کسو تجلی کی تاب	یا کہ نکہت گل کی تہا آ رہا گیا عہد شباب
کی نماز صبح کو کہ و کر نماز اشراق کے	ہو گیا جیپ ستم اپنا شک ... میں خواب
دیکھنا منہ یار کا اس صبح سے ہوتا نہیں	یا اٹہی دہی زمانے سے اٹہا رسم نقاب
ضعف ہے اسکے مرض اور اسکی ہم سمجھے ...	دل ہدن میں آدمی کی ایک ہے خانہ خراب
یار میں ہم میں پڑا پردہ جو تہی ہی	بیچ سی اٹھ جاتی تو ہو ... شمع حجاب
... آکر ... دریپہ رہے	پہ کبہو صحبت میں اسکے ہم نہ ہوئے ... یاب
... کوچہ ... ہم جاتے	ہم پہنچ شیخ شہر سوں کے گہر ... اجتناب

آج سے خوبان بہت لیکن پسند اوسکو کیا
کیا غلط میں نے کیا اس ... وقت انتخاب

اس ... سے سبھی ہر بات کے ... خوب	بدزبانی کی بہی ادنی تو کہا بسیار خوب
لگ نہیں ... میں لیکر ہاتہ میں شمشیر تیز	سب ... قتل میں ... نہیں ... خوب
آخر ان خوبان کا عاشق بیجان کر مارا مجہے	جاہ کا اپنے ... نسے تہا اظہار خوب
آج کل سے مجہکو ... وبد حالی ہو گیا	مجہ مریض عشق کی ... تہی بیمار خوب
کیا کہی اوسکی ... جنت ... سے	ورنہ مفلس ... کی ... کہ ... خوب
... ستم میں ہے سوا وہ نوجوان	ظلم تب کہتا ہے جب ... خوب

ردیف جیم

۴۳۵

تو بھی سے بہار میں نہ کہوں	گو کرے شیخ احتساب بہت
اس غصیلی سے کیا کسو کے نبھی	مہربانی ہے کم عتاب بہت
کشتن مردمان اگر ہے ثواب	تو ہوا ہے اسے ثواب بہت

دیر تک کعبے میں تھے شب بیہوش
پی گئے میر جی شراب بہت

کیا کہیں ہے حال دل درہم بہت	کڑھتے ہیں ان رات اسپر ہم بہت
رہتا ہے ہجراں میں غم غصے سے کام	اور روتے ہیں سنکے میں برہم بہت
اضطراب اسکا نہیں ہوتا ہے کم	تاتم بھی رکتے ہیں دلپر ہم بہت
اس گلی سے جی اٹھتا تک نہیں	دل جگر کڑھتے ہیں تیرے ہم بہت

میر کی بدحالی شب مدکو تھے
کڑھ گئے یہ حال سنکر ہم بہت

باہر چلتے ہیں اب اسکو گھر تغافل یار بہت	تھے وحشت طور آئی ہیں تجھے شکار بہت
دعوی عشق بیچارہ کیا کون سنیگا صحبت میں	خیل ملا ایک وہاں ہی ہونگی اسکی خاطر دار بہت
خشکی لب ہے زردی منہ کی آنکھوں کی	جو دیکھی ہے کہیں انکھیاں ہے آزار بہت
جسم کی حالت جیسی تھی عشق سے کر معلوم طبیب	کہنے لگا جانے کیا ہوگا یہ تو ہے بیمار بہت

جو جفا عاشق پہ ہے سو ور لوگون پر نہین
مر گئے بہتیرے صاحب دل ہوس کسکو ہوئی

رونا کڑہنا عشق مین یکبار مر جانے کیطرح
منتظر ہر سو ہین افسوس آخر مر گئے

خاک ہے سب کیون نہ اپنے دلبر انہ اٹھ چلے
صاف میدان الّہ مکان ساہے تو یہ دل کیلیے

اسے سید اٹہی کہ مین ہی ہون گنہگارونکی بیچ
ایسے مرنے جینے کی ان عشق کے مارونکی بیچ

کیا جیئگا یہ ستمدیدہ ان آزارونکی بیچ
دیدنی تہی لوگ اس ظالم کے بیمارونکی بیچ

ہم ہی تہے اس نازنین کے نازبردارونکی بیچ
تنگ ہو معمورۂ دنیا کی دیوارونکی بیچ

باغ مین تہے شب گل مہتاب میرے آس پاس
یاسمن یعنے رہا مین میر انگارونکے بیچ

دل ہی ہے جسکو دل کہتے ہین اس عالم کے بیچ
پہیا نی گھتی سنگ ہے ہی دل کی جانے مین نہین

نقشہ اسکا مردم دیدہ مین میرے نقش ہے
شاد وکیوب ان زہ ہو ہین شہر مین

دل انہ ایسا چشم کر لیشت وہ نازک کر ہے
حد سے افزون وسعتگی ہی شیوہ رعشاق کا
رونق آبادی ملک سخن ہے اس تلک

کاش ہے آفت نہ ہوتی قالب آدم کے بیچ
لعل سینون پر چڑہے جاتی ہین اس ماتم کے بیچ

یعنے صورت اسی کی ٹہہرے چشم نم کے بیچ
دل زدہ ہم شب نہین ہین اپنے غم کے بیچ

سو بلائین ہین بیان ان ابرونکی خم کے بیچ
کون سنتا ہے کسو کی بات اس ہودہم کے بیچ

ہون ہزار ون غم الٰہی میر کی آدم کی بیچ

بے سدہ پڑا رہون ہون بستر پہ اب تو نہین
عشق و ہوس مین کچہ تو آخر تمیز ہوگے
الفت کی کلفتون مین معلوم ہی ہے ہونے
محو و عالم تہا اکثر غیرت سے لیک گاہے
وہ جان و دل کی خواہش آیا نہین جہان مین
کیا لوگ ہین جہان سو مرے عاشقی مین
حیرت سے اسکے رہ رہے چپ لگ گئے ہے ایسے

کیا آفت آگئی ہے اس نیم جان کے اوپر
آئی طبیعت اسکی گر امتحان کے اوپر
تہا اعتماد کلی تاب و توان کے اوپر
آیا نہ نام اوسکا میری زبان کے اوپر
اٹہی ہے اک قیامت [illegible] کے اوپر
اغماض کر رہے ہین سب [illegible] کے اوپر
گویا کہ مہر کی ہے میرے دہان کے اوپر

جو راہ دوستی مین اے میر مر گئے ہین
سر و ہنگے لوگ ان کے پاے نشان کے اوپر

آیا جو اپنے گہر سے وہ شوخ پان کہا کر
شاید کہ منہ بہرا ہے بدر و نے کچہ [illegible]
کہان اوس طرح نہ کرے اس حرف نا شنو نے
کہتے تہے ہم کسو کو دیکہا کرو نہ اتنا
آگے ہی مر رہے ہین ہم عشق مین ستانا کر
وہ بیوفا نہ آیا بالین پہ وقت رفتن

کی بات ادہنے کوئی [illegible]
نکلے ہے کام اپنا [illegible] خدا کر
کہتے رہے بہت ہم اسکو ستا ستا کر
دل خون کیا ہے اپنا آنکہین [illegible]
تلوار کہینچتے ہو [illegible] ملا کر
سو بار ہمنے دیکہا [illegible] اوٹہا کر

[illegible]

تو لائق تو پیچ سر ہے کثرت فکر اشعار کر — دل کہو کہی لے گیا ہے تو میر ٹک جگر کر

شب شیشہ ماہ ... فون آخر دوست نکلے — آنکہوں مین پہر نہ آئی جی سے مر ہے اثر کر

یوسف عزیز دلہا جا مصر مین ہوا تہا — ذلت جو ہو وطن مین تو کوئی دن سفر کر

ابی ہمنشین جو ہمچشمی مین نہین ہون — مجھکو صبر ہی باقی سو بار اب خبر کر

کیا حال زار عاشق کہیے بیان نہ پوچھو — کرتا ہے بات کوئی دل کی تو چشم تر کر

جیتے نہین ہین سینہ تک آہ نالی اسکے — یا رب شب جدائی عاشق کی بھی سحر کر

اتنا ہی چہپایا شوخ اسکے محرمون نے — جو بجھ گئی ہین زلفین اس چہرے پہ بکھر کر

کیا پوچھیے گردون باتین کہو ہے سب مین — جاتی ہین غش کیے ہم مشتاق ہو ادہر کر

ہمنشین تیرے مین تو بیمار ہو گیا ہون — حال تبہ مین سیر تو بہی تو ٹک نظر کر

رخصت کیجے جو تو فوق تہپکی سل مین تو کیا — لے آہ اس صنم کی دل مین ہے ٹک اثر کر

مارے ہی غل کئے سے جاتا نہین ہے ہرگز
نکلے گا اس گلی سے شاید کہ میر مر کر

ردیف الکاف

باندھے کمر سحر کہ آیا ہے میرے کین پہ — جو جاوشتہ فلک سے نازل ہوا زمین پہ

اقرار مین کہان ہے انکار کی سی خوبی — ہوتا ہے شوق غالب اسکی نہین نہین پہ

کنج قفس مین جون تون کاٹینگے ہم اسیران — سیر چمن کی شایان اپنی رہی نہین پہ

آنکھیں جو کسو سے سو تو تھی تو بھال گئی تھی مجھکو کیا
سارے ہی بات کہانی کہی ہے تو بھی وہ کہنے سوتے تک

مشکل ہے دلدار کی عاشق برسون جیتا ہے
طاقت اس دل کی سو میری گئی ہے ہین آپ تو دو گھڑی تک

ایسے درد دل کہنے کو میر کہان سے جگر لاوے
گرم سخن لوگو نہین ہو کوئی بات کریو صبح تک

رہے ہے تجش ور ور رو رو دو پہر تک
سر زخم پہنچا ہے شاید جگر تک

ہوئے ہین سواس در ہوش و خرد گم
خبر کچھ تو آئی ہے اس بے خبر تک

زمین گرد اس مہ کی میرے ہین عاشق
ستارے فلک کے رہے ہین ادہر تک

قیامت ہے مشتاق لوگون سے کثرت
پہنچنا ہے مشکل ہمین اسکے گھر تک

کہان تک اسے سر سے مارا کرون مین
نہ پہنچا مرا ہاتھ اسکے کمر تک

بہار آئی پر ایک پتے ہی گل کے
نہ آئے اسیران بے بال و پر تک

بہت میر ہر ہم جہان مین رہین گے
اگر رہ گئے آج کی شب سحر تک

وہ تو نہین کہ اودہم رہتا تھا آشیان تک
آشوب نالہ اپنا پہنچا ہے آسمان تک

لبریز جلوہ اسکا سارا جہان ہے یعنے
سارا ہے وہ حقیقت جاوے نظر جہان تک

ہجران کی سختیون سے تھہر دل و جگر ہین
صبر اسکے عاشقی مین کوئی کرے کہان تک

سودے عاشقی مین نقصان ہے جی کا لیکن
ہم راضی ہو رہے ہین اپنی زبان جان تک

ردیف لام

یک توجہ مین ہی ہے سیہ اسکے عرش پر
باغ سے لوشت تک کتنی ہی اک شوخ ہے
اس سے کبروحی پہ جون باد سحر دور رہے

فصل مین آتی نہین ہین طرفہ طرفہ کار دل
ہم اسیران قفس کے نالہا ہی زار دل
زندگی اب یار بن اپنی ہوئی ہے بار دل

تنگی و وسعت سے اسکی ای عبارت ساز فہم
میر کچھ سمجھے گئے نہ معنئ اسرار دل

زنہار گلستان نہین پکر منہ کو سوئے گل
موسم گئے نشان ہے کہین پتے کا نہ تھا
تہ [illegible] خزا نہین اتنے کہ مرگئے
آئی نظر بہار سین پائیز مین گئے

چڑہ جا کے مغز مین نہ کہین گرد بوئے گل
کی شوق کشتگان نے محبت جستجوئے گل
جا ویگی ساتھ جیکے بلکہ آرزوئے گل
ہے بیوفائی کرنیکی ہر سال خوئے گل

[illegible] کہ دیکھا تھا سیہ چمن مین میر
[illegible] اب تلک مری آنکھو نمین وہ ہی گل

کس [illegible] پہ تنہا دل
تیہا [illegible] تماشا دل
رکا اتنا [illegible] اتنا ہوا اتنا
جیسے [illegible] کیا

چپ میر دل ہے قبلہ نما خدا دل
[illegible] پہ بھی مرا اسمین رہا دل
آخر خون ہو ہوکر بہا دل
[illegible] ظالم سے لگا دل

نہ سمجھا اسکے کینے کی ادا دل
ہوا پژمردہ ویسے صبر و بیتاب
ہوئے پروانہ وان و ہم کویان میر
اوٹھا کر ہا ہو چکا جور و جفا دل

[illegible]

عشق کیا ہی وس گل کا یا آفت لائی سر پر ہم
جہانگیر اسکی ساتھہ صبا کی پھیرتی ہین گھر گھر ہم

روز و شب کو ایسی یاریں کیونکر کہینگی روز و شب
ہاتھہ ملا کر کہتی ہین دل بیتابی مین اکثر ہم

پوچھی راہ شگفتہ دلی کا جا نکلا تھی کب مین
سوچ وہان تو گذرا جی مین آکر کیا کی ہیر ہم

شام سی تا منزل آگر کو ہم ہار رہی صدر نشین
رکھتی ستارہ اوس ہوش کی جا پہ مین بد اختر ہم

بر سون خس و خاشاک پہ سوئی مدت گلخن بی کر
بخت نجانی کی جو اوس سی ہون یک شب بھی ہم بستر ہم

روز تب ہی حالت عشق جیسی ہون بیا اجل
ہی نہ دوائی کوئی معالج کیونکر ہونگی بہتر ہم

اسکی جناب سی رحمت ہو تو جی بچتا ہی دنیا مین
اس جانب سی تو بیٹھی ہین مرنا کر کی مقرر ہم

اب تو ہماری طرف ہو آتنا دل کو تہیت کریو
سختی سی ایام کی اب تک جیتی ہی ہین مر مر ہم

آہ معیشت روز و شب کی ساتھہ انہوں کی گذری ہی
رو رو کر کہتی رہا کرتی ہین سی ہو دین خونگر ہم

شعلہ ایک اوٹھا تھا دل سی آہ عالم سوز کا میر
ڈہیری ہو گئی خاکستر کی جیسی شب مین جلکر ہم

کرتی جو رہی تجہ مین بیمار ہو گئی ہم
بستر پہ گری رہتی ہین ناچار ہو گئی ہم

بہلانی کو دل باغ مین آئی تھی سو بلبل
چلانی لگی ایسی کہ بیزار ہو گئی ہم

جاتے ہین کہو رہو پ مین جب جا ئین ہو
عاشق نہو ئی اسکی گنہگار ہو گئی ہم

اک عمر دعا کرتی رہی یار کو دن رات
دشنام کی اب اسکی سزاوار ہو گئی ہم

دھوپ میں جلتے ہیں پھرتے ہیں گو اسکی میر جی
زندگی سے دل کی ٹھہرے ہیں گنہگار و نہیں ہم

ردیف نون

سر سے ایسی ہی لگی آب کہ جلی جاتے ہیں
اس گلستان میں شگوفے نہیں چھوڑوں بر روان
تن بدن بیچ ہیں کیا کہئیے کہ کیسا سوکھا
رہتے ہو دکھلائی نہیں ... اسکی
پھر نہ ہو دوائی شریعے حال میں ... جو ہوئی
خاک کیا اسکی پھر شاید کسو کا سر چشم

متصل شمع سے رو تے ہی گھلی جاتی ہیں
دم بدم ہم تیری سے آپ چلے جاتے ہیں
ہلکی بھی یاد نہیں تنگی سے ہلی جاتے ہیں
جی کھپے جاتی ہیں ... دبی جاتے ہیں
آپ سے جاتی ہیں ہم بھی تو بہا جاتی ہیں
خاک میں اہل نظر اس سے رلی جاتے ہیں

گرم ہیں یار اسکی طرف جانیکو ہم لیکن میر
ہر قدم ضعف محبت سے ڈھلی جاتی ہیں

ایسے دیکھے ہیں اندھیرے لوگ کہیں
مر گئے نا امید ہم محجور
دیر دریا کنارا کرتا رہا
مر گئے تھے وس لگی ہیں ...

سو گئے تھے ہیں کبھی سہتے ہیں
خواہشیں جسکی اپنی چھین ہیں
عشق میں آنکھیں اپنی روز نہیں
ہم بھی مارے گئے ندان وہیں

یک بیابان بھر مری بیکسی و بیتابی — مثل آواز جرس سب سے جدا جاتا ہون
تنگ آویگا کہانتک نہ میرا قلب سلیم — بگڑی صحبت کی تئین روز بنا جاتا ہون

گرمی عشق ہے ایسی ابھی ہمدم دل مین
روز شب شام و سحر مین تو جلا جاتا ہون

تری راہ مین گرچہ ابھی راہ ہون — پہ یہ غم ہے مین بھی سر راہ ہون
مری در پئے خون ناحق ہے اتنک — نہ خونخوار ہون مین نہ خونخواہ ہون
تری دوستی سے جو دشمن ہین سب — انھونکی بھی خون تک مین ہمراہ ہون
نہ سمجھو مجھے بیخبر اسقدر — نہ دل سے لوگونکی آگاہ ہون

مری بیخبری سادگی سے ہے میر
بہت اس روش پہ گمراہ ہون

سہاگ کی مرا جو ملکی سبھی تدبیر کرتی ہین — جو انکو انھین ایام مین زنجیر کرتی ہین
برہمن زادگان ہند کیا پرکار سادہ ہین — مسلمانونکی یارانی بھی مین تکفیر کرتی ہین
سو ہو یہ اور بھی کچھ بڑھیگی رسوائی عاشق کی — کہ اسکی نعش کو اب شہر مین تشہیر کرتی ہین
ہماری حیرت عشقی سی چپ رہ جائیگی اس سے — مخالف مدعی کسکس طرح تقریر کرتی ہین
تماشا دیکھنا منظور ہو تو مل فقیرون سے — کہ جنکی خاک کو دیا ہاتھ مین اکسیر کرتی ہین

اظہار قرض نہی ہے وہم کی بیسد ماغی
ان روزون میر صاحب کچہ بیمزا ہوئی ہین

بیکار مجہکو مت کہہ مین کار آمدہ ہون
بیگانہ وضع تو ہون پر آشنا زدہ ہون

مین منہ نہیں لگاتا بنت العنب کو کاہی
تب تہا جوان صالح اب پیر میکدہ ہون

اسرار دل کے کہتے ہین پر جو انمین
مدت نہیں ہی شہد ہماری زبان مین

رنگینی زمانہ سے خاطر نہ جمع رکہہ
سو رنگ بدل جاتی ہین ان یک آنمین

شاید بہار آئی ہی دیوانہ ہین ہوا ان
زنجیر کی سی آتی ہی جہنکار کان مین

بو وقفہ اس ضعیف پہ جور ستم نکر
طاقت تعب کی کم ہی بہت میر جانمین

اسکے لبون کو آگی کنون تو نبات کی
آئی ہی کثر شہد مصفا کی شان مین

چہرہ ہی یار کا ہی ہر بیت چہرہ ... سعدی
عور رشید و ماہ آتی ہین کب سیر و سیا نمین

اب میر ہی اسکے عہد مین شاید کہ ... گہر
آگی جو رسم دوستی کی تہی جہان مین

تاریکو تو یہ نہیں ہی آہو فسی رات اسکے
سوراخ پڑ گئی ہین تمام آسمان مین

ہیرو کی طرح اسکی چڑہی ہی رہی ہی میر
نکلی ہی شاخ تازہ کوئی کیا کمان مین

سیرت سی گفتگو ہی کیا معتبر ہو صورت
ہی ایک سوکھی لکڑی جیو ہو نہو اگر ہین
ہمسایہ معنی مین مدت سی ہو چنانچہ
اک سنبزہ حالی ہو ورد پر امیر کی گہر مین
اب صبح و شام شاید گریہ پہ رنگ آوے
رہتا ہی پنچہ جہملکا خونتاب چشم تر مین
عالم مین اب وہ کل کی کیونکر نب ہو گا
اسباب گر پڑا ہی سارا مرا سفر مین

شوخ چشمی تری پردہ مین ہو جب تک چمک
نفع بیماری عشق کو کرے سو معلوم
آگ کا لا نکہ ظاہر نہین کچھ لیکن ہم
اوسکی قربانیونکی سب سے جدا ہے رہ و رسم
رشک ایک آدھی کا جی مارتا ہی عاشق کا
تبر تبر آنکی جدا دیکھون آئی ہین ہی
دلکو جاتا تہا گیا رہ گیا ہے افسانا
وا نسے کچھ حرف و حکایت بھی نہین لایا کوئی
درویش ایسی زمانی مین کوئی کیونکر ہو
جو مسلمان ہے جو عشق کی آزار نہین

ہم نظر باز ہی آنکھونکی حیا کرتے ہین
یار مقدور تلک اپنی دوا کرتے ہین
شمع تصویر سے دن رات جلا کرتے ہین
اول وعدہ دل و جان فدا کرتے ہین
ہر طرف اسکو تو وو چار دعا کرتے ہین
میر صاحب کو جو بندے سے جدا کرتی ہین
روز و شب ہم بھی کہانی سی کہا کرتی ہین
یا نسے طومار کے طومار چلا کرتے ہین
اپنی بدخواہی جو کرتی ہین بہلا کرتی ہین
ہر ستم ظلم پہ ہم صبر کیا کرتے ہین

میر کیا بھائی کسے کہتے ہین وا شدہ دی تو
غنچۂ خاطر سے گلستا نہین رہا کرتی ہین

نا آشنا کی اپنی جیسے ہم آشنا ہین
یا ہم جو بیاریان ہین اور آشنائیان ہین
بتکدہ ہے تکیہ کیا تازہ کچھ ہمارا

اس طور سے طرح کی ایسی کم آشنا ہین
سب ہین نظر مین اپنی ہم حال آشنا ہین
یکجا فقیر کب سے ہم سب خدا آشنا ہین

سنتہ جا ہی جو کوئی قصہ سحر حساب کو ... تا کس سحر گفتگو نہین روز شمار مین

گنتی کرو کوئی کہ وہان صف ہووے گی کھڑی
تو میر کس شمار مین ہر کس قطار مین

گو کہ تجھا نہ جا رہا ہون مین	بخدا با خدا رہا ہون مین
سب گئی دل دماغ و تاب و توان	مین رہا ہون سو کیا رہا ہون مین
برق تو مین نہ تھا کہ جل بجھتا	اب تر ہون کہ چھا رہا ہون مین
اسکی بیگانہ وضع ہے معلوم	برسون تک آشنا رہا ہون مین
دیکھیون کب تیغ اوسکی آ پہنچے	دیر سے سر اوٹھا رہا ہون مین
اوسکی گرد سمند کا مشتاق	آنکھین برسو لگا رہا ہون مین
دور گئی لوگ جن فرسار قریب	اوسکی ہمسائی آ رہا ہون مین
تجھکو بد حال رہنے دین الکاش	بد دوا کچھ بھلا رہا ہون مین
دلجلو نکو خدا جہان مین رکھے	باشتیاق ہی بار رہا ہون مین

کچھ رہا ہے نہین ہی مجھ مین میر
جب سی اوس سی جدا رہا ہون مین

ردیف واو

[illegible]

کیونکہ مجھے ہاتھہ کو رکھا دل بیتاب کو
یوہ جو رتظ پائی گیا آسودگی و خواب کو

کم نہیں ہر سحر سے یہ بھی تصرف عشق کا
پانی کر آنکھونمین لایا دلکی خون ناب کو

تہا سبھی سر پایہ بجر بلا پچھلے دنون
چشم کم سے دیکھو مت اس دیدۂ پر آب کو

تو کبھو تھی برق خاطف ناگہان اگر کوئی
اک نگہہ سے مار رکھا اون نے شیخ و شباب کو

کیا سفیدی دیکھی اسکی آستین کو چاک سے
جسکے آگے روتا تہا چہرہ پر تو مہتاب کو

چاہتا ہر جب سبب آپہی ہوتا ہر سبب
دخل اس عالم مین کیا ہر عالم اسباب کو

دم بخود رہتا ہون اکثر سر رکھا زانو پہ میر
حال کہکر کیا کرون آزردہ اور احباب کو

چھوڑا جنونکی دور مین رسم و رہ اسلام کو
تہ کر صنم خانی چلا ہون جامۂ احرام کو

رہتا ہر و جیتا جیوآ و کوئی جا و کوئی
ہر کام ہم لوگون سے کیا اس لبر خود کام کو

جس رہ خوبان تک جاؤن ہون اسی شغون ہر
کیا سے لگا و ہم کوئی ایسی رو سیہ بدنام کو

ہو چین بستر پر رہا بحجواب خاکستر پہ ہون
صبر و سکون جیسے گیا پایا نہین آرام کو

آسائش و راحت سے جو پوچھے کوئی تو کیا کہون
مین عمر بھر کھینچا کیا رنج و غم و آلام کو

میر اب بلا کیا ابتدای عشق کو روتا ہے تو
کر فکر جو پائے وہی اس آغاز کو انجام کو

[illegible]

فرصت بود و باش یان کم ہو
محو صورت نہ آرسی مین رہو
جھوٹھ اسکا نشان ندو یارو
منہ کھلے اوسکی چاندنی چھٹکے

کام جو کچھہ کرو شتاب کرو
اہل معنی سے ٹک حجاب کرو
ہم خرابو نکو مت خراب کرو
دوستو سیر ماہتاب کرو

میر جی راز عشق ہوگا فاش
چشم ہر لحظہ مت پر آب کرو

بسکہ اب ہین چمن و موہی سمن بو
نہ سمجھا گیا کھیل قدرت کا ہم سے
نہ در گیر کچھہ نکہو آپسمین صحبت
ہوا ابر و سبزی مین چشمک ہو گل کی
بہار آئی گل پھول سر جوڑ ہو نکلے

گری ہو کی بیہوش مشاطہ گیسو
گیا اوسکو بدخو بنا کر نکورو
کہ مین بوریا پوش وہ آتشین خو
کرین سازہم برگ عیش اب جو
رہین باغ مین کاش اس رنگ ہم تو

رہے آبرو میر تو ہے غنیمت
کہ غارت مین دلکی ہے ایما ابرو

کسی سے کچھہ تو کج کر چشم و ابرو
لگیا دہ ساتھہ سوتی لیکے کروٹ

برات عاشقان بر شاخ آہو
لگا بستر سے پھر اپنا نہ پہلو

یارب اسیر ایسا قفس سے رہا نہو
دوری مین سو لکہ بین کیسا دمین ہوا ہے
غالب کہ میر آپ سے کی اب دعا نہو

ردیف ہای ہوز

عاشق کا کتنا حوصلہ یہ معجزہ ہے عشق کا — جو خستہ جان پارہ جگر سو داغ دلبر کہا کرو

مشکل عجائب سیر ہے دیدار جوئی یار کی
دیکھے کوئی کیا اوسکو جو عکسمین ہی شرما کرو

اب دل خزانمین رہتا ہے جسکی رکھن کے ساتھ — جانا ہی تھا ہمین بھی بہار چمن کے ساتھ

کب تک خراب شہر مین اسکو پھرا کرین — اب جاوے یہان سے کوئی غریب الوطن کے ساتھ

ہم باغ سے خزانمین گئے پر ہزار حیف — جانا بنا نہ اپنا گل و یاسمن کے ساتھ

کانٹے سے کیا نکلتی نہین اسکی منہ سے بات — چپکا ہے حرف یار کی شیرین دہن کے ساتھ

جی خواب مرگ لیگئی حسرت ہی مین ان — اک شب نہ سوئے ہم کسو گل پیرہن کے ساتھ

جی چھوٹ گیا ہے رشک سے چسپان لباس کے — کیا تنگ جامہ لپٹا ہے اسکے بدن کے ساتھ

کیا جانین لوگ عشق کا راز و نیاز میر
اک بات اس سے ہوگئی دو دو سخن کے ساتھ

مرتے ہین ہم تو اس صنم خودنما کے ساتھ — جیتے ہین وے ہی لوگ جو ہین کچھ خدا کے ساتھ

دیکھین تو کار بستہ کی کبتک کھلے گرہ — دل بستگی ہے یار کی بند قبا کے ساتھ

اے کاش وصل گلمین گئی ہوتی اپنی جان — مل جاتی یہ ہوا کوئی دن اوس ہوا کے ساتھ

مدت ہوئی گئے ہوئے ہمکو پر اب تلک — اڑتی پھرے ہے خاک ہماری صبا کے ساتھ

حالات عشق کے ... درد و بلا مصیبت
دل دادہ میر جا کر کیا جانے کوئی کیا دہ

رات جو ملتا ٹھہرے تو دل بھی ٹھہرا اپنا	اقرار ہے ہمیشہ انکار ہے ہمیشہ

آمادۂ فنا کچھ کیا میر اب ہوا ہے
جی مفت دینے کو وہ تیار ہے ہمیشہ

ردیف یای

کہتے ہیں مرنے واسطے یار نے گردن
سب یہیں رہ گئے کہاں سے گردن
دم میں دم جب تلک تھا سوچ رہا
سانس کے ساتھ ساری سانس گئی

دل ہے سبھی بغل میں صد پارہ	اور ہر پارہ اسکا آوارہ
عرق شرم رو سے دلبر کے	رفتہ ثابت گزشتہ سیارہ
خواری عشق اپنی غربت سے	کی ہے ہموار جینے ہموارہ
کام اس سے پکڑ کر نہ لیا	ہیچ کارہ بھی ہے یہ ناکارہ
ٹوٹتے پھوٹتے نہ کاش آنکھیں	کرتے ان رخنوں سے ہی نظارہ
گو مسیحا مزاج آوے طبیب	عشق میں مرگ بن نہیں چارہ

کیا نہیں اس سے میر میں مسکین
وہ جفا پیشہ وستم کارہ

کلتو سپاہ میں سہو کچا ہر دو طرف سپاہ	کیا شوخ طبع ہے وہ پرکار سادہ سادہ
جب سے سیکڑی گھر میں اپوس ہی کیا کے	سے ہمیشہ ہمارا گویا کہ پیر زادہ
سالوں میں تابک کو ہم خوش ٹھہرے میں سبا اپنا	اس سلسلے میں بیعت کرنی کا ہے ارادہ
دل اسقدر نہ رکتا گھبراتا جی نہ اپنا	چھاتی لگا جو رہتا وہ سینہ کشادہ

۳۵۰

اس پریشان کو نشانہ کر
یار نے جمع اقلی کی ہے

کر دیا خاک آسمان نے ہمین
یہ بھی ہمت اسی دنی کی ہے

تکیہ ویران فقیر کا بھی ہے
یان خرابی بہت غنی کی ہے

قافلہ لٹ گیا جو آنسو کا
عشق نے میر رہزنی کی ہے

میں ہون تو ہے درمیان شمشیر ہے
سفاک دم میں میری اب کیا دیر ہے

خضر دشت عشق میں مت جا کہ وان
ہر قدم مخدوم خوف شیر ہے

راہ تک تک کر ہوئی ہین جان بلب
پہ وہی اب تک بھی یان اوسیر ہے

جو گرسنہ دل تھا اس دیدار کا
اپنے جی سے ہی سو وہ اب سیر ہے

کچھ نہین جان انکی پیش تار ہو
گھر مین شمع رنگونکی اندھیر ہے

پاک ہی ہوتی رہے کشتی خلق
ہر زبردست اوس جوان کا زیر ہے

طائرون کی گل فشان کی میری گور
سامنے سہو لونکا گویا ڈھیر ہے

آشنا ڈولی بہت اس دور مین
گرچہ جامہ یار کا کم گھیر ہے

انچل اوس دامن کا ہاتھ آتا نہین
میر دریا کا سا اسکا پھیر ہے

اب صبر ہمسے ہو نہیں سکتا فراق میں
یکبارگی جان دو گی فریبندگی ہوئی

یار نے ہمسے کج ادائی کی	وصل کی رات میں لڑائی کی
بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ	اب توقع نہیں رہائی کی
کلفت رنج عشق کم نہ ہوئی	میں دوا کی بہت شفائی کی
طرفہ رفتار کے ہیں رفتہ سب	دھوم ہے اسکی رہگرائی کی
خندہ یار سے طرف ہو کر	برق نے اپنی جگ ہنسائی کی
کچھ مروت نہ تھی ان آنکھوں میں	دیکھ کر کیا یہ آشنائی کی
وصل کے دن کو کار جان نہ کھنچا	شب نہ آخر ہوئی جدائی کی
منہ لگایا نہ دختر رز کو	میں جوانی میں پارسائی کی
جور اس سنگدل کے سب نہ کھنچے	عمر نے سخت بیوفائی کی
کوہکن کیا پہاڑ توڑیگا	عشق نے زور آزمائی کی
چپکے اسکی گلی میں پھرتے ہے	دیر دان بھی بینوائی کی
ایک نگہ میں ہزار جی مارے	ساحری کی کہ دلربائی کی
نسبت اوس آستانہ سے کچھ نہ ہوئی	برسوں تک ہم نے جبہ سائی کی

جس آنکھ سے دیا تھا اون نے فریب لکو
اس آنکھ کو جو دیکھو اب آشنا نہیں ہے

جب دیکھو آئینے کو تب روبرو ہے اسکے
بے چشم و رو اوس سے کچھ شرم و حیا نہیں ہے

مین برگ سبز اگرچہ زیر شجر رہا ہون
نقر بکب سے لیکن برگ نوا نہیں ہے

شیرین نمک لبون بن اسکی نہین حلاوت
اس تلخ زندگی مین اب کچھ مزا نہیں ہے

اعضا گداز ہو کر سب بہگئے ہین میرے
ہجراں مین اسکی محبت مین اب کچھ رہا نہیں ہے

سن سانحات عشقی ہنس کیون نہ دو پیارے
کیا جانو تم کسو سے دل یہ لگا نہیں ہے

دل خون جگر کڑا ہے جب میر دیکھتا ہون
اب تک زبان سے اپنی مین کچھ کہا نہیں ہے

لاکھون فلک کی آنکھین سب مند گئین ادہر سے
نکلی نہ نا امیدی کیونکر مری نظر سے

بے سعی عشق یان تو دیوار و در سے
رو تا گیا ہے ہر ایک جوان اب میر کے گھر سے

جو لوگ چلتے پھرتے یان چھوڑ کر گئے تھے
دیکھا نہ انکو اکی آتے ہیں ہم سفر سے

قاصد کسو نے مارا خط راہ مین سے پایا
جب سے سنا ہے ہم نے وحشت زدہ سا تیر

سو بار ہم تو تم بن گھر چھوڑ چھوڑ نکلے
تم ایکبار یان تک آئے نہ اپنے گھر سے

چھاتی کی جلنے کی ہے شاید کہ آگ سلگے
اٹھنے لگا دھوان اب میرے دل و جگر سے

نکلا سو سب چلا ہے نو میدی چلا سے
اپنا نہال خواہش برگ و گل و ثمر سے

یارب نسیم لطف سے تیری کہیں کہلے
سینہ کہ آتش غم مین جلے ہے دل

دل اس چمن مین غنچہ سا کبتک رہا کرے
وہ سرو مہر گرم ہو بولا چلا کرے

رکنے سے میری راتکو سارا جہان رکا
برسون کیا کرے مری تربت کو گلفشان

آئی نسیم صبح کہ اک دم ہوا کرے
مرغ چمن اگر حق صحبت ادا کرے

عارف ہے میر اوس سے ملا بیشتر کرو
شاید کہ وقت خاص مین تمکو دعا کرے

مدت سے تو دلونکی ملاقات بھی گئی
ظاہر کا پاس تھا سو مدارات بھی گئی

کتنے دنون نہین آئی تھی اوسکی شب وصال
باہم رہی لڑائی سو وہ رات بھی گئی

کچھ کہتی آکے ہمتو سنا کرتے وے خموش
اب ہر سخن پہ بحث ہے وہ بات بھی گئی

نکلے جو تھی تو نیت عنب عاصمہ ہی تھی
اب تو خراب ہو کے خرابات بھی گئی

سمامہ جانماز گئے لیکے مغبچے
واعظ کی اب لباس کرامات بھی گئی

پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی

گل نے بہت کہا کہ چمن سے نجایئے
گلگشت کو جو آیئے آنکھون پہ آیئے

مین بید ماغ کرکے تغافل چلا گیا
وہ دل کہان کہ ناز کسو کی اٹھایئے

مجلس ہے وہ تو ... سوتا پڑا ہو کوئی تو اوسکو جگا سکے
جان عیوب پر سے ... بگڑا جنون سے ستم سا ستم کہ میر
سے عشق میں گئی دل پر آئی جان سے
خالی ہوا جہان جو گئے ہم جہان سے
دل میں سو دو ستے بہت پر حضور یاں
نکلا نہ ایک حرف بھی میری زبان سے

کرہا کرین بہین ہوا آمورد ہہان جسیام جسیے اپنا
نہین جو دیکہا ہے ہمنے اسکو ہوا ہے نقصان جان اپنا

بجا بہی ہے جو نہووے مائیل نگار سیر چمن کا ہرگز
کسے ہے رنج و غم و الم سے دماغ سر کے اٹھانیکا اب

غم جدائی میں بہان انکا ہمارے دل مین جہان جہان ہے
اور دیدہ ہے وہ کبہو تو نگہ کہا اسکی مگر زبان ہے

گلو نہین ہمدم ہے کوئی اسکا سو کسکا ایسا گمان ہے
مصیبت اسکو زبانی ہمین تو ہمارے اور زبان ہے

نہین ہے اب میر اتنا جو ذکر حق سے تو منہ چہپاوے
پگاہ نعرہ زنے کیا کرا بہی نام خدا جوان ہے

۴۵۵

سر راہ چند انتظاری رہے
رہا ہے لگی آنسو پلکون پہ شب
کہا بوسہ دیکر سفر جب چلا
کہین خشک ہو چشمہ چشم بہی
بس اب رہ چکی جان غمناک بہی
تسلی نہو دل اگر یار سے
تری ہی دعا گو سنا خوب ہے
شب وصل تہی یا شب تیغ تہی
کرین خواب ہمسائے کیونکر یہان

بہلا کب تلک بیقراری رہے
کہان تک ستارہ شماری رہے
کہ میری بہی یہ یادگاری رہے
لہو منہ پہ تا چند جاری رہے
جو ایسی ہی تن کی نزاری رہے
ہمین سا اہما سجگاری رہے
فقیرونکی گر گوشہ داری رہے
کہ لڑتی ہی وے رات ساری رہے
بلا شور و فریاد و زاری رہے

پیام اوس گل کو پہونچا پھر نہ آئے
نہ خوش آئی میاں گیری صبا کی

سبب حیرت کا ہے اسکا توقف
شکیباؤں پہ اب تک کیا کیا کی

جہاں میں ہم یہ کہتے تھے اکثر
ہماری عمر نے پہر کر وفا کی

جوان ہونے کی اسکی آرزو تھی
سو اب باری ہمیں سے یہ جفا کی

ق

گیا تھا رات دروازے پہ اسکے
فقیرانہ دعا کر جو صدا کی

لگا کہنے کہ یہ تو ہمنشیناں
صدا ہی دل خراش اسی گدا کی

رہا تھا دیکھہ پہلے جو نگہہ کر
ہمارے میر دل میں اونے جا کی

ملا اتنا نہ وہ ملتا تہا اوسکا
غرض ہے دیر آنکھہ اوسکی ملا کی

ہم رو رو کے درد دل دیوانہ کہینگے
جی میں ہے کہوں حال غریبانہ کہینگے

سودائی و رسوا و شکستہ دل و خستہ
اب لوگ ہمیں عشق میں کیا کیا نہ کہینگے

دیکھے سو کہے کوئی نہیں جرم کسو کا
کہتے ہیں بجا لوگ بھی بیجا نہ کہینگے

ہوں در بدر و خاک بسر چاک گریبان
اسطور سے کیونکر مجھے رسوا نہ کہینگے

ویرانے کو مدت کی کوئی کیا کرے تعمیر
اجڑی ہوئی آبادی کو ویرانہ کہینگے

میں رویا کڑھا کرتا ہوں ثروت جو درویش
سن بعد مرے تکیہ کو غم خانہ کہینگے

نہوے ہم نظیری سے یون تو | شعر کے فن مین بے نظیر ہوے

بات کا ہم سے انکو کب ہے دماغ
میر درویشے مین امیر ہوئے

آؤ کبھو تو پاس ہمارے بھی ناز سے | کرنا سلوک خوب ہے اہل نیاز سے
پھرتے ہو کیا درختون کے سائے مین دور دور | کر لو موافقت کسو بے برگ و ساز سے
ہجران مین اسکی زندگی کرنا بھلا نہ تھا | کوتاہی جو نہووے یہ عمر دراز سے
مانند سبحہ عقدہ نہ دل کے کبھو کھلے | جی اپنا کیونکہ اچٹے نہ روزے نماز سے
کرتا ہے چھید چھید ہمارا جگر تمام | وہ دیکھنا ترا مژہ نیم باز سے
دلبر ہوا اختیار تو ہر گز نکر یہ عشق | پرہیز کریئے اس مرض جانگداز سے
آگے بچھا کے نطع کو لاتے تھے تیغ و طشت | کرتے تھے یعنی خون تو اک امتیاز سے
مانع ہون کیونکہ گریہ خونین کے عشق مین | ہے ربط خاص چشم کو افشاے راز سے

شاید شراب خانے مین شب کو رہے تھے میر
کھیلے تھا ایک مغبچہ مہر نماز سے

رشک شمشیر ابرو کا خم ہے | تیر و نشتر سے کیا پلک کم ہے
تم کرو شاد زندگی کہ مجھے | دل کے خون ہونیکا بہت غم ہے

گیا زمانہ تھا جو گذرا
پھر گریوگ رہا و کر تے تھے

وے سپہ ہوئی دگر قاری	وہ زخم ہو تکی ویسی عیاری
ابکی دل تسخیر گیا گیا	چہوڑ جاتی رہی کہ اندھیاری
اچھا ہوتا نہیں مریض عشق	ساتھہ جسکے ہی دلکی بیماری
کیوں نہ ابر بہار پھر رنگ	بر سوں دیکھی ہی پھری خونباری
شور و فریاد و زاری شب ہی	شہر بھر تکی ہی جیسے بیزاری
سے چلے جاتی ہیں رات دن آنسو	دیدۂ ترکی خیر سے جاری
مر رہیں آ کہیں یار ہین سے تبھی	شیوہ اپنا تو ہی وفاداری
کیونکہ راہ فنا میں بیٹھے گا	جرم جیسے ہی گران باری
وانے خشم غلاب تازہ عتاب	یاں سے اخلاص دوستی یاری

میر چلنے سے کیوں ہو غافل تم
سب کی یاں ہو رہی ہی تیاری

جمع افگنی سے اوں نے ترکش کیے ہیں خالی	کس مرتبے میں ہو گئی سینوں کی خستہ حالی
در گیر کیونکہ ہو گئی اس سفلہ خو سے صحبت	دیوانگی پہ اتنی وہ آشنا لا اوبالی

دوستی تو تو ہی جانگدازی خوب کی
آہ اس دشمن نے یہ عاشق نوازی خوب کی

خنجر سے ہمتو کلمہ پڑھ فلک پہ پھینکیں
اس سے کہ سنگ سے جو ملاقات مساوات رہے

مسجد پہ لگیے سجادہ و عمامہ او جبہ
شیخ کی ہیکل میں کیونکہ کرامات رہے

و ہچیان جامہ کی گرد و نگاہ جنون ایکی
گر گریبان و ریکا کام مرے ہاتھ رہے

خاک کا پتلا ہے آدم جو کوئی رہی سکے
عالم خاک میں برسون تئین وہ بات رہے

بات واعظ کی موثر ہو دلون مین کیونکر
دن کو ظلمات رہے شب کو مناجات رہے

تنگ ہون میر جی بیطاقتی دل سے بہت
کیونکہ یہ ہاتھ تلے قبلۂ حاجات رہے

کیا عشق بے محابا شہرا تو کر رہا ہے
میدان بن گہو نگے کشتون سے بہر رہا ہے

غیرت سے دلبری کی ڈر جاند نی ندیکہو
ہمتا الی ہر رخ اسکا پیش نظر رہا ہے

خونریز ناتوان چین اتنا کہو نے بولا
کیا مارتا ہے اسکو یہ آپہی مر رہا ہے

پا بیز کب کرے ہے افسردہ خستہ اتنا
تو بہی جدا کسو سے ایک گل بکہر رہا ہے

خجلت سے آج کل کیا اون نے کیا کنارا
دریا ہمیشہ میری گریہ سے تر رہا ہے

مین ک نگاہ گاہے خوشتر و کوئی ندیکہا
الفت رہی ہے جس سے اسہی کا ڈر رہا ہے

رہتا نہین ہے رکہے تہمتا نہین تہمائے
دل اب تڑپ تڑپ کر اک ظلم کر رہا ہے

یہ کاروان سرا تو رہنے کی گون نہ نکلے
ہر صبح یا نسیم ہمکو عزم سفر رہا ہے

عشق کیا کوئی اختیار کرے
وہی جی مارے جسکو پیار کرے
غنچہ سے سر پہ داغ سودا ہے
دیکھیں کب تک گلی بہار کرے
آنکھیں پتھرا گئیں چھاتی پتھر ہے
وہ ہی جانے جو انتظار کرے
سہل وہ آشنا نہیں ہوتا
دیر میں کوئی اوسکو یار کرے
کنج میں وا [illegible]

[illegible]

گیسو و رخسار یار آنکھوں ہی مین پھرتے ہین
میر یہ لیل و نہار دیکھیے کب تک رہے

فلک کرنے کو قابل آسمان ہے — کہ یہ پیرانہ سر جاہل جوان ہے
گئے ان قافلوں سے بھی اٹھی گرد — ہماری خاک کیا جانیں کہاں ہے
بہت نامہربان رہتا ہے یعنی — ہمارے حال پر کچھ مہربان ہے
اسیکا دم بھرا کرتے رہینگے — بدن مین اپنے جب تک نیم جان ہے
ہمین جس جا کہ غش آگیا تھا — وہین شاید کہ اوسکا آستان ہے
مژہ پھر اک ہی اسکے تیر ناوک — خمیدہ بھون جو ہی زورین کمان ہے
اسے جب تب ہمین ہے تیر اندازیکا شوق — زبونی پر مری خاطر نشان ہے
چلی جاتی ہے دھڑکون ہی مین جان سب — یہین سے کہتے ہین جان کو روان ہے

پھرا ابر پھول گھر مین کا ہیکو میر
چمک ہر گل کی برق آشیان ہے

ہم رہین بادہ جامۂ احرام کر چکے
جامہ ہی وجہ مے مین ہمارا نہین گیا
زنار پہنا سبحہ کر رشتے کے تار توڑ

مستی کی دیر مین قسم اقسام کر چکے
دستار و خرقہ سب گرو جام کر چکے
ترک نماز و روزہ و اسلام کر چکے

[illegible]

[illegible]

ہے اضطراب دل کا بیطاقتی سے جان کی

یہ راہ دور عشق نہیں ہوتی میر طے
ہم صبح بھی چلے گئے ہیں شام بھی چلے

اب دشت عشق میں ہیں تنگ آ کے جان سے
آنکھیں ہماری لگ رہی ہیں آسمان سے

پڑتا ہے پھول برق سے گلزار کی طرف
دہڑکا ہے جی قفس میں غم آشیان سے

یکدست جوں صدای جرس بیکسی کے ساتھ
میں ہر طرف گیا ہوں جدا کاروان سے

تمکو تو التفات نہیں حال زار پر
اب ہم ملینگے اور کسو مہربان سے

تم ہم سے صرفہ ایک نگہ کا کیا کیے
اغماض ہمکو اپنے ہی جی کے زیان سے

جاتی ہیں پاس کی اور تو عشاق تیر سے
قامت خمیدہ انکی اگرچہ ہیں کمان سے

دلکش قد اسکا آنکھوں تلے ہی پھرا کیا
صورت گئی نہ اسکی ہمارے دھیان سے

آتا نہیں خیال میں خوشتر کوئی کبھو
تو مار ڈالیو نہ مجھے اس گمان سے

آنکھوں نہیں آگے وسے نہ ٹھہرا گو ایک دم
جاتا ہے کوئی دیدہ کے ایسے مکان سے

دیں گالیاں انہیں نے قدح بیداغ ہیں
میں میر کچھ کہا نہیں اپنی زبان سے

دیوان پنجم تمام شد

گلبرگ سی زبان سے بلبل نے کیا فغان کی
سب جیسے اڑگئی ہے رنگینی گلستان کی

مطلوب گم کیا ہے تب اور بھی پھرے ہے
بیوجہ کچھ نہیں ہے گردش یہ آسمان کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فردیات

کیا کہیے عشق حسن کی ہم بھی طرف ہوا ولہ دل نام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہوا

مے گلگون کی بو سے بسکہ بیجا نہ مہکتا تھا ولہ لب ساغر پہ منہ رکھ کر ہر شیشہ بہکتا تھا

جب کہ تابوت مرا جاے شہادت سے اٹھا ولہ شعلۂ آہ دل گرم محبت سے اٹھا

گرچہ امید اسیری پہ نا شاد آیا ولہ دام صیاد کا ہوتے ہی خدایا د آیا

یکپارہ جیب کا بھی بجا مین نہین سیا ولہ وحشت مین جو سیا سو کہین کا کہین سیا

خاک سے میر کیون نہ یکسان ہو	ولہ	مجھ پہ تو آسمان ٹوٹا ہے
سو ہے سنگدلی اور کچھ ہنر بھی ہے	ولہ	بتان دل تو نہیں تمہارے خدا لگا ڈر بھی ہے
تیرے فراق میں کچھ کھا کے سو رہونگا میں	ولہ	تو کس خیال میں ہے تجھکو کچھ خبر بھی ہے
ہنس ہنس کے دیکھتے ہی کیا خوب آدمی ہے	ولہ	معشوق بھی ہمارا کیا خوب آدمی ہے
انسان ہو جو کچھ ہی اور اک سر ہوا کے	ولہ	تا دوان زمین زمان سے مطلوب آدمی ہے
ہم رو رو کے درد دل دیوانہ کہینگے	ولہ	جی میں ہے کبھو حال غریبانہ کہینگے

موقوف غم میر کہ شب ہو چکے ہمدم
کل رات کو پھر باقی یہ افسانہ کہینگے

وصل کی جب گئی ہے چھوڑ دلداری مجھے	ولہ	ہجر کی کرنی پڑی ہے ناز برداری مجھے

میں گریبان پھاڑتا ہوں وہ سلا دیتا ہے میر
خوش نہیں آتی نصیحت گوئی غمخواری مجھے

حیران اوس کے ہم بھی کے سب ہوش ہو گئے	ولہ	شمع و چراغ بزم میں خاموش ہو گئے
عمر گذری کہ تیرے کوچہ کو آنے سے گئے	ولہ	دور سے ایک نظر دیکھنے جانے سے گئے
کیون گردن ہلال ابھی سے ڈھلک چلی	ولہ	ابرو تو ایک طرف پلک اوسکی نہیں ہلے
ہمت وہ ہے باد تند کو ایسی کہ بعد مرگ	ولہ	مشت غبار میر نجف پہونچے یا علیؑ

۴۶۳

پہر کہان سحر گیا کب درد عشق	ولہ	گوشہ ہو آنکھہ بہو ٹی پھر گئی
وابستہ دلبرونکی خاموش ہین ہمیشہ	ولہ	ان ساحرون نے ایسی منہ عاشقونکی باندھے
نہ سنے گا فغان مری بہر تو	ولہ	مین تری کان کھول رکھتا ہون
آرے آرے وہ ہر وہ ہے	ولہ	یہ نہ منہ دیکھہ کی سی مین نے کہی
بخت دشمن بلند تھے ورنہ	ولہ	کوہکن نے بھی سر کو پھوڑا تھا
جو ترے لب سے کار رکھتے ہین	ولہ	مینی کو درے نام رکھتے ہین
دل تاب ٹک بھی لاتا تو کہنے مین کچھہ آتا	ولہ	اوس تشنہ کام نے تو پانی بھی پھر نہ مانگا
لایق نہین تمہارے مژگان خوش نگاہان	ولہ	مجروح دلکو میری کانٹو نہین مت گھسیٹو
غم مین دل صبر و ہوش اے پیارے	ولہ	ہاتھہ کانو نہین رکھہ گئے سارے
لٹ گئی اوسکو دیکھہ گل کی فصل	ولہ	ساری گلبن تھے تو کہے بے اصل
کر نظر اک دور سے مجھہ داغ مین	ولہ	آنکھین نیچی کر گیا گل باغ مین
اون نے دیکھا جو اوٹھہ کر سو تی سے	ولہ	اوڑ گئے آئینے کے تو تی سے
کیسہ پر زر ہو تو جفا جو یان	ولہ	تھے کتنے ہمارے جیب مین مین

دیکھتا ہون تو کام میر امیر
اول عشق ہی مین آخر ہے

[illegible]

خود بخود کھویا گیا ہے کتنے روزون سے فقیر	ولہ	وہ نہین ہے اب جو تمنے پیشتر دیکھا تھا
دوستان ظلمی بجان نامرادم رفتہ است	ولہ	داشتم چیزی کہ من بودم زیادم رفتہ است
نہ اپنے در سے مجھے دور کر شتابی سے	ولہ	کہ آ دیا ہون پہنچا ہون کس خرابی سے
ز ضعف دست بدیوار دادہ آمدہ ام	ولہ	بہر دو گام زمانے ستادہ آمدہ ام
مشہور ہین عالم مین تو کیا ہین یہ کہین ہم	ولہ	القصہ نہ پیچھے ہو ہمارے کہ نہین ہم
عنقا سر و برگیم میرس از فقر ہیچ	ولہ	عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ
مین رہ گیا تھا لا جرم شکوے سے جب اے میر	ولہ	تب کے بلا سے ہے گئے ہنگامہ تھا یہ میر
الکنون کہ تمنا و دمت لطف آرے آزار کگن	ولہ	تلخی نکوشکے بزن تیغی بکش کاری بکن
چمن مین ہر کسے ہنستا رہ برنگ گل	ولہ	کہ ہیچ شاخ پہ یہ بیت پڑھتے تھے بلبل
درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است	ولہ	زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است
سہم تشنگان سے ہوئی منت یار کی کیسی	ولہ	کہ پھر پانی نہ مانگا ہم لگا کے یک بیک ایسی
بامید کسی نگذاشت بیداوش دل مارا	ولہ	خدا اجری دہد در کشتن ما قاتل مارا
دو کے ہی مین طاقت نہ رہی بات کے آخر	ولہ	رو نے کے تھوڑی بات ملاقات کے آخر
زہر غم ہجر تو بجان کار گر افتاد	ولہ	امید وصال تو بعمر دگر افتاد
آشنا نے کفر و دین عاشق نہین ہوتے ہین میر	ولہ	جانتے ہین طور میر سب جانتے ہوتے ہین

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعیات

دامن عزلت کا اب لیا ہے مین نے
تا چشمۂ آب زندگانی نزدیک

دل ہر کسے آشنا کیا ہے مین نے
پر خاک سے اوسکو بہر دیا ہے مین نے

رباعی

اے تازہ نہال عاشق پا مالے
سب تجہسے جہان بہرا ہے سکے اوپر

یہہ تونے طرح ناز کی کیسے ڈالے
دیکہین ہین چاہے گی تیری خالے

ولہ

افسوس ہے عمر ہم نے یونہین کہوئے
جہنجہلا کے گلا پہیر سکتا تا آخر

دل جسکو دیا آگے نہ کی دلجوئے
جبل ایسی ہی عشق مین کرتے ہو گئے

ولہ

طاعت مین جوان ہوتے تو کرتے تقصیر
اکی روز ون مین یون سنا ہے ہمنے

وہ سر مین نشہ نہین ہوئے ہین اب پیر
میخانے مین بیٹہے معتکف ہو کر میر

آزار بہت کھینچے ہیں اس بن دل نے — ہجران ہے شاید کہ وصال اپنا ہے

دل جان جگر آہ جلاوے کیا کیا — وله — درد و غم و آزار کھینچا وہی کیا کیا

ان آنکھوں نے کی ہے ترک مردم داری — دیکھیں تو ہمیں عشق دکھائے کیا کیا

چپکا چپکا پھرا نہ کر تو غم سے — وله — کیا حرف و سخن عجیب ہے کچھ محرم سے

آخر کو رہے رہتے جنون ہوتا ہے — اے میر کوئی بات کیا کر ہم سے

کیا کیسے ادا نیون سے کیا ہوتی ہے — وله — جو دل زندگان پہ جفا ہوتی ہے

یہ کیا کہ سجود میں نہ دیکھا گھڑی — اک وقت نماز بھی قضا ہوتی ہے

اب وقت عزیز کو تو یون کھوؤگے — وله — پر سوچ کی غفلت کی تئیں روؤگے

کیا خواب گران پہ میل روز و شب ہے
جاگو ٹک میر پھر بہت سوؤگے

سر پیچ بہت ہے شکن زلف سیاہ — وله — وارفتہ نہ ہو اوسکا دلا بیگہ گاہ

دیو انگلی کرنے کی جگہہ بھی ٹک دیکھا — جا ملتے ہیں یہ کوچہ زنجیر میں راہ

جانان نے ہمیں کبھو نجانا افسوس — وله — جو ہم نے کہا سو وہ نمانا افسوس

تب آنے میں میر کی قیامت اب سو — آیا نزدیک جب کہ جانا افسوس

ہر لحظہ رلاتا ہے کڑھاتا ہے مجھے — وله — ہر آن ستاتا ہے کھپاتا ہے مجھے

٤٦٧

ان فکروں میں ہیں وسواس جاتا ہے ہمیں
اب آپ میں آ سکے کوئی پاتا ہے ہمیں
ہر گز وہ کم وہم میں آتا ہے ہمیں
رہ رہ کے یہی جی ال آتا ہے ہمیں

تیری بات ہی مین گویا کہ نہیں مین زبان — جب نام ترا لین تو زبان اپنی ہے

ولہ

شب ایک پیش میر سکا — آیا دل داغ گہر گیا جس سکا
اوس سے ناگاہ ایک بجلی چمکی — کیا جانے اوس نے گہر جلایا کسکا

ولہ

کہتے ہین تو رویا کہ — سنبس کہیں کی تاک مین سے بہی سویا
نہین جانے کا وہ زنایاب — کڑہ کڑہ کے عبث جانکو مت کہویا

ولہ

سے ہی نے کمان چشم مارا — ہونٹہو نے ترے لعل نے کب دم مارا
کو ہم بہی پریشان ہین — اک جمع کو ان دونو نے بہم مارا

ولہ

بدن لطیف وہ رو ہے نازک — پاکیزہ ہے تر طبع و خو ہے نازک
سمجھے کیا تجھ و نسبت وہ — گل سے تو ہزار پردہ تو ہے نازک

ولہ

کچہ اس نے سرو پا کی خواہش — رکہتے نہیں ہم اہل وفا کے خواہش
نہین چلتے جی ہی تبوئکو شاطر — معلوم نہیں کیا ہے خدا کی خواہش

ولہ

ہم سمجھو اگر راز سارا اللہ — غیرت نے ہمین عشق کے مارا اللہ
نسبت خاص تجھسے ہر ایک کے تئین — کہتے ہین یہ سب ہمارا اللہ

ولہ

اپنی دو نوکی کستے گئے ساری — اوس شوخ کی انکھین نے تو جی ہی مارے
نہین پیمانہ کیوں پوچھا — کہہ میر گئی ہے رات کیونکر بارے

کچھ خواب سا ہے میر یہ صحبت ودا رہی
اٹھ جائینگے یہیں بیٹھے ہوئے یکبار ہی

کیا آنکھوں کو کھولا ہے تنک گوش کو کھولا	وله	افسانہ ہے پل مارتے مجلس ساری
دل خون ہوا ضبط ہی کرتے کرتے		ہم ہی چلے کرتے ہیں بھرتے بھرتے
اے مایۂ زندگی ستم ہے یہ اگر		پھر آکے تجھے دیکھیں نہ مرتے مرتے

مستی نکر اے میر اگر ہے ادراک
دامان بلند ابر نظر رکھ تو پاک

ہے عاریتی جامہ ہستی تیرا	وله	ہشیار کہ او میر تو ہے پتلا خاک
کیا تم سے کہوں میر کہاں تک دوں		سودوں تو زمین سے آسمان تک رودوں
جوں ابر جہاں جہاں پھرا ہوں غم سے		شایستہ ہوں نہ کہا جہاں تک رو دوں

میر اس سے ملے کہ جو ملا ہے نہ کبھو
جی یوں سے گیا وہ آہ پھرا ہے نہ کبھو

چپ جسکے لئے لگ گئی ایسے انکو	وله	ان تو کچھ زیر لب کہا ہے نہ کبھو
کیا کوفت ہے لخت دل کوئی نکلے		ٹکڑے سے جو ہوئے جگر کے ٹو ٹو نکلے
چھاتی جو بتے دن اُن جلتے جلتے		اور سینے پہ بہتوں کو ہما سے ہو ہو نکلے

ایسا ہمواکہ ہمسے شادی ہی کی ہو		یا سیر بہار باغ و وادی کے ہو
پژمردہ کلی کے رنگ گلشن مین		غالب ہے یہی کہ نامرادی ہی ہو
	وله	
اتنے بہئے ہم خراب ہوتے رہتے		کاہیکو غم و الم سے روتے رہتے
سب جی اب عدم سے چونکنی کی ہے یہان		بہتر تھا یہی کہ وہین سوتے رہتے
	وله	

ہم میر برے لگے ہین وہ اتنا خوب
متروک جہان ہم ہین وہ سب کا محبوب

ہم ممکن اوسے وہ ہیں رب کا رتبہ		ہے کچھہ بھی مناسبت کا باہم اسلوب
	وله	
گو روکش نقشا دو ملت ہم ہین		مرات بدن نماے وحدت ہم ہین
مے اپنے نمود اوسکے لئے معلوم		معنے محبوب ہین تو صورت ہم ہین
	وله	
محشر مین اگر یہ آتشین دم ہو گا		ہنگامہ سب ایک لپٹ مین برہم ہوگا
تکلیف بہشت کاش ہمکو نکرین		ورنہ وہ باغ بہی جہنم ہو گا
	وله	
ہر صبح مرے سر پہ قیامت گذرے		ہر شام نئی ایک مصیبت گذرے
پامال کدورت سے رہا یان مدت		یون خاک مین ملتے ہمکو مدت گذرے
	وله	
اب شہر کی گلیونمین جو ہم ہوتے ہین		منہ خون جگر سے دم بدم دہوتے ہین
یعنے ہر ایک جا پہ جون ابر بہار		عالم عالم جہان جہان روتے ہین

ہرچند کہ اسی مد اب تمامی ہی گی	ولہ	پر ہم جو گلہ کریں تو خامی ہوگی
شبدیز میں ہم کیونکے کریں سرتابی		خدمت تری ہمیں غلامی سے ہے گی
زانو پہ قدم خم شدہ سر کو لایا	ولہ	جائے دندان کو ہنسنے خالی پایا
آنکھوں نے بصارت میں تفاوت آیا		پیری نے عجب سمان ہمیں دکھلایا
اوقات جوانی کے گئے عشرت میں	ولہ	ایام لڑکپن کے گئے غفلت میں
پیری میں جز افسوس کیا کیا جائے	ولہ	یکبارہ کمی ہے آ گئے طاقت میں

تا چند تلف میسر حیا سے ہو گا
شائستہ صد ستم حیا سے ہو گا

گو ترک ملاقات بتاں کعبے چل	ولہ	ایسے ہو گا سو اب خدا سے ہو گا
وہ عہد گیا کہ جور اسکے سہیے	ولہ	وہ بات نہیں رہے کہ چپکے رہیے
جب جی ہی چلا تو صرفہ کیا ہے	میر	بے صرفہ جو کچھ کہ منہ میں آوے کہیے
حسن ظاہر ہی ہے ہمارا دلخواہ	ولہ	محو صورت بھی ہو ہیں معنی آگاہ
باغ عالم کو چشم کم سے مت دیکھ		کیا کیا ہیں رنگ یہاں بھی اللہ اللہ
جس وقت شروع یہ حکایت ہو گی	ولہ	رنجیدگی یک دگر نہایت ہو گی
احوال وفا کا سنیے ہرگز مجھ سے		مت پوچھ کہ کہتے میں شکایت ہو گی

پھر عشق میں ہر چند میر پاؤں ہر تا ہے گا
ہے اور شخص اپنا کرتا ہے

سب چلے چلو بلا سے سپاہ دین
دل تجھ پہ جلے کیونکہ پڑتا ہے اب

وله

افسوس کہ وہ جوان مرتا ہی گا
یاں تجھ کو قریب ہے کہلاتا ہی جواب

دل ان اعراض سے تنگ ہیں میر
کر گیا سے بھی نامہ بر کبوتر کیا اب

کہتا ہے یہ اپنی آنکھوں سے تکیں میر
وله
پھر عشق ہی کیا ہوا ان ہوں کیا میر

آنسو بھی یہاں ہیں کے دن رات بہے ہے میر
سو بہتے ہیں سبھی بہتے ہیں

پیغمبر حق کہ حق کا سایا اسکا
سایہ اوس کے تھا پیش ہی گا

وله

عرش سے کمتر یہ پایا اسکا
کل شہر کو سب یہی گا سایہ اسکا

چپکے رہنا نہ میر دلیں تنہا خو
بولو پیار کو کہا ہمارا ما خو

اک حرف نہ کہہ سکو گے وقت رفتن
کی جس نے تجھے بیوفائی آخر

وله

چپکے اور زبان سے کے غنیمت جانیں
خوبی نہ رہی نہ میرزائی آخر

از غزل مربع

از غزل

مطلع

مستزاد ہندی

دلی میں بہت سخت کی ابکی گذران — دلکو کرے تنگ

غیرت نہ ہی عاقبت کار نہ شان — کھینچا ہے پلنگ

یاں اب نہیں نہ تمہا کوئی مروت جو کرے — اجڑے سے گہر

تھا ہو تو اوصاف پڑے تھے میدان — جو صمر تہا تنگ

تک پہنچا نے سے تمگر قال مقال — بس اب چپ رہ

ہر چند خموشی ہے سخن گو کو وبال — ایذا ہی سہہ

ایسا نہیں یہ قصہ کہ ہش افزا — جو ہووا خمر

اٹھہ سوئی ہو چکا ہی بچپنوں کا حال — آگو ست کہہ

مستزاد

ہستی کا یہ ہنگامہ تمام اوسکا ہے — اپنو ہی وبال

شہرت کی جواب جہان جہان پر جا ہے — سو وہم و خیال

جو کی میں اوڑی بعد فنا کی جب ا ہے — تا تبیح ہی سب

پہر نام سوا عجا نہیں رہتا کیا ہے — عنقا کی مثال

مستزاد

منعم جو ہی بر سے بنا تے گر روز — تہا عہد شباب

چہرہ میں بنا وہم پہ رکہتا اگشہ — ہی پہچیں ہی شباب

تمام شد مستزاد

[illegible] ... کوئی مرد ... شوق مفرط سے ... بات او ... ہاتھ او ... چہرہ ... قامت ... ساقی ... کہین ... [illegible]

ہم علی کو خدا نہیں جانا
پر خدا سے جدا نہیں جانا

ہے علی یہان کا مالک و مختار
کرکم گار و وقف اسرار
ہے علی آفتاب ... اسرار
چشم چھپا ہو تو کیا ... روشن
ہے علی مظہر خلق خدا
ہے علی خویش سید ابرار

ہے علی مدعا علی مقصود
ہے علی وہ کہ سارے صاحب دل
کیا زمین کیا سپہر کیا مہ و مہر
جمع رکھ دل علی سبب ہوگا
بندگی کے مقام مین معلوم
مصطفی مرتضی خدا سے ایک
جھک ہی جاتے ہین سر سن اسکا نام
حشر ہوگا علی کے ساتھ اپنا
عقد یہ اپنا اچھا ہے اکو شیخ

وہی مشہود ہے وہی موجود
لیتے نام اوسکا بھیجتے ہین درود
کی علی کے سبب ہوے نمود
کیا ہے اسباب اگر ہوئے مفقود
ہے یہ صاحب ہمارا تو معبود
لیک آگاہ راز ہین معدود
یعنی سب اوسکو جانتے ہین مسجود
کیا ہو انکا ہین علم بہبود
گوش کر اوسکو تو اچھل پا کود

ہم علی کو خدا نہیں جانا
پر خدا سے جدا نہیں جانا

نگاہ بیگاہ کر علی خدائی
سیر کا اوسکے رہ سر گشتہ
فرش راہ علی کر آنکھون کو
سور ہے زور ہو علی کا قو

ہے علی وافی سے خداوائی
ہے ولائے علی مسلمانی
یون بچا تو بساط امیانی
کہ جہان مین کرے سلیمانی

[illegible]

خاک در حضرت ولایت کا
پوشش فرزند دست جو داود کا
صاحب ایسا ہی ہو تو صاحب ہے
جب نہ ہو وں کی ورنہ کیونکی شب ہے
کچھ محبوں کا معتقد مت پوچھ
شان سے کہتے ہیں محیط کل
تو موالے علی پرست نصیر

شاہیان لنگر میں پائے فقیر
جیسے برسے ہے گول ابر مطیر
گشتہ آمرزا ور شہد ہیں پیر
وہ ہم جب ہوتی ہے تقصیر
سے علی ہی ہدا سے کبیر
قدر سے قادر و خدا سے قدیر
چاہتے سو ہم کو کہے اب دلیر

ہم علی کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

مخمس در منقبت

ہادی علیؑ رفیق علیؑ رہنما علیؑ
مرشد علیؑ کفیل علیؑ پیشوا علیؑ
یاور علیؑ ممد علیؑ آشنا علیؑ
مقصد علیؑ مراد علیؑ مدعا علیؑ

جو کچھ کہو سوا نبی تو ہاں مرتضیٰ علیؑ

نور یقین علی سے ہمین اقتباس ہے
یوم التناد میں ہمین علی ہی کی آس ہے
ایمان کی علی کو ولا پر اساس ہے
بیگانہ و نگاہ ناد علی اپنے پاس ہے

۴۷۵

تھا بزم لامکان مین بھی رونق فزا علیؑ

خواہش مدد کی غیر سے ہے یہ خیال خام
کرتا ہے کب قبول اوسے عاقل تمام
کافی ہے دو جہان مین علی کا سیر نام
لا ریب اسپہ آتش دوزخ ہوئی حرام
یکبار ہی زبان سے جن نے کہا علیؑ

ستر قدم ثبات دل جھلکے اور سب
صورت بچے کی سامنے آیا تھا لطف رب
ظاہر ہوئی ظہور جہان مین عجب عجب
محراب مین نہ گرم اکیلا تھا کدام شب
ہفتاد بار کون سے روز غزا علیؑ

عنتر کو نار خشم نے اوسکے جلا دیا
اژدر کو جیسے ایک ہی دم مین کہپا دیا
خورشید کو نکال کے دوبارہ دکہا دیا
ہنگامہ کفر و شرک کا آکر مٹا دیا
تھا جا نشین ختم رسل کا بجا علیؑ

گو چشم دل کہلا نہ کسی روسیاہ کی
اوس تک مجال کب ہے کسو کی نگاہ کی
اللہ ری بلندی تری قدر و جاہ کی
مر کر جیسے تیل نے دربان سے راہ کی
شاہا ملک سپاہ جہان صفا علیؑ

دشمن کو تاب کون ہے کیا بیٹھے کہان
قدرت ہے اوسکی قدرت حق سے ہوئی عیان
زور آوری سے تیغ مین آدم تو الامان
کچھ بھی نہین ہے سہپہ جو سب کچھ ہے درمیان

بہت ہے گرچہ ہنگامہ مرو ہا زین العبا بس ہے

ولا باقر کی فرض عین ہے حیدر پرستی میں | جسے باقر نام کہا اوسکو ہوشیاری کا وسیلہ ہے

غرض مجھ کو اوسکا وحشت میں ہے تو کہ مستی میں | عجب ہے تو نے لال کہ اسکے اوس پاک باغ بہشتی ہے

کرم اسکا ہی ہر شخص کی برگ و نوا بس ہے

محبت چاہیے صادق جناب پاک جعفر سے | اسی کا شوق دل میں ہو اسیکا شوق پیمبر سے

وہی باران ہے اللہ سے تھا جو کچھ ساقی کوثر سے | عنایت کی اوسکی ہے چشم رکھو شفیع محشر سے

بلا صد رنگ ہو کیا آت آ لیکن اوسکی ولا بس ہے

رکھو کاظم کو جو سر پر تو مجھسے کیا اوسکو | نہ دیکھے پھر امام دین بلا میں مبتلا اوسکو

بہت مشکل ہے دن حاصل ہو بیسار تر ہو اوسکو | کہ رکھی گفتش جنکی سرپہ دیکھو بادشا اوسکو

تو پھر کوچہ ہوئی پر ہے رضا بس ہے

جسے ہر مجلس آرایان دین ہو کر ایمان سے | اوسکا کہ نظر کی خاص ہے شاہ خراسان سے

نگہ سان چشم ہو آتی ہر خلق ایران و توران سے | گذر جاتی ہیں وسکی نام پر جن و بشر جان سے

جو سودا اس کے دن جائے تو ہو راضی رضا بس ہے

جو وہ دن ہو کہ نکلے آفتاب اوس روز پچھم سے | موکل دوزخ دن لاویں سخن جنت جہنم سے

نظر میں ہے پرسش بہ نیک عمل کی خلق عالم سے | مخاطب ہم کسی سے ہوں شہ یارب لگو ہم سے

یکتا ہی عرصۂ دو جہان مرتضےٰ علی

ہر چند کام ایسی جگہہ کیا کرے سمجھ — اس راز کو سمجھ جو سکے تو اسی سمجھ
یعنی نہ ذات پاک سے آشنا ہوئی سمجھ — عقل نخست سی بہی اسے کچھ پری سمجھ

ہے آنسوی خیال وگمان مرتضی علی

موجود اوسکی نور سے روشن جہان ہوا — اس پردے مین جو تہا پس پردہ عیان ہوا
فرمان شاہ بحر وبر اونپر روان ہوا — پیر زمانہ دیدۂ عالم جوان ہوا

چشم وچراغ کون ومکان مرتضی علی

شخصیت ایسی کسکی تہی کسو تہا یہ شرف — اسقدر رسا تہہ کون بغیر از شہ نجف
اللہ رے زور کوئی نہ اوسکا ہوا طرف — دریائے موج خیز تہا اوسکی کرم کا کف

ابن عم رسول زمان مرتضی علی

ہر چند ہی یہ عرصہ ہمیشہ سے پر غبار — یاران رفتہ کی بہی تردد مین یادگار
لیکن کہان یہ جرأت کہان ایسے مرد کار — نکلی نہ ویسی تیغ کہ جیسی تہی ذوالفقار

دیکہا نہ تہا وہ جیسا جوان مرتضی علی

پامال راہ اسکی ہین سرہای پر غرور — نزدیک اہل عقل کی رتبہ ہی اسکا دور
شائستۂ سجود سمجہتے ہین ذی شعور — ہر جلوہ تن منزہ وسر تا قدم ہے نور

اس زمانے مین آه کچھ سے عظیم	ہے مری جان پر عذاب الیم
مستحق کرم ہون مین تو کریم	ملتفت ہو بہت ہے حال سقیم

میرے ہر درد کی دوا ہے تو

فرصت وقت یون حباب ہے کم	حال مانند موج ہے درہم
ڈوب جاتا ہے جی مرا ہر دم	جوش زن گو کہ ہو محیط غم

غم نہین کچھ جو آشنا ہے تو

تجھسے ظاہر ہوئی ہے سب ہیولی	جلوہ تیرے ظہور کا جا دیکھ
ذرے ذرے کو تجھسے ہے ہیولی	دن ہی طالع ہوا جہان خورشید

سب پہ روشن ہے کیا چھپا ہے تو

میر کوکب تلک یہ رنج و غم	اس ہی امروه گین کو زخم دم
منبسط ہے ترا سحاب کرم	یعنی ساری مین ہے ترے عالم

سارے عالم میں چھا رہا ہے تو

مخمس در منقبت

ہے حقیقت سے تو اگر آگہ	یاد مین روز و شب علی کی رہ
کعبہ اوسکا ہے در ہے اے اللہ	میر مولا کی ذات پاک سے وہ

سنیے وہ داستان گاہ خلق خدا
روز محشر وہی سر سبکو رجا
وہ مروت شعار و حامہ حیا
بحر زخار جود و کان عطا

اوس سے نفع گدا تمتع شہ

مرتبہ کچھ نہ چھپا اس گھر کا
بندگی پائی فخر قیصر کا
شاہ ہین پیش دست قنبر کا
آسمان ہے گدا تری در کا

دیکھتے ہین ادھر ہی مہر و مہ

اوسکے بہت اوسیکو ہین آوے
دولت اوسکی جہان سب کھاوے
بار اس در پہ جو گدا پاوے
ایک آواز کر کے پچھاوے

مال و اسباب و ملک و تاج و کلہ

سیر ہازم ہوئے ہو کیسہ بر کے
جو تلاشی ہو یار و یاور کے
رنگ اودوستی حیدر کے
نہین محتاج ہوتے رہبر کے

سب سے راہ میں خدا ہمرہ

مخمس در منقبت

قدر کو میری بہت سے برتری
کب مری خورشید سے ہو ہمسری
حکم پر کے سے یہان شیری تری
گر مخالف سوچ کر تک ازوری

اے مخالف بحث مت کر نابکار	بات ایسی سی ہے مجھکو ننگ و عار
بس کہا اِس آستان کا ہوں غبار	کیا کہا تجھسے کہوں میں بار بار

حیدری ہوں حیدری ہوں حیدری

شیخ کو نسبت نہیں تجرید سے	ہے یہ خرچکبر اہوا تقلید سے
بے عقائد ہوتی ہیں تائید سے	گو کہا ان نے مرے تقلید سے

حیدری ہوں حیدری ہوں حیدری

اس عقیدے ہی پہ اپنے میں ہوں	گو خوارج کے ستم اسمیں سہوں
سبے ولا حیدر کے ہوں میں تو نہوں	لب ہیں جبتک بس یہی تب تک کہوں

حیدری ہوں حیدری ہوں حیدری

اب ہوا پیری سے تک میں مضمحل	ورنہ تہا یہ شور تا چین و چگل
شور و شر ایسا کچھ نہ تہا بے صدق دل	رات دن رہتا تھا کہتا متصل

حیدری ہوں حیدری ہوں حیدری

اے میرے سرمایہ ہر دو جہان	عشق تیرا ہے مرے ہمراہ جان
ہو اگر تن پر مرے ہر مو زبان	بیگمان سرزد ہو یہ ہے ہر زمان

حیدری ہوں حیدری ہوں حیدرے

ایضاً ترکیب بند

جور انواع و شمنوں نکے سہ	پر نکر یار گفتگو بے تہ
دوستے ہین علے کے جھوڑ رہ	بات یہہ ہے گی اور رکیہ مت کہہ

یا علے یا علے کہا کر تو

اسم یہہ ایک جو مکرم ہے	سب کے نزدیک اسم اعظم ہے
یہہ سب اور اوپر مقدم ہے	غرض لے ہمنشین جو آدم ہے

یا علی یا علی کہا کر تو

رہ دو لا سے علی کا خواہش مند	ہے یہہ شیوہ خدا رسول پسند
دب کے ہرگز نہ رکہہ زبان کو بند	پست کرتے کو مدعی کے بلند

یا علی یا علی کہا کر تو

بدر آسا علے تمام ہے نور	ذات پاک اوسکی ہی علیم و صدور
بہول مت اوسکو گر تجہے ہے شعور	یاد خاطر رہے ضرور ضرور

یا علے یا علے کہا کر تو

سونپ رکہہ اوسکو اپنی موت و حیات	رحمت صرف ہی علے کی ذات
بس ہے اوسکے ولا برائی نجات	باتین یون سو ہین پر یہی یہہ بات

یا علے یا علے کہا کر تو

تقصیر ہی بوالہوس کی اور سخت	مارا جاتا ہون درمیان مین
اکسا ہی نہ تیغ کہا کے بارے	فارغ ہوا دیکہے امتحان مین
ای طفل کہے گا بعد میرے	مارا کا ہیکو یہہ جوان مین
ہون مین تو چراغ آخیر شب کا	کوئی دم کا ہون میہمان مین
دل سوز ہی میری کد ای صبا تک	ہونے تئین صبح کے کہان مین
رونے ہی کو رونا ہے گا ناصح	پہرتا ہون دربائے خانمان مین
کوئی نہین شہر غم مین میرا	بیچارہ غریب ہونگا یان مین
غم کہہ کے رلاتا ہون مین سبکو	تجہہ غم مین ہوا ہون نوحہ خوان مین
پائیے نہ وفا کسی مین دیکہا	غربال تمام کر جہان مین

بارے مین یہہ سب دیار دیکہا
ہر کوچے کو بار بار دیکہا

شب ہی عالم مین ہو گئے تہے	اپنے دلکا غبار دیکہا
آنکہین گئین روتے روتے لیکن	تو نے نہ ادہر کو یار دیکہا
اب وعدہ نہ کر زیادہ بس ہم	جانا تیرا اعتبار دیکہا
کہتے تہے یہہ ہم نکر تمنا	اے جان امیدوار دیکہا

ہے بندہ نواز ظلم مجھ پر
ہم نالہ نکر تو مجبورے سے

گو موسم درے خنک ہو مجھ سے
دل گرمی ہے مہجور سے

ٹک دیکھ فلک نے شاہ خوبان
کیا کچھ کیے خاندان کیسے

سر نیچے سو عشق مین رکھے پا
واقف نہین دل تو پانکی رسمے

ہاتھون مین مرے ہین سراغ خوبان
کہتے ہین کہ اس کنے ہین سبے

کیا تجھسے کہون معاش اپنی
بارے گذرے ہے جیسے

رہتا ہے غرض ہمیشہ سودا
کوچہ کوچہ ہوا ہون سودا

وہ تشنہ دہن ہون دل جلا ہین
لب جس جسکا ہووے دریا

کہتے ہین فلک ہوا ہے
ہیرے ہے غبار دل سے پیدا

کرتا ہے تو سب کبھی بلا سے
دل میرا ہے کاش غنچہ ہوتا

اب جان سے جا نا آرہا ہے
موقوف اشارۂ تقاضا

ہو جسکی عذاب عاقبت بے
وہ مین ہون کہ مین اور دنیا

مین ہون کہ سر آمد جنون ہون
مجنون کو خلیفہ مین کیا تھا

وہ خستہ ہون مین ہے جسکو کیے
رونق افزاے کوہ و صحرا

یکروز جو اپنا سمجھ ہول دل سے
اندوہ تنک سجھے ہوا تھا

لوہو دیا اپنا دوستون نے
جس جا گہ مرا عرق گرا تھا

ہون اب جو بلا مین مبتلا مین
بیگانہ ہے جو کہ آشنا تھا

یہہ رنج و بلا و درد و محنت
لیوا سے حواس و صبر طاقت

اے مہر ہے کبہو تک ایک چشمک
ہمسے بہی ضرور ہے مروت

مت فرصت وقت سے ہو غافل
آخر کو نہ کہینچیے تا خجالت

ہر آن مین اپنے تربیت کر
دیتا ہے زمانہ کسکو فرصت

غیروں کے رہوگے دیر تک تم
ہمکو تو سویرے کرد رخصت

کیا تمسے کہین سلوک ہجران
دل مین نہ رکھے ہمارے حسرت

قطرہ تو ہے پر نہ ہاتہہ اوٹھاؤ
دریا کو کرے ہے یہہ کفایت

خالی دل پر کو ہم ہے کرتے
افسوس نہ دی اجل نے فرصت

بس میرا ہو تو کردون مناوے
کوئی نکرے کہین محبت ❊

کردون مارین شتابی اوسکو
رکھے جو کسی سے میہ الفت

عمر گذری ہو چکا آسودگی کا روزگار
رنج و محنت کی تئین آرام سے ہو تنگ عار

وصلِ خاطر خواہ تو معلوم تھا میر تجھ سین
نگاہ باشد رحم کو بھی حکم فرماوے وہ شوخ
ایک ساعت پاس بیٹھے درد دل میرا سنے
سو تو یہ سب ہو چکا ہے کاشکے ملتا نہ تو

آس لگی تھی جب تلک تھا میں جدا
دیکھیہ مجھ ناکام کو یکدم کرے ترک جفا
کر کے غمخوار کبھی تھیہ تجھ تئیں کیا ہو گیا
ایسے آجانے کا تیرے سکون یاں مشتاق تھا

آمدی و حسرتِ وصل از دلم برداشتے
حسرتی بود از وصال آن ہم بمن نگذاشتے

ہیں خرابی آج جتنے کل یہ تھے لوگوں کے گھر
طاق کسری تو سنا ہوگا کہ کیسا تھا محل
گھر کا صاحب تو اڑا یا کر کے یکساں خاک سے
خطِ باطل سے لکھا ہے صفحہ کون مکان
کیسے کیسے خانوادے خاک میں یاں مل گئے

مت بنا ہے خانہ میں منعم رہا کر اسقدر
اب کہیں اس طاق کا کسری کے پیدا ہے اثر
اینٹ ماریں اینٹ سے یہ جگہ ہوا اس گھر پر
کیوں دماغ اتنا جلاتا ہے رہی ہے تو کدھر
جا بجا ہے جبر تیرے ہے یہ معمورہ جہاں لکا یہ خبر

ہر کجا افتادہ بینی خشت و در ویرانہ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

لکم بہت سننے میں آتا ہے کوئی رنجور ہے
روشنی آنکھوں کی ہے یہ منظور سارے خلق کو

یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے
قوت دل کا سبب ہر دیکھو تو ہر مذکور ہے

تجھے میں دیکھ تماشی لگا کیا مہیا ہون — خدا کی دین ہے مجھے آنکھیں گیا میں اندھا ہون

نصیب لطف سے باقر کا نہ چھوٹا ہون — دو چار حشر میں آفت سہی ہون جو ایسا ہون

امام جعفر ہیں اس اپنے پیشوا کی قسم

جو رد ہو سو نظر میں تو صبح و شام کی سون — پڑا ہو پانو کہیں تو تری خرام کے سون

کلام ہو کسی سے تو مجھے کلام کی سون — جو سات پانچ ہو مجھ میں جھٹے امام کو سون

غبار رہ ہون تیرا اوسکے خاک پا کی قسم

کبھی بھی لطف جو جھک تو بحال آتا ہون — وگرنہ آپ سے میں لمحہ لمحہ جاتا ہون

تری ہی واسطے یہ غم یہ غصہ کھاتا ہون — گواہ دعوی کا کاظم کو اپنے لاتا ہون

سچ اوسکو مان تجھے اوسکی ہی ولا کی قسم

جو تجھکو خوش نہیں پاتی تو جان کھوتی ہین — ہلاک ہونی یہ تجھ ہی سے راضی ہوتے ہین

کبھو ہے آٹھ پہر میں نہ ایک سوتی ہین — ہمیشہ راتوں کو آٹھ آٹھ آنسو روتی ہین

امام ضامن ثامن علی رضا کی قسم

گدا ہی سون تقی کا نقی کا ہون مملوک — رکھون ہون عسکری کی لطف سے امید سلوک

طریق مہدی دین کی رکھتا ہون مسلوک — جہانکی لوگ میں مفلوک سارے ہیں بلوک

قسم جو کہائی ان چہار بادشاہ کی قسم

۴۸۷

ہے جو کچھ اوس سے ایسا ویسا ہو | ورنہ کیا دسنل کوئی کیسا ہو
کہتا ہے مرون جو پاس پیسا ہو | سہتی جو دے نہ ایسا بیتا ہو

خلق ناحق ہے میرے جی کا وبال

ایک عمدہ کی یان ہے اہل کار | فوج کے لوگون کا سب سپہ دار
سو یہ بہرہ ہو ایسا خوش اقرار | کہے ہر اک کو دیتے سو سو بار

پھر ندے جز فریب تادہ سال

یا مہینون تلک رہے روپوش | یا ملے ہے تو بیحواس و مدہوش
لوگون کہتے پہرو نہ جوش و خروش | یہ کچہری مین بیٹھا ہے خاموش

زر رو بیچیا ہے گویا لال

جب سے یہ ہے محرر و منشی | تب سے ہنگامہ ہے رہا اکثر
ہووے پر چاہو دے کسو کو زر | سو یہ ہوتا نہین ہے کچھ

ہے اوسکو ہے ایک جنگ و جدال

لات مکی ہیچ کہ سپاہیون سے | دہول جہکر ہے گاہ چیلون سے
کم نہین ہے یکہ ہمسایون سے | آئے جاتے ہین لوگ ریلون سے

نکلے ہے تیغ گہر کہے ہے وان جو بال

یہہ کمر باندہ کر گئے دربار
آنے دروازے پہ لگے سوبار

وہ ہوئے گرم جستجو سے یار
سر پہ رکھہ بانکے پگڑی کی دار

پہر ہوئے پیر وہ جوان فی الحال

کچہہ جمیت نہ تہی غلب کے تیئن
نہ رہے پاس جو روشب کے تیئن

ساتہہ لے جاوے گہر میں سب کے تیئن
نہ تو پاتے ہیں اوسکے ڈہب کے تیئن

نہ سمجہتے ہیں اوسکی چال کی چال

قصہ کوتاہ بعد چندین ماہ
جا نہی دم لگا گہہ و بیگاہ

مرہی اس بہروسے پر ہوئی تنخواہ
یہہ تو معزور سے نہ و گمراہ

مفتری کاذب و سفیہ و ضلال

سہل سا مجکو بہی سمجہہ کے فقیر
یہہ نجانا نہیں ہے اوسکے نظیر

رکہنے وعدون ہی مین لگا مجکو پیر
اوسکو جانے ہی پادشاہ و وزیر

دور تک پہنچیگے یہہ قیل و قال

اوسکی خاطر کریں گے خورد و کلان
دوست اوسکو رکہیں ہیں پیر و جوان

سے اس مین کرینگے محمد سے بجان
لے گا منت علی محمد خان

رکہنا ان پیسیون کا ہے کسکے مجال

بار آتا نہیں ہے نفس شوم ۔۔۔ ورنہ کستے اُٹھے ہے ایسے وہوم

ہر سحر روز والو نکا ہے ہجوم ۔۔۔ ہے تمہیں حال پیسان کا کیا معلوم

تم تو سونٹا لیے کرو ہو سوال

ایکدن جا کیا نفر نے شور ۔۔۔ اُن نے دیکہا نہ مطلق اسکے اور

ہے غرض صحبت اپنی اسکے زور ۔۔۔ وہ تو مچہڑ کی حبول کا ہے چور

میں بہے کہینچو لگا خوب اسکی کہال

اسپ تنخواہ جو کہ گہر لاوے ۔۔۔ سو وہ اپنا کیا ہے بہر پاوے

پاشکستو نکو ہر سوین جوڑا اوے ۔۔۔ ایسے سے ہاتہہ خاک کیا آوے

جسمے دل ہوں تہہ غبار ملال +

ہرزبانی نہیں ہے اتنی خوب ۔۔۔ بات اچہی نہیں ہے بے اسلوب

گفتگو اسطرحکی ہے معیوب ۔۔۔ مل رہیگا جو کچہہ کہ ہے مطلوب

بس قلم اب زبان اپنی سنبہال

نیچو وانہ ہین بیگے حرف زبان ہرگز گوش ۔۔۔ آج کہتا ہوں کہ ہے خمکدہ دلمیں جوش

پاسی ہتن تو تہے لیک سمجہے تہا کچہہ ہوش ۔۔۔ سر خوش از کوی خرابات گذر کردم دوش

بطلبگار ئی ترسا بچہ بادہ فروش

مخمس

بیخود و بیخبر و مست مئے صاف الست | آتش مے سے بہر اُفروختہ ہیں بادہ پرست
بلکہ گر پانوں کی لغزش کو سبب ہست بدست | دیدم از دور گرفتہ ہمہ پیمانہ و دست

از تف بادۂ شوق آمدہ در جوش و خروش

گرچہ چھایا تھا خراب انکا علی سب پہ غرور | کاسۂ سر بھی ہوئے پھر تو پیالۂ فغفور
نہ لباس طرب و جامۂ اندوہ سے عور | نہ دف و مطرب و ساقی ہمہ در عشق و سرور

بے مے و جام و صراحی ہمہ در نوشا نوش

نام و ناموس کا وقت تھا سب انکا بہم | دیکھکر پہلے کیا میں نے تامل یک دم
پھر جو دیکھا تو مجھے بدکھی گا کیا عالم | چون سر رشتۂ ناموس برفت از دستم

خواستم تا خبری پرسم ازو گفت خموش

عقل کہتا ہے تو کب ہے ادب کا پابند | یان فراغت ہے دو عالم کی ہر اک جام میں بند
یہ وہ جا ہے کہ نہ فردوس ہو اسکے مانند | این خرابات مغان است و درو مستانند

از دم صبح ازل تا بہ قیامت مدہوش

میرا مستوں کبھی نہیں پابند نیست | کیونکہ یہ نیست بہت ہو کے تو وہ زر نہ گزشت
جتنے ہیں سب نظر آتے یہ سب میں ہستی | گفت انیر باین فرقہ سر بکیجی است

دین و دنیا بیکی جرعۂ عصمت بفروش

وان ان نے دل کیا ہے مانند سنگ خارا	یان تن ہوا ہے پانی ہو کر گداز سارا
کیا پوچھتا ہے ہمدم احوال تو ہمارا	نے رمز نے کنایہ ایما ہی نے اشارا

اسکے تغافلوں نے ان سوزوں ہمکو مارا

ہو شہر یا کہ صحرا یا رے مکان تو ہو	غم مین نہووے کچھ تو اک تنہین جان تو ہو
حالت تغیر ہو کر منہ مین زبان تو ہو	سو بار دیکھ صورت ہو مہربان تو ہو

اتنے تئین نہین ہے پہ تاب گفتگو کا یارا

یہ چشم تھی کہ ترکان اکثر سوار ہونگے	ہم لوگ انکے رہ کی گرد و غبار ہونگے
یہ جانتے نہ تھے ہم اسطور خوار ہونگے	اب کہتے ہین کہ یارب کیونکر دوچار ہونگے

اس بے طرف کو ہوگا انکا کبھو گذارا

ہے جب انہین گشت پہ چمن و باغ مین ہم	بوسے وفا نہ پائی دلہین باغ مین ہم
مدت سے ہیں اگرچہ گلگشت باغ مین ہم	پر لطف کچھ جو دیکھا سینے کی داغ مین ہم

اوس سن ہے جو گل سے تھے انکا کیا نظارا

رکھتے ہین اپنے تنگا ہے ہمدم و نہ آؤ	ہو وے طبیب گر خضر اسکو بھی مت ن لاؤ
اب تم ہو سو نہ آؤ گر اسمین جان جاؤ	آب بقا نہ دو اوسکے شمشیر کا پلاؤ

آب حیات اپنے جی کو نہین گوارا

عیب و شہود دو نون مین مشہود ہے تو تو ۔ ہے نے ہماری وہم ہے موجود ہے تو تو
حاصل ہے کہ دو جہانکا مقصود ہے تو تو ۔ مسجود تجکو جانون مین معبود ہے تو تو

ناجی ہین وہی ہی لوگ جنکا ہے یہ یقین

احوال خوش انہونکا جنہین تجسے ہے لگا ۔ آعدا تو آسمان زمین بہی خاک مین ملا
آئینہ ہے کہ مین کو تجسے ہوئے جلا ۔ برپا وہی رہیگا جو تجہ تک ہے سلسلا

یارون نے جتنے رسمین ہٹائین تہین اٹہ چلین

فتنے کو تیری عہد مین ہو گئی گذر گئے ۔ آشوب تیرے خنجر سے تیرے سدہ ہو گئے
آفت کمان کہ کب کے کنارا ہی کر گئے ۔ آوازہ تیر سنکے بلا جیسے مر گئے

یون مٹ گئے فساد کہ مذکور ہی نہین

داور ہوا جو تو تو ملے بیکسون کو داد ۔ تلوار یارنی سے تیرے مٹ گئے فساد
اٹھے زمانہ سے زندقہ و کفر و عناد ۔ زنار ٹوٹے مہر جلے بت گئی بباد

بر ہم ہوئی گری مین ہزارون برس سے دین

ہنگامے گرم یارونکے سب سرد ہو گئے ۔ چہرے منافقونکے دو رنگ زرد ہو گئے
سر در نقاب خاک بہرے مرد ہو گئے ۔ جیسے تباہ غبار جہان گرد ہو گئے

گلون مین بکریون کی چہپی شیر خشمگین

لاشکل اسکے ولمین ہی مصطفے کو دیکھیہ	اس رخ کا ایک تصور ہ نور خدا کو دیکھیہ
رنگینی عدالت شاہ ولا کو دیکھیہ	نرگس نے غش کیا تھا کہین ابر وا کو دیکھیہ

گلشن مین مثل لبرون نے نہ پہر انگڑیان لین

عاجز نوازی تیری ہی سے موشت خاک ہر	برسے گدا پہ ابر کرم سے تری اگر
جور فلک نے کیا جی سے رحم کر	مہمان تری سماط پہ ہے خلق سحر

حاتم یک اشمال ہے یان فعین ہیز وچین

جس دلکو ہو نہ شوق ترا ہو جیو گداز	جس چشم کو نہ میل ہو تیرا نہ ہو جو باز
جو سر ترا خیال رکہے ہو وے نیاز	سجدے سے تیرے در کو نہ ہو سرفراز

مسجود ہو جو صبح سعادت کی وہ جبین

اہل نظر سے دیکھنا اور سر کا ہی عجب	آنکھون نے تیرے روضہ پہ دا قفت آز
کسکو تھی یہ بزرگی کو سکتا تہا یہ سب	یہہ قدر تہی تری مری معلی ہوا تو جب

رونق فزای کعبہ محمد کا جانشین

کیا کیسے تیرے قرب سے اے سایۂ آلہ	بید انشے سے کچہہ کہے کو شیخ زین
اپنی تو تجہہ پہ ٹی ہی جا کرو مین لگا	فہم و گمان و وہم کو جسما نہین

ہے چشم شوق عینک شفاف دوربین

۴۹۵

جانا جہان تہا مجہے سو بار وان گیا
ضعف قوی سو وست بد یوار وانگیا
محتاج ہوکے نان کا طلبگار وان گیا
چارہ نہ دیکھا مضطر و ناچار وانگیا

اس جان ناتوان پہ کیا صبر اختیار

در پہ ہر یک و فی کی سماجت مری گئے
نا لایقون سے ملتے لیاقت مری گئی
کیا مفت ہے شان شرافت مری گئے
ایسا پہر آیا آن ذکہ طاقت مری گئے

مشہور شہر اب ہون سبکسار و بیوقار

عرصہ تہا مجہہ پہ تنگ اٹہا ہوکے نیم جان
پوچہا نہ مجہکو یک لب نان سے کنہونے یان
کم پاٹی پہ پیر کیا مین نے سب جہان
آشفتہ خاطری نے پہرایا کہان کہان

ہر سو نکا راز مجہسے ہوا آخر آشکار

پرواخت میری ہو سکی ایک امیر سے
عقدہ کہلا نہ دل کا دعا ہی فقیر سے
زخمی ہمیشہ آتی رہی سر پہ تیر سے
ہر چند التجا کی صغیر و کبیر سے

لیکن ہوا نہ رفع مرے دل کا اضطرار

کسی کی اپنے حال پہ شفقت سے یک نگاہ
نکلے ہے کستے طور سے اپنے سخن کی راہ
بولا نہ کوئی ہنس کے کہ تم کیون ہوئے تباہ
اسلوب اپنے جینے کا ہو کسطرح سے آہ

ہم ایک ناتوان و ضعیف اور غم ہزار

جیتی والی جو تھے ہوئی ہین فقیر | تن سے ظاہر رگین ہین جیسے لکیر
ہین معذب غرض صغیر و کبیر | مکھیان سی گرین ہزار دن تقصیر

دیکھیں ٹکڑا اگر برابر ماش

شور مطلق نہین کسو سر مین | زور باقی نہ اسپ و اشتر مین
بھوکھ کا فوکرا قل و اکثر مین | خانہ جنگی سے امن لشکر مین

نہ کوئی رند ہے نہ کوئی اوباش

لعل خیمہ جو ہے سپہر اساس | پالین ہین رنڈیونکی اسکی پاس
ہے زنا و شراب بُرو سواس | رعب کہ دیجیے نہین ہے قیاس

قصہ کوتہ رئیس ہے عیاش

جتنے ہین یان امیر بی دستور | پھر بھی سلوک سب مشہور
پہنچنا ان تلک بہت ہے دور | بات کہنے کا وان کسے مقدور

حاصل اُنسے نہ دل کو غیر خراش

پیارے بچے ہین مستعد کار | درس تلنگے جو ہون تو ہو دربار
ہین وضیع و شریف سارے خوار | لوٹے سے پکھ ہے گر مے بازار

سو ہے قند سیاہ ہے بالاش

بخشش دون جامہ تک جو ہو قدرت | اٹھون آگی ہین خرچ یکساعت
درس و پی دون گدا کو بی مہلت | مقتضی ہوسے کب مری ہمت

صاحبان کرم کی تئین شاباش

ہو جوان لوگو نمین گدا کا گذر | سہم رہ جائین سب ند کہین اوپر
دیر کے بعد یہ کہین ہل کر | شاہ جی لے خدا سبھونکی خبر

سو بہی یہ بات ہے پس از کنکاش

یار ہونکے بجود کا بیان کیا ہے | رہم مین انکے بہی جہان کیا ہے
آشکارا ہے سب نہان کیا ہے | ویکتے ہین کہین کہ یان کیا ہے

ایسے صحبت مین ہم نہو تو کاش

بس قلم اب بانکو اپنے سنبہال | خوشنما کب ہے ایسے قال و مقال
ہے کہ سب جنج رو سیہ کی چال | مصلحت ہے کہ رہیے ہو کر لال

فائدہ کیا جو راز کریے فاش

وتخلطی فرد کا سنو احوال | بید باغی سی مین تو دیتی تہی ڈال
ایک شفقت کو تہا او ہر کا خیال | مہربانی سے لگے کہوج نکال

شیخ جی لگاڑ ہے سو عجائب مال

لیکے میری تسلّے فرمائے — پھر تو پاس اپنے رکھوائی

اور لگے کہنے رکھیے استقلال

فخر نواب کو دکھاؤں گا — حال صاحب کا سب جتاؤں گا

ہے مقدر تو کچھ ہی لاؤں گا — لیکے دفتر میں آپ جاؤں گا

آگے میرے کسے سخن کا مجال

قدر والا ہمارے ہی معلوم — خلق خادم ہے اور تو مخدوم

اس سعادت سے جو رہے محروم — ہے یقینی کہ وہ الانعہ ہے شوم

حشر کو ہوگا مرکب دجال

تم بنی فاطمہ ہو ہم ہین غلام — ہے غلامی تمہاری اپنا کام

تمکو مسجود جانتے ہین انام — تم سبھونکے ہو پیشوا و امام

تمسے سبکو نجات کا ہے سوال

باری حضرت کیا بصد اعزاز — اور کہا تم ہو خلق مین ممتاز

ہے تمنا کہ تمسے ہوں دمساز — دل ہمارا ہو کاش محو نیاز

کریں تم پر نثار جان و مال

شیخ ذکر سلوک حد سے زیاد — قید از وہ سے کیا آزاد

اتنو ہو صبح اب ہوئی ہو رات	ایک مدت تھی آج کل پر بات
جمع آدم میں اتنی کب ہیں صفات	ہو بہت شیخ کی غنیمت ذات

مفتری و دروغ و محتال

کہیے اس در سے جاؤں اب کیدھر	ایک دن میں کہا جو ہو مضطر
سر منڈانے ہو تم بھی اس گھر پر	ہنس کے بولے بہت تلطف کر

آگے آو نیگے جتنے ہونگے بال

اور دنوں کو قیامتیں گذریں	راتوں کی تئیں مصیبتیں گذریں
باتوں باتوں میں مدتیں گذریں	کچھ نہ پوچھو جو حالتیں گذریں

وعدہ تو چار دن نہ ماہ و سال

کہنے لاگے کہ نائب دستور	پھر جب اوس فرد کا ہوا مذکور
پڑ گئے ہے رکھو مجھے معذور	جانتا ہے تئیں کہ ہو مشہور

جارہی کرنا ہے اسکا امر محال

اوسکے لوگوں پہ کی ہو اب خواری	آگئی ہیں شاہ پر بھاری
فوج ہوگی تو قحط کی ماری	آپ ہے تو یہ ہو گرفتاری

کیوں یہ سمجھا ہو ہیں وہاں تھا کمال

۴۹۹

یان نہین شہ کے گھر مین دا تا ہے — کبھو ہوتا ہے پینا کھانا بھی

ورنہ بھوکے سے ہین بیٹھے نڈھال

حال یہ ہے جو اسپہ ہو منظور — پھر بھی نواب سے کہون مذکور
گاہ باشد کہ ہوا نہین مقدور — پر سماجت سے اب خروسے دور

لطف کیا مین کہون وہی دیویگا ل

مین کہا بس بہت خراب ہوا — پر دی مین وانسے بھی جواب ہوا
دل ہوا داغ جی کباب ہوا — بات سے ہونا جو تھا شتاب ہوا

کٹ رہیگا مرا ہے یہ جنجال

دل سے اپنے بھی اب بھلا دیجے — فرد میری مجھے منگا دیجے
اس خیالات کو اڑا دیجے — بند چیڑ یا کسے چیڑا دیجے

بس کہا یا بہت غریب کا جال

ہنسکے بولے کہ فرد ہے حاضر — اور کچھ نہ مجھکو ہے قاصر
جان کا ہون تمہاری مین ناظر — جمع فرماؤ خاطر عاطر

اب نہین پھر یہ کام ہونگا سنبھال

تب سے ابتک وہ فرد لاتا ہون — گاہ بیگاہ انکے جاتا ہون

۵۰۱

فقر و فاقہ کی ہر طرف ہے دہوم	وہ ملنگے جہان ہین ران ہے ہجوم
لشکر اک ہے خراب مردم بوم	زندگی کدڑی کی طرح معلوم

کہ رہے جون خدا ہی ہے آگاہ

قصہ کوتہ کہان نہ رو گذرا	کونسی شکل مین نہ ہو گذرا
آبرو رفتہ کہو گذرا	یان گذرنا تہا ظالم جو گذرا

اسپہ جسکو ہو قصد بسم اللہ

پارسا ہین جو جوان پیر ہی کہتے ہین	ہو ولایت رکہے ہین شاہ ولا کہتے ہین
سالک مسلک دل راہنما کہتے ہین	ایک مولا کہی ہین ایک خدا کہتے ہین

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

آفتاب فلک عز و علی تو ہی تہا	چہرہ آرای زمین اور سما تو ہی تہا
جانشینے پیمبر کی سزا تو ہی تہا	قالب خاکی کے پردے مین خدا تو ہی تہا

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

ہے ترے قدر سے جز ختم رسل کون آگاہ	عبد اشان تہری فضل علے تیری جاہ
زور سے تیری ابہی کوہ لبسان پر کاہ	وہ ثبات اس قدر و ثبات پہ غیرت و

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

عالم خاکی مین تہا مصلحتاً جلوہ نما — عرش اعظم سے بہی تہے ورنہ پرے تیری جا

یا علی ہم تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

اے ترا مرتبہ بالاتر فہم و ادراک — ایک تہے کی تئین پہنچے ترے جلوے کی ہوا

ہین تیری شوق مین سرگشتہ شب و روز ملک — پہر کہان عالم خاک اور کہان عالم پاک

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

اپنے اسرار کا تو آپ ہی کچہ دانا ہے — ورنہ کن نے تجہی جون چاہیے پہچانا ہے

ایک فرقہ نے تجہے روح قدس مانا ہے — ایک نے ذات مقدس تجہی کو جانا ہے

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

شان و شوکت تری کیا کر سکے عاجز تقریر — یعنی مداح ترا کیونکہ ہو الکن ہے میر

زیب دیتی ہے تجہے کو شہی کل امیر — تین فقیرونکی تئین بخشش دیے تاج و سریر

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

ای مربع نشین علی العرش استوا — و دعوٰنا سوائے خدا خویش مصطفے

تو تہا کہ تو نے دوش نبی پر قدم رکہا — بت توڑ توڑ شرک کی صورت دیئی مٹا

لا یا نہ دو جہے مین یکتائے خدا

کہتے ہین تجہسے چشم کرم صاحب نظر — افضل ہوئی سبب سے ترے خلقت بشر

زور آوری جہان میں تیری جو داستان ہوئے
عرصے کے پہلوانون کی قدر بے نشان ہوئے
کتنون کی جان جانے تیرے سوان ہوئے
کتنون کی دور بیٹھے سے خاطر نشان ہوئے
سیسر تیرے کمان کی نہ کوئی اٹھا سکا

فرضاً ہوا غلام سے تیرے اگر بگاڑ
دشمن سپاہی سامنے ہر ایک جون پہاڑ
مارا نہ ایک دو ہی کو میدان مین پچھاڑ
جسکی کمر مین ہاتھ چلا یا لیا اوکھاڑ
جسکی طرف کو ان جھکا پھر جھکا دیا

آیا دیپ کو گھوڑے کو جس وقت پھیر پھیر
خرگوش تھی بھیڑ کی گویا جوان و پیر
سرگرم رزم جب کہ ہوا کہہ کے گیر گیر
اوسکی کمانکو ساتھ تھا پیغام مرگ تیر
تلوار اسکے ہاتھ مین تھا نامہ قضا

بھیڑ کوہ و دشت کو بھاگ کر سب گئے
بھیڑ زخم تن پہ اٹھا جان بلب گئے
تھا بچ کر جو ان ہوا ہٹ سو وہ سب گئے
جو پڑا ادھر سے تیر ادھر سہم سب گئے
چمکی ادھر سے تیغ اودھر سر جدا ہوا

ہے کون دادرس کہون دس سے ناامید
چھوڑ فلک سے چھاتی مین سب کے گئی ہین
آسیہ پھر کہ پہونچی ترے لطف کی نوید
کم بخت بھی پھرا نہ ترے در سے ناامید
از بسکہ وقف کرتے ہین دن طالع رسا

مسدس در نعت سرور کائنات صلعم

جرم کی کہو شرمگینی یارسول — اور خاطر کی حزینی یارسول
کیونکر ہون ہو نقصان دینی یارسول — تیری رحمت سے یقینی یارسول

رحمۃ للعالمینی یارسول
ہم شفیع المذنبینی یارسول

لطف تیرا عام ہے کرم رحمت — ہے کرم سے تیری چشم مکرمت
ہم ہیں عاجز چہونکر تک تقویت — تو ہو صاحب تجسس ہے یہ مسلمت

رحمۃ للعالمینی یارسول
ہم شفیع المذنبینی یارسول

کیا ہے کار نو منہ کالا کیا — بات کرنے کا نہین کچھ منہ رہا
رحم کر خاک مذلت سے اوٹھا — میرے عفو جرم کی تخصیص کیا

رحمۃ للعالمینی یارسول
ہم شفیع المذنبینی یارسول

اب ٹھہر تا تک نہین پای ثبات — دستگیری کر کہ پاؤن نہین نجات
جرم کیا ہین میری کتنی مشکلات — ہے کفایت ایک تیری التفات

رحمۃ للعالمینی یارسول
ہم شفیع المذنبینی یارسول

۵۰۴

رحمۃ للعالمین یا رسول
ہم شفیع المذنبین یا رسول

کچھ بھی جو ہیں واقف راز و نیاز	عام تجھ انعام پر کرچشم باز
شعر یہ مشہور سب وہ دل گداز	پڑھتے ہیں جب وہ دعا بعد از نماز

رحمۃ للعالمین یا رسول
ہم شفیع المذنبین یا رسول

جب تلک تاثیر کا تھا کچھ گمان	گھر قرآن خوان ہیں تیری گھر سبھی خوان
وقت یکساں تو نہیں ہے دوستان	اب سبھا ہے ہر زبان ورد زبان

رحمۃ للعالمین یا رسول
ہم شفیع المذنبین یا رسول

مسدس

ذلہ خوار و ہیں تیرے روم و شام	ریزہ چینی ہے تیری باد شہ چین کا قیام
حبشی ہندی و صفاہانی عرب اہل تمام	ہیں بدست نگر تیرے کیسی کس کا نام

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

[illegible]

تمام حاتم کا خنک جیسے لطیفہ مشہور رنگ رنگ کا طعمہ ہیں ہر ایک سے جو ہر مفور	معن زاہد کا تری بزم میں زاہد مذکور کیا خداوندی ہے اللہ خدائی مشکور

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

لطف ہے عام ترا سب تجھی سے پاتے ہیں شکر نعمت یہ نہیں تیرا بجا لاتے ہیں	تیری دولت ہے جو یہ شاہ و گدا کھاتے ہیں اس جہاں سے بھی یہی کھاتے ہوئے جاتے ہیں

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

ارض میں اور سماوات میں سب تیرا مال روز بہبود کا تجھ سے گردوں میں خیال	جسکا گھر چاہے تو کر دیوے ابھی مالامال اپنی خوبی کو زمیں رات کرے تجھ سے سوال

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

فی الحقیقت تو ہی مہمان خلائق ہے سب ترے کھنے ہی کی ہے گو تری مروت کا سبب	تیرے دروازے سے محروم کوئی آدمی ہے کب جاؤں ناکام اگر میں تو نہایت ہے عجب

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست

ایک مدت ہوئی بیٹھا ہوں دل تنگ
میلی پیری کی دو دینی و تنہائی ہے
صبح جیسے کی ہوا گالی آتی ہے کہاں
ابتدا سے مری ذلت تجھے خوش آئی ہے

۵۰۶

[illegible]

استقدر تجہسی نہ لگ چلیتہ نہ آتی اس راہ
تو پری ہوتا تو کرتی نہ تری اور نگاہ

یہ فریبندہ سخن گوش نہ کرتے ہرگز | خواہش کنج دہن دل یہ نہ دہرتے ہرگز
شب وصل دن اسطرح نہ ہوتے ہرگز | لعل جان بخش یہ ہوں تری نہ مرتے ہرگز

اتفاقات سے ہو جاتی ملاقات تو خیر
دل تجرد یہ رکہا جب نہ کوئی یار نہ غیر

عشوہ و ناز و ادا سے کسو کو ہے کیا کام | جی نہ بیچین رہا کرتا نہ دل بے آرام
ہو گیا یوں تو کبہو ہو گیا آپسمیں کلام | ہجر رخ و زلف رکن کا ہیکو ہر صبح و شام

جنس اچہی تری پر گرمی بازار کہان
سر گران تو تو بہت ہو یہ خریدار کہان

تجہسے پہر ربط و اور لگا نا تہا غلط | آپ کو حرف غلط رنگ مثا نا تہا غلط
قصد یہ قاصد کو تیری اور چلانا تہا غلط | آتش غم سے مرے جی کا جلانا تہا غلط

اپنی نادانی سمجہے کہ تو کیا نسخہ ہے
آدمی بہی کسو دانا کا لکہا نسخہ ہے

تم نے یہ سمجہا کہ مری یاری و وفاداری کا | نہ خیال آوے یہ مبتلی گرفتاری کا

پھر تو جسکو مین کرونگا اسی سے پھر قربان
بس یہ گولا سا ہوا تیر ہے سرگردان

راہ و منزل مین پھرونگا اسکے دست افشان
اسقدر مجھکو ہے غم اب ہے کہان ... کمان

کمر شبون مجھ پہ ہے خواب شبون کو روتا
کاش مشتاق ترے منہ کا نہ اتنا ہوتا

اتنا جو مجھکو ہے دل اوس سے تشنہ ہوگا
باشتہ ... جیسے ... بیٹھ رہگا

اوسکی دروازے پہ درویش ہو جا بیٹھونگا
آ کے ... کیا ہی تو تری پاس ہی بیٹھونگا

زر سے ایک نظر کرکے چلا جاؤنگا
سفر سے کتنے دنون پھر ... مین آؤنگا

لاگ ہے جس ... سے پھر کہون ... قال
ساری مجلس ... اسکا ... حال

دل نشین اسکی کرون خوب طرح کوئی مقال
بعد ازان ترک کرون کہا کو قصہ و خیال

... ہم مین ... بھی گذری نہ ملتا تیرا
... در پہ اوسکی زلف ... تھا

تک چلون اوس ... کی طرح ...
روئی گلرنگ ... اسکو ... میری نظر

اسکی پاؤن تلی کی خاک کرون کحل بصر
... اسکی لب شیرین ہے ... دیدہ تر

در ہی احوال کی اس ... [illegible]

٥٠٨

۵۰۹

چوٹ مجھکو بھی غیر ونکی ملاقات کی ہے
چھوڑ یہ تو تو بھر آزردگی کس بات کی ہے

جی نہ تڑپیگا مرا پھر نہ مری چھاتی جلی
شکوہ نا کی سے زبان منہ میں نہ ہنہار چلی
دل نہ سینے میں مرے شام و سحر کوئی ملی
آلی چلنی کہیں سے بولی لگا میرے گلی

زور سے بازو یہ اپنے ترے سر کو رکھا
دست گستاخ یہ اپنے تری کمر کو رکھا

بس ہوس کیشیوں سے مل مل کے تو بدنام ہوا
کاسہ لیسو نگی کہو مرتکب جام ہوا
بسکہ راتوں کو رہا شہرۂ ایام ہوا
شوخ و مشتاقی دید صبح سے تا شام ہوا

طور پر میری معیشت کوئی دن اچھی ہے
ایسے بدکار سے صحبت کوئی دن اچھی ہے

آیا گر غیر کے ملنے کی قسم کھاتا ہے
ذوق و سیاہی ہے اوسکا تو اوسے بہاتا ہے
میں بھی ترے ورشتانہ سے شرماتا ہے
ونکو وا سوز سے منہ پہ سخن لاتا ہے

ورنہ مشتاق ہے سو جی سے جگر خستہ ترا
کشتہ و مردہ ترا رفتہ کو دل بستہ ترا

مسدس

تا کجا وان نالہ و فریاد کیا کرتے ہم
اک طرف بیٹھہ تجھے یاد کیا کرتے ہم

کب تلک ساتھہ سے خوبان کے جفاکار رہیں
ہم کو کب تسکین ہے داد و فاداری دین

اس وفادار سے کیا ہو کہ یہہ غمخواری دین
عشق ہے ہم ہے جو کچھہ ہو تو گنہگاری دین

قصد فریاد ہے گر یار تلک انصاف کریں
پھر وہی گوشہ کہ کدورت سے ہمیں صاف کریں

ست بر سخن کہ یہہ عشاق کو ہم کیا کم تھے
موج سیلاب ہے آنسو کہ گئے عالم سے

حرف دیرینہ ہے جو یہہ کہ بیماری یہ ہم تھے
یعنی اے رابہ کسی عہد میں ہم بھی ہم سے

سر ہم گرد میں کیا آبادی سے گزرا تھے
بیٹھہ کر دشت میں جو ویرانی کو گھر تو

کون تنہایان کہ جیسے دیکھہ خداست کبھی
سیر صد سال خدا تجھکو سلامت رکھے

یا مرے سر پہ قیامت سے قیامت کبھی
تو سنو و ہو نہ جیسہ کرکے سلامت رکھی

ورنہ اب تک تو مری خاک بھی ہو جاتی ہوا
لیگئی ہوتی تبرک کی طرح باد صبا

مسدس

تنگ پوشی سے نہ مخلوط تمہیں یار ہوئی
سسکی چولی سے کبھو در پہ نہ تم آ بیٹھے

تنگ جامے جو سے جاتی تو گھبراتی تھے
لپٹے دامن سے الٹ گھری میں پھر جاتی تھے

پائنچے اب کوئی ڈھیلی موندھی جیسے رکھتے ہیں
باہر اندر ہو کہیں بند کیے رہتے ہیں

شوق زینت سے تمہارا یہ رعنائی کا
اٹھو سو بار کمر بند بھی سجا لگائی سے

دل آشنا تھا لگا خوبی و زیبائی سے
دیکھتے رہتے ہو ترکیب ہر خود آرائی

رو سپید آئینہ سے نگہ فرصت ہی نہیں
سرمہ تیر و ورد سے کہیں فرصت ہی نہیں

شانہ اب ہاتھ میں ہر زلف بنا کرتی ہے
پاس سر سے کو سلانے ہی رہا کرتی ہے

مسی دانتوں میں کئی بار لگا کرتی ہے
آنکھ رعنائی اپنی ہی چڑھا کرتی ہے

جان آنکھوں میں کسی کے ہو نظر تمکو نہیں
غش کسی کو کوئی ستمزدہ خبر تمکو نہیں

کب گلی کوچے میں پھرتی تھی لیے تم تلوار
ساتھ خونخوار نہ پھرتی تھی تم ہو خونخوار

پھر تلا کا جو رہتا تھا گلی کا یون یار
دم میں لاحق کسی یون جان نکلتی تھی یار

بانکپن نقشہ و پرخاش سے ہی ہوا اب تو

۵۱۱

مسدس

چھیڑی گالی دی اشارت کرکے چشمک ماری
عشوہ و غمزہ و انداز بھلا دے ساری

زندگانی ہو تجھے ہاتھ سے اوسکے دشوار
سو بھی حیران ہیں وہ تجھے سو سو آزار
کوئی دن تو بھی پھرے جان سے اپنی بیزار
طنز و تعریض و کنائی کی رہی اک بوچھار

جا کے تک سامنے اسکی تو بہت تر آوے
عرق شرم میں ڈوبا ہوا سب گھر آوے

دل دا سوختہ کو اپنے لئے جاتے ہیں
اپنی جا غیر کو ہنگونا جا ر دیئے جاتے ہیں
غصے سے خون جگر اپنا بھی جاتے ہیں
اکبی یون جاتی نہیں عہد کئے جاتے ہیں

آدمی کا تو بھی منانا کو نہ آوینگے ہم
جان سے جاوینگے پیان سے نجاوینگے ہم

باز گشت اپنی کسو طرح نہیں ہے منظور
جانا تو پھر آنیکا میاں کیا مذکور
گو کہ درپیش ہمیں آ کے رہ دور از دور
جی سے اپنے بھی گزر جائی پر یتا مقدور

سنداد ہر گری نہ جس جا سے بیٹھ اٹھ جانا
قدر کسکو ہے یہ پھر بار کا آنا جانا

سیر اعراض بھی ہم لوگوں نے کیا ہے آگے
دل کی واسوز سے کو تو بھی سہا ہے آگے

خوبی رعنائی سے کم تجکو بہت فرصت ہے	اپنی ترکیب بنانے سے کہاں مہلت ہے
چہرہ آرائی شب روز ہی یہ صورت ہے	شانہ و زلف گتھی رہتی ہیں یہ صورت ہے

سرمے سے آنکھ اوٹھاوے تو مرا رو دیکھے
آرسی چھوڑی بجھے تک تو ادھر تو دیکھے

محو کس روز تجھے پاتی تہے رعنائی کا	ذوق رہتا تہا تجھے کاہیکو خود رائی کا
کب کب آنچل رہے تہا ہاتھ میں اکلائی کا	اتنا دل بستہ تہا جامۂ زیبائی کا

سرخ سنجاف نہ لگتی تہی نہ ہوتی تہی چاک
خون سے عشق کی مار رنگی یہ دامن تہا پاک

ایسے اوباشوں کی تقلید میں کب تہے تک رو	تنگ چولی کی نہ رہتا تہا کبہو اتنا گرد
پاٹ دامن کی نہ ہوتی تہی ترے ساتھ کی سو	اتہو ہی تہر تو ڈھیلی ہو کر اک سہی جو

درزی کا نیا ہی کرے ٹیک نہ جب تک سی لے
کاڑھی ناکے میں سوئی کو کرے ٹانکے ڈھیلے

خط ابہی آیا ہے مرے تیری صفائی نہ ہوئی	کس گھڑی آنکھ جیسے کہ لڑائی نہ ہوئی
اپنی سج دیکھنے سے تجکو رہائی نہ ہوئی	اک بلا جی کی ہوئی تنگ قبائی نہ ہوئی

رک گئے دیکھتے وہ سب جا سے تری مونڈھے جیسی

[illegible]

[illegible]

ابھی نہ نکلا اگر حسین تو کربلا کیا کرے گا
سر شیر اپنا کہیں جھکے کہا کرے گا

مسدس

بیاباں میں شب تار کی گرمی و گو یہ پیاسوں خراب
دل تڑپ پیاسا ہے حیدر کی جدا ہے اضطراب
کب تلک اس خاک کربلا میں چون بگولا پیچ و تاب
ہر گھڑی تازہ مصیبت ہر دم نیا ہے اک عذاب

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

اب گرد جاتا ہے حسین خشم خلق ... سنبھال
سر حسین کربلا ... مشکل ...
دیکھ مت اس ... زیادہ خوار زار و خستہ حال
کب تلک محزون رہوں میں تا کجا کھینچوں ملال

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

کیا لکھے اعجاز تیری خامہ جادو شعار
... ہے تنگ ... پروردگار
تو تو ہی ہے دیکھ لیکن نام تیرا ہے ہزار
نام لے کر تیرا کہتا ہے ہر اک یہاں پکار

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

[illegible]

[illegible]

یا علی یا ایلیا یا بو الحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

غالبا سیدھی پہم سب میر کو بھی برگ و ساز شام کہتا ہے ہی رکھ خاک پہ روی نیاز	آ ایلہ نیک ہیں گیاہ تینلہ ہیں ہیں گراز صبح چہرہ ہیتا ہے [illegible]

یا علی یا ایلیا یا بو الحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

مسدس در منقبت

درویش جو ہیں مقصد دلخواہ کہیں ہیں اک واقف اسرار دل آگاہ کہیں ہیں	سالک جو ہیں رہبر رہ کہیں ہیں اک چرخ حقیقت کا تجھے ماہ کہیں ہیں

کیا سچ ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

مذکور کہیں نام ترا کام روا ہے ہر ایک نے کچھ حسب خرد اپنی کہا ہے	مشہور لقب ایک تیرا رہنما ہے سمجھا نہ کوئی یہ کہ حقیقت میں تو کیا ہے

کیا سچ ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

٥١٥

آدم کی اثبات تھی شب و روز تری اور
پہنچے ہیں ملک نام ترا چرخ پہ کر شور
قائل ہیں تری سیف کے سلیمان سے تا مور
العصر ہی تری شوکت و حشمت ترا زور
کیا سچ ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں
ہستی میں ترا جلوہ ترا شور عدم میں
تم ہی تصرف ہو حدوث اور قدم میں

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثلث

ٹک یہ بھی رکھو سخن تم اے ارباب تعلق
اوقات خوش آن بود کہ اسباب تعلق
آزردہ دل اے دشمن آتشم دل آگہ داشت
سب کہو ہیں عاشق و معشوق کا راز و نیاز
ناقہ را امیر انڈیلی سوی خلوت گاہ ناز
ساربان دردہ صدی مجنوں بیابان میست

سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں
کیا سچ ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں جو دردی کی عزت کرتا
کیا تری صفت کریں پاجاز معذر
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

یعقوب کا تھا کلبۂ احزاں میں تو غمخوار
رحمت کا فرشتہ ہو تری لطف نے پیار

یوسف کا ملک ہو کی ہوا چاہ میں مددگار
کی آتش نمرود براہیم پہ گلزار

کیا سچ ہے یہ تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

الٹا ہے دو انگشت سے در وارِ خیبر
کیا ہاتھ تھا جس سے کہ گیا جان سے عنتر

چھپا ہے کس انداز سے گہوارے میں اژدر
ظاہر ہے کہ یاں تھا وہی ظاہر وہی مظہر

کیا سچ ہے چو جب تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

ثانی ترا پایا نہیں تسلیم و رضا میں
مشہور سخاوت ہے تری شاہ و گدا میں

ایوب سے ہو صبر ترا سا نہ بلا میں
نین خود کی تیغیں بخشش دیا راہ خدا میں

کیا سچ ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

اے وہ کہ تو ہی جان جہان سارا ہے قالب
اک پل میں روا کر دیے تو ان سبکی مطالب

در پر ترے کھڑے ہوں ترے سیکڑوں طالب
ہم عاجز و عاجز ہیں تو ہی غالب و غالب

کیا سچ ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں

هر کسے چیزی بیادت در گلستان تحفه شد

آئی تھی ملاقات کی راہ اسکی وہی سو | تا چشم کنم باز شب وصل سحر بود

عمر گذران بر سر انصاف نیاید

جان سی آئی اجابا ہی مجکو مجھسے سخن | یکے بگو بخر بیابان شہر سیری کن

ببین که نقش بلا با چه دلال اشنا دیده است

اگرچه آب دم آخر سے لیکن ای غم خوار | بجز نه شد ز آمیختہ پیش من مگذار

جدا ز یار بجنو در دو بر دشدن سنگ است

سے بھی جو کوی یاں سو نہیں کرچہ وہ نگاہ | نشکیب وبد عالم ہم عشقا صفا شد

یعنی خبر از هر که گرفتم خبری بود

تمام شد مثلث سوم

عمدہ تر اعدل ہے سب ملک تیرا سبکا سردو
بادشاہ صاحب استقلال امیر المومنین
مالک ملک و ولایت حاکم عالم پناہ
حافظ ناموس شریعت و حامی شرع متین
وارث دین داور عادل شہنشاہ زمن
آرزوے اہل عرفان مطلب اہل یقین
مقصود دل آرشیان مرجع عاشقان
زیب مسند جانشین رحمۃ للعالمین
مظہر صدہا عجائب مصدر لطف و کرم
زینت بخش شریعت رونق اسلام و دین
پیشوائے پیشوایان بحرۂ لطف و احسان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت بند

السلام اے بادشاہ دادار و جان آفرین
ذات تیری جیسے خدا کی ذات ہے والا صفات
ہے شرافت ہے سیادت ہے تقدس ہے کمال
تو ولی ہے تو وصی ہے تو علی ہے تو ہی
کیا تعقل کیا تحمل کیا تبختر کیا وقار
سید حق شریف النفس فخر روزگار

السلام اے سرو بالا...
پر شریک ...
ہے تفکر ہے تعقل ...
جس سے بالاتر تصور ...
طفل مکتب درس گاہ تیری عقل ...
باعث عز سپہر و موجب فخر زمین

بند دوم

اے مرے سرمایۂ دنیا و عقبیٰ لطف کر
اے مرے مولیٰ مرے صاحب ...
لطف تیرا مس کو ... کیمیا سازی کرے
...ہو جاتی ہے زر

بار ہی بہر گران ہی اور مین ہون ناتوان
بو نسیم فیض تیری اس چمن مین مین کہان

بند سوم

ای شہ خوبی نسب والا حسب عالی تبار
جملہ تن عزت سراپا وقر و یکسر اعتبار

اللہ اللہ بازو قدر و قدرت ید نی
زیب کی جا ہی حشمت سی قابل اقتدار

قدس کی باشندگان کا ناز تیری ذات کی
نوع انسان کا تمامی تیری اوپر افتخار

قلعہ خیبر کی در کہینچنا خورشید کا
ہین فسانی زور کی تیری جہان مین یادگار

جہک گئی گردن کشون کی سر جہان بیٹہی کہا
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

تو کہو جہاں روب تیرے میدان کین کی تیری تیغ
جیسے نکلی خس و خاشاک کی گرد و غبار

تو نی پہیرا ہی اگر مرکب کو اپنی کیلئی ہان
تو ہوا ہی اوس روش سی باد پیما کا گذار

جون کوئی بجلی چمک جاتی ہی گاہی پیش چشم
پہر کہلی آنکہ کی رہ جاتی ہین حیران کار

گوشہ محراب مین راتون کی تہین رونی سی کام
روز میدان سایہ شمشیر مین ہنسا شعار

کیا چہپی ہی کچہ یہ شخصیت جہان مین ظاہر کرون
ہی تری اوصاف سی ہین قریہ و شہر و دیار

ہی گہر بخشی سی تیری ابر نیسان یکطرف
ہی کف ہمت کی آگی تیری دریا یک کنار

مہربان ہو یک نظر اس چشم رحم کی اور دیکہہ
دیکہہ مت میری طرف اپنی کرم کی اور دیکہہ

زور ایسا کا کسیکو بالقوہ امکان ہے — ہمسرنہ ہو تو ملا ہوئی زمین و آسمان

گرچہ عالم دیدہ حضرت خضر بھی ہیں ہیچ مـی — پر نہین ہیں انکو مطلق یہانکی صحبت کا بیان

تجھ سے ہی فضل الٰہی کا اطلاق شایان ہے — جیسے ہو خورشید سے ہیچ ترا سایہ بان

شیر ہو تو کیا سمجھے نقش ہیچ ہیچ — قشعریری مین ستارہ تھا ہر یان سر بیان

حسن طلسمات جہان کی سب عیان ہیں تجھ پہ باز — حاصل کون و مکان تو ہے واقف راز نہان

خود سے ہو تو ماہ کامل قدرت سے چرخ بر سین — علم تیرا کوہ تیرا علم بحر بیکران

کیا تجسس اور کیا تحمل کیا نمول کیا شکوہ — تو جہان ہے ایکٹان گویا کہ ہین ہون جہان

یہ طرح پائی ہیں تجھ مین سب رسول اللہ کی
شہر ہو نام خدا تو اب رسول اللہ کی

بند ششم

اے چراغ بیلہ نور شاہ مراں مصطفےٰ — اے محرم ہے والی مری معبود ہم نام خدا

ہو تو مخلوق لیکن عقل میں آتا نہیں — دیکھ اندیشہ تجھکو عرش پر جاتا رہا

تو جہان ہے اوس جگہہ کیا آسمان کی قدر ہے — قدر تیری ہے جہان ان گفتگو کو قدر کیا

کام آتا ہے گمہ احد کا ہو علی پایا تجھے — ہے زمانہ میں ہر سکا نہین نشان تھی تیری جدا

مرتضیٰ تجھ سے کیا حرف سخن انجام ہوا ان — تو ہماری آرزو ہے تو ہمارا مدعا

توخریداری کرے جو ملک بھی تو قیمت ہو دو جہاں — یعنی ہو جو جنس کا سب میں قبول خاص و عام

سو خدا اتنا کرے وہ بیچے نہیں کرتا حقیر
آرزو ہوتی نہیں ہے غنیبا ہی اپنا اسیر

قصیدہ در مدح نواب آصف الدولہ بہادر

ہوا کہیں میں نہ بس شکوۂ فلک تحریر — سیہ ہے کاغذ مشقی کہ زنگ لوح ضمیر
کروں نہ شکوہ جفا ہائے آسمان کیونکر — سر خرابی میں ان نے کبھو نہ کی تقصیر
دیا ہے ہزاروں کو دستاں نے خانہ ساز ایکا — دل شکستہ کو میرے کیا نہ ایک تعمیر
جو میں نے چاہا کہ جلد اپنا کام کرلے تمام — تو ردو سیاہ نے اوس کام میں بھی کی تاخیر
سیاہ تھا چشم طمع کو میں اک صحرا سے — سو جام خون دیا ان نے جائے کاسۂ شیر
وہ باغ رفتہ شگفتن سے آشنا نہ ہوا — لگا اس چمن میں رکھا ان نے غنچہ سا دلگیر
در قبول سے نہ امید پہنچی میری دعا — سپر ایا عرش سے تا نیکو اثر ہی تاثیر
نہ دیکھا صفحۂ عالم کو میں کوان سے فرکیا — ہمیشہ نقش پا یہ جو ان کا رہا جیون تصویر
برائے یک لب نان جو ضعیف کو ان نے — ہلال وار کیا سارے شہر میں تشہیر
فلک کے شکوہ میں تھا میں نشستہ — کہا کہ ہو ان ستم کشتہ سپہر پیر
غزل نہ لطف کی اک تو نے میر سے — سخن شناس کوئی ہے آشنا نہ سوز صغیر

۵۲۱

فلک شکوہ ستارہ حشم خدیو جہان — تری جلال کو کن لفظون مین کرون تعبیر

رہی ہے حشمت جاہ و جلال قدرت و نور — کہ تیری حکم کی آگی ہے سہل امر خطیر

ترے محرر دفتر کا ہے سدا محتاج — حبا نہین شہرۂ عطارد جو ہے فلک کا دبیر

رہے علو مراتب کہ در پہ باز شہا — ہزار بار اگر چرخ مارے چرخ اثیر

شریک مشورۂ کارخانۂ عالم — کیا ہے تجھکو قضا و قدر مین تیری مشیر

روان ہو صبح کا گر مرکب غضنفر پیکر — تو تا بشام کرے روم و شام تک تسخیر

کف سخا کی تری ریزش کرم کی حضور — کیا ہے قطرہ زنان شرم گین ہوا ابر مطیر

ہم کو تیری بیان کیا کرون ای ممدوح — ہوئی ہین خلق تری بخشش کو تاج و سریر

کرون مین عرض سو کیا ہفت گنج خسرو کو — کہ تیری بخشش دیکے نہین ہین عشر عشیر

لکھون سو کیا ترے خدام کی سخاوت کو — نیا دے وقت و بخشش رتبۂ قلیل و کثیر

ثبات حرف کو تیری قلم کی کیا لکھیے — کہ تو خامۂ فولاد سے کیا تحریر

برات روزی کسو کی شرف کو دستخط کی — پہونچتی ہے تو نہین مٹتی جیون خط تقدیر

نہین ہے شہر مین نام و نشان سنہیات — رہی ہے ذی کو بھی جنگل مین سو برائے حصیر

مزاج رفع پہ بدعت کی ہو تو نہ اوٹھی — صدا ہے ذی کا تو کیا ذکر ہے قلم کی صریر

نسق کو کام تو فرما وے ہے ایک آن اگر — تو پھر زمانہ قیامت تلک نیا وے تغییر

قطعہ در تعریف اسپ وزیر زمان آصف دوران نواب آصف الدولہ بہادر

وزیر زمان نے لیا ایک اسپ
کہ ہے رشک گلگون باد بہار

نظر پوست سے اوسکی آتا ہے خون
کیا جلد پا اوسکے گل گونشار

اگر اوکرد وے بار ہا سیر کے
نہ نکلا کبہو ابلق روزگار

کروں اوسکی کیا تیز گامی کی شرح
ہرن اسپ شمشیر سے ہوشکار

کہ اک کسمسا وے جو راکب تو پہر
نہیں اوسکو رانو نہیں ہرگز قرار

جہاں باگ اوچک جا ہے محبوب کی
عنان دل اوسکی ہے بے اختیار

کرے جو قدم ابد کا ازل سے اگر
وہ جان باز جو اسپ ہو کر سوار

کہے اسکو گر چھیڑ لیسکر کہان
تو ہیر باد بیان کرے یون گذار

کہ لگے قدم گرد جو اوٹھہ سے چلے
نہ پہرے تک اسکے وہ بیٹھے غبار

غرض اسپ ہے یا چھلاوا ہے میر
رہیں خیرہ ہیران اوسکی ایسے ہزار

قطعہ در تہنیت صحت

قطعہ

ختم ہوئے یاں یہ مضامین حسین — میر کی تصنیف ہے نادر کلام

دیکھے ہیں استادوں کے دیوان بہت — پہ یہ ہے مقبول خواص و عوام

سب سے نرالی ہے یہ شیریں بیان — کرتے ہیں سب تحسین و شکر کا یہ کام

نسخہ ہے یہ جانیے زیادہ عزیز — پیش نظر رکھتے ہیں سب صبح و شام

حق سے دعا ہے یہی اسکے لیے
ہووے یہ مقبول خواطر مدام

تمام شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز مثنوی مسمی بشعلۂ شوق

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور — نہوتی محبت نہوتا ظہور

محبت مسبب محبت سبب — محبت سے آتے ہیں کار عجب

محبت بن اس جا نہ آیا کوئی — محبت سے خالی نپایا کوئی

محبت ہی اس کارخانے میں ہے — محبت سے سب کچھ زمانے میں ہے

محبت سے کسکو ہوا ہے فراغ — محبت نے کیا کیا دکھائے ہیں داغ

محبت اگر کار پرداز ہو — دلوں کی تہیں سوز سے ساز ہو

ستم اس بلا کی ہی سہتے گئے — سب اس عشق کو عشق کہتے گئے

اسی آتش سے گرمی ہے خورشید مین — یہی ذرے کی جان نومید مین

اسی سے دل ماہ ہے داغدار — کتان کا جگر ہے سراسر فگار

نئے اسکے چرچے حکایت سنی — گہے شکر گا ہے شکایت سنی

اسی سے قیامت ہے ہر چار سو — اسی فتنہ گر کا ہے عالم مین شور

کوئی شہر ایسا نہ دیکھا کہ وان — نہو اس سے آشوب محشر عیان

کب اس عشق نے تازہ کاری نکی — کہان خون سے غازہ کاری نکی

زمانے مین ایسا نہین تازہ کار — غرض ہے یہ اعجوبۂ روزگار

آغاز قصہ

عجب کام سیکھے بدن اس سے ہوا — عجب اہل عالم کو جس سے ہوا

کہ وان اک جوان تھا پرسرام نام — خوش اندام و خوش قامت و خوش خرام

جوانی کی گلشن کا وہ آب و رنگ — گلستان پہ کام اوسکی خوبی سے تنگ

جدہر نکلے رنگین ادائی کے ساتھ — چلے جائین جی خوش نمائی کی ساتھ

کھلے بال چلتا تھا وہ سرو ناز — قدم بوس کو آتے عمر دراز

جدہر کو وہ ٹک گرم رفتار ہو — قیامت ادہر سے نمودار ہو

کوئی دل ستم کشتۂ اک نگاہ — کوئی جان ہو نٹھون پہ موقوف آہ

کسو پر فسون گردش چشم کا — کسو پر غضب غمزہ و خشم کا

کوئی بست بر دل کوئی بیقرار — کوئی بیخبر کوئی بے اختیار

انہون مین سے اک عاشق زار تھا — اوس آفت کو اوس سے سروکار تھا

محبت مین تھا جذب کامل اوسے — مراد دل اپنی تھی حاصل اوسے

شب و روز ہم بستر کام دل — ہمیشہ ہم آغوش آرام دل

دم اسکے مین یہان تلک تاثیر تھی — کہ صحبت اس آتش سے درگیر تھی

بہم ربط چسپان بہم اختلاط — نہ کم ہوتی گرمی نہ کم اختلاط

مرے کوئی غمسے کوئی ہو ہلاک — وہ شعلہ اوسی خس سے رکھتا تپاک

کہان حسن مین تھا وفا کا یہ پاس — یہ سنیے کہ ہیگا خلاف قیاس

بہت سی بہت اسکا مالوف تھا — اوسیکی تسلی سے مصروف تھا

کہ ناگہہ وہ دلبر ہوا کدخدا — رہا اپنے عاشق سے چندے جدا

زن و شو مین اخلاص باہم ہوا — اوس آشفتہ سے رابطہ کم ہوا

نگاہین بہم دلمین کاوش کرین — سخن سے وفائین تراوش کرین

ہوا ربط چسپان بہم اسقدر — کہ دشوار اٹھے ہے دگر یک نظر

یہ سنکر کہا اوس دل افگار نے | ستم کشتۂ دوریِ یار نے
کہ مجھکو نہیں تیری باتیں قبول | یہ مکر زنان ہے تبرا اللہ پر سول
وفا کنے ان ناقصوں سے کی | ہوا شوے کسکا کہ وہ سہر ہی
یہ ظاہر میں ہر چند ہوں رشک ماہ | ولیکن ہیں باطن میں مار سیاہ
خدا مکر سے انکے دیوے ہے خبر | نہیں ان سی کوئی فریبندہ تر
جہان میں فریب انکا مشہور ہے | زبانوں پہ مکر انکا مذکور ہے
بے امتحان عاقبت یک نفر | مقرر ہوا تا کہ جا اوسکے گھر
کہے غرق دریا ہوا یہ سرام | ہوئی زندگانی کی صبح اوسکی شام
گیا تھا نہانے کو وقت سحر | سو ڈوبا وہ خورشید روشن گہر
گیا موج دریا نے سر سے گذار | اٹھا طبع نازک سے اسکے غبار
وہ گیسو جو بکھرے تھے بالای آب | سو اب موج دریا کو ہے پیچ و تاب
پھرین تھیں جو وی انکھڑیان آب میں | سو وے گردشیں اب ہیں گرداب میں
تمنا میں تھے جسکے سب دل فگار | سو دریا کو اب ہے وہ بوس و کنار
نہ سمجھا وہ نافہم اسرار عشق | نہ سوچا وہ ناتجربہ کار عشق
کہا غرق دریا ہوا یہ سرام | ہوا کام اوس رشک مہ کا تمام

اٹھا مجھو وہ بیخود و بے حواس — گرا آ کے اس پیکر مردہ پاس

لگا کہنے اے مایۂ زندگی — مجھے منہ سے تیرے ہے شرمندگی

کیا جلد رخت سفر تو نے بار — نہ میرا کیا آہ ٹک انتظار

نہ میری سنی کچھ نہ اپنی کہی — مرے تیرے دونوں کی جی میں رہی

زمین پر سے آخر اٹھا یار سے — لب آب جا کر جلایا اوسے

جب آگ اوسکے پیکر پہ سب چھا گئی — محبت عجب داغ دکھلا گئی

یہ سرگرم فریاد و زاری ہوا — لہو اوسکی آنکھوں سے جاری ہوا

جگر غم میں یکلخت خون ہوگیا — رکا دل کہ آخر جنون ہوگیا

گئے ہوش و صبر اسکے یکبارگی — طبیعت میں آئی اک آوارگی

سراسیمگی سے بگولا ہوا — پھرے اسطرح جیسے بھولا ہوا

نہ جبتک ہو تسلی نہ دلکو قرار — کف غم میں سر رشتۂ اختیار

کبھو یاد کر اوسکو نالان رہے — کبھو ٹک جو بھولے تو حیران رہے

کبھو یان کبھو وان بحال خراب — وہی بیقراری وہی اضطراب

رہے گھر تو آشوبگہ وہ لگے — چمن میں جو لیجائیں تو بیکلے

کبھو متصل ہو تنہہ پر آہ سرد — کبھو دست بر دل کہ دلمیں ہے درد

گیا وہ یہ کہکر سوے آسمان — رہی ہے مجھے رات دن خوف جان

سنا حال شعلہ کا صیاد سے — دھوان ایک اٹھا جان ناشاد سے

ہوا شعلۂ شوق دل سے بلند — رہا لوٹتا آگ مین جون سپند

گئی رات جون تون ہوئی صبح جب — زیادہ ہوئی عشق کی تاب و تب

محبت نے کی اشتعالک کہ وہ — سراسیمہ آیا چلا اس جگہہ

جہان سے اٹھی تھی یہ آتش سلگ — پھر اوسکے جگر کو لگی گھر کو لگ

تبسم کنان وان یہ ان نے کہا — کہ کلفت مین غم کی بہت مین رہا

چلو سیر کشتی کو ہنگام شب — لب آب خالی کرین دلکو سب

ہوا سو ہوا یو نہین تقدیر تھی — جہان سوز الفت کی تاثیر تھی

نہوتے جو دلگیریان متصل — نہوتی یہ آتش کبھو مشتعل

کہان عقل کی اون نے باتین جو وان — وہ عاشق جو تھا در پے امتحان

لگا کہنے یہ آرزو تھی مجھے — کہ اک روز ہشیار دیکھون تجھے

سو یہ دن خدا نے دکھایا مجھے — سخن تیرے منہ کا سنایا مجھے

ندامت سے ہو تو نگ شاہد ہین سب — گرفتار ہون مین بحال عجب

نہ خجلت سے رو ہے جو کچھ مین کہون — نہ قدرت اجل پر کہ مر بھی رہون

۵۳

کہ ہو کر فروغ اک سوے آسمان — تڑپنے لگا جیسے آتش بجان

کوئی دم مین دریا پہ آیا فرود — ہوا نیزہ بالا سبھون کا نمود

تب آب وہ شعلۂ جان گداز — تڑپ کر بہت باز یان درواز

پکارا کہان ہے پسر ام تو — محبت کا ٹک دیکھ انجام تو

کہ مین جملہ تن آتش تیز ہون — دل گرم سے شعلہ انگیز ہون

بھڑکتی ہے جب آگ دلکی مری — تب آب اترون ہون غم مین ترے

مگر سوزش دل ہو کم آب سے — بچے جی مرا اس تپ و تاب سے

سو یہ آب رکھتا ہے روغن کا کام — کیا عشق نے آہ دشمن کا کام

یہ بیتاب سنکر ہوا بیقرار — سفینے سے اترا بصد اضطرار

ہوا ہمدم اس آتش انگیز سے — کہا اوس بلا سے دل آویز سے

کہ مین ہون پسر ام خانہ خراب — مرا دل بھی اس آگ سے ہے کباب

مرے بھی جگر مین یہی سوز ہے — یہی جلتے جانا شب و روز ہے

محبت تری برق خرمن ہوئی — تری دشمنی جی کی دشمن ہوئی

سخن مختصر کچھ وہ شعلہ چلا — کچھ اک اپنی جا گھر سے یہ دل جلا

بہم گرم جوشی سے یک جا ہوئے — کہ گذری تھی مدت بھی تنہا ہوئے

خصوصاً وہ عاشق ہوا پر خجل
تھا آگ کی خجلت ہی سے زرد حرف
تفکر کے دریا مین ڈوبا ہوا
کہ یہ چھین گی جو اوسکے وانا نگان
کہون کیونکی یکبار وہ جل گیا
کھینچے جرم کو بگینا ہی مری
وہ شعلہ جلاتا مجہے کا شکے

ندامت ہوئی یہ جسے متصل
ہوا دوسرا ماجرا ے شگرف
کنارے پہ بیٹھا تھا روتا ہوا
تو یہ واقعہ کیا کرون گا بیان
کف خاک ہو خاک مین مل گیا
ہوئی شہر مین روسیاہی مری
لیے ساتھ جاتا مجہے کاشکے

مقولہ شاعر

اگر سے ہے یہ قصہ ہی حیرت فزا
بہت جی جلائے ہین اس عشق نے
فسانون سے اسکے لبالب ہر دہر

وہ لے ہیر یہ عشق ہے بد بلا
بہت گہر لٹائے ہین اس عشق نے
جلائے ہین اس تند آتش نے شہر

محبت نہو کاش مخلوق کو
نچھوڑے یہ عاشق نہ معشوق کو

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دریاے عشق

عشق سے تازہ کار تازہ خیال
ہر جگہہ اوسکی اک نئی ہی چال

دل مین جا کر کہین تو درد ہوا
کہین سینے مین آہ سرد ہوا

کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا
کہین سر مین جنون ہوکے رہا

کہین رونا ہوا ندامت کا
کہین ہنسنا ہوا جراحت کا

گہہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہہ پتنگا چراغ کا پایا

وان طپیدن ہوا جگر کے بیچ
یان تبسم ہے زخم تر کے بیچ

آرزو تھا امیدوارون کی | دردمندی جگر فگارون کی
نمک زخم سینہ ریشان ہے | نگہہ یاس مہر کیشان ہے
حسرت آلودہ آہ تھا یہ کہین | شوق کی ایک نگاہ تھا یہ کہین
کشش اسکی ہے ایک عجوبا | ڈوبا عاشق تو یار بہی ڈوبا
کون محروم وصل یان سے گیا | کہ نہ یار اسکا ہمرہ جہان سے گیا
کام مین اپنے عشق یکتا ہے | ہان یہ نیرنگ ساز یکتا ہے
جسکو ہوا اسکی التفات نصیب | ہے وہ مہمان چند روزہ غریب
ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہے | کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے

آغاز قصہ جانگداز

ایک جا اک جوان رعنا تھا | لالہ رخسار و سرو بالا تھا
عشق رکھتا تھا اسکی جیا گرم | دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم
شوق تھا اوسکو صورت خوش سے | انس رکھتا تھا وضع دلکش سے
تھا طرحدار آپ بھی لیکن | رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن
کوئی ترکیب اگر نظر آتی | صورت حال اور ہو جاتی
دیکھتا گر وہ کوئی خوش پرکار | رہتا خمیازہ کش بہ لیل و نہار

وہ تو رکھتی نہ تھی خیال اوسکا ۔ بیطرح ہووے گو کہ حال اوسکا

جھاڑ دامن کے تئین وہ مہ پارہ ۔ اوٹھ گئے سامنے سے یکبارہ

وہ گئے اوسکے سر بلا آئی ۔ خاک مین مل گئی وہ رعنائی

دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز ۔ رنگ چہرے سے کر چلا پرواز

ہاتھ جانے لگا گریبان تک ۔ چاک کے پہلے پانو داماں تک

طبع نے اک جنون کیا پیدا ۔ اشک نے رنگ خون کیا پیدا

سوزش دل نے جی مین جا کہہ کی ۔ داغ نے اجگر کو آتش دی

بستر خاک پر گرا وہ زار ۔ درد کا گھر ہوا دل بیمار

خاطر افگار خار خار ہوئی ۔ جان تمنا کش نگار ہوئی

اوسکے منہ پر پڑی جو اوسکی نگاہ ۔ ناامیدی کے ساتھ سرکی آہ

خو ہوئی نالۂ حزین کے ساتھ ۔ رابطہ آہ آتشین کے ساتھ

ہونٹھہ سوکھے تو خون ناب ملا ۔ خواب و خور دونون کو جواب ملا

خلق اوسکی ہوئی تماشائی ۔ پر نہ وہ دیکھنے کبھو آئی

کچھہ کہا گر کسو نے شفقت سے ۔ رو دیا اون نے ایک حسرت سے

جا کے اوسکے قریب ہو بیٹھا ۔ قصد مرنے کا اپنے کر بیٹھا

ایکدم آہ سر بسر اوٹھنا — نالۂ گرم گاہ گاہ اوٹھنا

جی مین کہتا کہ آہ مشکل ہے — اسطرف یک نگاہ مشکل ہے

دوست کو میرے نام سے ہے ننگ — دشمنون سے ہے جی پہ عرصہ تنگ

چشم تر سے لہو بہا کرتا — صبح کو باد سے کہا کرتا

کہ اے نسیم سحر یہ اوس سے کہہ — مت تغافل کر اور غافل رہ

اون بلاؤن مین کوئی کیونکر جیے — جان پر آبنی ہے تیرے لیے

جان دون تیرے واسطے سو تو — آنکھ اٹھا کر ادہر نہ دیکھے کبھو

رفتہ رفتہ ہوا ہون سودائی — دور پہونچی ہے میری رسوائی

نام کو بھی ترے بجا نا آہ — تجھسے کیونکر سخن کی نکلے راہ

ناامیدانہ گر کرون ہون نگاہ — دیکھتا ہون ہزار روز سیاہ

سخت مشکل ہے سخت ہے بیداد — ایک مین خون گرفتہ سو جلاد

کوئی مشفق نہین کہ ہووے شفیق — بیکسی بن نہین ہے کوئی رفیق

نالہ ہوتا ہے گہہ گہے دل جو — گریہ افسوس سے پونچھتا ہے کبھو

آہ جو ہمدمی سے کرتی ہے — اب تو وہ بھی کمی سی کرتی ہے

چشم رکھتا ہے وصل کی یہ دل — جی ہے اس کے اسیر آب و گل

شب مہتابی مین اوسکو کرکے سوار — ساتھہ دی ایک دایۂ غدار
پار دریا کے جلد رخصت کی — اس طرح فکر رفع تہمت کی
گہر تہا ایک آشنا کا مدنگاہ — وان ہو روپوش تا یہ غیرت ماہ
ہووے جب اس بلا سے خاطر جمع — نور افزاے خانہ ہو جون شمع
گہر سے باہر محافہ جب نکلا — اس جوان پاس ہو کے تب نکلا
طپش دل سے ہوکے یہ آگاہ — ہو لیا ساتھہ اوسکے بہر کر آہ
وان کے رہنے سے اوسکو کام تہا — وہ گلے اوسکا کچہہ مقام تہا
جس سے جی کو کمال ہو الفت — جس سے دلکی درست ہو نسبت
جنبش اوسکی پلک کو گردان ہو — دلمین یان کاوش نمایان ہو
وان اگر ہو شکست کا سو باب — یان رگ جان کو ہو وہی پیچ و تاب
وان اگر پاؤن مین لگے ہے خار — دل ہی یان سر نکالی سے یکبار
یار کو درد چشم گر ہووے — چشم عاشق لہو مین تر ہووے
چاک دامن ہی وان پئے زینت — یان گریبان ہی چاک گل کی صفت
وان دہن تنگ یان سے دلتنگی — حسن اور عشق مین ہے یکرنگی
دست افشان دیا کی گویان یہ — تہا محافہ کے ساتھہ گرم رہ

ناز و خوبی نے دل دیا نہ تجھے
رحم سے آشنا کیا نہ تجھے

اب تغافل نکر تلطف کر
حال پر میرے ٹک تاسف کر

گوش زد وایہ کی ہوئی یہ سخن
تھی وہ استاد کار حیلہ و فن

پاس اوسکو بلا تسلی کی
وعدۂ وصل سے تشفی دی

کہا اے ستم دیدۂ غم دوری
ہو چکا اب زمانۂ مہجوری

زار نالے نکر شکیبا ہو
عشق کا راز تا نہ رسوا ہو

دل قوی رکھ نہ جی کو کاہش دے
حیل کوئی دم کو داد خواہش دے

سخت دل تنگ تھی بغیرت ماہ
قطع تجھ بن نہو سکے تھی راہ

گرچہ یہ حسن اتفاق سے ہے
اوسکی بھی جذب اشتیاق سے ہے

تجھ آنے سے دل کشادہ ہوا
رشتۂ دوستی زیادہ ہوا

بزم عشرت کریں گے باہم ساز
ہو جیو اب اپنے دوست کا دمساز

دیکر اوسکو فریب ساتھ لیا
دل عاشق کو اپنے ہاتھ لیا

لیک در پردہ اون نے یہ ٹھانی
کیجیے اس سے خصمی جانی

یہ تو دل فتنۂ محبت تھا
سخت وارفتۂ محبت تھا

وقت نزدیک تھا جو آ پہونچا
تا سر آب یا بلا پہونچا

بے خبر کار عشق کی تہ سے | جست کی اون نے اپنی جاگہہ سے

تھا سفینے مین یا کہ دریا مین | موج زنجیر ہو گئی پا مین

کھنچ گیا قعر گو یہ گوہر ناب | تھی کشش عشق کی مگر تہ آب

کہتے ہین ڈوبتے اچھلتے ہین | ڈوبی ایسے کوئے نکلتے ہین

ڈوبے جو یان کہین وہ جا نکلے | غرق دریاے عشق کیا نکلے

عشق نے آہ کہو دیا اوسکو | آخر آخر ڈبو دیا اوسکو

جب کہ دریا مین ڈوب گروہ جوان | کہو گیا گوہر گرامی جان

دایۂ حیلہ گر ہوئی دلشاد | وان سے کشتی چلی برنگ باد

خار خار دلی سے فارغ ہو | لیگئی پار اوس گل نو کو

یہ نہ سمجھے کہ عشق آفت ہے | فتنہ سازی مین اک قیامت ہے

خاک ہو کیون نہ عاشق بیدل | کام سے اپنے یہ نہین غافل

وصل جیتے نہو میسر اگر | لاے معشوق کو یہ تربت پر

یان سے عاشق اگر گئے ناشاد | خاک خوبان بہی ان نے دی برباد

قصہ کوتاہ بعد ایک ہفتہ | آئی وہ رشک مہ ز خود رفتہ

کہنے لاگی کہ اب تو اے دایہ | ہو گیا غرق وہ فرومایہ

جس کسو سے یہ پیار رکھتا ہے ۔ عاقبت اسکو مار رکھتا ہے

جذب سے اپنے جب کرے ہے کلام ۔ عاشق مردہ سے بھی لیوے کام

ہیچ گاہان وہ غیرت خورشید ۔ اس جگہہ سے روان ہوئی نومید

پہونچے نصف النہار دریا پر ۔ روئے بے اختیار دریا پر

حد سے افزون جو بیقرار ہوئے ۔ دایہ کشتی مین لے سوار ہوئے

حرف زن یون ہوئے کہ اے دایہ ۔ یان گرا تھا کہان وہ کم مایہ

موج سے تھا کدھر کو ہم آغوش ۔ تھا تلاطم سے کسطرف ہمدوش

مجھکو آیا نظر کہان آکر ۔ پھر جھڑو یا تو کس جگہہ جا کر

مجکو دیجو نشان اوس جا کا ۔ مین بھی دیکھون خروش دریا کا

ہون مین ناآشنائے سیر آب ۔ ناآشناسا ہے موجہ و گرداب

لجہ کیا لطمہ کسکو کہتے ہین ۔ گھر مین ہم نام سنتے رہتے ہین

ہین میسر کہان یہ سیر عبور ۔ اتفاقی ہین اس طرح کے امور

یکہ بین گرچہ دایہ تھی کامل ۔ لیک تہ سے سخن کی تھی غافل

یہ نسمجھی کہ ہے فریب عشق ۔ ہے یہ مہ پارہ ناشکیب عشق

بیچ دریا کے جا کہا یہ حرف ۔ یان ہوا تھا وہ ماجرائے شگرف

واں داروں سے سب نے کام لیا	آخر انکو اسیر دام کیا
نکلے باہر وے موئے نکلے	دونوں دست و بغل ہوئے نکلے
ربط چسپاں بہم ہو پیدا تھا	مر گئے پر بھی شوق پیدا تھا
ایک کا ہاتھ ایک کے بالیں	ایک کے لب پہ ایک کو تسکین
جو نظر ان کو آن کرتے تھے	ایک قالب گمان کرتے تھے
کیا لکھوں حال ہے تو وصلی وار	سہل کر سے جدا ہوئے دشوار
کیوں نہ دشوار ہووے انکا فصل	جان و سے و سے ہوا جنکا وصل
حیرت کا عشق سے مردم	شکل تصویر آپ ہیں ہے گم

مقولہ شاعر

میر اب شاعری کو کر موقوف	عشق ہے ایک فتنہ معروف
قدرت اپنے جہاں دکھاتا ہے	اسے ہو تو کے سوا آتا ہے
کتنی وسعت تری بیا نہیں ہے	کتنی طاقت تری زباں نہیں ہے

لب پہ اب مہر خامشی بہتر
یاں سخن کے فراموشی بہتر

تمام شد

اگر تنگ بھی آنکا تو مارا گیا
پہرے سیکڑوں پہاند چار اگیا

و گر سرکشی سے کی استادگی
تو پیشین آئی اک طرفہ افتادگی

پہاڑ ایک ہاتھی مقابل ہوا
بزور آمد و شد کا حائل ہوا

جیسے دونوں وے دیو سید ابھی
اٹھا شور محشر بپا ان مین

جہان دونوں فیلوں کے تو سر پڑے
شتر مرغ سروان نہو پڑ رہی

جو اس مار کھائی پہ اکڑا رہا
کئے روز رسون سے جلد ار دیا

رہے کسطرح پٹ گیا تہا جگر
ہوا او دہر مین لہو موت کر

و گر سرکشی سے نہ اپنے ہٹا
نہ میدان مین تک دبا تک گہٹا

اشارہ ہوا او سکے چو رنگ کا
سبہوں کو ارادہ ہوا جنگ کا

برسنے لگا مینہ تیر و تفنگ کا
ہوا فیل باران کا جنگل مین شور

لگے پڑنے بجلی سے تیغ سیاہ
پریشان ہو جیسے ابر سیاہ

نہایت وہ ہاتھی ہوا لخت لخت
گرا یون کہ جون پارہ کوہ سخت

رکھا لاکے لشکر مین اشناسی
سر اسکا کٹا لاکے بیچ سیاہ

رہے کہتے اس دن عجب سب ہے یہ
سر فیل ہے یا سر شب ہے یہ

اگر دیو مین سرگرانی کے ساتھ
نہ اس تیرگی و کلانی کے ساتھ

ہوا حائل راہ بحرِ عمیق | کہ ہو وہم ساحل پہ جیسے غریق
قریب آکے اُتری پہ خائف تو فوج | کہ بیڑول اٹھتی تھی ہر ایک موج
مہیب اور آلودہ خاک آب | بعینہ پھٹی آنکھہ تھا ہر حباب
غضب لجہ خیز سے بلا جوش پر | تلاطم قیامت سے لیئے دوش پر
چلے بس تو کچھ کوئی چارا کرے | مگر دیکھہ ہی کر کنارا کرے
تردد مین ہر اک کہ ہون کیونکہ پار | کنارے پہ سرگشتہ گرداب وار
روان آب ایسی روانی کے ساتھہ | کہ جون فتنگی ہو ہوائی کے ساتھہ
لگے پانو چلنے جہان شور تھا | کہ کم آب مین بھی بڑا زور تھا
تامل سے اقبال نواب دیکھہ | توقف کیا پہلے تو آب دیکھہ
پھر اس پار جا کر اشارہ کیا | کہ لشکر نے دو ہین گذارا کیا
شبا شب اُترنے لگے لشکری | نہ خوش آب کا وہ نہ ویسی تری
وہ سوتا جگاتا تھا جس کا خطر | اٹھا شور سے فوج کے چونک کر
نشہ اسکے سر سے اتر سا گیا | چڑھائی سی لشکر کے ڈر سا گیا
کچھہ اک ناوین لے کچھہ شجر کاٹ کر | شتابی سے دریا کتین پاٹ کر
اترنے لگا لشکرِ بیکران | گذران ناگذران تھا یہ محشر عیان

باز قدم رنجہ فرمودن آصف الدولہ بہادر روز دیگر براے شکار

چلا پہر یے نواب گردون شکار | اسد باؤ کے گھوڑے پہ ہو سوار
روانہ ہوئی فوج دریا مثال | نہنگون کی اب کھینچ دی گی کہال
گیا شور تا آسمان بر زمین | ہوئی گرد افواج گردون قرین
زمین ہو گئی جا بجا خوف و خطر | فلک کو لگے دیکھنے شیر نر
چڑہا لسک دریا سے فوج گران | اژدر ہاتہیون کی گئین مستیان
دبے چپ لگا چلنے بہیڑون کا گلہ | پریشان ہے گرگ بغل زن کا حال
پلنگون نے کہسار سے راہ لے | نہنگون نے دریا کے تہا تہا سے لے
سحر سے جو تہے دام سے بہاگ گئے | کشف نیچے ڈوبا لوٹنے گھبرا گئے
درندے پرندے چرندے چھپے | گزندون کے منہ گرد نیچے دبے
تلف جانور ہین جہانکے تہان | گوزن اور گورا اور آہو کہان
رہے گو رکیشاخ و یکسو غزال | تزلزل ہے ہین کیا شجر کیا نہال
شغال اور روباہ و خرگوش سے | شہین بخت کچہ ہیے ہین بیہوش سے

غزل

محیط آبگیروں سے تھے مردگار — ہوئے مالک الحزن چندین ہزار

ست دام پانی کی جانب جھکے — کھڑے رہ گئے رو رو کیا یار کو

تہنک سو یونس گھڑیال رہ گئے — مگر چپ بچاتا کدہر بہ گئے

نہ قشقل نہ سلی نہ سرخاب سے — تمام انکے لوہو سے سرخ آب ہے

عجب روغن قاز ملتے تھے یار — کہ قازوں کو لیتے ہوا میں سے مار

منگاتی تھے بطخ کے چہ بالطریت — سو وہ چہ بطے اب سپینک میں پیچ لپیت

ہوئی کتنے اقسام ماہی شکار — نہ آوے قسم کہانے ہی پر اعتبار

نگہ مرگ ماہی تھے جالونکے پیچ — کہ یوں مچھلیاں سب نکالیں الپیچ

نہ ارنب سے جنگل میں نے سوسمار — کوئی بدو ہی کیا کہاے پروردگار

کلنگونکی الٹی گئی صف کی صف — ہوئی تیچ میں قمری بھی تلف

نہ بھیے گئے سبزہ کہا کہا کی چیت — بزی ویسے نہ سلے گئے تو نہیں کہیت

بٹیر اور تیتر کا سے کیا شمار — کہ باز آ گئے بھرے کرتے شکار

ہوا زرد سبزک بہت دل میں ڈر — نہ مو ہوا گروبے شانہ سر

خطر تاک تہا شت کیا کیجئے مور — دبا یوں پرے جیسے دیتا ہے چور

نہ پاڑہا نہ نیلہ نہ چیتل کوئی — سنبوں میں جو دم تھے گیا جل کوئی

٥٤٥

نہ پر تھا نہ پرزا نہ بازو نہ پا ... کنہون نے کبھی پوچھا نہ یون تھا یہ کیا
نہ زردی کو دیکھا نہ پایا کبود ... نکالا ہے لوگون نے پانی سے دود
سپہ کے بلا تحرک تازی سے ہے ... نہ سارس کی وہ سرفرازی سے ہے
کماندار مردم سے چارا گیا ... کسو کھیت پر مفت مارا گیا
نہ جو فیل وحشی کی مستی گئی ... وہیں مٹ گیا اسکی ہستی گئی
سنا تو لگی ٹوکون پہ پھٹ گیا ... وہ کوہ گران سنگ سب چٹ گیا
بہت بیا تو چھوڑ آگھر سے گئے ... لگے ہوون بہت جل گئے مر گئے
اگر بن ہے گویا نبا ہے اسے ... کرے قصد و انکا تو کیونکر کسے
مگر زور سے کچھ نکلتا ہے کام ... بہت رنج کھینچے سے چلتا ہے گام
خریدار و دستار سر خار بن ... زمین پر رکھو پانو کانٹونکو چن
کئے گام یون راہ چلنا پڑے ... پھر اس دامگہ سے نکلنا پڑے
تو آگے بیابان پر خار ہے ... کہین جھاڑ بوٹا کہین خار ہے
اگر اسمین پانی نظر پڑ گیا ... کنارے پہ اوسکی یہ چڑھ گیا
ہوا حال اپنا پریشان بہت ... پھرے مضطرب اور حیران بہت
ترائی جو وان سے گذرنا ہوا ... کہارونکے سر چڑھ اترنا ہوا

قنات اور تنبو پر سب سے گئے	کوٹھے سے جو گندے اتر سب گئے
بھر ایا پانی لشکر مین پھیلا ہوا	اگر فرش و بستر تھا تھیلا ہوا
ہوا سرد از بس ہوئے ایکبار	کلیجونکے ہو گئے برچھے پار
پھرے باد سے لوگ منہ ڈھانپتے	جگہ جا بجا تیون مین رہے کانپتے
رہا ایسی سردی مین کید ہر شکار	ہوئے لوگ خیمونکے اندر شکار
بہت پیر جب جی کو تجنے لگے	جوانونکے بھی دانت بجنے لگے
تہ میغ خورشید پنہان ہوا	ندیکھا مگر روے جانان ہوا
بہت اسپ اشتر سوئی پانو پیٹ	نکالا انہین خیمہ گہہ سے گھسیٹ
غزل اسیر ہان کوئی موزون کرو	تامل کرو دل جگر خون کرو

غزل

وہ دل شکار آن جو نکلا شکار کو	انداز یک نگاہ سے مارا ہزار کو
چلنا پڑے ہے رکھکے قدم تیغ تیز پر	کس کس سے ہے کاٹیو اس رہگذار کو
اوڑنے لگے ہے باد مین تو جان گذرا ہوا	نخلت ہے اسکے زلف مین پیچ تیر یار کو
سو بار منہ پہ ناتی ہو کچھ بولتی نہین	یہ بات کیا ہے پوچھ کے اپنی بہار کو
آتا نہین نظر کہ حصول امید ہو	کیا تمام تمام رکہئیے دل بیقرار کو

شغال اور خرگوش و ہم روبہان ۔ شکاری سگون نے کئی توش جان

ہوا پر جو تھے مرغ پرواز مین ۔ گئے سیکڑون ایک آواز مین

سبت جانور کہا گئے کر کباب ۔ ہوئے آشیانے ہزارون خراب

جو اصل تھا کیا جو کہون تھا کہین ۔ کہ تعداد کشتون کی پاتے نہین

سبت مضطرب جھاڑیون مین پھرے ۔ سلامت نہ آخر گئے جو سرے

انہون ہی مین سیمرغ بھی تھا مگر ۔ کہ پر مارتا ہے نہین کوہ پر

نہین تھا عنقا مرغ اور شتر مرغ اب ۔ کہ بازو نکلے طعمون کے کام آئے سب

کسو بن مین تھے نیستان ور کانس ۔ نہ چلے راہ وان سے اٹکتے تھی سانس

برس مہینہ دو دن مین کل ہی گیا ۔ ولیکن ہے کہا لطیفہ سنا

کہ اندھیر تھا جیسے ظاہر ہے دود ۔ ہوئے ہوشتہ سر وہی ہے سبکی کبود

بلا دو سموم سے کوئی گھبرا پڑے ۔ جنہین دیکھو وہی کانپتے ہین کھڑے

ہوا سرد سو کر گئے جان مار ۔ اٹھایا بڑا لطف سیر و شکار

دل اس دو تیرہ سے گھبرا گیا ۔ کہین آگے دیکھے تو جی آ گیا

یہی چال تھی ایک دو چار کوس ۔ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی پڑی لپٹی اوس

کسو کوہ کے پاس نکلے جو راہ ۔ گئے کوہ کی تیغ تک کم نگاہ

نکلتا ہوا کہینچ کر یہ عذاب	بلا پیشتر ایک تہ وار آب
روان تہا کسو کی طرف تند و تیز	ہوا اسکے چلنے کی تہے بیش خیز
حباب اسکا چشمک زنان موج پر	کہ یون گرم جا تہے مین اہل نظر
طلبگار رکہتے نہین ساو گے	تہو جون گہر ایسے استاد سے
کنارے پر اسکے اترتا ہوا	جو بالا ہوئے تہنڈ مرتا ہوا
نہ کہتے تہے جون رند مفلس لباس	نہ ان سے ہوا انہی جامے کا پاس
غزل کہنے کی یہ بہی جا خوب ہے	جو اچہی ہو موزون تو کیا خوب ہے

غزل

حیف اس شکار پیشہ کو ہمسے خبر نہین	ہم ہین شکار خستہ ہمارے جگر نہین
ہم خاک منہ سے ملکے پہر جیسے آرہے	افسوس ہے کہ وہ دل یار ادہر نہین
آنکہین نکال اسکی قدم کے تلے رکہین	تو بہی ہمارے حال پر اسکو نظر نہین
کیا کیجیے جو نہ سمجہے انداز دام کا	گلزار کے تو قابل پرواز پر نہین
نکلی پڑی ہی ہے میان سے کا اسکے ہو کر بہی	لاگ اسکی تیغ تیز کو ہمسے اگر نہین
سر رکہکے اسکے تیغ تلے مر چلو شتاب	یاں پاؤں پیٹ پیٹ کے مرنا ہنر نہین
آنکہین ملین اسکی راہ پہ جون نقش پا ہزار	پہر میر اسکو کچہ سر سیر و سفر نہین

غزل

قریب ایک میدان پہاڑ تھی وان — لگا اسسے کم کم تھا آب روان

پہاڑ تھی کہ تودا کہون خاک کا — کہ انبار تھا خار و خاشاک کا

صحافی تھا اس کوہ کی ایک دشت — کہ دشوار تھا اسمین آدم کا گشت

ہوا ابد بست اور پانی سے لگے — قدم راہ چلتے ہوئی ڈگمگے

چلے باؤ تو اک ہو حشت ہے شور — کہے پاؤن دامن کو کھینچے بزور

فقط خار بن کیا کیڑ پیاڑ تھا — کہ بوٹا بھی وان جھاڑ جھنکاڑ تھا

بہلو ہے چلو سے پہ چلتے نہین — کہ اشجار آگے سے ٹلتے نہین

نہ ہوتین سر کین نہ کانٹے کہین — مگر پچھلے پاؤن ہٹے رہروئین

کہین ناقی آیا ہے بڑ کا ہوا وت — کھڑے لوگ پیچھے ہین لوہو کے گھونٹ

کہین ہتھکے انفار سر گرم جنگ — کرے سٹو پہتل کا عرصہ ہے تنگ

قیامت ہوا رہبر ہر قدم — چلے کوئی کیا رکھکے سر پر قدم

کہین بچ کے نکلے کہین جھک چلے — کہین مضطرب تھے کہین رک چلے

اسی طور منزل کو کر قطع راہ — پہنچتے رہی ہم بحال تباہ

شجر جمع تھے کچھ پس کوہ سبے — فرود آیا اسجا پہ انبوہ سبے

زمین اونچی نیچی خشونت بہت — اسی تھے وان کم سکونت بہت

کہیں بید کے برگ خنجر گذار — کہیں پانو کہنے دین سر تیز خار
تنک دو درختوں کے اودھر سوئے — نیستان پھرنے ہی پر تو سوئے
اگر بید آگے تو بن بید باف — نہ آئی نظر دو رنگ راہ صاف
اگر بالش تے وان تو تے وحشت — کہ دشوار تھا دو قدم کا بھی گشت
کہیں چار نالے اترنے پڑے — کنارے پہ دو دو گھڑی تھو کھڑے
رہا ہر قدم گرنے ہی کا خطر — چلے دو قدم راہ پاسے اگر
بہت لوگ وحشتِ قلم کو گئے — بہت اسپ و اشتر عدم کو گئے
لگے ہاتھ فیلان وحشتی کی راہ — وے لشکر نہو فیل کوئی سیاہ
نہ ہاتھی ملا کوئی بارے نہ شتر — سو کئی خیر گوٹے سوسئے راہ دیر
شجر سر کشیدہ بہت گیا کہوں — جو دیکھوں تو پگڑی سنبھالے رہوں
چنار ان درختوں کے تھے پائمال — سفیدار لگتے تھے حکم نہال
اگر کوئی دریا پہ آتا ہے پیچ — تو تو گوشئے روندن سی ہو پاپیچ
تن کو رفعت نمود ار ہو — گیا آمد و شد ہیں ہموار ہو
کوئی کل زمیں ایسے آگے نظر — کہ عالم اودھر لگا گے نظر
کہیں سبزہ ترتے جی جا لگے — کہیں سرسوں پیولی دلو کو ٹھگے

غزل

ہوا خیمہ استاد ایسی جگہ — کہ آنی لگے دید وانسے نگہہ

رواں دو طرف اسکے ایک ایک یم — کہ دل کا لیے جاوے سب زنگ غم

جہاں تک نظر کیجے مد نظر — ہوا موج زن کوہ کے تا کمر

نظر والونکے جی بہی ڈھلنے لگے — گذشتہ دل اس عجائب سے کہلنے لگے

وہ پانی چلا واں سے دریا ہوا — رواں گرم تر سوئے صحرا ہوا

سیا دامن کوہ میں سنگ پر — کیا سنگریزوں کو بے رنگ پر

کہ لوگ انکو ہاتھوں نہیں کہنے لگے — جواہر کے رنگوں پر کہنے لگے

کناروں کا کیا عظم کیجے بیان — برابر کہڑے رہتے تہے وہ کوہ گران

انہیں میں سے تہی راہ اس آب کی — وہیں بہیڑ رہتے تہے احباب کی

ہوئے دامن کوہ میں کچہ مقام — سفر کے سبب مدت ہو شاید تمام

کوئی روز کہاتے کی بہی سیر ہے — سبہوں کو ہے معلوم پہر خیر ہے

جو اسمیں کسو سیر کا دیں نشان — نظر آدمی یا کوئی سیل وہاں

تو اور ایک دو دن کی ہوتی ہے سحر — وہ ہاتہی سبد ہے کہئے گا یا وہ شیر

شکار ایسا دیکہا ہے اس یار کا — کہ جہاڑا ہوا دشت کہسار کا

کوئی دیکہے کب تک پہاڑ اور جہاڑ — ٹلے چہاتی پر سے کہیں یہ پہاڑ

ہہی ہے کیا وہ جادو گر نہو لے ۔ کسو دشمن نے اوسکا منہ کیا بند

نہین تھمتا ہے اب پلکون سے رونا ۔ بہت خاشاک سے دریا رہا بند

ہمین منظور ہر صورتین ہے دید ۔ کھلی ہے چشم جون آئینہ پا بند

نہین کام آتی اتنی تیز گامی ۔ سمند عمر ہوتا کاش جا بند

زبردستون کی کشتے ہو گئی پاک ۔ بکالا عشق زور آور نے کیا بند

یہی انداز باندہے ہین یہہ تازہ +
قیامت میر صاحب ہین اوا بند

شکارنامہ

ملکر رہے نواب کو قصد صید ۔ بیابان بہنا دراب ہونگے قید

روان بحر لشکر ہوا موج موج ۔ گئی چشم خورشید تک گرد فوج

بکار و صحاری پہ ہی عرصہ تنگ ۔ مگر یان سراسیمہ ہین ان پلنگ

پہن بیٹھے ہین شیر بہری لباس ۔ گئے ہین لوگ شاید فقیری کا پاس

چکارے ہرن دو لتو اندیشہ مند ۔ دلونمین ہراس کمان و کمند +

کہین گرگ وادی کو فکر گزید ۔ نظر اید ہر اودہر کہرے شیر تیز

بنون مین ہے آشوب کو ہو نہین ڈر ۔ بیابان وطن سارے ہو گرم سفر

نہیں آتی کوہ شمالی کے پاس	شتر مرغ سمع ازلیس ہراس

غزل کہ ہے میر لطف ہوا

بیابان خوش آئندہ و خوش فضا

سبزہ ہے آب جو ہے فصل بہار بھی ہے
سرگرم جلوہ [illegible] بہار بھی ہے

ہے تو نہ سمن کہ پیر ہم پر سید ماغ ہے
آنکھیں وکھا کہیں [illegible] پیار بھی ہے

گل کا کھلنا رہو گا ہنس کر جیوں میں
پر ہم بغل ہے بلبل [illegible] بھی ہے

ہوں عہد گاہ میں تو [illegible] جاتا ہے
کچھ اضطراب ہے [illegible] انتظار بھی ہے

جوں صبح ہم [illegible] ہوں یا بس کہ ہے
دریا کی سیر [illegible] کنار بھی ہے

ہم جبر [illegible] کیا ہو [illegible]
کہنے کو گوشہ میں [illegible] اختیار بھی ہے

کیوں اس [illegible] کے ساتھ [illegible]
شمع [illegible] شعلہ برق [illegible] قرار بھی ہے

جانا ہے سلام آیا اس جا کدا سے گو پھر
مشکل گذر ہے رستا [illegible] بھی ہے

دل تنگ میر کیوں ہے سبزہ و [illegible]
دریا قضا ہوا ہے سیر شکار بھی ہے

کہ منہ پر تھا خورشید آئینہ دار	اٹھا موج میں سے یہ گرد و غبار
سماں شب کا رکھتا تھا ملک [illegible]	فلک گرد سے تہا ہوا [illegible]

بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر | بہت آ کے لشکر مین ہو کر اسیر
لدے ہاتھیون پر جو ہو کر شکار | ہوئین بوجھ سے پشت فیلان نگار
کئے گم جو گیندی نے اپنے حواس | کھڑا ہو رہا آ کے بندیونکے پاس
کہ بندی اسکو بھی جان کر لشکری | چلے جائین صرصر نمط سرسری
نہ چھوڑا ہے طیر ایک عصفور تک | نہ وحشی گئے اور لنگور تک
لگی جا کے شاہین و ستور یون | پڑے بکریون مین کہین گرگ جون
کلنگ ایسے بازون سے آئے ستوہ | کہ کابل سے آ کے گئے صد گروہ
نہین قمچ سر زن نہ ابلق نہ رنگ | ہوئے تیہو یا صید کیا بیدرنگ
غضب کر گئے جرّے نواب کے | اڑا کہا گئے چیل سرخاب کے
نہ لگ لگ نہ تیتر رہا دشت مین | نہ غوار آیا نظر کشت مین
سبہون مین جو تیتے تہا دل سرس | ہوئے صید یون جس پہ آیا نہ بس
جو اصل گو ہوتا اگر حوصلہ | تو گرتا نہ کہیتون مین ہو ہو کے وہ
کہین سارے طاؤس مرتے گئے | ادہر لوگ افسوس کرتے رہے
کہین جی اڑتے زمین بعد مرگ | نہال اسکے خوش تہے بسیار برگ
نہ بستی سے صحرا تلک سبزے | نظر جاے جس جا تلک سبزے

چلے ہر طرف اب جو آ کر تفنگ ۔ نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ

لگی آگ جنگل مین چارا گیا ۔ بن آئے نہ کچھ مفت مارا گیا

ہوا چہرہ گوئی تو جون شیر سنگ ۔ نہ شیری دلیری نہ چہری پہ رنگ

لگی گولی پہرنے نہ پہر چل سکا ۔ نہ بہاگے سے اکسا نہ تک ہل سکا

چلے ہم جو ہر راج سے پیشتر ۔ ہوئے صید دریا کے وان شیر

بہرے فرط ہی سے تو دریا شہر ۔ کہے توکہ سوتے گئے رود و نہر

کسے کو لیونسے مگر بیشمار ۔ رہے سولس گھڑیال خندین ہزار

جو کچھ زخم پانی مین لیکر گئے ۔ وہین سہکے نا سور مر مر گئے

لگا کہنے باغا سر اپنا جہکا ۔ کہ پانی تو جالون سے سارا رکا

اگر جائے تہ کو وہس جائے ۔ و گر کنارے تیے سر تو پہنس جائے

عجب مخمصہ ہے بچے کیونکے جان ۔ یہی موت ہے سوجھتی ہے ندان

جواب اسکا گھڑیال نے یون دیا ۔ گھڑی ایک دو کا ہے قصہ رہا

پڑی سر پہ بجتی ہے فرصت نہین ۔ پہر اسکو کہتے نہین اب گیا کہین

تحمل ہو کچھ بہی تو تدبیر ہو ۔ کرین کیا اگر یونہین تقدیر ہو

کوئی وحشت یکدست فی زار تہا ۔ رکہے وان قدم پانون افگار تہا

غزل

لطف سخن بہی پری مین رہتا نہین ہے ہم
اب شعر ہم پڑہی ہین تو وہ شاہد نہین

کسو ایسے بن سے نکلنا ہوا | کہ کوسون تلک وہ مین چلنا ہوا
کشیدہ قد اس بن کے سارے درخت | چمن کے سے نوبادگان سبز بخت
برابر برابر کہڑے سر بسر | پہری دیر اودہر کو جا کر نظر
پری جل کہ آیا تراکم بہت | حراس اوس مین جا کر ہوئی کم بہت
کہین راہ نکلی تو چلتے چلے | رہے پا بگل ہر قدم جان کہڑے
کہ شاخون نے جہک جہک بلائین تہین سر | بہت آگی جا کر آئی تہی پہر
وہی راہ درپیش وہ کثرت جہی | قیامت کی اوپر قیامت چلی
سرون پر اودہر توپ آئی چلی | تہپہی تہی اودہر گو نہین کہل چلی
کہین اسپ و اشتر کہین فیل مست | زمین تا بسر گام بالا و پست
گذر جسطرح اس طرح سے کیا | روندون فرخون جگر ہی پیا
وہین بیچ آیا میا تا مرا | کوئی دیکہتا بیچ اٹہا تا مرا
سواری سے جہکو ندامت ہوئی | کہ چہارون طرف سے ملامت ہوئی
لگے کہنے آیا خر نگی کمان | کہ جو پانی کی رسم چہوڑی ہین یان

۵۵۷

کون وہ ایسا ظالم تھا استاد فن عیاری کا ۔ اشعر سن میں جن نی مجھکو دیئے فریب سکھائی ہین

میر مقدس آدمی ہین تھی سمجھ بکف میخانی مین
صبح جو ہم بھی جا نکلے تو دیکھے کیا شرمائی ہین

کیا ایک نالی سوجہ نی گذر ۔ ہوئی قائم اس پہ جشن دگر
گری گاڑی چھکڑی پیادی سوار ۔ کہ مقصد تہا سب کا عبور یکبار
گذارا جو فیلون کا پھیلا ہوا ۔ ملا خاک مین آب پھیلا ہوا
لگی سنگ پینسنے دلدل کی بیچ ۔ کہ نالی کا پانی تہا یکدست کیچ
پہنسے گاؤ و شتر گرے بار غم ۔ ہوئی اسپ و اشتر بھی زیر و زبر
اگرچند یاندہ تہی وہ تمام ۔ ہوئی ایک ریلی مین موجود تمام
نہ کچھ ہی آگی کچھ ہو سیسہ مین ۔ ولیکن خدا نی اوتارا ہمین
سلامت رہا اپنا اسباب سب ۔ رہی لوگ شکر کی کرتی عجب
چلی وان سے آگی نیچی یلا ملا ۔ کیا ان نی ایک ایک کو دہ دلا
عجب راہ پر خوف مشکل گذار ۔ نہو تھی معلوم ہاتھی سوار
خطر شیر کا شور نیگاہ کا ۔ عجب وان کی جانی کا غم راہ کا
کہ جائی زمین کچھ ہویدا نہ تہی ۔ کہین اسمین یک ڈنڈی پیدا نہ تہی

غزل

روتا ہوں میں کہ ہے یہی شیشہ	جوں ریگ ... غم عشق چھا گیا
جو نقش روزگار کے صفحے سے محو ہو	صورت پذیر پھر نہیں ہوتا مٹا گیا
ہستی مری کہ ہیچ تھی میں منفعل رہا	اس شرم سے بدان زمین میں سما گیا

داغ دل خراب جو ہنسکو جلے ہے میر
عشق اس خرابے میں بھی چراغ اک جلا گیا

چلے صبح کو دامن کوہ کو	تماشا کناں فوج انبوہ کو
درختوں میں چلنا تو دشوار تھا	دلکراستہ بھی قدم دار تھا
گذارا ہوا یوں نہیں اک دو کوس	ٹیلے پہ ہنگامہ آرا تھی اوس
نیستاں میں چھپتا تھا گھوڑے سوار	اگر ہو تو واں شیر کا ہو شکار
نہ تھے سو شیر شرزہ بھی واں	نہ ہاتھی کی پاؤں کا پایا نشان
ٹیلے سے کیلے کا جنگل ملا	پھر اگرو ہیں یہ جو جنگل ملا
عجب کشمکش درمیاں آ گئی	بہیر اک بلا تھی جہاں آ گئی
نہ ہلنے کو جاگہ نہ چلنے کو راہ	سروں پر کھڑے اسپ و فیل سیاہ
خطر فیل دشتی کا ہر ہر قدم	گئے شیر کے بر قدم پر قدم
کنار آب کی لوگ اترے تمام	ہوئی دامن کوہ میں کچھ مقام

گذشتہ ... راہ — چلی جاتی ہیں کو نہور کی پناہ
... خواب جاگیر — کہیں دیکھیں گے جو نظر آئینگے
کہیں ... ظاہر آثار آب — برسنے لگا قطرہ قطرہ سحاب
کہیں پر کہیں کچھ ہوا کا ستم — کہیں گرگ و ادر کو بھی ہے غم
کہیں ... سنگ ہی ہیں ... دشت — کہ ... کرو تو نہون گرم گشت
نہ نکلے ... تو ... شیر — کوئی ... پڑی ہے سو بعد دیر
... — ... ہے باندھے گئے اژدہے
نہ چھوٹا ... دور کار شکار — نہ اب وحشت و در میں ہے نہ مال
شکار افگنان راہ کرتے تھے طے — لے جاتے ... خاک میں وحشت نے
نہ ... کو جنگل میں ... تھا — نہ ... پانی میں ... ہی
... جاتی تھی ... شال — ... گرگ و غزال
ملا ایک تیتر اگر یا گرہا — تو کثرت سے نوبیزہ پانی چڑھا
بہت مشکلوں سے کیا ہے ... — کہ یک گام راہ اور سو سو فتور
غزال ... کامل میں ... دار کہہ — کہ ... میراس ... تہ

غزل

غزل

مددگار تھے حضرت زندہ فیل — پکڑ لاتی تھی لوگ تب زندہ فیل

بحیرہ نہ دریای اعظم سی کم — اٹھا کرتی تھی جسکی لطمی بہم

ہر اک موج اسکی سمندر کی لہر — کنارہ پہ گرداب غرقاب قہر

سہی جنگل اس جھیل کی آس پاس — درختوں کا انبوہ انکا اکاس

اسی بن مین شیر اور یوز و پلنگ — اسی بن مین گور و گوزن اور رنگ

اسی بن مین ہاتھی وہین کرگدن — وہین فوج سسرزن او سیمین ہرن

اسی بن مین لنگور بندر بہی تھے — وہین ایک دو ہم قلندر رہے تھے

اسی بن مین پاڑہا وہین نیل گاو — اسی بن مین یہ صید بندی کا چاو

اسی بن مین تھے حضرت بوسعید — اسی بن مین نستا سے انکی مرید

اسی بن مین تھی خوک جاسوس رنگ — کیا اس سور نے فرقو کو تنگ

اسی بن مین رہنا اسی بن مین راہ — وہین شام کا حسن لطف پگاہ

اسی بن مین وہ جھیل گہری بہت — ہوئی صید بری و بحری بہت

وہین مچھلی بکتی تھی دمڑی کی سیر — ولیکن نہ کہاتا تہا ہو کوئی سیر

کہ اس آب کا ہضم دشوار تھا — کہ جون آب شمشیر دم دار تھا

شغال اور خر گوش جیسے گئے — شکاری سگ انکو اچک لے گئے

تو اڑ رونکی سیر او سمین پر شتابگہ — وہی سیرگاہ و وہی دام گہہ

وہین صید ہون مرغ و ماہی تمام — مقام ایسے ہو دین تو کریں مقام

ہوا خیمہ آکر جو نواب کا — فلک سا ہی تھا فرق اس آب کا

ہوا ہوتا ہوان کاش درواب پر — ہوئی جیسے شایستہ شیر پر

عجب ہے سحر کی روشنی صد عجب — کہ دین جیسے تھا دین وہی بھر کے سب

جدا ہو وین تو غنچہ چراغ — لگی جیسے عاشق کی چھاتی کو داغ

دری روشنی شعلہ انگیز تار — پڑی سطح پانی کا آئینہ دار

ہوئین کشتیان جگمگ وری سحر پری — چراغون سی موجہ نگر کوچے بچی

حبابو مین تھی جو چراغونکی تاب — حبابی تھا آئینہ سب سطح آب

نمودار چرخ چرا انجم تھی شب — دلون سی وہ پھیلاؤ پانی کا سب

غرض روشنی کی عجب کچھ تھی لاگ — لگا دیجئے گویا کہ پانی مین آگ

غزل میر کوئی کہا چاہیئے — کسو تو زمین پر رہا چاہیئے

غزل

کب آ وے گا کیا جانے وہ سرو قامت — بہار ہو تو سر پا ابھی ہی قیامت

سنگت سفر ہوا اشارت اسی سے — کہ تھوڑا سا بہت یان ہے وقت اقامت

قضا دی غزل اک رباعی کہو — سخن آگے موقوف چپکے رہو
بہت کچھ کہا ہو کرو میر بس — کہ اللہ بس اور باقی ہوس
جواہر تو کیا کیا دکھایا گیا — خریدار لیکن نہ پایا گیا
متاع ہنر پھیر لے کر چلو — بہت لکھنؤ میں رہے گھر چلو

غزل

کرو تامل کہ حال ہم ہیں سو نہیں ہے ہجر غم ہو نہ مارے — جو کچھ پھر وسا جنون پہ تہا سو شکیب و تاب و توان ہمارے
ہوئے ہیں غبار پر قیامت ہے تو کبھو جگر تک گئے ہیں نالے — جو ٹک بھی دیکھو وہ عفو ہے تو راحت اسکو کہا ہے
ہماری آنکھیں تہیں ہیں اتنی کہ اب ہو دریا محیط عالم — کہیں کہیں جو رہیں ہیں مردم سو بیٹھے ہیں دو کنارے
کریں تحمل سو کا ہی پہ ہم ہوا ہمیشہ غش عشق سے — کمی ہے نزاکت اسکی شاید نہیں ہی آیا جگر ہمارے
کبھو سر دن پہ ہر تیغ نالہ کبھو سنان فغان جگر پہ — کسو کو منہ کا کچھ بھی حاصل کیے ہیں جن تیغ و تبر ہمارے
بہری تہی آتش کہاں تلک یار زبان ہے گرم نصیحت اسکو — لگا جو رونے تو جا کے آنسو بھی مژہ سو گرتے شرارے
قبول عشق محبت تمنا ہوا ہے اگر میر قابل — مدام جاتی کہا گئی دو دن ہن کبھو نہ آئے کہا کرا

رباعی

چلنے کو ہوئی بادی سے ہم جو کرے — مل چلنے کے اتفاق بہتیرے پڑے
مجنون نے کہا تہا میں بھی آتا ہوں میر — آیا نہ رہے راہ میں ہم دیر کھڑے

تمام شد مثنوی مسمی صید نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی در بیان کدخدائی نواب آصف الدولہ بہادر

ہے جہان کہن تماشا گاہ	آصف الدولہ کا رچا ہے بیاہ
آؤ ساقی کہ کدخدائی ہے	طبع نواب ادہر کو آئی ہے
دل خوش احباب و شاد ہے گھر گھر	بستہ آئین و ور آراستہ ہے شہر
ہے سر سبز و جوان ہوا ہے جہان	عیش و عشرت کی ہے خورد و کلان
ہر طرف شور ہے آرائش	رہروان کی نہیں ہے گنجائش
شیشہ باز فلک ہے آتش باز	گلستان ہے ہوا ہوائے ساز

وجد مین لاتو ہی پرستون کو — یاد دی ملک سرو وستون کو

آو ساقی کہ روشنی ہی خوب — محو آرایش آج ہین محبوب

کاغذین باغ کیا تماشا ہے — پہول کترا کہ گل تراشا ہے

بکّی سے مشعلون کا ہوا — نور کا ماہ [illegible] پیدا

شیشہ شیشہ شراب ہی درکار — صحبت عیش کو چہکا یکبار

لالہ رنگ [illegible] گلگون کو — مایہ ناز خوب رویان کو

اوس پری کو نکال شیشی سی — رنگ مجلس ہین ڈال شیشی سی

ہوئی سرمست ہو تماشائی — حکم کش ہی سپہر مینائی

جہوٹ آئین بردباری کا — سیر کرے ترک سواری کا

چل گلابی کو ہاتھ مین لی لی — ایک دم جام متصل دہو لے

ہی سواری کی فیل کی وہ ہجوم — جیسے ابر بہار آوے جہوم

آئی دولت سرا سی ہو کی سوار — لعل ناب و گہر ہین صرف نثار

اک مہابت کی ساتھ فیل نشان — آگی مانند کوہ زر کی روان

اور ہاتھی ہین جہومتے جاتے — جیسے آدین جوان مدماتے

جل زربفت کی ہی ساری شب — روکش انجم فلک ہین سب

۵۶۵

ایک دو دم ہمارے جاؤ [illegible] نہین
دلکش آواز تمہارے جاؤ [illegible] نہین
پہینکتے ہین جو دستہ دستہ گل
رہگذر مین ہین رستہ رستہ گل
وہ جو دیو سے تو کیا لیا جاوے
خوش خوش گہر دیا جاوے
ساقیا دے وہ مے جو باقی ہے
شادی ایسی ہی اتفاقی ہے
دور گردون بکام عیش مدام
ہو مبارک یہ جشن خوش انجام

غزل

گل ہو گلشن ہوا در ہو بی ہو
موسم [illegible] سبو بی ہو

وجد میں لاؤ می پرستون کو	یاد دے تک سرو دستون کو
آؤ ساقی کہ روشنی ہے خوب	محو آرائش آج ہیں محبوب
کاغذین باغ کیا تماشا ہے	پھول کترا کہ گل تراشا ہے
بکی سے مشعلون کا ہوا ہے	نور کا ماہ [illegible] پیدا
شیشہ شیشہ شراب ہے درکار	صحبت عیش کو جھکا یکبار
لالہ رنگ [illegible] گویان کو	مایہ ناز خوب رویان کو
اوس پری کو نکال شیشے سے	رنگ مجلس ہے ڈال شیشے سے
پھولی سرمست ہو تماشائی	عکس کش ہے سپہر مینائی
چھوڑ آئین بردباری کا	سیر کرے رنگ سواری کا
چل گلابی کو ہاتھ میں لیکر	ایک دم جام متصل دہوے
ہے سواری کی فیل کی وہ دھوم	جیسے ابر بہار آوے جھوم
آئی دولت سرا سے ہو کے سوار	لعل ناب و گہر ہیں صرف نثار
اک عماری کے ساتھ فیل نشان	آگے مانند کوہ زر کے روان
اور ہاتھی ہیں جھومتے جاتے	جیسے آدین جوان مدہ ماتے
جل زربفت کی ہے ساری شب	روکش انجم فلک ہیں سب

غزل

گل ہو گلشن ہو اور ہو ہی ہو

ہو مبارک یہ جشن خوش انجام

دور گردون بکام عیش مدام

شادی ایسی ہی اتفاقی سے

ساقیا دور ... وہ سمجے جو باقی ہے

کہ تبک آئینے کا ہے حسن قبول	منہ ترا اسطرف کبھو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل کا سے	دیکھیں ہم تب جب ایسی بو بھی ہو
ہے غرض عشق صرف ہے لیکن	شرط یہ ہو کہ جستجو بھی ہو
سرکشی گل کی [illegible] نہیں آتی	ناز کرنے کو ویسا رو بھی ہو
کسکو بلبل ہے دم کشی کا دماغ	ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

دل تمنا کدہ تو ہے پر میر
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام شد

مثنوی در بیان مرغبازان

دلی سے ہم جو لکھنؤ آئے	گرم پرخاش مرغ بازان پائے
پھر وہ پرزا درست و یکسان ہے	مرغ تصویر کا بھی حیران ہے
مرغ ہے ایک ایک جیسے کلنگ	تازہ و سارے ہے جنگ جسکا ننگ
حوصلہ کس قدر جو اصل کا	زور کیا کرکس سے قدر ل کا
لات کی گہات کر جو مر جاوے	نسر طائر کا رنگ اوڑ جاوے

مرغ کا مرغ ہووے ہر رنگ انداز — مرغ ایسا ہو تو بجا ہے ناز

یعنے اپنا حریف جب پاوے — پر ہلانے نہ دیوے کہا جاوے

سینہ کیا سینہ بال کیا پر و بال — جیسے چشم خروس آنکھیں لال

بازی بدبد کے جب لڑاتے ہین — کاٹ [illegible] کے باندہ لاتے ہین

آیا حلقوم کے کہ حلق کے پار — پھوٹا چھاتی مین ایک لگ کو دو سار

ہاتھ جس مرغ باز کے تہا وہ — بازی کرنے لگا ترا کر وہ

کچھ جو ٹھہرا تو دم دیا ان نے — تعبیہ کر کے رکھ لیا ان نے

اور جو سست ہو ہوا تہیلا — دونون بازو کے پر دئے پہیلا

دم سے کیا ہو بیدم و مجروح — قصد پرواز مین تہا مرغ روح

ہو چکا ہو چکا ہوا یہ شور — ڈہلکی گردن گیا وہ سارا زور

پہیلا پالی مین وہ غم جانسوز — دل زدہ ہین مرغ دست آموز

جانور رنگ باختہ سب ہین — یعنی حیران فاختہ سب ہین

مرغ قبلہ نما کو وحشت ہے — بال کہولے ہین پر نہ طاقت ہے

ورنہ اوڑ کر کہین چلا جاتا — ویرا اپنے مقام پہ آتا

جمعے منگل کو پالی کی ہر دہوم — گلیو نمین روز حشر کا ہے ہجوم

بجا ہی کیا کوس رحلت مدام — کسو نے نہ دیکھا شایان مقام

یہ سب شے جو ہین سامنے ہین کہان — جہان جلد ہے ایک بزم روان

جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش — یہ منزل نہین جای بود اور باش

گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار — تہ خاک سب کا ہے دار القرار

نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہو گئی — وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی

ملے خاک مین جھڑ کے گلہاے تر — پریشان ہوے مرغ گلشن کہ پر

پتنگون نے گر خاک مسکن کیا — چراغون نے بھی تھا نہ روشن کیا

گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ — رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ

رہی راکھ ہو کر اگر آگ تھی — رکن سے جہان باد کی لاگ تھی

نہ جدول رہیگی نہ سرو روان — گلستان کو پاؤ وسنگے ہو کا مکان

زمین کا رہے گا یہی کیا سبھاؤ — لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ

سکون یان کا دیکھا سراسر شتاب — چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب

جہان ایک ماتم سرا ہے عجب — نہین جاے باش اور جای عجب

سبھا جی سے جانیکا کیا ہے بیان — عیان ہے کہ کہتے ہین جانکو روان

جوانی گئی موسم شیب ہے — شہود ایک دو روز کو غیب ہے

کھڑے ہوں تو تھرا دیں ران و ساق — جیئوں بیٹھے کیونکر کہ جینا [illegible]

جو یوں پاؤں چلتے پھلتے رہے — تو دیکھو گے ہم پاؤں [illegible]

اگر ضعف سے چپ ہی رہتے ہیں ہم — یہ سوچو تو کیا کیا نہ کہتے ہیں ہم

کہے ہیں نہیں اپنے تک پا و دست — کیا خاک میں مجھکو پیری نے پست

جو بازو ہیں اپنے سو بازو نہیں — اگر منہ کو دیکھو تو [illegible]

بدن کی ہوئی میری صورت ہی اور — [illegible]

حسد ناتوان جان جہان تنگ [illegible] — [illegible]

لبوں پر نہایت ضعیف ایک آہ — در و بام پر حسرتوں سے نگاہ

شکن جلد میں ڈال کو [illegible] — عزیزی حرارت [illegible]

برودت بہت جسم میں آ گئی — مزاجی تھی گرمی سو [illegible]

چھڑکتا رہوں منہ پہ میں آب کاش — کہ ہوتا رہے روح کا انتعاش

وگرنہ دیا سا بجھا جاتا ہے — پھر اوٹھ بیٹھوں تو [illegible]

سیہ روز شیب اک ستم کر گیا — لکھوں کیا [illegible] جیتے جی مر گیا

قلم رکھدے تو کر میر ختم کلام
تمام اپنی صحبت ہوئی والسلام

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی در بیان ہولی

ہولی کھیلا آصف الدولہ وزیر
رنگ صحبت سے عجب ہیں خرد و پیر

جشن نوروزی اہل ہند سب
سے بہی تب محو عشرت بیٹھے اب

شیشہ شیشہ رنگ صرف دوستان
صحن دولت خانہ رشک بوستان

اوس چمن سے باغ پر گل سرخ و زرد
نکہت گل جہاں بیٹھے وان آکے گرد

پھول گل آدین نظر دیکھو جدہر
لالہ و صد برگ سب باغ نظر

دستہ دستہ رنگ میں بھیگے جوان
جیسے گلدستے تھے جو دن پر روان

اون دیون کی عکس سے دریا کا آب | آئینے کی سطح کی رکھتا تھا تاب
کشتیوں میں جو دیے بھر کر چلے | پانی میں شعلوں کر لیے بجا چلے
منعکس تھے جو چراغان تہ تلک | آب کی وسعت تھی بر نجم فلک
کیا ہوائی چھوٹنے کا ہے بیان | ذو ذنب جیسے ستارے ہوں عیان
جا ہی جو ہی چھوٹتا ہے یا د بود | روشنان ذو ذوانب تھی نمود
گنج چھوڑا ایک سے روشن تھے جہاڑ | دو طرف جس سطح سے جھڑتی ہو باڑ
اس روش سے تھے ستارے چھوٹتے | تا گمان ہوں ہو وین تارے ٹوٹتے
دیکھے جاتے تھے چراغان آب مین | شعلے تھے لہروں کے پیچ و تاب مین
ہر دو جانب چمن سے گئے تھے انار | گلفشانی سے اونہونکی تھی بہار
ماہتابی اک طرف سے جو دغی | چاند سا نکلا ہوئے حیران سبھی
آفرین صناع لوگون آفرین | کیا لگایا باغ آکر کاغذ مین
گل کتر کر پھول گل سے کو جھپے | رنگ تازے کاغذون مین بھر دیے
مشتعل تو بین ستارہ نکی دعین | لوگون کی آنکھین فلک سے جا لگین
دیکھیان کیا کیا نہ شعلہ خیز پان | تھین ہوا مین سے ستارہ ریزیان
غرض کو خواب کی اہل فرنگ | لیکے آتش بازی آئی رنگ رنگ

غزل

مثنوی دیگر

سنیے ... بکری کا آگے شعر کہہ | اپنی ہان گویا بڑا تحقیق سے یہہ

... کی تعریف سب | نکتہ ریشی بکری کی ہے بوالعجب

رنگ سر سے پانون تک اسکے سیاہ | چکنے ایسے ختہ کہ پھسلے نگاہ

جیا پستان اسکے آگے دید مین | دو جہان ہوتی ہین وہ [illegible] مین

ایک ... سے تہا مطلق شیر | ایک کہتے ہین اندہے خرد و پیر

اسے ... کاٹ بکرے دو خیلا ... | نازنخرے رہی بہرا تہنے

... کماتے ایک انداز سے | دیتے پہر تو تہی خوش اس ناز سے

دودہ ... چہاتی مین تو بچا ہے | بیٹہیا دیکہے اسطرف منہ کو کئے

... گرم ... وے ہوئے | اپنی شایان ترحم وے ہوئے

دودہ منگوایا گئے بازار سے | پوچھو ہون دنیا کیا انکار سے

گہاس دانا بارے کچہ کہانے لگے | گرتے پڑتے پاس بہی آنے لگے

... عشق کی ... گئے | آپ اپنا دودہ کر کہا پی گئے

اب جوانی ... شیر مست | کودتی ہین ہر زمان ہر دم ہی جست

مستی اپنی ... کرتے شاد ہین | عاقبت بکری ہی کی اولاد ہین

زور قوت سے حریفون کی ہین ... | آہوی جنگی کو دکہلاتے ہین سینگ

۵۷۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دیگر

چمن سے عنایت کے با دام دار
الٰہی زبان دے مجھے مغز دار

صفت عشق کی تا کرون مین بیان
یہون عشق کہنے سے ہین تر زبان

عجب عشق ہی ہر کا ... مرده
جہان دونون اسکے ہین ہر مرده

جہان جنگ صفت کی یہ ... لڑا
صف اولٹی جہان ایک بار اپڑا

اگر لوگ مارے گئے سر بسر
ہوئی فتح اوسکی ہر یہ طرف تر

کوئی کشتنی جو طرف ہو گیا
تیغ اوسکی تلف ہو گیا

جہان جس کسو سے اسے چاہ ہے
وہین اوسکے تا قتل ہمراه ہے

یہی عشق جس سے کہ حاصل ہے کام
یہی عشق ہے جس سے نکلا ہے نام
کہیں عشق سے رو سیم رو سفید
یہی عشق سے نا امیداں امید
یہی عشق ہے عقدہ دل سے یہ
کہیں اسکو اڑنے سے پایا معاف
کہیں ان نے میداں ماری ہیں صاف

محبت سے ہے نیرنگ سارے عجیب
فسانے ہیں اوسکی عجیب و غریب

کوئی عشق کرتا رہا اتنا ورے
گئے میکدے سے بھی صوفی ہے

نہ داں بکڑ و نے شہید و طامات سے
خرابات جانا کرامات سے

کہیں عشق سے نے آزردہ کش کیے
گئے خوش جو عاشق سو ناخوش کیے

کہیں سہل تریار مرنے لگے
کہیں موگ و شوار مرنے لگے

کہیں کام ان نے کیے ہیں عجب
فسانہ ہوئی بزم عیش و طرب

کہیں بادشہ اس سے درویش ہیں
کہیں اس سے درویش دلریش ہیں

ملا کاہ کا کوہ سے کہیں کہیں
ملائی کہیں آسمان و زمیں

کہیں ٹرپ گئے اس سے تیغ فساد
رہی زیر شمشیر حد سے زیاد

ہے عالم کا آشوب نت دہر سے
مراد خطر کہ ہے اس شہر سے

ہوئے عشق میں ہے گیشاں خراب
رہے دل شکستہ پریشاں خراب

اٹھا عشق کا شور عزلت گزیں
گئے خلوت گزیں کو کر ترک دیں

ہوا عشق سے مجلس حال وجد
تواجد سے لائے کرنے شیخان شہر

کیا عشق نے ترک صوم و صلوات
گئے اہل مسجد سوے سومنات

مسلماں ہوئے عشق میں برہمن
گئے کعبے کو چھوڑ دیں کہن

حکایت

تناسب بہت اسکے اعضا میں خوب — سراپا میں دیکھو تو ہر جا سو خوب

زبان نرم طالع وری و صلاح — نہ طنز و کنایہ نہ رمز و مزاح

خوش اندام و خوش رو و پاکیزہ خو — کسو وقت بیٹھا نہ تھا بے وضو

جوانی کا ہنگام طاعت کا صرف — سب صرف پر دلبرون کا نہ حرف

حیا کو سیاہی سے پلکون کی راہ — نکلتی تھی باہر نہ گاہے نگاہ

سبب پاک دامن معیشت ہوئی — لطافت زیادہ بہت مدت ہوئی

کہ ناگاہ اس راہ یک زن گئی — جیون پر خدا جانے کیا بن گئی

جوان کی نظر شرمگین جا لڑی — وہ ترسا کی آنکھہ او سے آ لڑی

یہ دل مستقل ناشکیبا ہوا — دل اطراف ثانی بھی بیجا ہوا

حیادار تھی زن گئی اپنے گھر — وفادار تھا یہ رہا دیکھہ ادھر

کیا چند شرم و وفا ہی کا پاس — لگے رہنے دونون گھرونمین اداس

کئی دن مین ہندو زن آنے لگی — لیے پانی اس راہ جانے لگی

نگاہین ہوئین ہمدگر آشنا — محبت کا دونون نے پانی بھرا

یہی مدتون دیکھا دیکھی رہے — دنون کی کسو سے نہ ہرگز کہے

جیون مین شب و روز مرتے رہین — ولے پاس ظاہر کا کرتے رہین

کوئی طور ملنے کا ایجاد کر — نہ جور و ستم سے ہو تو بیداد گر

پیام ایک کا یہ کہ اے بادِ نرم — کہہ اسکو محبت سے کچھ بھی ہے شرم

تن زار پہچان کیونکر جیے — جگر میں نہ ہو خون تو کیا خون پیے

ملاقات کا رکھئے کیونکر خیال — رہے کیونکہ جان نا امید وصال

اگر دیکھیں آنکھیں تجھے دور سے اشتیاق — وگر منہ چھپا ہے سوا رہے

ات دیکھنا ہی سے ارمان بھی — ادھر دل چلی جائے ہے جان بھی

کہہ اس سے کہ مرتے ہیں تیرے لیے — کیا عشق یا جرم ہمنے کیے

نہیں صبر و تاب ترے بن ملے — لبوں سے جگر تک بھرے ہیں گلے

کسو سے کسو کو نہ ہو جائے لاگ — لگے تو لگائی ہے سینے میں آگ

کسو کا کسو سے نہ لگ جائے دل — کہ کہنا پڑے ہائے دل وائے دل

کسو کی نہ اچھی لگے کوئی آن — کہ جان الم ناک دیجے بذان

کسو کی مجعد نہ کھل جائیں بال — کہ ہو دل کے عقدونکی وا شد محال

کسو لالہ رخ کا نہ اوٹھے نقاب — کہ ہوں داغ دونوں مہر و آفتاب

قد آرا نہ ہو فتنہ ور سر کوئی — کہ سر پر قیامت رکھے ہر کوئی

کسو کی نہ چاہ زنخ میں گریں — مبادا کہ واں سے نہ جیتے پھریں

نہیں کام کا نہیں رہتا نام و نشان
کوئی انکو ڈھونڈے تو پھر ہم کہاں
کہیں یوں فراموش ہوتے ہیں یار
ہمارا ترا عشق سب یادگار
نہ رحم کہ اب بھی گیا کچھ نہیں
تلطف کہ ہم میں رہا کچھ نہیں

ہوا ناگہاں شوہر زن مریض — نہایت ہوئی تب طویل و عریض
نقاہت ہوا تب کا دل کو تئین — کھنچے رفتہ رفتہ دق و سل کو تئین
نزاری سے دل ہو گیا زار تر — ہوا خشک ہو کر وہ بیمار تر
بدن کا وسا رنگ کا ہی ہوا — بہت حال اسکا تباہی ہوا
دموں پر بھی وہ زندگی کم رہا — ٹھہر کر گئے دم ہوا ہو گیا
فنا یعنی طاری ہوئی ہو چکا — اسے وارو وستہ بہت رو چکا
جلانے کی طیاری کر لے چلے — چلی زن بھی تا ساتھ اسکے جلے
کھلی دعوی سوختن میں زبان — کیا پاس ظاہر سے نقصان جان
لگی جلنے چھوڑا نہ اصرار کو — خبر پہونچی اس نو گرفتار کو
اوٹھا واں سے بیتاب آیا چلا — اسے دیکھ جلتے بہت جی جلا
جھکا آگ کی اور کر اضطراب — کہ جی میں نہ طاقت تھی مطلق نہ تاب
کہا مجکو کیا کہتی ہو اسگھڑی — نظر اوسکی جلتے جو اوسپر پڑی
کہا آئے ہو تو چلے آؤ تم — شتابی کرو جو ہمیں پاؤ تم
یہ بیتاب تھا آگ پر پھر پڑا — پتنگا سا اس آگ پر گر پڑا
لگے آگے تھے کتنے انفار ساتھ — وہیں کھینچ لائے اسے ہاتھوں ہاتھ

گئے اسطرف جدہر تھی چلی — نظر کرتے تھے واقعی یہ سبھی
و لے مانعیت کہاں کسکو جگر — کہ حیران سب رہ گئے دیکھکر
ہوئی جاتے جاتے نظر سے نہان — گیا عشق کیا جانیں لیکر کہان
بہت سے ہوئے لوگ گرم سراغ — کسو نے نہ پایا نشان غیر داغ

نکر میر اب عشق کی گفتگو
قلم اور کاغذ کو رکھدے بھی تو

فسانے ہین اوسکے ہزاروں ہزار — یہی کشت و خون کا ہے گرم کار
بہت خاک جل جل کے یکسان ہوئے — رہ عشق مین جی بہت کھو گئے

غرض ایک ہی عشق بے خوف و باک
کیے دونون معشوق و عاشق ہلاک

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی

آؤ ساقی شراب نوش کریں
شور سارے جہاں میں نوش کریں

آؤ ساقی بہار پھر آئی
ہولی میں کتنی شادیاں لائی

شادیاں ہے شگون سراسر ہیں
کوچے سو شہر کے برابر ہیں

دست دستور ہے جو زر افشاں
سپہر جہاں کہن ہوا ہے جوان

دو نو رستے عمارت خوش ہے
تازہ کاری شہر دلکش ہے

اور بازار می رنگ لائے ہیں
ساری رنگیں ستون لگائے ہیں

کہیں دو جام مے سے ہوں سرمست
جا ٹھنکیں تھوڑی دور دست بدست

محفلیں جا ٹھنکینگے کسو کو دیکھ
پھر بہینگے کسو کی رو کو دیکھ

اب نکالے لین گے پھر ہم
باقی ساقی پہ پھینکیں گے پھر کر ہم

کہیں آرائش آگے دیکھیں گے
کاغذیں باغ جا کے دیکھیں گے

کسو ہوش سے ہوونگی گلباز
کہیں کھینچینگے ایک رو دم کو اسکے ناز

آ دو ساقی مے دو آتشہ دے
اسی مے کا بغل میں شیشہ لے

گر دم ہیچ جو و باغ انسان کا
لطف آوے نظر چراغان کا

جسطرف دیکھیے چراغان ہے
شیشہ و شمع ہی نمایان ہے

باغ سے روشنی ہوئی ہے زیاد
ہے یہ ہنگامہ تا جلال آباد

شمع و فانوس کا بہت ہے ہجوم
شمع رنگوں نے کر رکھی ہے دہوم

لوٹیے ان گلوں کی اب تو بہار
گو کسو کے گلے کا ہو جیے ہار

اتنا وہم ہی مچ گیا ہے سو
دارو پی کر پہرین چلیں ہم تو

تارے سے ہیں چراغ چار طرف
آسمان پر زمین رکھے ہے شرف

غنچہ غنچہ دیوں کو دیکھیں جہان
کسو نو گل سے رکھیں صحبت ان

کہیں نوبت کو جا لگے سننے گا
نے کے بجنے پہ سر کو دہنے گا

جشن نوروز ہند ہولی ہے — راگ رنگ اور بولی ٹھولی ہے

عشق سے ہے اگر وہ آتش زن — دو نور سے چراغ ہین روشن

تھا ٹھہ کیا روشنی کے باندہ دیے — شہر مین نام روشن اپنے کیے

دور دور سے خیال و سوانگ آئے — گھوڑے دامن سوار کیا لائے

روشنی وار سی ہے پار تلک — گل کا غذ سے فرق خار تلک

در دولت سے لیکے تا سر آب — ہے چراغ اور شمع ہیگی تا ب

پھر سر پل سے تا عمارت نو — جلتے ہین مجتمع دئیے سو سو

ہاتھی رنگے گئے پڑی ہے دہوم — جیسے ابر سیاہ آئے جہوم

خیمہ استادہ کر چکے شب باش — ہیلیون نے ہر کیا خرام ناز

بان کی صحبت کا تھا نمونہ سب — شاہ و دستور حکم و کار ادب

آئے شکلین بنا کے صورت باز — ڈوم ڈہاڑی نے بجا کر ساز

نقل معقول کی سو حاجی نے — شیخ کے عمامے سر پہ کتنے چنے

کوئی جوگی کوئی فقیر بنا — کوئی ڈاڑھی لگا کے پیر بنا

کوئی بنیا بنا کوئی اوباش — نقل کرتی تھی ان سبھو نکی معاش

کوئی شاعر بنا نہ جسکی نظیر — یعنی مستغرق خیال تھا میر

دو طرف سیم بندی کر دی ہے — سو نے روپے سے راہ بھر دی ہے

شمعیں لاکھوں کنول میں ہیں روشن — زور پھولا ہے کاغذیں گلشن

واہ آتش زنان آتش دست — دار و پی کر ہوے ہیں کیسے مست

توپیں کیا ڈالیں ہیں ستاروں کی — کھوئے رونق فلک کی تاروں کی

تارے موقوف کچھ سما پہ نہیں — توپیں چھوٹیں مگر ہوا پہ نہیں

ماہ بھی چشم روشنی کے لئے — ہے چراغاں ستارگان ہو گئے

گنج چھوٹے ہیں یا کہ تارے جھڑے — یا ہوائی ہے جگنیونکی چھڑے

گل فشاں ہیں پڑیں جو پھلجھڑیاں — کھلتیاں ہیں دونکی گلچھڑیاں

چھوٹتے ہیں انار مہتابی — رنگ ہیں دلبرونکے مہتابی

بادوسے وودسے ہوئے گر ماند — وعیں مہتابیاں کہ نکلے چاند

آؤ اے مطربان سے آہنگ — ساتھہ اپنے لیے رباب و چنگ

ہو غزلخوان بزعم عیش و طرب — پر نکریوں خیال ترک ادب

منعقد مجلس شہانہ ہے — ادب آصف زمانہ ہے

آؤ ساقی مجھے قرابہ دے — در بغل شیشہ ساتھہ اپنے لے

بحر بخشش کی لہر ہے اب آئیں — زر و گوہر کی کشتیاں لائیں

سے گل رہی نہ یکدم بلبل کر آہ و زاری
محبوب سے کسو کو یارب نہو جدائی

گل ٹک ہنسا نہ مجسے بلبل نہ بولی مجسے
کس کس کی ہیں یاغی دیار میں جدائی

ہم بھی رہے ہوا وہ جبتک جوان ہل ہل
کی عمر جتنی تھی زیادہ نہیو فائی

اخوان زمانہ کی تو کیا جانیں دل لگی کو
لگتی ہے جسکے دلکو وہ جانتا ہے بہائی

ہے دامگاہ دنیا ہر جا فریب اسمیں
دیتی نہیں جو کہائی اپنی مجھے رہائی

گذری جو کچہ سو گذری یاریں دلبرونکی
میرا ب کسو سے تم تو کریو نہ آشنائی

تمام شد ساقی نامہ

مثنوی دیگر

اے جہو ٹھہ آج شہر میں تیرا ہی دور ہے
شیوہ یہی ہو تو نکا یہی سب کا طور ہے

اے جہو ٹھہ تو شعار ہوا ساری خلق کا
کیا شہر کا کیا وزیر کا کیا اہل دلق کا

اے جہو ٹھہ تجہسے ایک خرابی ہیں شہر کے
اے جہو ٹھہ تو غضب ہے قیامت ہے قہر ہے

اے جہو ٹھہ رفتہ رفتہ ترا ہو گیا رواج
تیری متاع یاب ہے ہر جا سو میں آج

اے جہو ٹھہ کیا کہوں کہ بلا زیر سر ہے تو
اے جہو ٹھہ سچ یہ ہے کہ عجب فتنہ گر ہے تو

مشکل حصول کام ہے یاں حاصل کلام
باتوں ہی باتوں کام ہوا خلق کا تمام

اے جو تہہ دل مرا بھی بہت دردناک ہے
ان کاذبوں سے صبح نمط جیب چاک ہے

یک فرد تحفظی تھی میری ایک شخص پاس
دیکھا جو خوب اوسکو تو مطلق نہیں ہے یاس

تھا میں نقیر پر نہ گیا شاہ کے حضور
لکھنے لگی کہ تیرہ عزت مرا ہے دور

آداب سلطنت سے نہیں مجکو رابطہ
حرکت نہوتی مجھسے کوئی غیر ضابطہ

مرزائی مجھسے کہنچتے نہیں ہر عزیز کی
پھر شعر و شاعری بھی نہیں ہے تمیز کی

صحبت خدا ہی جانی پڑے کیسے اتفاق
کیا بات آدمی بیچ میں ہے تنگی سے مشتاق

میں مضطرب گھر اوسکے گیا اور مجھکو پایا
کہنے لگا زبان سے یہ ہوتی ہی دو وہ چار

تقصیر میری اسمیں نکرینگے کچھ خیال
صاحب کہیں خموشی کرو نہیں یہ کیا مجال

لیکن یہ حرف اس بھی سے رو بکار کہیے یاد
انداز سے یہ لوگ سخن کرتے ہیں یاد

بہتیری ایسی فردیں یہ رکھتے ہیں جیب میں
رکھتے ہیں یوں نہیں لوگونکو برسوں فریب میں

دکھلاؤنگا چلا ہوں سوال آپ کا لیئے
میں نے کہا فقیر کہو کس طرح جیے

بولا نہوگا سعی میں اپنے ہر کچھ قصور
پھر دیکھیے کہ پر ویسی ہوتا ہے کیا ظہور

ایک آدھ ایسی بات بنا کر کھسک گیا
دل اس خبر کے سننے سے میرا دھڑک گیا

یہ عرضیاں حضور کو پہونچیں ہیں صبح و شام
دستخط جو ہوگی آئی کوئی سو اسی کے نام

بیچ ہین ہوئی کچہہ اگر اسباب — ستر اوٹہانی کی جی مین ہوتی تاب

سو تو کمل نہ ٹہونہ لوئی — سایہ گستر نہ ابر ہین کوئی

ابر ہی بیکسی پہ روتا تہا — ابر ہی سر کا سایہ ہوتا تہا

کچہ پانی مین کپڑے خوار ہوئے — وو ہین گاڑی مین جا سوار ہوئے

رہروی کا کیا جو ہم نے میل — بہنیس جہلی کی تہی بہل کی بیل

آسمان آب سب زمین سب کیچ — خاک ہے ایسی زندگی کے بیچ

تعجب کے دریا پہ ہو کے راہ پڑی — پانی کے سطح پر نگاہ پڑی

لجی لطمی کا کیا کہون مین اوج — باتین کرتی ہے آسمان سے موج

دامن ابر پاٹ دریا کا — دی گرہ تو سے کہ باندہا تہا

ہوش جاتا تہا دیکہہ جوش آب — گوش کرتا تہا کر خروش آب

آب تہ دار اور تیرہ بہت — لہر اوٹہتی جو تہی سو خیرہ بہت

پانی پانی تہا شور سے طوفان — دیکہہ دریا کو سوکہتے تہی جان

ہر موج سیکڑون گرداب — ساتہہ تہے صدتری کی چشم حباب

ناؤ مین پاؤن ہمنے بارے رکہا — خوف کو جان کے کنارے رکہا

خضر رہ ... سب جو اس کہوتا تہا — خضر کا رنگ سبز ہوتا تہا

تنگ ہو ہو ہر طرف لگے کرنے — تسمہ پڑتی تھی مینہ کے بہرنے

کوئی میدان مین کوئی چھپر مین — کوئی در مین کوئی کسو گہر مین

گہر ملا صاحبون کو ایسا تنگ — جس سے بیت الخلا کو آوے ننگ

بیٹھے رہین نہ جب کہ صاحب کو — کون پوچھے نفر مصاحب کو

ڈہونڈتے ڈہونڈتے سرا پائی — ویسے گہر چھوٹے ویسی جا پائی

رہنا بہٹھیاری کے غنیمت جان — جو کہا اون نے ہم گئے سب مان

کچھ پکانے کا جب سوال کیا — مین نے اظہار اپنا حال کیا

یان جو لائے ہین مجھکو یہ ساتھ — زندگانی مری ہے اونکے ہاتھ

پہونچے ہے اونکے روبرو طعام — صبح کا صبح مجھکو شام کا شام

اور پکوائیے تو زائد ہو — خامے سے اپنے اور عاید ہو

جو کچھ آیا سو کہا لیا مین نے — کچھ رہا سو اوٹھا دیا مین نے

سنکے اک دل سے کھینچی ان نے آہ — اور بولے کہ واہ صاحب واہ

ہم تو جانا تھا آدمی ہو بڑے — چار پانچ آدمی ہین پاس کھڑے

کچھ یہ کہاوینگے کچھ کہلاوینگے — ہم کچھ انکے سبب سے پاوینگے

سو تو نکلے ہو کورے بالم تم — ہو گدا جیسے شاہ عالم تم

جلسے مالوف تھے وہیں رہتے | اوس سے کچھ کچھ لگا ہو نہیں کہتے

کیا نفاست مزاج کی کہیے | ستھرے اتنے کہ دیکھ ہی رہیے

خال جون پھول گل کترتے ہیں | یا کہ نقشوں میں رنگ بھرتے ہیں

چوہے چڑیا پہ ان ذکی کی نظر | ہیچ کاکہ نہ فرش تھا اسپر

گھونسی بھی تو تھی بہن اسکی | نسبت اسکی تھی وہ بہت کمسکی

پاوے جو کچھ سو مار کہاوے ہے | ایک کیا چار چار کہاوے ہے

جانور مارنا تو ہے یک سو | تیز کچھ کیا نہ ان نے کبھو

یہ نزاکت اسی کو بن آوے | موش دشتے کو دیکھ ڈر جاوے

ان ذواروں میں ایسی کتنی ڈھونس | گھونس دیکھی تو ہو وے کوئی گھونس

یہ چھچھوندر کے بولتے بھاگی | وہ پڑی سوتی بھی ہو تو جاگی

چھپکلی سے یہ پھیر منہ کو لے | وہ جفا کار جیفہ پہ جی دے

یہ پری سی تھی جو خرام کرے | وہ جہاں وے چیلے تو دھوم دھام کرے

کبک اسکی خرام کے عاشق | جانور اسکے نام کے عاشق

غرض افسوس کی جگہ بلی | اب کہاں گو کہ چہانیے دلی

ایسی بیگم مزاج سے کہو | بیگم آباد ہم سے گئے یارو

کار پردازون کو تقید سے ہے | شور بیگاری ہے تشدد ہے

وے بچارے بہانے کرتے ہین | راتدن لوگ چہوکی بہرتے ہین

کہتے ان سے تو یہ ملے ہے جواب | کسکے گہر سے بناوین لاکی شتاب

ہمکو کہانے ہی کا تردد ہے | صبح بقال کا تشدد ہے

بنیا منہ کو چہپائے جاتا ہے | روٹی کا فکر کہائے جاتا ہے

حال کب پوچہنے کے ہے قابل | ہم فقیرون کے رنگ ہین سایل

سوچتے ہین جب تو جہول جاتے ہین | بات کہتے ہین بہول جاتے ہین

تمکو دیوا گیا کہے سبنے یاد | ہمکو کرنا نہین خدا آزاد

کسکو سوسین کہان سے کہیہ لاوین | دال آٹا جو تمکو پہونچاوین

تم کہو دال ماش کی ہے زبون | یان ہم پہونچی ہے جگر ہی خون

تم کہو آٹا کسکسا کہا یا | یان کلیجا پسا تو ہاتہہ آیا

اور دو چار روز یہ بہی ہے | ایک غم سینہ سوز یہ بہی ہے

فصل ہونے ابہی نہین پائی | پیشگی سب سے قرض لی کہائی

جب سے جوٹہی ہوئی ہین ہم ویران | چہوڑاوہ گئے ہے ساہوکار

ماش کی دال کا نگر یہ گلا | گوشت یان ہے کبہو کسو کو ملا

کوئی گھورا کرے کوئی بھونکے ‏— خفتہ خفتہ ہے شور سے چونکے

سانجھ ہوتے قیامت آئی ایک — شور عف عف سے آفت آئی ایک

گلہ گلہ گھروں میں پھرنے لگے — روٹی ٹکڑے کی بو پہ گرنے لگے

ایک نے آکے دیگچا چاٹا — ایک آیا سو کھا گیا آٹا

ایک نے دوڑ کر دیا پھوڑا — پھر پیا آکے تیل اگر چھوڑا

گھورنے ایک لگا اندھیرا کر — ایک نے اور ایک پھیرا کر

گھر میں چھینکے اگر تھے توڑ دیے — ہانڈی باسن گرا کے پھوڑ دیے

لوگ سوتے ہیں کتے پھرتے ہیں — لڑتے ہیں دوڑتے ہیں گرتے ہیں

جب کہ ہڈی یہ چار چار لڑیں — گوشت پر بھیڑیے سے دوڑ پڑیں

ایک کے پیچھے ایک روز و شب — لینڈے واں نہ بندہ رہتے ہو کب

کتے ہی واں دو چار رہتے ہیں — دو گئے ہے تو چار رہتے ہیں

جاگتے ہو تو دو بدو سے کتے — سو کہا اٹھ تو دور ہو سو کتے

سر پہ وزبان کے بلا ہی رہے — کتا ایک آدھ گھر میں جا ہی رہے

منہ میں کف دور دور کر دو سے — حال بیحال شور کرنے سے

تو کہے سنکے وہ گلا پھاٹا — باولے کتے نے اسے کاٹا

چار واتوں سے اسلئے جی دریا — جان کہا جاوے کچھ نہ سب ہاتھ کیون

اس سے آگے ہیر سے تو پھنیو پتے — اور جیرے پچھے انسو ٹپکہ گرتے

اور آگے گئے تو دیکھا بازار — اسمین بیٹھے تھے تھیرو کا مین بیچار

ایک کے پاس وال پکے آٹا — لستک بیچ بیکمیوان تھا بیچا

ایک سا توان اور تیو بیچے — جیٹر ون نین خاک دھوال کیے

چوتھا باقی رہا سو تھا اکٹال — نام کو کہتے تے استعمال

اسکا حال کے یان اوٹھایا — لئے جیسا کیا تھا سو پایا

ایک نے جب چار رکھے پیاز — سیا اسکو ہزار نخرہ و ناز

کیا کہون ہیچ تے نہ اور کرتے — اس تپہ درمین کچھ بے صبر کرتے

ایک دو کان سنے پسار ہے — اسلئے ہم لوگون سے بیمار ہی کے

اس سے جا کر جو مانگے ہلدی — زرد مٹی کو باندہ دے جلدی

دیکھہ کر کچھ وہ یہ کہے — بس تم اس بستی مین میانجی رہو

یان جو کچھ ہے چاہو سو دیتا ہون — مین ہی پیچھے اگا کے لیتا ہون

مانگو اس سے جو مرچ یا دھنیا — دیوے کچھا و ہی تمام دھنیا

انمین دو و اسلئے اور سب کنکر — دیوے کا قند میں یا تو لمبا کر

۵۹۰

دو لونوں کا اک جدا ہے طور ... — پھر کے روز دو ... شب ہے

آ کے پاس اس گھڑی کی آئی چہل — گم تھے ہمسائے میں طریق و سبیل

ایک ہزار ... ہر اوس کے پانی بہا — تھے ہے پھر تک بھی ہو کے چڑھا

اس ... انکی ہوا بہت مرطوب — ہو وے ... کام سب کے [illegible]

کتنے موزوں میں ہوتی ہی کما [illegible] — اتنے ... جیسے گلے میں ڈالیں پھانسی

پھر وہ درجہ ہے جس میں ہو دوق — ... کوئی ایک ... ثالث شقیق

بڑی آفت خطر تھا سکھوں کا — کیونکہ وہ ملک گھر تھا سکھوں کا

اسمیں آجائے تو قیامت تھی — مال و جان غرض سب کے زحمت تھی

نہ کوئی دادرس نہ وقت داد — مفت ہی ہم گئے تھے سب برباد

کیا کہ سب چیخ کر نے پیدا تھا — پر خدا کچھ ہمارا ... تھا

جنے قدرت نمائی کی اپنی — اوس بلا سے رہائی کی اپنی

بس قلم ہے صریر تیز سے تند — شور سے تو پڑا جہان میں [illegible]

بد زبانے کا مجھکو کب ہے دماغ — ایسی باتوں سے ہیں کیا ہے فراغ

ہو چکی صاحبو تجھی فرمائش — چپ رہ اب ہے زمان آسائش

مثنوی دیگر

۵۹۱

جب وہ چھوٹے شور و ہنگامہ مین — اتبو چھوٹا اتبو چھوٹا سب کہین

چھوٹتا ہے گہ پڑے کوئی نہ جوگ — بندرون سے ناچتے پہرتے ہین لوگ

ہوگئی ہین اسکے جنس بین سے وہی خرد — آدم و حیوان مین یہ برزخ ہین بد

طرفہ ہے یہ بات اگرچہ ہے کہی — بوجہ کے انسان تو بوزنہ بھی

لیکن اس جا گہ تو صادق ہے یہ تو — ساتھ ہے اسکے آدمی کے سو ہین ل

ہے تماشا آئینہ کے روبرو — عکس سے اپنے لسے ہے گفتگو

دیکھنا ہک جھک کے اسکا ہونٹ ضبط — آرسی بندر کا مشہور ربط

گاہ بوسہ گاہ عشرہ بولنا — گاہ آنکہین موندنا گہہ کہولنا

آگے تہا اک بوزنہ شطرنج باز — چال سے اسکے نکلتا امتیاز

کنہ قرآدون سے ہمکو یاد ہے — یہ لسے فتان کا داماد ہے

جان وہین بندر اگر دیکھین جنے — رہتے ہین چانول پڑے اسکو کئی

آنکہہ کب دوڑی ہے اسکی ہر طرف — ہے یہ اپنے نوع کا فخر و شرف

الغرض منوا عبارت جاننے ہے — نام اس دلکش کا منوا یا لنو ہے

خوش ہے منوا تو خوش احوال میر — ورنہ آدم ہے جوانی مین بہے پیر

دہر مین یارب نہ یہ محزون رہے — سبکا منوا ہے اوسے بیمون ہے

[illegible]

قصہ ایسا ہوا جو اتفاق ۔ مرگ ان بچوں کا [illegible] سبب

حفظ اسکے کو کہہ کما لازم ہوا ۔ جیا [illegible] پہونچے کا ہر اک عازم ہوا

نذریں مانیں نقش لا کو ڈھونڈھ کر ۔ نیل [illegible] باندھے پیٹ کر

چھیچھڑوں پر بعضوں نے افسوں لکھے ۔ بعضوں نے تعویذ [illegible] لکھے

بے بلاؤ سے بت کی التجا ۔ گربہ محراب سے چاہی دعا

گوشت کے چیلوں کو پھینکی بوٹیاں ۔ ماش کی موتی پکائیں روٹیاں

لڑکیاں ہٹیلا ٹیاں کھاتوں تلے ۔ اور اس طرح سوت [illegible] بلی کم ہوئے

رہتے تکرا منہ کو ہر اک کھوستے ۔ اور [illegible] بلی بوسے لیے

صدقے اترے چھیچھڑے جو ہیر دو ۔ گربہ لا دھنے کا [illegible] ہو کے سیر

کیں مناجاتیں دل شب لا القد ۔ گربہ زاہد سے بھی چاہی مدد

دو پہر کے تئیں ماتا بہت ۔ بلیوں کو بھی دیا کھانا بہت

[illegible] جس بلی کی کرتا تھا عبید ۔ تھی وہاں گوشی میں [illegible]

خواجہ عصمت کرتے تے طاعت جہاں ۔ ایک بلی بیٹھی تھی آکر وہاں

صبحدم ہو تو وے سرگرم سجود ۔ گربہ قیام اسکے تئیں تھا گہ قعود

چاہیے ہیہات اٹھتی اٹھ کے ہر سحر ۔ کچھ تو باطن نے کیا اسکے اثر

[illegible]

سب سے آگے ان پچھے در تلک ۔ ویسے میرے پانو سے لیمہ تلک

انکہ سے معلوم ہو مشتاق ہے ۔ بلی یا اعجوبۂ آفاق ہے

بلیان ہوتی ہین اچھی ہر کہین ۔ یہہ تماشا سا ہے سب نے تو نہین

گرد رو باندہ ہو لئے پسرہ حور کا ۔ چاندنی مین ہو تو انکا نور کا

گرم شوخی ہو اگر یہہ مثل برق ۔ بجلی مین اس مین کچھ کہہ سکئے فرق

یا پری اس پردے مین ہے جلوہ گر ۔ اوچتی اودہر سے نہین ہرگز نظر

کیسی ہے بلے ولایت کی ہے زور ۔ خوب دیکھو تو ہے اسکے حد حور

ربط ہے اپنے ہی جن کو اسکے ساتھ ۔ بیٹھے ہی قد بیٹھیہ پر میرا ہو ہاتھ

اکیدن جاکر کہین ٹک سو گئی ۔ مانی مانی سارے گھر مین ہو گئی

بلی کا سونا نہین اسلوب یہہ ۔ ہے کبودی چشم یک محبوب یہہ

دیکھے حسدم یک وزا کوئی اسکو ہو ۔ چشم شور آفتاب اسدم ہو کور

حسن کیا کیا مانی کے کریئے بیان ۔ ہو جہان جبتک یہہ ہووے رمیان

تعقیب [illegible] نہ کوئی کہہ سکے ۔ دیکھے اسکو تو نہ اس بن رہ سکے

وائے گلزاری سے اسکی تازہ باغ ۔ اس زمان تیرہ کی چشم و چراغ

کیا دماغ اسکے طبیعت کیا نفیس ۔ کیا مصاحب ہے بدل کیسے جلیس

چار دیواری سو جگہ سے خم — ہر تنک ہو تو سو جگہ سے نم

لونی لگ لگ کے جھڑتی ہے یا مٹی — آہ کیا عمر بے مزہ کاٹی

کیا تھے مینہ سقف چھلنی تمام — چھت سے آنکھیں لگی رہیں مدام

اس چھلش کا علاج کیا کریے — راکھ سے کب تلک گڑھی بھریے

جانہیں بیٹھنے کو مینہ کے بیچ — ہے چھلش سے تمام ایوان کیچ

آنکھیں بھر لاکے یہ کہیں ہیں سب — کیونکے پروارئے گا یا رب اب

جھاڑ باندھا ہے مینہ نے دن رات — گھر کی دیواریں ہیں گی جیسے پات

باد میں کانپتے ہیں جو تھر تھر — آنچ پر ڈار کے کوئی کیونکر

کچھ لے لے کے مارے چھو پائے — چھونیا کاٹے کا ہے تو پائے

لٹھو پر چتے ہی ہیں — ٹوٹا اک بوریا سا ڈالو کہیں

ڈھانکو دیوار یا اوسار رکھو — یا ہمارے لئے بچھا رکھو

ایک حجرہ جو گھر میں ہے لائق — سو شکستہ تر از دل عاشق

کہیں سوراخ ہے کہیں ہے چاک — کہیں جھڑ جھڑ کے ڈھیر ہے خاک

کہیں گھوسوں نے کھود ڈالا ہے — کہیں چوہے نے سر نکالا ہے

کہیں گھر ہے کسو چھچھوندر کا — شور ہر کونے میں ہے مچھر کا

کنگنی دیوار کی پٹے بچال
تو تا ہیرا تو ایک بابت سے
کیونکے ساون چڑھے گا اکبی بار
ہو گیا ہے جو اتفاق ایسا
ہوئے مضطر لگے ہیں کہنے سب
تیتری یاں جو کوئی آتی ہے
نہیں دیوار کا یہ اچھا ڈھنگ
ایک دن ایک کوا آ بیٹھا
چہل سے لوگ دوڑے کر کے شور
ہو نہ ایسا کہ اپنی چال سے پلے
نہیں وہ نہ مچا ر پانو پھیرا
تھی اسکے کہیں کہیں بسکی
ساں کر خاک لگ گئے دو چار
اچھے ہونگے کہ نذر بھی اس گھر سے
اکھڑے پکھڑے کو اجڑ ٹوٹی جنید

پتھر سے کا بوجھ بھی سکے وہ سنبھال
پونا پیند کی تو قیامت ہے
تھرتھرا رہے سنبھیر ہی ہے دیوار
شاق گذری ہے کیا کہوں کیسا
اور بہنبھیری کہ ساون آیا اب
بیاں محزون نکل ہی جاتی ہے
کہیں کہ کے تو ہے قیامت جنگ
بیگماں جیسے بوا آ بیٹھا
کہ نہ حایط میں کچھ رہا تھا زور
دوڑے اور چیلے کہ ہال ہال چلے
ایک کالا پہاڑ آن گرا
بچ جو نہ آور چھاتے سے وہ ہسکی
بارے جلدی درست کی دیوار
پھر سے ہے ایک حزابی گھر دیکھے
نہ لغے زنجیر ایک کہنہ جدید

۵۹۷

تنکے جاندار ہین جو بنش وکم	تن پہ چڑیون کے جنگ ہے باہم
ایک کھنچے ہے چونچ سے کر زور	ایک لکڑی پہ کر رہی ہے شور
پوچھ مت زندگانی کیسی ہے	ایسے چھپر کی ایسی تیسی ہے
کیا کہون جو جفا کشی سے سہی	چار پائی ہمیشہ سر پہ رہی
موریا پھیل کر چھپا نہ کبھو	کونے ہی مین کھڑا رہا یکسو
ڈیوڑھی کی ہے یہ خوبی گھر ایسا	چھپر اس جھونپڑے کا گھر ایسا
جنس اعلے کوئی کھٹولا کھاٹ	پائے پٹی رسے ہین جسکے میہاٹ
کھٹملون سے سیاہ ہے سو بھی	چین پڑتا نہین ہے شبکو بھی
شب بچھونا جو مین بچھاتا ہون	سر پہ روز سیاہ لاتا ہون
کیڑا ایک ایک بہر مکوڑا ہے	سانجھ سے کھانے ہی کو دوڑا ہے
ایک چٹکی مین ایک چھنگلی پہ	ایک انگوٹھا و کھاوے انگلی پہ
گرچہ بہتون کو مین مسل مارا	پر مجھے کھٹملون نے مل مارا
ملتے راتون کو گھس گئین پورین	ناخنون کی ہین لال سب کورین
ہاتھ تکیے پہ گہہ بچھونے پر	کبھو چادر کی کونے کونے پر
سلسلا یا جو پائینتی کے اور	وہین مسلا کیا ہے چڑیون کا زور

عشق بن مت کہو کہ سب کچھ ہے
عشق تھا جو رسول ہو آیا
ان نے پیغام عشق پہنچایا
عشق حق ہے کہیں نبی ہوا
ہے محمد کہیں علی ہے کہیں
عشق عالی جناب رکھتا ہے
جبرئیل و کتاب رکھتا ہے
عشق حاضر ہے عشق غائب ہے

مثنوی مسمی بہ معاملات عشق

میں تو حیران کار تھا اپنا — کوئی اس دم نہ یار تھا اپنا
اینٹ پتھر تھے مٹی تھی یکسر — خاک میں مل گیا تھا گھر کا گھر
چرخ کی چکی نے پیسا تھا — پر خدا میرا مجھسے سیدھا تھا
کتنے اک لوگ اسطرف دوڑے آئے — یا ملک آسمان سے آئے
مٹی سے دے گئے دو ہاتھ نہیں — کام نے شکل پکڑی ہاتو نہیں
صورت اوس لڑکے کی نظر آئی — ہم جو مردے تھے جان سی پائی
آنکھ کھولے ادھر ادھر دیکھا — اس خرابے کو پھر نظر دیکھا
قدرت حق دکھائی دی آکر — یعنی نکلا درست وہ گوہر
داشت کی کوٹھری میں لا رکھا — گھر کا غم طاق پر اوٹھا رکھا
سو میاں کی کملائی کچھ جلد سی — فرصت اسکو خدا نے دی جلدی
غم ہوا سنکے دوستداروں کو — پھر نہ رہا یہ خیال یاروں کو
گھر کی بود و باش یاں نہ رہے — گو تصرف میں یہ مکان نہ رہے
شہر میں جا ہم نہ پہونچے کہیں — چار ناچار پھر رہا میں وہیں
اب وہی گھر ہے بے سر و سایہ — اور میں ہوں وہی فرومایہ
دن کو ہے دھوپ رات کو ہے اوس — خواب راحت ہے یاں سو سو کوس

قیس کیا رنج کھینچ کھینچ ہوا	سر پہ فرہاد کے سنا جو ہوا
عشق نے چھاتیاں جلائیں ہیں	آگ کس کس جگہ لگائیں ہیں
عشق میں ایک جی کو کھو بیٹھے	ایک آنکھوں سے لہو رو بیٹھے
ایکوں کا جیب تا بدامن چاک	ایک ڈالے ہے سر کے اوپر خاک
شان ارفع ہے جنکی خوار ہیں یاں	عشق والے جنوں شعار ہیں یاں

۴

خستہ عشق کچھ فقیر ہوئے
بادشا عشق میں فقیر ہوئے

کوئی دل تنگ ہو کوئی میں گرا	کوئی ویرا کوئی گیا پیدا
جب پتنگا ہوا تھا اس کو داغ	تب دیا جگنوؤں نے پیش چراغ
عشق کی فاختہ کشمکش سے	عشق سے عندلیب دلکش ہے
عشق باعث ہوا وطن چھوٹے	مرغ گھر سے گئے چمن چھوٹے
مایۂ درد و رنج سب ہے عشق	مشتعل رونے کا سبب ہے عشق
تپ گئے دل جگر میں آ خس جیسے	کچھ سنا یا کہوں تو عشق کا بھید
دی جو تیغ ستم جو اٹھے عشق	جا بجا ہیں بتوں کو خوش کیجے عشق
عشق سے قمری ہے حریف سرو	سر سے آنکھیں لگا رہا ہے تدرو

[illegible]

۵۹۹

قصہ میرا بھی سا کچھ ہے عجب | کس پہ گذرا ہے یہ ستم یہ غضب

معاملۂ اول

ایک صاحب سے جی لگا میرا | اونکے عشووں نے دل ٹھگا میرا
ابتدا میں تو یہ رہی صحبت | نام سے انکے تھی مجھے الفت
خوبی انکی جو سب کہا کرتے | گوش میرے ادھر رہا کرتے
بخت برگشتہ پھر جو یار ہوئے | اک طرح مجھسے وے دوچار ہوئے
کیا کہوں طرز دیکھنے کے آہ | دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
چپکے منہ اون کا دیکھ رہتا میں | جی میں کیا کیا یہ کچھ نہ کہتا میں
وے تو ہرچند اپنے طور رکھتے | پر تصرف میں ایک اور رکھتے تھے
کرتے ظاہر میں احتیاط بہت | مجھسے بھی رکھتے اختلاط بہت
بات کی طرز میری جی بھاتی | میری آزردگی نہ خوش آتی

پیار چتوں سے پھر نکلنے لگا
دیکھنا دلکو میرے ملنے لگا

کہیں دیکھوں تو بات دیر کہیں | بیدماغ اور بدگمان رہیں
کچھہ آزار مجھکو دینے لگے | قسم اقسام مجھسے لینے لگے

معاملۂ دوم

ایک مدت تلک یہ صحبت تھی
کبھو الفت کبھو نہ الفت تھی

اوسکی زلفون مین دل گئے نہ بہرے — رہے سنبل کے پیچ پاچ دہرے

اوس جبین سے ہو دلکی کب جاذب — صبح صادق کی دعوی ہو کاذب

ویسی بہوئین کشیدہ بہی ہین کہین — یہ کمانین کسو سے کہنچنی نہین

سہری پلکون کی اور سب کی نگاہ — چشم پر میری تیری چشم سیاہ

کہون چتون کی دیکہنے کا طور — اس قیامت پہ وہ قیامت اور

سطح رخسار آئینے سے صاف — جو نہ ٹہہرے نگہہ تو رکہئے معاف

لطف بینی کا فہم ہے دشوار — ایک باریک بینی ہے درکار

کیا جہکتا ہے ہائے رنگ قبول — جیسے نکہرا گلاب کا سا پہول

ہے دہن تنگی سے سخن کوتاہ — کچہہ نکلتی نہین سخن کی راہ

اوس سے گل کیا چنے کوئی ہمدم — غنچہ تا شگفتہ سے بہی کم

برگ گل سے زبان ہو نازک تر — پہول جہڑتے ہین بات بات اوپر

کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو — وہ زبان کاش میرے منہ مین ہو

دمبدم سو سے گوش اشارہ ہیچ — گوہر گوش یا ستارۂ صبح

عجب بنا گوش ان نے دکہلایا — صبح کا سا سمان نظر آیا

ان لبون کا مزا لیا سو بہانت — تسکے اوپر [illegible] بہی ہے دانت

بات اوس سے خدا جو اگر کرے — دور اس سے جیون خدا نکرے

یوں نہیں سرخ اسکی ہر انگشت — ڈوبے ہین میرے خون مین یکمشت

وہ کف دست راحت جان ہے — کاش سینے پہ رکھدے غم یان ہے

کیا بیان خوبی شکم کو کرے — دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے

صدر کے ناف سے تا تا ناف — پیچکی جا کہہ ہے کیونکہ کہیے صاف

اس سے پہر آگے غنچۂ گل ہے — یان سخن بابت تامل ہے

پردے مین بہی جو کچھ کہا جاوے — آپ سے تو نہ تک رہا جاوے

گئی نظروں سے وہ کمر باریک — ہو نہ آنکھوں مین کیون جہان تاریک

اور کیا دل نہ دیکھ بات آوے — کہین یا رب شتاب بات آوے

نازکی اس میان کی کیا کہیے — ہے تو ہاتھوں مین سے لیے رہیے

تنک اگر لچکے تو قیامت ہے — پہر قیامت تلک ندامت ہے

کیون چڑہی ران پہ نظر تا ساق — اوس بن اب زندگی ہوئی ہے شاق

پاے جانان سے گفتگو ہے اب — خاک مین ملنے کا سبب ہو ڈہب

وہ قدم کاش فرق سر پہ ہو — ساق سیمین مرے کمر پہ ہو

وہ کف پا قریب ہو میرے — ٹھوکر اوس کی نصیب ہو میرے

ایک دن فرش پر تھا میرا ہاتھ	باتین کرتے تھے وہ بھی میرے ساتھ
پانون سے ایک انگلی مل ڈالی	لطف سے درد وہ نہ تھا خالی
درد سے کی جو مین نے بیتابی	دست نازک سے دیر تک دابی
یاد آتے ہین ایسے لطف جو اب	گذرے ہے جان غم زدہ پہ غضب
تن بدن دیکھ جی رہتا تھا	مین جو گستاخ ہو کے کہتا تھا
کہ یہ جاگہہ تم اس فقیر کو دو	متبسم ہو کے کہتے وے یہ لو
یہ بھی کیا کیا خیال رکھتے ہین	آرزوے محال رکھتے ہین
پہر گھڑی بھر مین کہتے ہو نہ بلول	نازکہانی کی باتین سب ہین قبول
جب سلوک ان کا یاد آتا ہے	کیا کہون جی سے بھول جاتا ہے

معاملہ چہارم

ایک دن پان وے چباتے تھے	سرخ لب اونکے مجھکو بہاتے تھے
کہہ اوٹھا مین کہ یہ اوگال مجھے	منہ سے دو تو کرو نہال مجھے
بولی یو نہین ہے مین کہا ہان سچ	جھوٹا کہاتے ہین ہٹیے کہ لالچ
ہنسکے اوسوقت مجھکو ٹال دیا	پھر اسی رنگ سے اوگال دیا
ایسی صد رنگ مہربانی تھے	تب سیہ رو کی زندگانی تھی

صورت اونکی خیال مین ہر دم / خواب مین جو ہون وہ مژدہ باہم

مین تو بستر پہ دل شکستہ او داس / چاند سا منہ انھون کا تکیے پاس

مین بچھونے پہ بیخود و بیخواب / ایک پیکر پری کا سا ہمخواب

فرش پر پانو پہ عجب آزاد و / انھین وسے دونون پانو نگار آلود

مین تو افتادہ محو بند و نیاز / بازو میر کسو کی بالش ناز

جلتی آنکھون سے گنے گل رخسار / جیسے کچھ بکھرے ہوئے عنبر بار

پاس منہ کے وہ لال تر نازک / دست گستاخ پہ کمر نازک

فرش اس گلبدان کی سب ہو یا / پھول مین سونچپا اگر تھے گویا

شب کٹے صورت خیالی سے / دن کو ہون تنگ شکستہ حالی سے

گرچہ روزانہ بھی تصور تھا / لیک اندوہ سے کمتر تھا

کہین تصویر سے نظر آئی / کہین منہ پھیر چپکے شرمائی

کبھی دل ان کے رو بہ رو سوون رہے / کبھی ملنے کی آرزو مین رہے

صورت حال اور کچھ ہر دم / گاہ لب خشک گاہ مژگان نم

مین بھی مقصود یکسو وفا کی ہے / جان غمزدہ کی پہ جفا کی ہے

پرسون تک یہ پھرا ہون سرگردان / روز و شب دونو تھے مجھے یکسان

جو پڑھے گا سنگ نامہ یاں — ہو گی ساری حقیقت اسپہ عیاں

یاں نہ تفصیل کرنے کا تھا مقام — کہ محبت سے یاں ہے حرف کلام

معاملہ ہفتم

بارے کچھ بڑھ گیا ہمارا ربط — ہو سکا پھر نہ دو طرف سے ضبط

تب ہوا بیچ سے یہ رفع حجاب — جب بدن میں رہی نہ مطلق تاب

ایک دن ہم وے متصل بیٹھے — اپنے دل خواہ دونوں مل بیٹھے

شوق کا سب کہا قبول ہوا — یعنی مقصود دل حصول ہوا

واسطے جسکے تھا میں آوارہ — ہاتھ آئی مرے وہ مہ پارہ

گھر گئے دست دے ہم آغوشی — ہمسری ہمکناری ہمدوشی

چند روز اسطرح رہی صحبت — پیار اخلاص رابطہ الفت

کچھ کہوں جو انہوں کی ہو تقصیر — نارسائی تھی طالعوں کی ہمیر

ہو گئے بخت اسنے برگشتہ — پھر کیا آسمان نے سرگشتہ

بات ایسی ہے اتفاق پڑے — کہ ہوئی اس پہ فرقت آن کھڑی

لگی کہنے کہ مصلحت ہے یہ — کتنے روزوں جدا تو مجھسے رہ

یوں ہی آتا ہے عشق سے درپیش — کہ نشان بلا ہوں الفت کیش

لطف سبزہ و خال پر پر آن	تازہ ہر دم مروت و احسان
لب سے جان بخش حرف سے دل جمع	لطف سے پوچھتا کہ خوش ہے تو
یاد کر رو دن اونکی کوئی بات	کس طرح کاٹون ہجر کی اوقات
ملنا اون سے بھی ہو گئے غم بھی	آ گئے جیتیون مین جانیے ہم بھی
مدت ہجر اگر تمام ہوئی	ورنہ اپنی تو صبح شام ہوئی

تمام شد مسمی بہ معاملات

مثنویات اژدر نامہ

یہ سوزی کئے تا خبر دار فن	نئی ناگنین جنکی ٹیکون ہے پھن
نہیں جانتی ہو نہیں مار سیاہ	زبانہ ہے آتش کا میری نگاہ
تنفس ہے مرا افعی پیچدار	گیا جس سے حضم قوی من کو مار
جدہر ہر نظر دیکھون لگجا ہے آگ	دم دم کشی لب پہ کھیلین ہین ناگ
جہان مین ہون وہ جا ہے پر شر و شور	عصا سے چلے راہ وان مار مور
مری آنکھ سے زہر ٹپکا کیا	جلا آگے میرے کبھو کب دیا
سن اس ماجرے کو سبھون نے کہا	کہان کینچوے یہ کہان اژدہا
نہ حضمی مری اژدہون سے ہوئی	طرف مجھسے ہو جونک کیا اودہی

پہونچتا تہا گردون تلک شور و شر ہوا صاف ہوتے نہ دود و بہر

رہا کرتی کوسون تلک اوسکی ہجوم نہ اوس راہ آتا کوئی جز سموم

ہوئے ساکنان بیابان تہنگ اوڑے کوہ و وادی سی شیر و پلنگ

گئے جان لے لے وحوش و طیور کوئی رہ گیا موش و مینڈک سا ور

گئی لومڑی ایک سو کہی ہوئی کسو اور جنگل مین بہو کہو ہوئے

گلی مین جو پانگو کہلے اوسکے سب ہوئی وان کی اعیان گرم غضب

خراطین و خرموش و موش و شغال اوس اژدر کو کر جنس اپنی خیال

روان ساتہ اوسکے شبانہ ہوئے گئی گرگٹ آگے روانہ ہوئے

رعونت سے مینڈک او چیلتے چلے بلون مین سے چوہے نکلتے چلے

قریب اوس بیابان کے جسدم گئی اونہون مین آگے بہت کم گئے

قضارا وہ آفت تہی سرگرم سیر چلے آتے تے بہاگتے وحش و طیر

اوس آشوب سے دست و پا گم کیے فراموش سب نے سر و دم کیے

رلا اژدر کے خرموش سا پہلوان ہوا مضطرب کیچوے سا جوان

وہ گرگٹ کہ جسکو تہی گردن کشی ہوئی خوف سے اوسپہ طاری غشی

قدم غوک سے گرد کا جل گیا بہرو سا تہا گیدڑ بہ سو ٹل گیا

مثنوی مسمی بہ تنبیہ الجہال

صحبتیں جب تہیں تو یہ فن شریف — کسب کرتے جنکی طبعیں تہیں لطیف

تہے ممیز درمیان انصاف تہا — خار و خس سے کیا یہ عرصہ صاف تہا

دخل اس فن میں تہا اجلاف کو — کیا تبا تہے یہی سو اشراف کو

تہے جو اس ایام میں استاد فن — ناکسوں سے وے نکرتے تہے سخن

پہر حصول اس سے نہ دنیا نہ دین — کوئی حاجت اوس سے وابستہ نہیں

گر جا رہا اوس کارخانے میں نہو — ٹوٹے جوتے کو کہاں لیکر پہرو

پیار ناچار اوس سے کئے جانا پڑے — کوڑیاں دے جو گٹھوانا پڑے

حاجت اس فرقہ سے یاں مطلق نہیں — جو نہو شاعر تو کچھ نقصان نہیں

یہ تو دنیا میں ہوا اس فن کا حال — دین کا اس فرقہ کے پوچھو نہ حال

کذب ہو جس جا ہو رونق بخش طبع — وانکی دینداری رکھو ہو دلکو جمع

جہوٹ آوے اسقدر جب درمیان — سو یقین ایمان کیسا دین کہاں

ہم تلک تہی یہی رسم قدیم — یعنی جنکی ہوتے تہے ذہن سلیم

پیار کرتے تہے او نہیں استاد فن — اونکی ہوتی رہبر راہ سخن

جوکہ خود سر رکہتے استادون عار ۔ اُنکے تئین ہرگز نہوتا اعتبار
زندگی بلکہ انہون پہ شاق تہی ۔ ہاتہہ گر لگ جاتی نہی شلاق تہی

حکایت

شایق فن تہا وزیر اصفہان ۔ ایک دن آیا بلا لی اوسکے ہان
حاجیان ورسے ہو آگاہ کار ۔ کی اشارت تہا سی دینا گرمیں بار
عزت و تعظیم کی حد سے زیاد ۔ پاس لے مسند پہ بیٹہا شاد شاد
اُن نے کہینچی اسکی مزاجی بہت ۔ بیٹہے بیٹہے رات جب آئی بہت
شعر کی تقریب لا کر درمیان ۔ کرنے لاگا شاعری کا امتحان
شعر خوانی کی پڑہا سو تہا غلط ۔ سنتے ہی بہرکا وہ شعلہ کی نمط
غصے ہو بولا کہ ہان فراش و چوب ۔ کہینچ لا میدان مین کی شلاق خوب
اسقدر مارا کہ بیدم ہوگیا ۔ سیج دست و پا ہر اک شم ہوگیا
کہینچ کر ڈلوا دیا دربار مین ۔ یہ خبر پہونچی جو ہر بازار مین
وارث اوسکی لگئے آ رات کو ۔ جب بخود آیا تو پایا بات کو
یعنی دستور زبان دشمن نہ تہا ۔ یا وہ کچھہ با آشنائی فن نہ تہا
غالباً پایا غلط اشعار کو ۔ خوش نہ آیا اوس کرم کردار کو

جوش سے سو خود سری سے باز آئی — تربیت ہو نیکو استادونکی جاے
ورنہ کرتا ہیچ گو بھی ہر دبنگ — رفتہ رفتہ شاعری ہو جاتی ننگ
تب جو مین خلاق کی یہ خام تھا — اب جو آیا لایق انعام تھا
قصہ کوتہ تھی تمیز درمیان — ننگ ہے کرم مزابل پہ بھی بیان
بے تمیزی سے ہے رائج ابتری — جسکو دیکھو خود نمائی خود سری
نے بیان کا ہے سلیقہ نے زبان — اسپہ ہے ہر ایک سحبان بیان
بس قلم وقت زبان بازی نہین — چپ کہ دوران سخن سازی نہین
کون حرف خوب کو کرتا ہے گوش — بات کی فہمید کا ہے کسکو ہوش
بے تمیزون سے بھرا ہے سب جہان — ہے وہان حرف ہمکو بھی کہان

تمام شد

مثنوی در ہجو نااہل سمی بزبان زد عالم

سنیو اے اہل سخن بعد از سلام — چھیڑتا ہے مجھکو ایک تخم حرام
پر نہین مرغی کا گرم طیر سے — وہم مین شہباز کا ہم سیر ہے
کام مجھکو کچھ نہین ہے اور سے — بلکہ اس بھی طرز سے اسطور سے

کسب جو کرتے تھے یہ فن شریف — اونمین سے کوئی نہ تھا میرا حریف

کتنے اک تو مشق سے تھے گرم سخن — سب پکارے آپ ہی ناآگاہ فن

مدعی میرا ہوا یہ بے ہنر — مردکی صد سالہ ساماں بے نور تر

کاسہ لیس بایہ خبث و حسود — قلیئہ دو روز سے بھی بدنمود

آتے اچھا ہی ہوا وسکا روک دو — ورنہ منہ دیکھو تو وہین اوک دو

باپ اوسکا سخت نادان نادرست — کوڑھ کرسی گندہ بغلی فاق دست

ایک جا آیا شتر قد گھر گیا — واں شتر غمزہ سا مجھے کر گیا

رہ گیا مین پی کے لوہو کا سا گھونٹ — یعنی دیکھوں بیٹھے ہے کس کل یہ اونٹ

اس تحمل پر نکلی مطلق نظر — خار پہلو کا ہوا ہر جا بچر

جب لگا ہے ناچنے مستی سے خوب — تب لیا مین نے قلم کی زیر چوب

مستی اسکی ساری اب جھڑ جائیگی — دھوم ساری گلیوں مین پڑ جائیگی

جب مجروں سے مارنا ہموار کھائین — کج خرامی سے تب اپنی باز آئین

راہ سیدھا ہو کی چلنا ہے سلے — اونٹ جب آیا پہاڑ و نکے تلے

اونٹ کی خلقت پہ ہے قدرت کو ناز — اسکی خلقت کم ہے کیا ای بے نیاز

ہیئت اسکی مضحکہ ہے سوانگ ہے — جیسے اوج بن عنق کی ٹانگ ہے

چین قلم اب ہے ارادہ جنگ کا — پاس کبتک کیجے نام و ننگ کا

یان زبر دستون کو دعوی کر گیا — یہ چہپا رستم کہان سے آگیا

تا قیامت خصم کو دعوے ہزار — ہوکے تنکا سا پہاڑون سے اوڑا

ہاتہی کی ٹکر کو ہاتہی ہی اوٹہاے — چیونٹی کا کیا جگر جو منہ پہ آے

جنگ ہاتہی کی ہو گو اوسکو ہوس — پر اوسی ہی موت کا رہا ہی بس

ایک دبکے مین کہان وہ کامنی — پونی کی سی ہے اوسکی ضامنی

مین نے پاس اوسکا کیا حد سے زیاد — پر کمی کرتا ہے یہ اپنا زیاد

قبلہ کہتے کہتے حاجی ہو گیا — پاس ظاہر چھوڑ پاجی ہو گیا

رشک شہرت سے مری مرنے لگا — میری عزت کا حسد کرنے لگا

لگ گئی چپ اوسکو میرے شور سے — یہ نہ سمجہا ہے خدا کی اور سے

یہ قبول خاطر لطف سخن — دی ہے کب سبکو خدائی ذو المنن

ایک وہ ہی ہوتی ہین خوش طرز و طور — اب چنانچہ میر و مرزا کا ہے دور

خصمی وہ کرے کہ ہو مقبول خلق — نے انہون سے جو کہ ہو مقبول خلق

دشمنی تہی اوسکو مجہسے کیا ضرور — حیف ایسی عقل لعنت یہ شعور

ہون جو مین یہ تو فگن تو ہی یہ کیا — خور کے آگے ذرہ کب ٹھہرا رہا

جھڑ گیا ہووی دماغ اوس کا تمام | پڑھتے پڑھتے شور ہی ہر صبح و شام
وہ حرف جوروسے جا لکھا جا ہوا | ایسا الو ناخر اپیدا ہوا
دیکھکر انکو خرافی بارے سرد | ایک کوتسکے نے کی تقلید تدرو
کود کر چلنے لگا آخر کو راہ | اچھی ہی رفتار ہو لارو سیاہ
کا شکے ہووین مخزر شیخ و شاب | جھوٹی سامنہ جو پکارتے کاہی باب
بدنمائی اسکی ہے بے ساختہ | کیا ہے یان عیش بچہ انداختہ
دیکھ اسے یاد آوے قدرت کاملہ | کیا بلا ہے یا وہ خوک حاملہ
گرگ گردن خوک جسم غوک سر | غول صحرائی کا بچہ ہے مگر
چار سکیان کیکے شاعر ہوگیا | اس فن مشکل کا ماہر ہوگیا
باپ کو ان نے بنا رکھا ہے اوت | ہین کہان ایسے سعادت مند پوت
کم ہوا ہے گا جو اسکا زور پا | جانتا ہے اسکو پیری کا عصا
کچھ نہین معلوم اسکو سرکار | تب تو ٹھہرایا ہے اسکو رازدار
اس زنا زادی نے جو لب وا کیا | پہلے باکا راز ہی رسوا کیا
ایک دن شب کی تھین جلوا دیئے | یارما سکے باپ کو کلادیئے
پھر حقیقی باپ سے جا کر ملا | اس مجازی کا کیا اس سے گلا

ان کمینوں کا گلہ کیا کیجیے	ایسے ذس پیدا ہوں گر تہ کیجیے
کہتے ہیں سرگرم بیباکی سے یہ	ہوں تو ہوں ناپاک کیا پاکی سے یہ
لکھیے اس فرقے کے اب تا چند ذم	خط بنا دیں ایسا کر دے کف قلم
گرچہ انکو کہتے ہیں آدمیت دار	لیک انکا منہ نہ دیکھیں کاش یار
صاف تینچی پر نہیں چڑہ ہوا ئے	گر نہ ہو اسمیں پھر ہو جائے
حیا ہو ہو اس قوم کی کیا شرح حال	آگے ہی آونگے جتنے ہونگے بال
ایک سفید انکو نہیں چھنے کی تک	ہو تو ہیں دشمن یہ کالے بال تک
کیا کہوں کیسے ہیں اوندہا یہ مجہر	کیجیے اصلاح عاید ہووے شر
کھینچیں ایسا سر کہ کر دیں پایمال	سیدہ میاں جب سنلیں تب لیں اولٹی بال
معتبر انکے جو حجامی ہیں اب	ہند میں وہ تیرہ روشنائی ہیں اب
کوئی لیجائے جو حاجت غسل کی	چلو چلو پانی پر دیتے ہیں جی
نقشیں کرتی ہی گذری اسکو وان	غسل میں فرصت تشہد کی کہاں
بیٹھیے حجامی خانے میں کیا غسل کر	جیب شاگردوں نے وان رکھی کتر
لیک پھر اجرت کے اوپر جنگ ہے	لات ہی گالی ہی پھر سر جنگ ہے
اور سقادہ میں گیا تھا اک حریف	اسکی فی الجملہ طبیعت تھی ظریف

ہجو عاقل نام ناکسی کہ بسگان او نسبتی تمام داشت

اک چوہڑے کو رزق کی وسعت سی ہو گئی
تنگی کی حوصلے نے تو رجعت سی ہو گئی

کتوں کے ساتھ کھانے لگا کتوں سے معاش
چوہڑے کی طرح شام و سحر کتوں کی تلاش

پاکیزگی طبع و لطافت وہ ہر طرف
کتا بغل میں مار کے لگا پھرنے ہر طرف

ڈنکار و کتے کو تو لہو اپنا وہ پیئے
ہے اسکی استخوان شکنی کتوں کے لیے

یا جھوٹے ہاتھ کتے کو مارا تھا کبھی
یا کتوں سے چٹاتا ہے اب اپنے منہ کو بھی

کتے ہیں پاس کتے ہیں جیب و کنار میں
کتے ہیں آستینوں میں کتے ازار میں

آیا جو ایک روز وہ بے تہ چلا ہوا
کتا ازار اسکی سے نکلا بندھا ہوا

یک سگ گزیدہ کی طرح جھونکنے لگا
پھر کھول اسکی گند کتیں چومنے لگا

ایسی بھی ہم نے دیکھی نہیں کتوں کی ہوس
گردن میں اپنے ڈالے پھرے روز و شب مرس

ٹکڑا اسی جسکے ہاتھ میں یہ اوسکا یار ہے
جیسے سگ سرائے سگ ہر سوار ہے

کتوں کی جستجو میں ہوا اور ڈار باٹ کا
دھوبی کا کتا ہے کہ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

تھکتا ہے پھر جو کرتی ہوئی دوڑ اور پہاڑ
لیتا ہے بیدماغ ہو لوگوں کی گٹھ سے پہاڑ

جو ہڈیوں پہ لڑتا رہا ہو بسان سگ
ہو آدمیت اسکو بھلا کس مقام لگ

جسکا چھت خراب کرے پھر وہ کیا کرے
آواز دیوے کتنون کو تو وے بھی جی چرا
ہے جسکا سنگ پست مرگیا جو بیٹھ رہ نہ سکے
کتنون کی ہیچے پھرتا ہے گلیون مین دور دور
اس وضع ساختہ کو ہون احمق و فریفتہ
ہے اسطرح کی معرکہ گیرون سے جہان

کیونکر زبان نکالی نہ جون سگ پھرا کرکر
مرجائیگا یہ بھونکتے ہی بہو نکتے زبان
تو شے مین اسکی ہوگا نہ کچہ غیر سگ کبہا
یہ سب ہی اسلیئے کہ ہر اک جا ہی شور ہو
بہرہ ہی جنکو عقل سے وہ کیون ہو شیفتہ
بہتیرے ایسے کتے نکما تی پھرے ہین یان

مثنوی ہجو خانہ خود کہ بسبب شدت باران خراب شدہ بود

جسم خاکی مین جسطرح جان ہے
ظلمتین اسکی سب پہ روشن ہین
ہے جو سرکوب اک بڑی دیوار
بخت بد دیکھ سارے پر نالے
اب جو آیا ہے موسم برسات
صحن مین آب نیزہ بالا ہے
عینہ مین گہر کے پانچ چھہ چھیر

اسطرح خانہ ہم پہ زندان ہے
زندہ در گور ہم کئے تن ہین
وان سے جہان کو تو ہم اندھیرا غار
اسکے معمار نے ادھر ڈہالے
دکھو ہے اپنی ہان اندھیری رات
کوچہ موج ہی کہ نالا ہے
ہم غریبون کے ہر تی ہین سر پر

مثنوی در تعریف سال و گرمیہ

موج بحر کشتی ستون مین پیٹھے | جان غمناک خون مین بیٹھے

لے گیا پیچ وتاب پانی کا | گوٹھری تھی حباب پانی کا

یون ڈوبا گھر کہ بار خاطر تھا | آہ کسکا غبار خاطر تھا

اگھرے وسلپر سب بنڈیر گری | لہر پانی کی جھاڑو دیتی پھرے

ساری بنیاد پانی نے کاٹی | اینٹ سے گھر کو کھو دیا مائی

جھک گئے سب ستون در بیٹھا | بوہی چھپر کھڑا ہے گھر بیٹھا

جب اجاری پاکی چھت ٹھہری | ہم سمجھو نین یہ مصلحت ٹھہری

آؤ اب چھوڑ کر یہ گھر نکلین | کسو ٹھٹی پہ بیٹھ کر نکلین

دبکے مرنے سے ڈوب مرنا خوب | ہے کنارا یہان سے کرنا خوب

سنکے ہر یک کے جی مین ڈر آیا | خاطرون مین یہ حرف ٹھہر ایا

گٹھری کپڑون کی مین اٹھائی تھی | سر پہ بھائی کے چارپائی تھی

بوجھہ کپڑون کا جنے باندہا تھا | اسکا سارا فگار کاندہا تھا

ساتھ کوئی چراغ لے نکلا | کوئی سر پر اجاغ لے نکلا

جہاج کی کرکے کوئی اوٹ چلا | مینہ کے مارے کوئی لوٹ چلا

منہ پہ جھلنے کو ایک سنے رویا | ایک نے سر کے لکا کیا کھویا

گھونس تب تک رہی مین مرتی ہو — موش دشتی پہ کیا گذرتی ہو

کوئی چھچھوندر جو بستی مین پان ہے — سو وہ بوہون کی مرثیہ خوان ہے

ایک دن گھر مین ایک گھونس آئی — اپنے پاون اجل لیے لائی

گھونس کیسی تباؤن غیرت سنس — طاق ہے جسکے آگے طاقت سونس

یاکوئی مادہ خوک آبستن — یاکسو کچھوے کے برادر زن

پھرتی پھرتی جو صحن سے خوشحال — پائی دیوار بیچ سر کو نکال

کہین ادہر یہ شیر جاتا تھا — پھیرتا منہ پہ پنجے آتا تھا

پڑ گئی اسکی اسپہ چشم کیوں — نیلا پیلا ہوتا دکھائی دور

پنجے جھنجھلاکے ان نے گذرانا — بارے کچھ گھونس نے اسے جانا

پر اسے خوف جان نہ آیا کچھ — غالب آیا نہ اسکا سایا کچھ

نکلکہ نکلا یا پھر انی جاتا لو — کیونکے تھا تھہ شیر کا خالو

پھر تو بگڑ ہی ہے دو نو نمین اکر — چوٹ ہوتی ہے داو پایا کر

غصہ خر موش کو بھی آن چڑھا — اتفاق اس جگہہ تھا ایک گڑھا

دو دو نون لڑتے ہوئی گڑھے مین — کیچ کو کاٹتے پھرے اس مین

تا سن اس شیر کا کچھ ایک گرا — شور محشر گڑھے کے بیچ پڑا

دہی ہرن کو بھی جلدی مین بتا
بیگیا یان سگ لوند کیا کتا

اڑتی چڑیا انہین نے ماری ہے
استخوان سگ شکاری ہے

یہ جو غصے مین آوے تو غضب
اسکے مارے ہوی ہین ہارے سب

منہ مین دیتے ہین اسکے جب مشعل
طرفہ دم لابہ کرتی ہے اپیل

منہ مین اپنے لیے فتیلی سے
سگ لیلی کی ہے قبیلی سے

باہم اس بلی کتے کا یہ ربط
کوئی دیکھے نہو وسے اسے خبط

کبھو جاتا ہو ہے یہ کوٹھے پر
لگی رہتی ہے اسکی چہت سے نظر

اور سی دشمنی جانے ہے
اسکی یہہ باولی ودا نوا ہے

دونون شوخی سے مارتے ہین
سگ و گربہ کی چال رہتے ہین

مثنوی در مذمت برشگال کہ باران دران سال بسیار شدہ بود

کیا کہون اب کی کیسی ہے برسات
جوش باران سے بہہ گئی ہے بات

بوند تہمتی نہین ہے اب کی سال
چرخ گویا ہے آب در غربال

وہی یکسان اندہیر برسے ہے
آسمان چشم واکو ترسے ہے

بٹھیں بوچھارون کی چوٹ سے ٹوٹے — سنگباران جہان ہوا ان مرتبے

پڑتے ہین یار و رس حیرانی — آرسی کے بھی گھر مین ہے پانی

آرسی ہین سوکب نکلتے ہین — مردم آبی پھرتے چلتے ہین

کشتے ڈوبے گہر کے ہین اب — سنگ آبی ہی مین جہان ہین اب

وسعت آب پوچھ مت مجھ یار — کوچے موجون کے ہو گئے بازار

مسجد اب سارے گر آتی ہین — زاہد خشک ڈوبے جاتے ہین

تھا ٹھہرنا برابر ان کے شاق — مسجدون نے کیا ہے استغراق

سفینہ تو یان اب لگے ہی رہتے ہین — سارے عالم کے کام بہتے ہین

غرق ہے چڑیا یا گلہری ہے — خشکی کا جانور بھی بحری ہے

سفینہ از بسکہ بہا ہے گا — یک جہان کو ڈبو رہا ہے گا

شعر کی بحر مین نہین ہے پانی — بہتی پھرتی ہے اب غزل خوانی

لائی بارندگی کی چالاکی — آب خشک گھر پہ تمنا کی

ہے زراعت جو پانی نے ماری — ہو گئی آنجست تر کاری

آب ہے گا جہان کے سر تا سر — خون سے سوکھتا ہے میوۂ تر

مست ہو ہو گئے ہین مست شراب — غوطے کھاتے پھرین ہین عالم آب

کھینچے باورچی نے کیا کیا ناز
کھانا نکلے پہ آوے ہے جو کیسے
وقت کھانے کے ہاتھ سے اسکا
کیا وہ دوپیازہ کھا کے ہو تازہ
گوشت ہانڈی بھرا نکھ خشک مین
خام طمعی سے اک کھڑے ہے آہ
نہ ٹلے دیکھ کر وہ تاب پلاو
کھانے پر جب وہ جی چلاتا ہے
نہیں پہونچی جو کھانا کھانے لگ
بھوکھ کا باولا جو آتا ہے
دسترخوان مین دشمنوں سے بھی وہ الجھے
آتش لغزا پہ مار بھی کھاوے
کسی مفلس کے گھر جو جاتا ہے
بھوکھ سے جب کہ غصے میں آوے
... یون کو نکھ سے کھا جاوے

کٹری گھی او خشکی چو تر و نہ پیاز
چیل ٹوٹی ہے گوشت پر جیسے
تاب پر نان ہے جو کش گویا
اک نوالا ہے حلوا و دوپیازہ
ہڈیاں گویا تھیں اسکی خشکی مین
دیکھ کر شکوہ نان نالہ ماہ
منہ ہے منہ بیٹھا گرچہ کھا کے کھاو
لاٹھی پاٹی بھی کھا ہی جاتا ہے
ہڈیون پر گرے ہے جیسے سگ
لوگون کو کاٹ کاٹ کھاتا ہے
جا بجا کھل ہل اگر سنے ہے علیم
اسمین گو بوغرا نکل ہو جاوے
کچھ نہیں خفتین بھی کھاتا ہے
بزکوہی کی طرح جھنجھلاوے
چنے لوہے کے بھی چبا جاوے

تھی ابھی سو سیون کی جیسے کئی | مین پڑا کہتا کہا گیا وہ ہمیشہ
کہانا کوئی اور کیا کہی اسکا | سارے منہ دیکہتے رہے اسکا
جب مرلگا وہ ہو کہہ کار و گے | روح تو شمع کی روٹی مین پہنچے
کہانی کی بو جو ناک مین پہنچے | مرگیا ہووے تو بہی اٹھہ بیٹھے
عقل باور اگرچہ کرتے نہین | وہ مری ہو کہ اسکی مری نہین
ہو کہی اسکا جو جی نکل جاوے | گور مین بہی کفن نکل جاوے

مرثیہ خروس کہ درخانۂ فقیر بود

کئی برس سے ہمارے تھی کنبہ ایک | خروس خوش کی اولاد سے ولا فسوس
پہرا جو اس سے یکایک زمانہ کج باز | قضا نے اسکو کیا ایکبار مرغ اندا
دیا کہ جو وہ اذان دن و قت صبح و شام | بجا ہے مرغ مصلی رکہین گر اسکا نام
نشین ہے مرغ چمن مین جہانکو الیاج | برنگ گلہ تاج خروس سر پہ تاج
جو بیٹھے جہانسے مین پرواز پہ و ... | گہڑا ہو دہوپ مین تو رشک مرغ زریں بال
کبہو صحن مین گہر کے وہ اشرف الطیار | پہرا جو بیس کو ڈالی تو مرغ آتش خوار
تہجد مین شنا گستر مین اسکے مدام | ہزار گذاشت کرین مرغ سبزہ زار تمام

مثنوی ساقی نامہ

در تعریف آغا رشید کہ خطاط بود و بفرمائش میان اعز الدین کہ فقیر خوشنویس بوزند

میر خطاط یک قلم دیکھے — لیکن آقا سے لوگ کم دیکھے

یعنے عبد الرشید تھا استاد — خوشنویسی کی جنسے دی ہے داد

خط کی خوبی کا اسکی ابتک ڈھنگ — صفحۂ روزگار پر ہے رنگ

وہ تصرف کہیں جو کرتا ہے — شکل نقاش رنگ بہرتا ہے

حیرت افزا ہے حسن ہر تحریر — مشقی اسکے ہے قطعۂ تصویر

خط شیرین جو اوسکا پاتے ہین — ہم حلاوت بہت اٹھاتے ہین

لگ گئی ہے قلم تو جادو ہے — مد جہان ہے کسو کی ابرو ہے

سطر لکھتا نہین خفی کے وہ — غنط ہے خوبان کی پشت لب کا وہ

ایسا لکھنا کسو کی طاقت ہے — ہے جلی سب تو ایک بابت ہے

خط مین کیسا ہے کوئی کامل ہو — اسکا کب نقطہ مقابل ہو

حرف کس کس ادا سے لکھتا ہے — کون ایسے صفا سے لکھتا ہے

سے الف قامت نکورویان — لام ہے زلف سلسلہ مویان

خوگر اسے ناز چشمکے سے ہے — وہ ہے کہ جیسے چشمکے سے ہے
جو عکس پڑ رہا ہے جام مے مین — آتی ہے صدا سسکی کی مین
ہے جلوہ گری مین یاں یعید نا — وہ مست گذارہ سر انداز
سو رنگ مین اسکی یاد رکہ تو — ہر جلوہ سے دلکو شاد رکہ تو
عالم مین جو کچہہ شہود مین ہے — ہر لحظہ اسی سجود مین ہے
کہ پیوا سی کوا ور سے چسپے — جیتا رہے کوئی دن تو خوش جیے
اب روسے سخن چمن کو کر دے — مینا سے دل اور مے سے بہر دے
آئی ہے بہار سے گسارا ان — پہولے ہین چمن مین گل ہزاران
آئی ہے بہار رو سر خیابان — ہے لطف ہوا سے گل بدامان
آئی ہے بہار زید کیشان — ہے تو بجا بادہ دل پریشان
آئی ہے بہار صحن گلزار — کرتا ہے تو اسے سینہ افگار
لایا ہے جو زور اسکا نالہ — مجکو بہی بہر لے سیر لالہ
ساقی جو کدورت مین بہی ادائی — معذور رکہ اب بہار آئی
گل باد صبا سے تا کمر ہے — دامان بلند ابر تر ہے
غنچے کی گلا بیان بہری ہین — تکلیف سے کے منتظر جو ہری ہین

شیخ آئی کو تو میکدے میں آیا — پر ہو گئے بہت خراب نکلا
یک جرعہ شراب ہی میں واعظ — ہر مسخرگی کا باب نکلا

تھا غیرت بادہ عکس گل سے
جس جوئے چمن سے آب نکلا

ہو صرف شراب کاش ساقی — ہے شیشۂ عمر ہے جو باقی
بے ساغر مے خنک ہے جینا — رکھتا ہے شگون شراب پینا
لا بادۂ کہنہ سال تو ہے — سجدہ بھی بابت گرو ہے
دروازۂ میکدہ کھلا ہے — ہر پیر و جوان کو الصلا ہے
اینڈی سے ہے ہر ایک مست جوں تاک — لیتے نہیں نام دامن پاک
ہر غنچہ ... سر ہے — ہر گوشے میں عالم دگر ہے
مستی نگاہ عقل دشمن — خوبی خرام مرد افگن
کہتے گئے صاحب کرامات — ہم بھی نہیں قابل خرابات
جو لوگ کہ اس جگہ سے اٹھے — کب حلقہ و خانقہ سے اٹھے
یاں پیتے ہیں جام بیخودی کا — ہے دور تمام بیخودی کا
مستی سے ہے ہر ایک صبح صد بار — خورشید کا سر ہے اور دیوار

وہ کام دل سبو بدوشان — یعنی کہ وہ ہے شراب جوشان

وہ موجب دل خوشی کہان ہے — وہ دارو بہشتی کہان ہے

وہ جسکی طرف کو ہے تہ دل — یعنی وہ ہے شیشہ ماہ منزل

وہ آتش تیز آب آمیز — وہ عصر بدہ جو وہ فتنہ انگیز

وہ مقصد جان ناامیدان — وہ رد سیہ ہے روسفیدان

وہ رونق کارگاہ شیشہ — وہ شوکت بارگاہ شیشہ

وہ جس سے ہو توبہ مو پریشان — وہ جس سے ہو گفتگو پریشان

وہ دامن خشک جس سے جل جائے — ثابت قدمون کا پا تو چل جائے

وہ سرخی چشم خوبرویان — اسباب خرابی نکویان

وہ دلبر خود سر ختائین — وہ رہزن راہ دین و آئین

وہ جس سے غبار دل سے ہو دھون — مینا کے گلے سے لگ کے رو دون

مستی کی مجھے بھی خواہشین ہین — اس عقل سے دلکو کاہشین ہین

لا اسکو جو آستین جھاڑون — پھر ہاتھ چلے تو جیب پھاڑون

بیہوش شراب تا بکے رہیے — ہون تا بکجا کباب رہیے

ہے مستی بیخودی ضروری — کھل جائے مقام بے شعوری

مثنوی مسمی بجوش عشق

ضبط کروں میں کب تک آہ اب — چل اے خامہ بسم اللہ اب

کہہ سک دل کا راز نہانی — نسبت جریدۂ میری زبانی

یعنی میرا ایک خستہ غم تھا — سر تا پا اندوہ و الم تھا

آنکھ لڑی اوسکی اک جا گہہ — جنبو و ہو گئی جان آنکھ

صبر نے چاہی دل نے رخصت — تاب نے ڈھونڈی ایکدم فرصت

تاب و توان شکیب و تحمل — رخصت اوسے ہو گئی بالکل

سینہ فگاری سامنے آئی — بیتابی نے طاقت پائی

گہتے آئے داغ سیاہی — کام جگر کا کرنی تباہی

خون جگر ہو بہنے لاگا — پلکوں ہی پر رہنے لاگا

خواب و خورش کا نام نہ آیا — ایک گھڑی آرام نہ آیا

چاک جگر سے محبت چمکی — آنسو کی جا گہہ حسرت ٹپکی

سوز سے چھاتی تا با گویا — اور پلک خونناب گویا

آہ سے اوسکی مشکل جینا — درد فقط تھا سارا سینا

جدول جاری چاک گریبان | گوشہ دامن وقف مژگان

دیدۂ تر کے دریا قابل | ساحل خشک لبی کے ساحل

ہر دم ہو ہر سمت کو جاری | خون باری سے سیل بہاری

تشنہ لبی اک منہ پہ ہویدا | لب جس جسکا ہووے نہ دریا

خاک بسر آشفتہ سری سے | شہر قیامت نوحہ گری سے

سر تا پا آشفتہ دماغی | داغ جنون دے جسکو چراغی

غم سے گرچہ دم بھی کہین تھا | جامے مین اک تار نہین تھا

وادے پر جب اپنے آوے | صحرا صحرا خاک اڑا دے

کلفت دل جب خاک فشان ہو | اشک کی جاگہ ریگ روان ہو

گل اون نے از بسکہ کہائے | سیہ لونکی چھڑیان ہاتھ نہ ائے

دل کے غبار نے راہ جو پائی | شہر مین گویا آندہی آئی

سر پہ اوسکے سنگ ہمیشہ | جی پر عرصہ تنگ ہمیشہ

آہ سرد کرے وہ عریان | بید سا کانپے ہووے پریشان

گرد کے نہ اوسکا پیراہن | دامن صحرا جس کا دامن

یار دامن تار گریبان | دامن قرب جوار گریبان

... دیکھ کر قائل	مذہب اوسکا ... قائل
کیا کہیے کیسا کچھ تہا	القصہ وہ ایسا کچھ تہا

در صفت گلبری کہ باو علاقہ دل بود

وہ کیا تہا جسپر عاشق	جی سے تہا یہ عاشق صادق
دیدۂ گل مین جاگہہ اوسکی	نکہت گل گرد رہ اوسکی
چشم پرہ سارا چمن اوسکا	نقش قدم تہا یاسمن اسکا
آگے اوسکے کبہو نہ خوش آیا	یہ روگل نے کہان سے پایا
گل آشفتہ اوسکے رو کا	سنبل اک زنجیری موکا
جب وہ چہرہ تابندہ ہو	ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو
زلف اوس چہرے پر تابندہ	کاکل صبح سے خوش آیندہ
دیکہہ اوس رخ کی نور افشانی	شمع مجلس پانی پانی
ہو ہرچند یہ بدر کامل	اس چہرے کی ہو مقابل
حوصلہ کتنا اس بے تہ کا	منہ دیکھو آئینہ ... کا
رکہتی تہی دعوے چشمی پر	لیکن اسکے چشم نظر کہ

چشم کرشمہ جان تغافل / شایان اوسکی شان تغافل

کیا جانئے وہ حال کسو کا / تپھر دل اوس آئینہ روکا

پاتے ہی ابرو کا اشارا / غمزے نے اک خنجر مارا

جب وہ خرام ناز کری ہے / جیکو جور نیاز کرے ہے

رخصت دی گر عشوہ گری کو / ایک ہی جلوہ بس ہر پری کو

ہنسنے مین وہ صفائی دندان / برق خرمن عالم امکان

رشک سحر کو صافی تن پہ / خون صحرا جی اوس گردن پہ

آہ صفائی اوس سینے کی / غیرت افزا آئینے کی

شکل جبین مین یہ ناز کہان ہے / صورت ہے انداز کہان ہے

ایسا خوب جہان مین کہین ہے / رحم ہے اسپر اب جو نہین ہے

جب وہ شکل نظر آتی تھی / کلفت دل کی نکل جاتی تھی

رنگین ویسی اوس کف پاسی / جائین نکویان اپنی جا سے

چشم کروانصاف کے گردا / یوسف و شیرین لیلی عذرا

کون ہوا اس محبوبی سے / خوبی تو تھی پر اس خوبی سے

بارنزاکت کیونکی اوٹھادے / شاخ گل سا لٹکا جاوے

خصت کو اس پاس بہی آیا	جلتے کے تئین اور جلایا
وقت وداع قیامت گزرا	سر سے آب حسرت گزرا
ایک دم بیخود ہو کے رہا وہ	اوس سے آگے آپ گیا وہ
آنکہین لگین ناسور ہو بہنے	دیکھ اوسکو لگا یہ کہنے
ظلم ہے یوں ہو پیتے رہیے	جان گئے پر جیتے رہیے
عمر عزیز چلی یون جاوے	اور فلک آنکھونسے دکہاوے
آخر کر کے خدا کے حوالا	آئینے پر پانی ڈالا
تاکے وہ منہ دکہلاوے شتابی	راہ دور سے آوے شتابی

یار گئے پر میر جواب ہے
جان سے خالی اک قالب ہے

راقم غم ہے وہ دل تفتہ	نام بر اوسکا رنگ رفتہ
تجھسے فرصت اوسکو کہان ہے	قاصد اشک ہمیشہ روان ہے
خط لکہتا ہے اس مضمون سے	تر ہو بال کبوتر خون سے
خط ہے اک آتش پر ہووے	جس سے کباب کبوتر ہووے
جب درد دل اون نے لکہا ہے	شعلہ خط مین لپیٹ دیا ہے

سما ارض و خورشید و ماہ سب

نہان و عیان دیکھہ ہر جا ہے

بہر صورت آئینہ سب مین پیدا ہوا وہ

یہ سب عکس اوسکا ہے جہان

ملک جن و حیوان پری و انسان

مثنوی باعجاز عشق

ثنائے جہان آفرین ہے محال
زبان اسمین جنبش کرے کیا مجال

کمالات اوسکے ہین سب پر عیان
کرے کوئی حمد اوسکی کیونکر بیان

کہون کیا ہین اوسکی صفات کمال
کہ ہے عقل کل یان پریشان خیال

خرد کم ہے اوسکی حیران ہے
کہان یان پریشان پشیمان ہے

زمین و فلک سب ہین اوسکی صنع
مہ و خور ہین اوس سے تابان بنور

یہ صنعت گری اوس ہی صانع سوا
کف خاک کو آدمی کر دکھا

نہ آوے کسیکی جو ادراک مین
سو رکھے جا ہے وہ اس کف خاک مین

کرے ہیچکا تمثیل و تشبیہ ہے
منزہ ہے وہ بلکہ تنزیہ ہے

وہی حاصل مزرع آسمان
کئے اونے دانے ہین خرمن نہان

سفید و سیہ کو نہین اوسکی بار
درسی ہے ازما نفی کی لیل و نہار

در توحید انشا طراز جسرنی کہ
فقرہ یکتا سے اوبعالم دو ویدہ

کرون اسکی قربت کا کیا مین بیان — کہ تھا قاب قوسین اوادنی مکان
مرا نہ یہ پایا اسکے فرق نیاز — کیا جسکی خلقت پہ صانع نے ناز
بصورت اگر عبد مشہور ہے — حقیقت کو پوچھو تو معبود ہے

نہین پا شکستون کا اب دستگیر
محمد ہین اور آل ہین اوسکے ظہیر

گنہگار ہون چشم ایک اس سے ہے — توقع شفاعت کی ایک اس سے ہے
درود آل پر اسکے ہر صبح و شام — وہی شافع حشر خیر الانام
پلا ساقیا بادۂ لعل گون — کہ ہو جائین سرخ آنکھین مانند خون
ہے اب حرف مستانہ کا ولولہ جوش — کر آویزۂ گوش گرچہ ہے ہوش

مناجات بطور عاشقان ارو
در بلاے جدائی گرفتار

مرا زخم یارب نمایان رہے — پس از مرگ صد سال خندان رہے
رہی دشمنی جیب سے چاک کو — صبا دوست رکھے مری خاک کو
مژہ اشک خونین سے سازش کرے — غم دل یہی مجھپر نوازش کرے

در تعریف عشق خانمان آباد آزادگان برنا نهاد

زہے عشق نیرنگ سازی تری — کہ ہے کھیلنا جی پہ بازی تری

تجھی سے ہے آب رخ زرد زرد — تجھی سے ہے سر دلمیں اٹھتا ہے درد

تجھے ربط کفار و دیندار سے — تجھے رشتہ تسبیح و زنار سے

تجھی سے ہے بلبل کو نوحہ گری — تجھی پر ہے قمری بھی خاکستری

ترا جذب دریا کو بہنے نہ دے — ترا شور صحرا کو رہنے نہ دے

تجھی سے دل شاد و غمناک ہے — تجھی سے مرا سینہ صد چاک ہے

تمنا کو تو نے کیا ہے شہید — تجھی سے نہ بر آئی میری امید

تجھی سے ہے مجنون حقیر النور — تجھی سے ہے فرہاد کوہوں پہ زور

تجھی سے گلو گیر ہے خستگی — تجھی سے ہے وابستہ دلبستگی

تجھی سے دل عاشقان سب گرو — تجھی سے ہے پروانہ آتش بجو

ترا کام دنیا سے بدنامیان — تری راہ میں دیکھے ہیں ناکامیان

تجھی سے سراسیمہ ہیں یار لوگ — تری تیغ سے قیمہ ہیں یار لوگ

تجھی میں ہیں یہ کاروبار زیان — تجھی پر ہیں موقوف جانبازیان

دنیا فی درویش جگر ریش

کہ این بلا در سر آمد

کسو معتبر سے روایت ہے ایک

کہ درویش سے یہ حکایت ہے ایک

۶۳۴

اسکے سے مقدور تک سب کہیں — سدا اسکا منہ دیکھتے ہی رہیں

وہ اک دودمان کا تھا روشن چراغ — جلاتے تھے سارے اسی پر دماغ

ولے اسکے دلمین اک آتش نہان — کہ دیکھے جلا اس سے سارا جہان

سب آرام چاہین اسے اضطرار — سراپا تلک ایک دل بیقرار

نہ کچھ ہوش کھو جانے کا اسکو تھا — تشتت نہ مر جانے کا اسکو تھا

نہ طاقت تھی تن مین کچھ جی مین تاب — نہ دل پاس نے صبر آرام و خواب

سراہ دل قیمہ قیمہ لیے — یہ کہتا تھا مر جائیے بس جیے

سن اس نوگل عشق کی بیکلی — رہا کر قیامت سرا وہ گلی

دل و صبر و ہوش و توان و حواس — رہین اسکی وحشت سے سارے اداس

نہ ناموس کا ننگ نے نام کا — مرا دوست دشمن تھا آرام کا

شب و روز فریاد کرنا اسے — کئی بار اک دم مین مرنا اسے

تماشے کا دیوانہ پیدا ہوا — زمانے کو چندے تماشا ہوا

جو دم بے طپش تو شتابی کرے — تسلی دل کی خرابی کرے

کرے طرح داغون سے وہ باغ کو — روانی اسی سے رز داغ کو

دل غمزدہ سے محبت اسے — قیامت خوشی سے عداوت اسے

ہون رہرو کی ہون زبانسے تنگ — ہون سارے قبیلے سے تنگ

سدا خون دلمین طپیدہ ہون مین — کہ آہ بلبل نا رسیدہ ہون مین

تری دوری مین ہوپچی ہے — ہوا ہے دم بھی قریب

جگر تو ہو پانی بہا غم کے — ہے دم بھی ہوا ہے کوئی دم کوئی

سمجھنا یہ بھی اے مرے — کس امید پر مین ہوا ہون ہلاک

تو جب سے دراو پر نظر آگئی — رہین آفتین میرے سر پہ نئی

نہ نامہ نہ پیغام نے رسم و راہ — یہ نہین ہوتی جاتی ہے حالت تباہ

دل و دیدہ سب مدعی ہو گئے — تماشائی مجھ پر بہت رو گئے

کئی بار جان لب پر آ پھر گئی — کہان ہے تو اے گل ہوا پھر گئی

یہ حیران ہون صبر آتا نہین — تصور ترا جی سے جاتا نہین

خراش جگر سے ہے چہاتی مین — کہ جیسے ہوا جا ہے رنگ زرد

رہا کرتی ہے داد بیداد یان — دل شب سے گذری ہے فریاد یان

سر رہ تک آ دیکھ یہ خستہ حال — کہ ہے نقش پا کی طرح پایمال

ز مودرہ غم مین تو جون کہیں سا — سنا ہی کیا نام مہر و وفا

نہ آیا نظر کے ادا سے ولیک — نہ اتنا کہ جاتا رہا جی سے ایک

مرا درد پنہان ہے گو آشکار	یہ مجھسے بیان کر کہو ن راز دار
کہین دل لگا ہو تو یہ مجھسے کہہ	کہون اس سے جا کر غمین تو نرہ
جہان کو تو بھیجے وہان جاؤن مین	کہے کام جو تو بجا لاؤن مین
جو حور بہشتی بھی ہو تیری یار	کرون مین ملک کی طرح وان گذار
خدا جانے کیا جی مین بات آگئی	کہ میری ہی دلجوئی کچھ بہا گئی
یہ سنکر جوان ز خود رفتہ نے	جگر سوختہ اور دل تفتہ نے
کیا سوز دل کو لبون پر نمود	زبان تاب کہانے لگی جیسے دود
سخن ہونے لاگے نمودار کچھ	لگا کرنے پیچیدہ گفتار کچھ
کہ جس سے یہ معنی ہوئے مستفاد	کہ اے غمگسار دل نامراد
جو دلجوئی میری ہے مد نظر	تو یان ایک محلہ ہے ٹک قصد کر
نہین اوسکو درکار کچھ جستجو	سرا ایک ترساکی ہے قبلہ رو
زبانی مری ورنہ یہ جا کے کہہ	کہ احوال سے میرے غافل نرہ
ترے واسطے خوب رسوا ہوا	مرے سر پہ ہنگامہ برپا ہوا
تسلی شکیبائی مطلق نہین	پر اب تاب تنہائی مطلق نہین
رہی جب تلک تن مین تاب و توان	اٹھایا تحمل کا بار گران

تکلم دار تھی سرخے چشم کی / طرح قدر تھی اپنے ہی خشم کی

شہید اسکی چشمک کی وحشتگان / نشانے نگاہونکے دل بستگان

مژہ موجب قتل جمع کثیر / غرض سب تھے یہ ایک ترکش کے تیر

چھپین اسکے غمزے مین کتنی سنان / نمایان ہوئی سب یہ مرگ جہان

جبین کھول دی اس پہ پیزاد نے / کہ چین مانی خوبان نوشاد نے

روان اس شب افروز سے رشک شمع / نہین ہے ہی روشن کہ تھی رشک شمع

وہ مردون کو زندہ دوبارا کرے / مسیحا جہان سے کنارا کرے

پری منفعل رنگ رخسار سے / خجل کبک انداز رفتار سے

خضر تشنہ اسکے ہے دیدار کا / مسیحا شہید اسکے بیمار کا

سوا اسکی باتون کی سب باتین ہین / جسے سنکے مردے بھی جی جاتے ہین

غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین / مسیحا کے لب یونہین کہنے کو ہین

لب سرخ اسکے وہ گلبرگ تر / چھپین جن مین دندان کی سلک گہر

تبسم مین اسنے وہ برق بہار / دم حرف ہوتے گرے آبدار

دہن غنچۂ ناشگفتہ سے کم / سخن رہرو راہ تنگ عدم

تبسم تنک گر وہ دلکش کرے / تو گلشن مین گل صد چمن غش کرے

صبا گرد اوڑا اوے تنگ وانکی خاک — تو نکلی زمین سے وان چاک چاک

کئی نعرہ کش وان کئی نعرہ زن — کئی خون گرفتہ کئی بے کفن

کئی ہیں وطن وان سفر کر گئے — سسکتے ہین کتنے کئی مر گئے

ہر اک جان ہر شخص ناکام کی — ہوا دار اسکے لب بام کی

پہرون گرد ساقی نقشے مین ترے — گلابی ہی منہ کو لگا دے مرے

مجھے مست اس سیہ دیکے کر — چلون جون تحلم پہر بہی مطلب اپنا ہو

سنا وہ جگر سوز پیغام جب — کئی آشنا حرف سے لعل لب

پڑہی ہی اک رباعی نہ کر اعتبار — کہ مضمون جسکا یہ موزون ہے یار

کہ ہجر انمین جو بیقراری کرے — سر راہ فریاد و زاری کرے

نہ سوئے درے نالون سے ہمسایہ کو — بھلی مرگ ایسی فرومایہ کو

محبت کی رہ مین یہ پہیلا تو گام — کہ سر سے گذر جاییے شاد کام

نہین شرط الفت مین چین جبین — اگر پیش آوے دم واپسین

جو پہوٹا ہی پڑتا ہو ہرجا جون آبلہ — وہ سے غم مین وا ماندہ تہا خلہ

نہ جو ہو سکے ہجر کا پائمال — تو بہتر ہی ہوتا ہے اوسکا وصال

گیا مین جواب اوس سے لیکر ادہر — سر رہ تہا پامال غم وہ جدہر

کوئی رہ گیا تھا پیام جوان ۔۔ جو تو پہر شتابی سے آیا یہان

بیان کر جو کہتا ہو تجھکو شتاب ۔۔ کہ ہے منتظر غیرت آفتاب

کہا مین نے ای پیر زن کیا کہون ۔۔ ہوا ہوا اس نوجوان کا مین یون

پیام اوسکا لایا تہا مین اس لیے ۔۔ کہ وہ بے اجل مرتا ہے تک جیے

سو یان سے گیا ایسا لیکر جواب ۔۔ کہ جس سے نکلتا تھا ناز و عتاب

نہ تھی تاب حرف درشت اسکی تئین ۔۔ کیا غم نے تہا نیم کشتہ اوسکو تئین

نہ مشغول یون تہی وہ زاری سے تہا ۔۔ وہ بیتاب بے اختیاری سے تہا

نہ سمجھی یہ رشک پری اسکو تئین ۔۔ دکھائی وہی عشوہ گری اسکو تئین

چڑہا اون نے تیوری اک انداز سے ۔۔ کہا ہیزہ ہوکے یون ناز سے

کہ جسکو نہو تاب لانے کی تاب ۔۔ شتابی سے مرتا ہے اوسکا صواب

ہوا سامنے اسکے مین حرف زن ۔۔ یہ اسکی زبان سے کہا مین سخن

جوان سنتے ہی کرکے دیدہ پر نگاہ ۔۔ سفر کر گیا جان سے بہر کر آہ

یہی ماجرا کہنے آیا ہون یان ۔۔ خبر اوسکے مرنے کی لایا ہون یان

کہہ اس سے کہ ای کشتۂ غم کی جان ۔۔ گیا آخر الامر جی سے جوان

یہ کہہ دس قدم وان سے مین تہا چلا ۔۔ کہ اک شور کانون مین میرے پڑا

کوئی نالہ بلبل سے ہے یادگار
خزان اس چمن مین ہے گل کی بہار

کہین ساقی دے آب گلرنگ کو
کشادہ بھی کر اس دل تنگ کو

گلے لگ کے مینا کے ٹک روئیے
فسانہ بھی آخر ہے اب سوئیے

مثنوی مسمی بخواب وخیال

خوشا حال اوسکا جو معدوم ہے
کہ احوال اپنا تو معلوم ہے

رہین جان غمناک کو کاہشین
گئین دل سے نومید سو خواہشین

زمانے نے رکہا مجھے متصل
پراگندہ روزی پراگندہ دل

گئی کب پریشانی روزگار
رہا مین تو ہم طالع زلف یار

وطن مین نہ اک صبح مین شام کے
نہ پہونچے خبر مجکو آرام کی

اوٹھاتے ہی سر یہ پڑا اتفاق
کہ دشمن ہوئی ساری اہل وفاق

جلاتے تھے مجھ پر جو اپنا دماغ
دکہانے لگے داغ بالاے داغ

زمانے نے آوارہ چاہا مجھے
مری بیکسی نے نباہا مجھے

رفیقون سے دیکھی بہت کج ادائی
غریبی نے اک عمر کی ہمسری

مجھے یہ زمانہ جدہر لے گیا
غریبانہ چندے بسر لے گیا

شب ہا اس طرح آہ بار سفر
کہ نہ زاد رہ کچھ نہ یار سفر

پڑی فکر جان میرے احباب کو — اوڑا دیوین سب گھر کے اسباب کو

ہوئی پاس کوئی تفاوت یہ ہو — سراسیمہ کوئی محبت سے ہو

کوئی فرط اندوہ سے گر اک — گریبان کسو کا مرے غم سے چاک

جو دیکھون تو آنکھون سے لو ہو بہے — نہ دیکھون تو جی پر قیامت رہے

کہے چشم بندی کو بار غیر — ولے منزل دل مین اس مہ کی سیر

وہی جلوہ ہر آن کے ساتھہ تھا — تصور مرے جان کے ساتھہ تھا

اگر ہوش مین ہون و گر بیخبر — وہ صورت رہی میری پیش نظر

اسے دیکھون جیدہر کرون مین نگہ — وہی ایک صورت ہزارون جگہہ

نگہہ گردش چشم سے فتنہ ساز — مژہ آفت روزگار دراز

عجب رنگ پر سطح رخسار کا — نگر تہا وہ آئینہ گلزار کا

جو آنکہہ اوسکی ہنسی سے جا کر گری — دم تیغ پر راہ چلنے پڑی

مکان کنج لب خواہش جان کا — تبسم سبب کاہش جان کا

وہین دیکہکر کچہہ نہ کہئے کہ آہ — سخن کی نکلتی تھی مشکل سے راہ

سزا ہے جگر اس کسو کے لئے — جو سیب ذقن اسکا بو کر جئے

گل تازہ شرمندہ اس رسے ہو — خجل اسکے مشکناب گیسو سے ہو

کہ جو ما کروں بید مجنوں کی طرز
رہے یاد اوس سرو موزوں کی طرز

رہوں زرد میں گاہ بیمار سا
پریشان سخن گہ پریدار سا

پری خوان کو لا کوئی افسوں پڑھاے
کسو سے کوئی جا کے تعویذ لاے

طبیبوں کو آخر دکھایا مجھے
نہ پہنچا جو کچھ تھا پلایا مجھے

دوا جو لکھی سو خلاف مزاج
کہاں اس خرابے کو کار علاج

کہ سر رشتہ تدبیر کا گم ہوا
دل اوپر ہجوم توہم ہوا

درون خود بجو و بجو اسی رہے
پریشان دلی اور اوداسی رہی

کروں بیکلی جاؤں تا ہر کہیں
نہ گہر میں لگے جی نہ باہر کہیں

قیامت جنوں کا رہے سر میں شور
کہیں جاے دل کوہ و صحرا کی اور

رہے شوق سر در گریبان دل
ہوا کھینچے صحرا کو دامان دل

سر آشفتہ زلف گرہ گیر کا
قدم حلقہ در گوش زنجیر کا

جنوں آہ در پے ہوا جان کے
محبوز ہوئے یار زندان کے

گیا بند اک کوٹھری میں مجھے
کہ آتش جنوں کی نگروان بجھے

لب نان اک بار دینے لگے
دم آب دشوار دینے لگے

کہاں علم کسب فرصت نہ آہ
ہوا کا بھی وان گشت دوزن کی راہ

کہین وہ روش جس سے ...
کہین وہ طرح جس ...
کہین حرف زن ...
کہ دیکھا گیا دل کسی انداز سے
کہین وہ ادا جس سے معلوم ہو
کہ جیسے وہ عاشق کو محروم ہو
کہین وہ سخن جو جگر خون کرے
کہین راز اپنے کو مضمون کرے

جفا ضعف سے تجلو کیا کیا نہ تھی
و طاقت گئی یون کہ گویا نہ تھی

پس از چند آنکھین ٹھہرنے لگین
نگاہین بہی کچھ کام کرنے لگین

بندہا ناتوانی کا رخت سفر
کیا طاقت رفتہ نے منہ ادہر

کسے تہا مری زندگانی کا دہیان
ولیکن نہایت تہا مین سخت جان

لگی جان سی آنے اعضا کے بیچ
کوئی روز رہنا تہا دنیا کے بیچ

پہرا ناتوان مین بہت درد سے
کہ نزدیک تہا عالم گور سے

غلط کاری وہم کچھ کم ہوئی
وہ صحبت جو رہتی تھی برہم ہوئی

وہ صورت کا تہا وہم دیوانگی
لگی کرنے در پردہ بیگانگی

پس از دیر آنکھوں مین آنے لگے
نہ دو دو پہر منہ لگانے لگے

تہ تکیے مری اور اس پیار سے
غریبانہ سر مارے دیوار سے

کہین ٹک تسلی کہین بیقرار
کہین شوق سے میری بے اختیار

کہین واسطے میرے روتی ہی خون
کہین دست زیر زنخ ہی سکون

کہین دلکو اپنے دکہاوے مجھے
مری بیوفائی جتاوے مجھے

کہین دست بر دل وہ رشک قمر
کہین حسرت آلودہ مجہ پر نظر

کہین بیدماغانہ سرگرم ناز
کہین آتش شوق سے جانگداز

غرض ناامیدانہ کر اک نگاہ
ہوس تو ہم گیا سوے ماہ

نہ آیا کبھو پیسہ نظر اوس طرح
دیکھا اوسے جلوہ گر اوس طرح

مگر گاہ سایہ سا مہتاب مین
ہو وہم سا عالم خواب مین

دل خو پذیر وصال دوام
ہے خواب مین روز و شب صبح و شام

اگر وصل خواب فراموش تھا
ولیکن وہی خواب کا جوش تھا

پلک سے پلک آشنا ہے وہی
زخود رفتگی کی ادا ہے وہی

کھڑا ہون تو سوتا ہون اک ذوق مین
رگ خواب دل ہے کف شوق مین

جو بیٹھا ہون خواب گران ہے مجھے
وہ غفلت جہان در جہان ہے مجھے

خیال اوسکا آوے کہ بس ہو ہوا
تلے سر کے پتھر رکھون سو رہون

مجھے آپ کو یونہین کھوتی گئی
جوانی تمام اپنی سوتے گئی

دکھایا نہ اوس مہ نے رو خواب مین
نہ دیکھا پھر اوسکو کبھو خواب مین

بہت جستجو وہ بیخبر ہوچکا
ہم آغوش طالع بہت سو چکا

نہ دیکھا کبھو پھر وہ حسن و جمال
وہ صحبت تھی گویا کہ خواب و خیال

تمام شد

خاتمۃ الطبع
الحمد للہ کہ کلیات [illegible] میر تقی [illegible]
شاعران صحیح نفس [illegible] مطبع
[illegible] منشی نول کشور
[illegible] جناب [illegible] طبع ہوا اور
[illegible]
۶۴۵
اب پہر دوبارہ بجشن انتظام
کارپردازان مطبع ماہ مارچ ۱۸۷۴ء
مین مطابق ماہ محرم ۱۲۹۱ ہجری
حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر
نظارت بخش دیدۂ مشتاقان ہوا
فقط